ادع الى سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ

۹۲ خطبات کا حسین گلدستہ

بنام

انوار البیان

جلد سوم

تالیف

نمونۂ اسلاف، عطائے خواجہ حضرت علامہ مولانا مفتی

انوار احمد قادری صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ

بانی و سربراہ اعلیٰ: الجامعۃ الغوثیہ غریب نواز کھجرانہ اندور (ایم پی)

ناشر

امام احمد رضا اکیڈمی

صالح نگر، رامپور روڈ، بریلی شریف یو پی (انڈیا)

سلسلہ اشاعت .... (۶۴)

کتاب	:	انوار البیان (جلد سوم)
تالیف	:	عطائے خواجہ حضرت علامہ انوار احمد قادری صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ بانی و سربراہ اعلیٰ: الجامعۃ الغوثیہ غریب نواز، کھجرانہ، اندور (ایم، پی)
تصحیح، تخریج	:	مولانا رضی الدین احمد قادری، برکاتی جامعہ غوثیہ غریب نواز، کھجرانہ، اندور
کمپوزر	:	مولوی محمد راحت حسین رضوی (عرف نوید) رضوی کمپیوٹر، اندور (ایم پی)
سن اشاعت بار اول	:	۱۴۳۳ھ / ۲۰۱۲ء
تعداد	:	(۱۱۰۰) گیارہ سو
ناشر	:	امام احمد رضا اکیڈمی، صالح نگر، بریلی شریف (یو، پی)
قیمت	:	

تقسیم کار

کتب خانہ امجدیہ

۴۲۵، مٹیا محل، جامع مسجد، دہلی ۱۱۰۰۰۶

فون: 011-23243187 , 32484831

E-mail :kkamjadia@yahoo.co.uk

اُجالے اپنی یادوں کے ہمارے ساتھ رہنے دو
نہ جانے کس گلی میں زندگی کی شام ہو جائے

انتساب

محبوب خدا محمد مصطفیٰ (صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم)

آپ کے چاروں خلفائے راشدین

اور

آپ کی زوجہ سیدہ خدیجہ اور سیدہ عائشہ

اور

آپ کی پیاری بیٹی سیدہ فاطمۃ الزہرا

اور آپ کے نورعین امام حسن اور امام حسین

اور

آپ کی آل میرے پیر اعظم حضور غوث اعظم و

ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ غریب نواز

اور

آپ کے عاشق اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا و مرشد اعظم مصطفیٰ رضا

اور

آپ کی امت کے ولی میرے پیر و مرشد مولانا شاہ مفتی بدرالدین احمد قادری رضوی

میرے کریم، مجذوب بزرگ حضور دریا شاہ بابا (رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین) کے نام

جن کی دعاؤں کا ابر کرم مجھ پر برس رہا ہے

اور

قیامت تک برستا رہے گا.................. انشاء اللہ تعالیٰ

گدائے غوث و خواجہ و رضا

انوار احمد قادری برکاتی رضوی

کلماتِ دُعا

شہزادۂ اعلیٰ حضرت، پیشوائے اہلسنت، وارث علوم مجدد اعظم، جانشین حضور مفتی اعظم، شیخ الاسلام والمسلمین، قاضی القضاۃ، تاج الشریعہ، حضرت علامہ، مولانا، مفتی، محدث، فقیہ، الحاج، الشاہ

محمد اختر رضا خان قادری، ازہری، دامت برکاتہم القدسیہ، بریلی شریف (یو۔پی)

۷۸۶
۹۲

میں نے عزیز القدر مولانا انوار احمد قادری رضوی سلمہ کی تالیف کردہ کتاب مسمّٰی بہ

"انوار البیان"

کے کچھ ابواب پڑھوا کر سنے خوب سے خوب تر پایا۔ مولیٰ تعالیٰ ان کی یہ کوشش اپنی بارگاہ میں مقبول فرما کر مفید انام فرمائے آمین بجاہ النبی الامین علیہ وعلی آلہ وصحبہ افضل الصلاۃ واکمل التسلیم
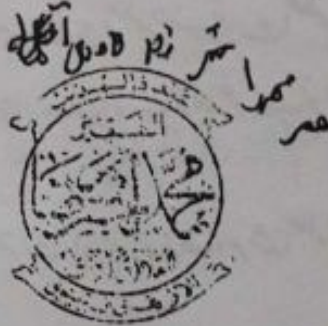
میں نے عزیز القدر مولانا انوار احمد قادری رضوی سلمہٗ کی تالیف کردہ کتاب مسمّٰی بہ ''انوار البیان'' کے کچھ ابواب پڑھوا کر سنے، خوب سے خوب تر پائے۔ مولیٰ تعالیٰ ان کی یہ کوشش اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر مفید انام فرمائے۔ آمین۔ بجاہ النبی الامین علیہ وعلی آلہ وصحبہ افضل الصلوٰۃ واکمل التسلیم

فقیر محمد اختر رضا قادری ازہری غفرلہٗ

۲۶ محرم الحرام ۱۴۳۴ھ مطابق ۱۱ دسمبر ۲۰۱۲ء، بروز شنبہ

عرض حال

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ٥

اما بعد !

ایک مدت دراز سے میری خواہش تھی اور احباب کا تقاضہ بھی تھا کہ وعظ ونصیحت اور تقریر وخطابت کے لئے ایک ایسی کتاب ترتیب دوں جو آیات کریمہ اور احادیث طیبہ اور مستند روایات و واقعات پر مشتمل ہو اور دینی معلومات کا بیش بہا خزانہ بھی ہو اور زبان وبیان کے لحاظ سے عام فہم اور آسان ہو، تا کہ علماء وطلباء وعوام اور خاص کر ائمۂ مساجد، بھی اس سے مستفید ہو سکیں۔ لیکن یہ کام آسان نہ تھا، مگر اللہ ورسول جل شانہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے فضل وکرم اور میرے بزرگوں کی عنایتوں وغوث وخواجہ ورضا اور مرشد رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی دعاؤں نے آسان کر دیا کہ سال کے ۴۸ جمعوں کے لئے ۹۲ تقریروں کا حسین وجمیل مجموعہ ترتیب پایا، جس کے لئے وقت تقریباً پانچ سال لگا، اور اس ترتیب کا نام حضور بحر العلوم حضرت علامہ مفتی الشاہ عبد المنان صاحب قبلہ سابق شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ، مبارکپور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''انوار البیان'' منتخب فرمایا۔

حضور بحر العلوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس سفر میں ہمارے خاص رہنما اور مشیر تھے۔ سب کچھ کر کے، کتاب کی اشاعت سے قبل ۱۴ ؍محرم شریف ۱۴۳۴ھ مطابق ۲۹ ؍نومبر جمعہ مبارکہ کی شب میں ۹ بج کر ۲۰ منٹ پر داغ مفارقت دے کر وصال فرما گئے۔

مدت کے بعد ہوتے ہیں پیدا کہیں وہ لوگ
مٹتے نہیں ہیں دہر سے جن کے نشان کبھی

خدا رحمت کند....... ایں پاک طینت را۔ آمین۔

(۱) اس کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ میں نے فضائل حج کے بیان کی کچھ حدیثیں کعبۂ معظمہ کے سامنے مسجد حرام میں مقام امہانی (معراج شریف کی جگہ) پر لکھا۔ فالحمد للہ رب العٰلمین اور فضائل مدینہ طیبہ کی کچھ حدیثیں

مسجد نبوی شریف میں اصحاب صفہ کے چبوترے پر لکھا۔ فالحمدللہ رب العلمین۔ اور اس کتاب یعنی انوار البیان کے کچھ حصے اجمیر شریف میں حضور خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں جنتی دروازہ کے اندرونی حصے میں بیٹھ کر لکھا فالحمدللہ رب العلمین۔ ان مبارک نسبتوں کے فیضان پر مکمل یقین ہے کہ کتاب مقبول خدا اور مقبول انام ہوگی۔

(۲) محقق مسائل جدیدہ، فقیہ العصر، حضرت علامہ، مولانا، مفتی محمد نظام الدین صاحب قبلہ رضوی مصباحی دام ظلہ العالی، صدر شعبۂ افتاء، جامعہ اشرفیہ مبارک پور کا ممنون ہوں جنہوں نے چار دن کا اپنا قیمتی وقت صرف فرمایا اور اندور تشریف لائے اور علمائے جامعہ کے ساتھ ہر مہینے کے حساب سے عنوان منتخب فرمایا۔ اور ان تمام حضرات کا شکریہ جنہوں نے ہمارے ساتھ محبت کی اور تھوڑا بھی ساتھ دیا ہے۔ جیسے فقیہ النفس، حضرت علامہ مولانا مفتی محمد افضال احمد صاحب قبلہ رضوی، دام ظلہ العالی (مفتی مرکزی دار الافتاء، بریلی شریف) خاص کر حضرت مولانا رضی الدین صاحب قادری برکاتی، جنہوں نے کتاب کی تصحیح کرنے میں نہ رات دیکھی نہ دن، شروع سے آخر تک جدو جہد کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ مولانا رضی الدین صاحب کو دونوں جہان میں خوش رکھے اور خیر کثیر عطا کرے اور عزیزی حضرت مولانا محمد عارف برکاتی، صدر المدرسین جامعہ اور عزیزم حضرت مولانا امین احمد قادری اور حضرت مولانا مفتی رفیق الاسلام صاحب اور جامعہ کے جملہ وہ علمائے کرام اور حفاظ عظام جن کی خدمت و محبت ہمارے ساتھ رہی اور محترم حاجی محمد صدیق بن محمد جمیل صاحب ٹھیکیدار اور میرے بھائی محترم حاجی محمد مقصود صاحب غوری رضوی اور محترم حاجی محمد اقبال صاحب غوری رضوی جن کی محبت ہمیشہ ہمارے ساتھ رہی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ، رحمٰن ورحیم مولیٰ ہم کو، ہمارے ماں باپ کو، ہمارے بچوں کو، ہمارے ساتھیوں اور تمام قادری، چشتی، برکاتی، رضوی، سنی بھائیوں کو ایمان پر خاتمہ عطا فرمائے اور اس کتاب انوار البیان کو ہم سب کے لئے نجات و بخشش کا ذریعہ بنائے۔ آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین علیہ والہ واصحابہ اجمعین۔ فقط

گدائے غوث وخواجہ ورضا

انوار احمد قادری

۲۱ر محرم الحرام ۱۴۳۴ھ

۶ر دسمبر ۲۰۱۲ء

اجمالی فہرست (جلد اول)

(۱) محرم الحرام

(۲) صفر المظفر

(۳) ربیع الاول شریف

(۴) ربیع الآخر شریف

اجمالی فہرست (جلد دوم)

(۵) جمادی الاولیٰ

(۶) جمادی الآخرہ

(۷) رجب شریف

(۸) شعبان المعظم

اجمالی فہرست (جلد سوم)

(۹) رمضان المبارک

(۱۰) شوال المکرم

(۱۱) ذی القعدہ شریف

(۱۲) ذی الحجہ شریف

فہرست مضامین (جلد سوم)

رمضان المبارک

پہلا جمعہ......پہلا بیان

پہلا جمعہ.......... دوسرا بیان

Scanned by CamScanner

تیسرا جمعہ .... پہلا بیان

تیسرا جمعہ ..... دوسرا بیان

چوتھا جمعہ .... پہلا بیان

چوتھا جمعہ .... دوسرا بیان

شوال المکرم

پہلا جمعہ............ پہلا بیان

پہلا جمعہ .... دوسرا بیان

دوسرا جمعہ

دوسرا بیان

تیسرا جمعہ.........پہلا بیان

تیسرا جمعہ............ دوسرا بیان

چوتھا جمعہ۔۔۔۔۔۔ پہلا بیان

چوتھا جمعہ............دوسرا بیان

وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ
١٤١٧

﴿ ۹ ﴾

رمضان المبارک

پہلا جمعہ .... پہلا بیان

قرآنِ کریم کا فیضان

Scanned by CamScanner

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى حَبِيْبِهِ الْكَرِيْمِ وَ عَلٰى اٰلِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ وَاَصْحَابِهِ الْمُكَرَّمِيْنَ وَابْنِهِ الْكَرِيْمِ الْغَوْثِ الْاَعْظَمِ الْجِيْلَانِيِّ الْبَغْدَادِيِّ وَابْنِهِ الْكَرِيْمِ الْخَوَاجِهِ الْاَعْظَمِ الْاَجْمِيْرِيِّ اَجْمَعِيْنَ ۝

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ (پ۲، ع۷)

ترجمہ: رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اترا۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

اے ایمان والو: رمضان شریف کا مہینہ بے شمار فضائل و برکات کا حامل ہے۔ اس ماہ مبارک کی ایک خاص فضیلت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی پیاری کتاب قرآن مجید کو رمضان شریف میں نازل فرمایا۔ رمضان اور قرآن میں ایک خاص نسبت ہے اس ماہ مبارک رمضان شریف میں ایمان والے کثرت سے قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں اور تراویح کی نماز میں قرآن کریم کا ختم شریف بھی ہوتا ہے اس لئے آج ہم فیضان قرآن اور عظمت قرآن کے موضوع پر بیان کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عامل قرآن بنائے اور فیضان قرآن سے مالا مال فرمائے۔

قرآن ہدایت اور شفا ورحمت ہے مومنوں کے لئے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک: يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ ۝ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (پ۱۱، رکوع۱۱)

ترجمہ: اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آئی اور دلوں کی صحت اور ہدایت اور رحمت ایمان والوں کے لئے۔ (کنزالایمان)

ہمارے حضور صاحب قرآن، حبیب رحمٰن، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جس زمانے میں تشریف لائے وہ دور جاہلیت کا تھا۔ عرب کے لوگ اقلیم کلام وسخن کے تاجدار اور میدان فصاحت وبلاغت کے شہسوار سمجھے جاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو ایسی کامل واکمل کتاب عطا فرمائی جس میں ہر زمانے کے لئے اور ہر قوم کے لئے تمام روحانی وجسمانی امراض کے لئے نسخۂ شفاء ہے۔

اللہ تعالیٰ کا پاک کلام: قرآن مجید کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے لوگوں کو سنایا تو فصاحت وبلاغت کے تاجداروں کی گردنیں جھک گئیں اور زبانیں گونگیں ہوگئیں۔

عاشق مصطفیٰ اعلیٰ حضرت امام احمد فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

ترے آگے یوں ہیں دبے لچے فصحاء عرب کے بڑے بڑے
کوئی جانے منہ میں زباں نہیں، نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں

قرآن کریم کی عظمت فصحاء عرب پر: فصحاء عرب نے جب کلام ربانی کو سنا تو اس کی فصاحت وبلاغت کے آگے ان کی گردنیں جھک گئیں اور زبانیں خاموش ہوگئیں۔ قرآن مجید کی عظمتِ فصاحت وبلاغت کے سامنے لرزہ براندام ہوکر یا تو قرآن کریم کے کلام الٰہی ہونے کا اقرار کرکے مشرف باسلام ہوجاتے۔ یا قرآن کی شان فصاحت وبلاغت کا اعتراف کرکے اپنی عاجزی کا اعلان کردیتے تھے۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو فصحاء عرب میں شمار کئے جاتے تھے۔ ایک دن ہمارے پیارے رسول مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نماز فجر میں سورۂ طور تلاوت فرمارہے تھے۔ جبیر بن مطعم کلام ربانی کو بغور سنتے رہے جب اِنَّ عَذَابَ رَبِّکَ لَوَاقِعٌ ۝ مَالَهُ مِنْ دَافِعٍ ۝ (پ۲۷،ع۲)

ترجمہ: بے شک تیرے رب کا عذاب ضرور ہونا ہے اسے کوئی ٹالنے والا نہیں۔ (کنزالایمان)

کی آیت سنی تو آپ کا بیان ہے کہ مجھے ایسا محسوس ہوا کہ گویا اللہ تعالیٰ کا عذاب میری طرف آرہا ہے۔ خوف سے جسم کا بال بال لرزنے اور کانپنے لگا۔ قرآن کریم کی عظمت کا دل سے معترف ہوکر کلمہ پڑھا اور مسلمان ہوگیا۔

(اعجاز القرآن، ابوبکر باقلانی، ص ۴۰)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے کتنے سخت دشمن تھے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

کے قتل کے ارادہ سے گھر سے چلے تھے مگر سورۂ طٰہٰ کی تلاوت سنی تو کفر کا اندھیرا جاتا رہا اور دل کی دنیا بدل گئی اور اسلام لے آئے۔

عتبہ بن ربیعہ خطیب قریش اور عظیم ساحرالبیان وفصیح اللسان شخص تھا جب ہمارے حضور رحمت دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی زبان نبوت سے سورۂ حٰمٓ کی ابتدائی آیتیں اس نے سنیں تو خوف ودہشت سے اُچھل پڑا۔ گھبراہٹ کے عالم میں قریش کے صنادید کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جو کچھ پڑھتے ہیں خدا کی قسم نہ وہ شعر ہے، نہ جادو ہے، نہ کہانت ہے، ان کے لفظ، لفظ میں ایسی پرتاثیر لذت اور لرزہ براندام کردینے والی ہیبت ہے جو دلوں کو موہ لیتی ہے اور قلوب میں خوف خدا کا سیلاب لاتی ہے اور خدا کی قسم ان کے کسی لفظ کا بھی جواب ہمارے پاس نہیں ہے (اعجاز القرآن، ص۴۱)

حضرت ضماد بن ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک حاذق حکیم وطبیب تھے مکہ مکرمہ آئے، سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کہیں تشریف لے جارہے تھے پیچھے کچھ لڑکے تھے۔ کفار مکہ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو مجنون کہا کرتے تھے لڑکوں کا جھنڈ دیکھ کر ضماد بن ثعلبہ نے بھی یہی گمان کیا اور سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں آکر کہنے لگے۔ اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں جنون کا علاج جانتا ہوں اور کرسکتا ہوں۔ ہمارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی اور قرآن کریم کی چند آیتوں کو تلاوت فرمایا۔ ضماد بن ثعلبہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ پر اس قدر اثر ہوا کہ میرا دل کانپ اٹھا اور اسی وقت میں نے اسلام قبول کرلیا۔ (مسند امام احمد، ج۱، ص۳۰۲)

حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نجاشی بادشاہ حبشہ کے دربار میں جب تشریف لے گئے اور جب آپ نے سورۂ مریم کی چند آیتیں تلاوت کیں تو نجاشی بادشاہ پر ایسی رقت طاری ہوئی کہ بادشاہ رونے لگا۔ (مسند امام احمد، ج۱، ص۲۰۲)

اے ایمان والو! قرآن کریم کی تلاوت کے فیضان وبرکات کے بارے میں آپ حضرات نے سن لیا کہ قرآن شریف کی تلاوت کی تاثیر سے، کفر کے اندھیروں میں بھٹکنے والے، اسلام کے اجالے میں آگئے اور مسلمان ہوگئے۔ یہ ہے قرآن مجید کا فیضان۔

قرآن میں ہر سوال کا جواب موجود ہے: آج دنیا میں بے شمار مذاہب موجود ہیں اور ہر مذہب میں کتاب بھی موجود ہے۔ ہر مذہب والا اپنے مذہب کی حقانیت وسچائی کے ثبوت میں کوئی نہ کوئی کتاب پیش کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ہمارے مذہب کی کتاب حق اور سچ ہے

زبور شریف، تورات شریف، انجیل شریف بے شک مُنَزَّلٌ مِنَ السَّمَاء ہیں مگر موجودہ زبور، تورات، انجیل، خلط ملط سے پاک نہیں ہیں ان آسمانی کتابوں میں تحریف کردی گئی ہیں اس لئے یہ کتابیں بھی قابل اعتبار نہ

رہیں اب اس دور میں کوئی کتاب حق اور سچ نہیں ہے صرف قرآن مجید ہی ایک ایسی کتاب ہے جو حق اور سچ ہے۔ چودہ سو برس سے آج تک قرآن مجید کا ایک ایک حرف محفوظ ہے نہ بدلا گیا ہے اور نہ ہی بدلا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک: اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ (پ۱۴،ع۱)

ترجمہ: بے شک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن۔ اور بے شک ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔ (کنزالایمان)

حضرات! قرآن مجید ہی ایک ایسی کتاب ہے جو ہمیشہ ہر شخص کے لئے ہدایت تھی اور ہمیشہ ہر ایک کے لئے ہدایت رہے گی۔ مذہب اسلام کی حقانیت اور سچائی کے لئے قرآن کریم ایک مضبوط اور عظیم دلیل ہے اور ہمارے پیارے رسول مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بے شمار معجزات میں سے ایک عظیم الشان معجزہ ہے۔

حضرات! دنیا کی تمام کتابیں سامنے رکھو اور سوال کرو کہ تمہارا نام کیا ہے۔ تم کہاں سے آئے۔ تم کس کی طرف آئے۔ تم کیوں آئے۔ تم کب آئے تو تمام کتابیں خاموش نظر آئیں گی اور کسی کتاب کے پاس بھی ان تمام سوالوں کا جواب نہیں ملے گا۔ لیکن قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی وہ حق اور سچ کتاب ہے جس میں تمام سوالوں کا مفصل اور مدلل جواب موجود ہے۔

آیئے قرآن کریم سے ہی پوچھیں اور سوال کریں۔ اے قرآن بتا کہ آپ کا نام کیا ہے۔ تو قرآن کریم جواب دیتا ہے۔

بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ۝ فِىْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ۝ (پ۳۰،سورۃ البروج) یعنی میرا نام قرآن ہے۔

اے قرآن بتا کہ آپ کہاں سے تشریف لائے؟ تو قرآن کریم جواب دیتا ہے۔

تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (پ۲۷،ع۱۶) یعنی رب العالمین کی طرف سے آیا ہوں۔

اے قرآن بتا کہ آپ کس کی طرف تشریف لائے؟ تو قرآن کریم جواب دیتا ہے۔

نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ (پ۲۶،رکوع۵) یعنی میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پاس آیا ہوں۔

اے قرآن تو بتا کہ آپ کے آنے کا مقصد کیا ہے؟ آپ کیوں تشریف لائے ہو؟ تو قرآن کریم جواب دیتا ہے۔ هُدًى لِّلنَّاسِ (پ۲،ع۷) یعنی لوگوں کی ہدایت ورہنمائی کے لئے آیا ہوں۔

اے قرآن بتا کہ آپ کس مہینے میں تشریف لائے؟ تو قرآن کریم جواب دیتا ہے۔ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِىْ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ (پ۲،ع۷) ۝ یعنی رمضان شریف کے مہینہ میں آیا ہوں۔

اے قرآن بتا کہ دن میں آپ تشریف لائے یا رات میں اور اس رات کا نام کیا ہے؟ تو قرآن کریم جواب دیتا ہے۔ اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِىْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ (پ۳۰،رکوع۲۲) یعنی شب قدر میں آیا ہوں۔

اے ایمان والو! سن لیا آپ لوگوں نے کہ قرآن پاک نے تمام سوالوں کا مکمل جواب عطا کیا اور یہ ثابت کر دیا کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید حق اور سچ ہے ایسی حق اور سچ کتاب ہمارے پاس ہے مگر ایک ہم ہیں جو قرآن کریم سے دور ہیں، گھر میں قرآن شریف موجود ہے مگر طاقوں میں رکھا ہوا ہے، لیکن مسلمانوں کو قرآن شریف کی تلاوت کی فرصت نہیں اور قرآن کریم پر عمل کرنا تو مسلمانوں نے چھوڑ ہی رکھا ہے۔ (الامان والحفیظ)

اے ایمان والو! خوب غور سے سن لو یہ ایک سچی حقیقت ہے کہ دونوں جہاں کی کامیابی کا راز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی محبت کے ساتھ قرآن کریم کی تعلیمات پر عمل کرنے میں ہے۔ عزت وعظمت، رزق و دولت، حفظ وامان کسی اور کے پاس نہیں ہے بلکہ قرآن کریم کے پاس ہے۔ لہٰذا قرآن کریم کو دلوں میں اتارو، قرآن شریف کو پڑھو اور پڑھاؤ اور اس کی مقدس تعلیمات پر عمل کر کے سچے مسلمان ہو جاؤ، مسلمانوں کی ناکامی و بربادی کا سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ مسلمانوں نے قرآن کریم کے بتائے ہوئے راستے کو چھوڑ دیا۔ اور یہود و نصاریٰ مشرکین کی راہوں پر چل پڑے۔ سچ کہا ہے ڈاکٹر اقبال نے۔

ہر کوئی مست مئے ذوق تن آسانی ہے ۔۔۔ تم مسلماں ہو؟ یہ انداز مسلمانی ہے
حیدری فقر ہے نہ دولت عثمانی ہے ۔۔۔ تم کو اسلاف سے کیا نسبت روحانی ہے
وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر ۔۔۔ اور تم خوار ہوئے تارک قرآن ہو کر

رمضان شریف میں تورات، زبور، انجیل نازل ہوئیں

انبیائے کرام علیہ السلام پر آسمانی کتابیں اسی ماہ مبارک میں نازل کی گئی ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر صحیفے رمضان شریف کی پہلی تاریخ میں نازل ہوئے۔ تورات چھ رمضان شریف میں، زبور اور انجیل تیرہ رمضان شریف میں نازل ہوئیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

قرآن سیکھنے اور سکھانے والا سب سے افضل ہے

ہمارے پیارے رسول، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ۔

تم میں بہتر وہ شخص ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے (بخاری شریف، ج:۲، ص:۷۵۲، مشکوٰۃ شریف، ص ۱۸۳)

عالم قرآن فرشتوں کے ساتھ ہوگا: نبی رحمت شفیع امت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

اَلْمَاهِرُ بِالْقُرْاٰنِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ۔ قرآن کا عالم معزز فرشتوں کے ساتھ ہوگا۔
(بخاری شریف، ج:۲، ص:۱۱۲۵، ترمذی شریف، ج:۲، ص:۱۱۸، مشکوۃ، ص:۱۸۳)

قرآن شریف کے ایک حرف پڑھنے سے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں

ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: قرآن شریف کے ایک حرف کی تلاوت کرنے پر دس نیکیاں ملتی ہیں اور دس گناہ معاف ہوتے ہیں اور فرمایا: الم لَيْسَ بِحَرْفٍ بَلْ اَلِفٌ حَرْفٌ وَلَامٌ حَرْفٌ وَمِيْمٌ حَرْفٌ ۔یعنی میں نہیں کہتا کہ الم ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف، لام ایک حرف اور میم ایک حرف ہے۔ الم تین حرف ہیں۔ پڑھنے والے کو اللہ تعالیٰ تیس نیکیاں دیتا ہے اور تیس گناہ معاف فرمادیتا ہے اور قرآن شریف جس جگہ پڑھا جائے وہاں رحمتوں کی بارش ہوتی ہے۔ (ترمذی شریف، ج:۲، ص:۱۱۹، مشکوۃ، ص:۱۸۶)

ویران گھر: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ہمارے پیارے رسول، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: جس کے سینے میں قرآن نہیں وہ ویران گھر کی طرح ہے۔ (ترمذی، ج:۲، ص:۱۱۹، مشکوۃ، ص:۱۸۶)

جس نے حافظ قرآن کی عزت کی اس نے نبی کی عزت کی

پیارے آقا رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا حفاظ قرآن کی عزت کرو۔ فَمَنْ اَكْرَمَهُمْ فَقَدْ اَكْرَمَنِیْ۔ جس نے ان کی عزت کی اس نے میری عزت کی۔ (کنز العمال، ج:۲، ص:۲۵۸)

حافظ قرآن اور ان کے ماں، باپ کی عزت

ہمارے سرکار، احمد مختار، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جس نے قرآن پڑھا اور سیکھا اور اس پر عمل کیا۔ قیامت کے دن اس کو ایسا تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی چاند جیسی ہوگی اور اس کے ماں، باپ کو ایسا لباس پہنایا جائے گا جس کے مقابلے میں دنیا کی کوئی حقیقت نہ ہوگی۔ قرآن کے (حافظ) قاری کے ماں، باپ کہیں گے یہ ہمیں کس وجہ سے لباس پہنایا گیا ہے تو ان سے کہا جائے گا یہ تمہارے بچے کے قرآن پڑھنے کی وجہ سے ہے (ابوداؤد، ج:۱، ص:۲۰۵، حاکم، ج:۱، ص:۷۵۶)

حافظ قرآن دس رشتہ داروں گنہگاروں کو بخشوائے گا

ہمارے حضور سراپا نور، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جس نے قرآن پڑھا اور اس کو یاد کرلیا اس

کے حلال کو حلال جانا اور حرام کو حرام سمجھا اس کے گھر والوں میں سے ان دس لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ اس کی شفاعت قبول فرمائے گا جن پر جہنم واجب ہو چکا تھا۔ (ترمذی شریف، ج:۲، ص:۱۱۸، ابن ماجہ)

اے ایمان والو! جب حافظ قرآن دس گناہگار رشتہ دار کی شفاعت کرے گا جن پر جہنم واجب ہو چکی ہے تو ہمارے سرکار شفیع روز شمار، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شفاعت کا عالم کیا ہوگا۔

عاشق مصطفیٰ پیارے رضا، اچھے رضا، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

پیش حق مژدہ شفاعت کا سناتے جائیں گے آپ روتے جائیں گے ہم کو ہنساتے جائیں گے
وسعتیں دی ہیں خدا نے دامن محبوب کو جرم کھلتے جائیں گے اور وہ چھپاتے جائیں گے

درود شریف:

تہائی قرآن کا ثواب: ہمارے آقا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: کیا تم اس سے عاجز ہو کہ رات میں تہائی قرآن پڑھ لیا کرو؟ لوگوں نے عرض کیا کہ تہائی قرآن کوئی کیسے پڑھ سکتا ہے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ (پوری سورۃ) تہائی قرآن کے برابر ہے۔ (بخاری، ج:۲، ص:۷۵۰، مسلم، ج:۱، ص:۲۷۱، ابن ماجہ، ص:۲۶۸)

اے ایمان والو! اس حدیث شریف سے صاف طور پر پتہ چلا کہ ایک مرتبہ قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ (پوری سورۃ) پڑھنے سے ایک تہائی قرآن کا ثواب ملتا ہے اور جس نے تین بار قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ پوری سورت پڑھی اس کو پورے قرآن کی تلاوت کا ثواب ملے گا۔

شیطان اس گھر سے دور بھاگتا ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے پیارے نبی، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ، شیطان اس گھر سے بھاگتا ہے جس میں سورۂ بقرہ پڑھی جائے۔

(ترمذی، ج:۲، ص:۱۱۵، مشکوۃ شریف، ص۱۸۴)

اے ایمان والو! جس گھر میں قرآن نہ پڑھا جائے وہ گھر قبرستان کی طرح ہے۔ اور جس سینہ میں قرآن نہ ہو وہ ویران گھر کی طرح ہے۔ آیئے! ہم سب عہد کریں کہ قرآن کریم کی تلاوت کریں گے اور اس پر عمل بھی کریں گے۔

آباد ہے وہ دل جس میں تیری یاد ہے
جو یاد سے غافل ہو ویران ہے برباد ہے

دلوں کا زنگ کیسے دور کریں: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ہمارے آقا کریم، محبوب خدا، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ دل زنگ آلود ہوتے ہیں جیسے لوہا پانی لگنے سے زنگ آلود ہو جاتا ہے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم اس زنگ کو کیسے دور کیا جائے؟ قَالَ كَثْرَةُ ذِكْرِ الْمَوْتِ وَتِلَاوَةِ الْقُرْاٰنِ فرمایا موت کو کثرت سے یاد کرنے اور قرآن کریم کی تلاوت کرنے سے۔ (مشکوٰۃ، ص ۱۸۹)

قرآن کی تلاوت نور ہے: ہمارے آقا سید عالم، نور مجسم، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: قرآن کریم کی تلاوت کرو یہ تمہارے لئے دنیا میں نور ہوگا اور آسمان میں تمہارے لئے بے شمار نیکیوں کا ذخیرہ ہوگا۔

(کنز العمال، ج:۱، ص:۲۶۸)

قرآن شفاعت کرے گا: اللہ تعالیٰ کے حبیب، ہم بیماروں کے طبیب، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اِقْرَؤُا الْقُرْاٰنَ فَاِنَّهٗ يَاْتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَفِيْعًا لِّاَصْحَابِهٖ (مسلم، ج:۱، ص:۲۷۰)

قرآن پاک پڑھا کرو اس لئے کہ قرآن اپنے پڑھنے والوں کی قیامت کے دن شفاعت کرے گا۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھنے والے پر جنت واجب ہو گئی

ہمارے سرکار محبوب پروردگار محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ایک مرتبہ ایک شخص کو قل ھو اللہ احد (پوری سورۃ) پڑھتے دیکھا ارشاد فرمایا: وَجَبَتْ (واجب ہو گئی) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں فَقُلْتُ مَاوَجَبَتْ (یعنی میں نے عرض کیا کہ) کیا واجب ہو گئی؟ قَالَ اَلْجَنَّةُ (تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جنت (واجب ہو گئی) (ترمذی، ج:۲، ص:۱۱۷، مشکوٰۃ شریف، ص ۱۸۸)

سورۂ فاتحہ کی شان: ہمارے حضور سراپا نور، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں کہ سدرہ کے مکین حضرت جبرئیل امین حاضر ہوئے اور عرض کیا اے محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اللہ تعالیٰ کی قسم! جس نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے اگر روئے زمین کے تمام دریا کے پانی سیاہی ہو جائیں اور تمام درخت قلم بن جائیں اور ساتوں زمین اور آسمان سب کاغذ ہو جائیں اور ابتدائے عالم سے لیکر آج تک تمام فرشتے اور سارے انسان مل کر اس کے فضائل لکھنا چاہیں تو نہیں لکھ سکتے۔ (ہشت بہشت)

حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد

امیر المومنین سید السادات میرے آقا حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ اگر میں چاہوں اور سورۂ فاتحہ کی تفسیر لکھنے لگوں تو اتنی ضخیم لکھ دوں کہ ستر اونٹوں کا بوجھ تیار ہو جائے۔ (حاشیہ الدولۃ المکیہ، ص ۳۷)

سورۂ فاتحہ لا علاج بیماری کا علاج ہے

ہند کے راجہ، میرے پیارے خواجہ، حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سورۂ فاتحہ ہر طرح کی بیماری کا علاج ہے جو بیماری کسی علاج سے درست نہ ہوتی ہو تو صبح کی نماز کے بعد سنت اور فرض کے درمیان اکتالیس مرتبہ سورۂ فاتحہ بسم اللہ کے ساتھ پڑھ کر دم کرنے سے لا علاج بیماری کا علاج ہو جاتا ہے اور میرے پیارے خواجہ، بندہ نواز، کرم نواز، حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ اَلْفَاتِحَۃُ شِفَاءٌ مِّنْ کُلِّ دَاءٍ یعنی سورۂ فاتحہ ہر مرض کے لئے شفاء ہے اور ہر درد کے لئے دوا ہے اور فرماتے ہیں سورۂ فاتحہ پڑھنے والے کو اللہ تعالیٰ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیائے کرام علیہم السلام کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ (سنن الدارمی، ج:۲، ص:۵۳۸، ہشت بہشت)

حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ہمارے آقا، جانِ جان، صاحب قرآن مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا علماء قرآن سے کبھی آسودہ نہیں ہوں گے اور کتنا زیادہ بھی بار بار قرآن کو پڑھا جائے مگر قرآن پرانا نہیں ہوگا اور اس کے عجائب کبھی ختم نہ ہوں گے۔

ترمذی شریف اور اشعۃ اللمعات میں ہے یعنی قرآن کے معانی وعلوم کبھی ختم نہ ہوں گے اس لئے علماء قرآن مجید سے کبھی آسودہ نہ ہوں گے۔ (حاشیہ الدولۃ المکیہ، ص ۳۷)

اندھا آنکھ والا ہو گیا: ہند کے راجہ، میرے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جو شخص قرآن کو دیکھتا ہے اللہ تعالیٰ کے کرم سے اس کے آنکھ کی روشنی بڑھ جاتی ہے اور اس کی آنکھ کبھی نہیں دکھتی اور نہ خشک ہوتی ہے اور میرے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک نابینا شخص ایک بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی نابینائی کے بارے میں عرض کیا تو اس بزرگ اللہ والے نے سورۂ فاتحہ پڑھی اور قرآن شریف اس شخص کی دونوں آنکھوں پر ملا جس سے اس شخص کی دونوں آنکھیں روشن ہو گئیں۔ (دلیل العارفین)

قرآن کریم کا ادب کرنے والا جنت میں فرشتوں کے ساتھ ہوگا

ہند کے راجہ، میرے پیارے خواجہ، سلطان الہند، عطائے رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ایک شخص بڑا گنہگار فاسق و فاجر تھا اور لوگ اس کے فسق و فجور کے سبب اس سے نفرت کرتے تھے اس گنہگار شخص کا انتقال ہو گیا تو کسی نے اس کو خواب میں دیکھا کہ اس کے سر پر تاج ہے اور جنتی لباس پہنے ہوئے فرشتوں کے ساتھ جنت میں داخل ہو رہا ہے اس شخص سے پوچھا گیا تو، تو بدکار، گنہگار تھا یہ دولت کہاں سے نصیب ہوئی تو اس شخص نے جواب دیا کہ بے شک میں بدکار و گنہگار تھا مگر ایک نیکی کرتا تھا وہ یہ ہے کہ جب بھی اور جہاں بھی قرآن شریف کو دیکھتا تو کھڑا ہو جاتا اور بڑے ادب و احترام سے دیکھتا رہتا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے ادب و احترام کے سبب مجھے بخش دیا اور فرشتوں کے ساتھ جنت میں داخل فرمایا۔ (ہشت بہشت)

قرآن کریم کا ادب اور محمود غزنوی

حضرت محمود غزنوی بادشاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بستر پر دراز ہوئے آرام کرنے کے لئے تو دیکھا کہ قرآن شریف طاق میں رکھا ہوا ہے۔ بادشاہ نے دل میں سوچا کہ قرآن مجید جہاں رکھا ہوا ہے وہاں میں کس طرح سو سکتا ہوں یہ ادب کے خلاف ہے۔ قرآن شریف کو طاق سے لیا اور دوسرے کمرے میں رکھ دیا۔ پھر خیال آیا کہ میں نے قرآن مجید کو اپنے آرام کے لئے دوسری جگہ رکھ دیا ہے یہ بھی خلاف ادب ہے پھر اٹھے اور قرآن شریف کو اسی جگہ رکھ دیا جہاں پہلے رکھا ہوا تھا اور خود بادشاہ دوسرے مکان میں آرام کے لئے چلے گئے۔ جب آپ کا وصال ہو گیا تو کسی نے خواب میں دیکھا کہ حضرت محمود غزنوی بادشاہ جنت کے باغوں میں ٹہل رہے ہیں۔ پوچھا گیا کہ آپ کو یہ مقام کیسے ملا تو جواب دیا قرآن کریم کے ادب و احترام کے سبب اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا اور میرا مقام جنت میں ہے۔ (دلیل العارفین، ص ۲۱، ۲۲)

اے ایمان والو! آج ہمارا یہ حال ہے کہ قرآن کا ادب ہم نہیں جانتے اور نہ کرتے ہیں۔ جیسے ویسے قرآن کریم کو ہاتھ میں لے لیتے ہیں نہ چھونے کا ادب معلوم ہے اور نہ پڑھنے کا ادب ہم کرتے ہیں۔ ہمارے گھروں میں قرآن مجید رکھا ہے گرد و غبار پڑے ہوئے ہیں دھول جمی ہوئی ہے، ٹی وی کا کور روز صاف ہوتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کا مقدس کلام قرآن مجید کو ہم ہاتھ نہیں لگاتے تو پھر ہمارے گھروں میں برکت و رحمت کیسے ہوگی۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم کا ادب کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

قرآن کا دل سورۂ یٰسین ہے

ہمارے پیارے آقا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: ہر چیز کے لئے دل ہوتا ہے اور قرآن کا دل سورۂ یٰسین ہے۔ جس نے یٰسین پڑھی۔ اللہ تعالیٰ اس کو دس بار قرآن پڑھنے کا ثواب عطا فرماتا ہے اور فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کی خوشی کے لئے یٰسین پڑھے گا اس کے سابقہ گناہوں کی مغفرت ہو جائے گی۔ لہٰذا اس کو اپنے مُردوں کے پاس پڑھو۔ (داری، ج:۲، ص:۵۴۸، ترمذی، ج ۲، ص ۱۱۶، مشکوٰۃ، ص:۱۸۷)

اے ایمان والو! جاگو اور ہوش میں آؤ کتنے بہروپئے اسلامی لباس میں، مسلمانوں کی صورت میں قرآن کریم پڑھ کر قرآن کے غلط، سلط مطالب کو بیان کر کے تمہارے ایمان کو برباد کرنے میں لگے ہیں۔ ضرورت ہے صحیح تعلیم قرآن کی، اسی قرآن سے بہت سے لوگ ہدایت یافتہ ہوئے ہیں اور بہت سے لوگ غلط معنیٰ و مطلب بیان کر کے گمراہ ہوئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِىْ بِهٖ كَثِيْرًا (پ ۱، ع ۳)

ترجمہ: اللہ بہتیروں کو اس سے گمراہ کرتا ہے اور بہتیروں کو ہدایت فرماتا ہے۔ (کنز الایمان)

حضرات! قرآن ایک ہے مگر پڑھنے والا جس کے سینے میں عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہے اس قرآن سے ہدایت پائے گا اور وہ شخص جس کا سینہ عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے خالی ہے اسی قرآن سے گمراہ ہو جائے گا۔ قرآن پڑھنے والا ہدایت پاتا ہے اور کچھ لوگ گمراہ بھی ہوتے ہیں۔

مراد مصطفیٰ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے پیارے رسول، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب، قرآن مقدس سے کتنے لوگوں کو بلند مرتبہ عطا فرماتا ہے اور کتنے لوگوں کو ذلیل و خوار کرتا ہے (مسلم شریف)

قرآن کریم کا غلط معنیٰ نکالنے والا بدترین مخلوق ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما خارجیوں کو بدترین مخلوق سمجھتے تھے اور فرماتے ہیں۔ اِنَّهُمُ انْطَلَقُوْا اِلٰى اٰيَاتٍ نُزِلَتْ فِى الْكُفَّارِ فَجَعَلُوْهَا عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ (بخاری، ج ۲، ص ۱۰۲۴)

یعنی بے شک یہ لوگ ان آیات قرآنی کو جو کفار کے حق میں نازل ہوئی ہیں مومنوں (مسلمانوں) پر چسپاں کرتے ہیں
اے ایمان والو! جاگو، ہوش میں آؤ اور اپنے ایمان کی حفاظت کی فکر کرو؟ کیسا نازک دور آ گیا ہے کہ چہرے پر داڑھی ہے ہاتھ میں تسبیح ہے اور زبان پر کلمہ و نماز ہے اور مسلمان کہلا رہے ہیں مگر مسلمان نہیں ہیں۔ قرآن پڑھتے ہیں حدیثیں سناتے ہیں۔ بخاری بخاری کی رٹ لگاتے ہیں اور قرآن وحدیث کے معانی ومطالب کو بگاڑ کر غلط انداز سے پیش کرتے ہیں جس کی وجہ سے سنی مسلمان دھوکہ کھا جاتا ہے اور ان کی باتیں سننے لگتا ہے اور ان کے نقلی چہرے کو پہچان نہیں پاتا۔ فریب کا شکار ہو جاتا ہے اور ایک دن ایسا آتا ہے کہ اپنے ایمان کو برباد کر لیتا ہے اور جہنم کا مستحق قرار پاتا ہے۔

اسی لئے فرمایا گیا ہے کہ قرآن کو ہاتھ میں دیکھ کر فریب نہ کھانا، قرآن کا پڑھنے والا ضروری نہیں ہے کہ مومن ہی ہو جیسا کہ مسلم شریف کی روایت بیان کی جا چکی ہے کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے حضور مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قرآن مقدس سے اللہ تعالیٰ کتنے لوگوں کو بلند مرتبہ عطا فرماتا ہے اور کتنے لوگوں کو ذلیل وخوار کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا قرآن تو صاف لفظوں کے ساتھ آگاہ کر رہا ہے کہ قرآن پڑھنے والا گمراہ بھی ہوتا ہے اور ہدایت یافتہ بھی ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے کتنے واضح انداز سے بیان فرمایا ہے کہ ہر قاری قرآن مومن نہیں ہوتا بلکہ منافق بھی قرآن پڑھتا ہے۔ اور منافق کی پہچان ہے کہ قرآن وحدیث کا غلط مطلب نکالے اور بیان کرے جیسا کہ بخاری شریف کی روایت بیان ہوئی کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما خارجیوں کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ لوگ بدترین مخلوق ہیں اس لئے کہ ان لوگوں نے ان آیات قرآنی کو جو کفار کے حق میں نازل ہوئی ہیں ان کو مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں۔

بخاری ومسلم کی حدیث سے ثابت ہو گیا کہ وہ شخص بدترین مخلوق ہے جو قرآن وحدیث کا غلط ترجمہ کرے اور ان کے مطلب ومفہوم کو بگاڑ کر بیان کرے جیسا کہ اس زمانے کے وہابی، دیوبندی، تبلیغی کرتے ہیں۔ یہ وہ گمراہ طبقہ ہے جنہوں نے قرآن کو اس کی شان نزول، اور منشاء ومراد کے خلاف استعمال کیا اور احادیث کریمہ کے معانی ومطالب کو غلط انداز سے بیان کر کے امت میں فتنہ وفساد پیدا کر دیا یعنی آیت کریمہ تو نازل ہوئی۔ بتوں اور جھوٹے خداؤں کے بارے میں اور وہابی، دیوبندی، تبلیغی ثابت کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے محبوبوں، نیکوں، انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اولیائے عظام اور بزرگان دین علیہم الرضوان کے لئے اسی لئے قرآن کا ارشاد پاک ہے۔

يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا (پ ۱، رکوع ۳)

مثال کے طور پر وہابیوں، دیوبندیوں کا عقیدہ ملاحظہ کیجئے
وہابیوں، دیوبندیوں کے پیشوا مولوی خلیل احمد انبٹھوی کا عقیدہ کہ رسول اللہ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں ہے اور لکھتے ہیں کہ شیطان اور ملک الموت کے علم سے رسول اللہ کا علم کم ہے۔ اور شیطان و ملک الموت کا علم قرآن سے ثابت ہے۔ اور رسول کا علم قرآن سے ثابت نہیں۔ اور جو شخص رسول اللہ کا علم ثابت کرے وہ مشرک ہے۔ (براہین قاطعہ، ص:۵۱، مطبوعہ کانپور)
حضرات! آپ نے سن لیا کہ وہابی دیوبندی کا عقیدہ کس قدر خراب ہے کہ شیطان کا علم تو قرآن کی آیت سے ثابت ہے اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا علم غیب قرآن سے ثابت نہیں ہے (معاذ اللہ تعالیٰ)
حضرات! اب میں آپ حضرات کو بتاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو کتنا وسیع علم عطا فرمایا ہے اب آپ خوب غور سے سنئے اور یاد رکھئے تاکہ بدعقیدہوں کو جواب دے سکیں کہ تمام علوم قرآن مجید میں ہیں اور قرآن مجید میرے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سینے مبارک میں ہے تو آپ حضرات خود فیصلہ کرو اور وہابی دیوبندی کو بتاؤ کہ میرے آقا نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو تمام علوم حاصل ہوئے ہیں کیوں کہ قرآن میرے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر نازل ہوا ہے اور قرآن میں سارے علوم موجود ہیں تو ماننا پڑے گا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو علوم کا خزانہ عطا فرمایا ہے اور اس میں علم غیب بھی موجود ہے۔ لیکن پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا علم غیب مومن مانتا ہے اور منافق انکار کرتا ہے۔

قرآن میں علوم کا خزانہ ہے: قرآن مجید وہ باعظمت کتاب ہے جس میں تمام علوم کا خزانہ ہے۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ (پ۱۴، ع۱۸)
ترجمہ: اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے۔ (کنزالایمان)
ایک جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ (پ۷، ع۱۰)
ترجمہ: ہم نے اس کتاب میں کچھ اٹھا نہ رکھا۔ (کنزالایمان)
سید المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ لَوْ ضَاعَ لِيْ عِقَالُ بَعِيْرٍ لَوَجَدْتُهٗ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ۔ یعنی اگر میرے اونٹ کے پاؤں کی رسی گم ہو جائے تو میں اس کو قرآن میں تلاش کر کے پالوں گا۔ (اتقان، ج۲، ص۱۲۶)
اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا جَمِيْعُ الْعِلْمِ فِي الْقُرْاٰنِ لٰكِنْ تَقَاصَرَ عَنْهُ اَفْهَامُ الرِّجَالِ۔ یعنی تمام علوم قرآن کے اندر موجود ہیں یہ اور بات ہے کہ لوگوں کی کوتاہ عقلیں ان کے سمجھنے سے قاصر ہیں (اتقان، ج۲)

آیۃ الکرسی کی فضیلت اور علم غیب

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے پیارے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مجھے فطرانہ کے غلہ کی حفاظت کے لئے مقرر فرمایا۔ رات ہوئی تو ایک شخص آیا اور غلہ بھرنے لگا۔ میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا میں تجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں پیش کروں گا، اس نے کہا میں غریب عیال دار اور حاجت مند ہوں۔ میں نے اسے چھوڑ دیا۔ جب صبح ہوئی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ یَا اَبَا هُرَیْرَةَ مَافَعَلَ اَسِیْرُکَ الْبَارِحَةَ۔ اے ابو ہریرہ تمہارا رات کا قیدی کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم اس نے سخت حاجت اور عیالداری کی شکایت کی مجھے رحم آیا تو اسے چھوڑ دیا۔ آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس نے تم سے جھوٹ بولا اور وہ پھر آئے گا۔ میں نے سمجھ لیا اور مجھے یقین ہو گیا کہ وہ (چور) پھر آئے گا، کیوں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اس کے انتظار میں تھا کہ وہ (چور) پھر آیا اور غلہ بھرنے لگا۔ میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا، تجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پاس لے جاؤں گا۔ اس (چور) نے کہا، مجھے چھوڑ دو میں محتاج ہوں اور بال بچے والا ہوں، اب نہیں آؤں گا مجھے اس پر رحم آ گیا اور میں نے اس (چور) کو چھوڑ دیا۔ جب صبح ہوئی تو ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ مَا فَعَلَ اَسِیْرُکَ۔ اے ابو ہریرہ! تمہارا قیدی کیا ہوا؟ میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم اس (چور) نے سخت محتاجی اور بال بچوں کی شکایت کی تو مجھے پھر اس پر رحم آ گیا اور میں نے چھوڑ دیا۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ اَمَا اِنَّهُ قَدْ کَذَبَکَ وَسَیَعُوْدُ۔ اے ابو ہریرہ! یاد رکھو اس نے تم سے جھوٹ بولا ہے اور وہ پھر آئے گا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے فرمان پر یقین تھا کہ وہ ضرور آئے گا۔ میں انتظار میں تھا اور وہ (چور) آیا اور غلہ بھرنے لگا میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا، تجھے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے حضور میں پیش کروں گا تو ہر بار یہی کہتا ہے کہ پھر نہیں آؤں گا اور پھر آ جاتا ہے اس (چور) نے کہا مجھے چھوڑ دو۔ میں تجھے ایسے کلمات یعنی وظیفہ سکھاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ان سے نفع دے گا۔ جب تم آرام کے لئے بستر پر جاؤ تو آیۃ الکرسی پڑھ لو۔ صبح تک اللہ کی طرف سے ایک محافظ (فرشتہ) رہے گا اور صبح تک شیطان تمہارے قریب نہیں آئے گا میں نے اس (چور) کو چھوڑ دیا۔

فَاَصْبَحْتُ فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَافَعَلَ اَسِیْرُکَ۔ صبح ہوئی تو رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مجھ سے فرمایا۔ اے ابو ہریرہ! تمہارے قیدی کا کیا ہوا۔ میں نے عرض کیا۔ اس

(چور) نے مجھ سے کہا میں تم کو ایسے کلمات سکھاتا ہوں جس سے اللہ تعالیٰ تمہیں نفع دے گا۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ اَمَا اِنَّہٗ قَدْ صَدَقَکَ وَھُوَ کَذَّابٌ ۔ اس نے سچ کہی ویسے وہ بڑا جھوٹا ہے اور آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ اے ابو ہریرہ جس سے تم تین راتوں سے گفتگو کر رہے ہو، جانتے ہو وہ (چور) کون ہے؟ تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی میں اس (چور) کو نہیں جانتا ہوں تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ ذَاکَ شَیْطَانٌ وہ شیطان ہے۔ (بخاری شریف، ج:١،ص:٣١٠، مشکوٰۃ،ص١٨٥)

اے ایمان والو! اس حدیث پاک سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب دانائے خفایا و غیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو علم غیب عطا فرمایا ہے۔ جبھی تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ وہ (چور) کل پھر آئے گا اور ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو یہ بھی معلوم ہے کہ وہ آنے والا اور چوری کرنے والا کوئی انسان نہیں ہے بلکہ شیطان ہے۔ اور یہ علم غیب نہیں تو اور کیا ہے۔ دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ ہم سونے سے پہلے اپنے بستر پر آیۃ الکرسی پڑھ لیں تو اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت کے لئے فرشتہ مقرر فرماتا ہے جو رات بھر ہماری حفاظت کرتا ہے۔ یہ ہے آیۃ الکرسی شریف کی برکت۔ اللہ تعالیٰ ہم کو پیارے نبی مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے علم غیب پر ایمان رکھنے کی اور سونے سے پہلے آیۃ الکرسی شریف پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین، ثم آمین۔

بسم اللہ شریف کی برکت: ہمارے آقا سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم وضو کرو تو بسم اللہ والحمد للہ پڑھ لیا کرو (اس کی برکت یہ ہوگی) جب تک تمہارا وضو باقی رہے گا اس وقت تک فرشتے تمہارے لئے نیکیاں لکھتے رہیں گے (طبرانی)

بسم اللہ شریف پڑھنے سے بخشش کا پروانہ ملتا ہے

کان ولایت صاحب خلافت میرے آقا حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کو عمدگی اور ادب سے پڑھا اس شخص کی بخشش ہوگئی (کنز العمال)

بیٹے نے پڑھا اور باپ بخش دیا گیا

اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک قبر سے گزر ہوا تو دیکھا کہ قبر والے پر سخت عذاب ہو رہا ہے۔ یہ ملاحظہ فرمانے کے بعد آپ چند قدم آگے تشریف لے گئے اور رفع حاجت سے فارغ ہو کر پھر واپس تشریف

لائے اور اسی قبر سے گزرے تو ملاحظہ فرمایا کہ قبر میں نور ہی نور ہے اور اس قبر پر رحمت الٰہی کی بارش ہو رہی ہے۔ آپ بہت حیران ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا۔ یا اللہ تعالیٰ کیا ماجرا ہے۔ ابھی عذاب نازل ہو رہا تھا اور اب اس قبر میں نور ہی نور ہے اور رحمت کی بارش ہو رہی ہے۔ تو ارشاد ہوا۔ اے روح اللہ (علیہ السلام) یہ شخص بڑا گنہگار اور بدکار تھا۔ اس وجہ سے عذاب میں گرفتار تھا۔ لیکن اس نے اپنی بیوی حاملہ چھوڑی تھی اس کے لڑکا پیدا ہوا اور آج اس لڑکے کو مدرسہ بھیجا گیا۔ استاد نے اس لڑکے کو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھائی۔ ہمیں حیا آئی کہ میں زمین کے اندر اس شخص کو عذاب دوں جس کا بچہ زمین پر میرا نام لے رہا ہے (تفسیر نعیمی)

اے ایمان والو! ہمارے اسلاف پہلے کے مسلمان باعزت وکامیاب تھے اس لئے کہ وہ قرآن کریم سے محبت کرتے تھے اور اس کی تعلیمات پر عمل پیرا تھے۔ تاریخ پڑھو تو پتہ چلے گا کہ وہ مسلمان ہی تھے جنہوں نے پوری دنیا کو اپنے پیارے اسلام کے سامنے جھکا دیا تھا۔

قیصر و کسریٰ جیسی سپر طاقتوں کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔ ہر میدان میں فتح وظفر کامیابی وکامرانی نے ہمارے بزرگوں کے قدم چومے اور آج ہم ہیں کہ یہود ونصاریٰ ومشرکین کے قدموں میں پڑے نظر آ رہے ہیں۔ ذلت ورسوائی ہماری پہچان بنتی جا رہی ہے۔ کفار ومشرکین ہم پر غالب آ رہے ہیں اور ہم ان کی حکومتوں میں غلام بنتے جا رہے ہیں۔ مسلمانوں میں اتحاد واتفاق نہیں۔ ایک دوسرے کی برائی وغیبت میں لگے ہیں۔ ایک دوسرے سے اختلاف معمولی بات ہے۔ آپس میں لڑ رہے ہیں۔ کٹ رہے ہیں اور ذلت ورسوائی سے دوچار ہیں۔ آؤ سب مل کر توبہ کریں اور قرآن کریم کے احکامات پر عمل کرنا شروع کر دیں اور یقین رکھیں کہ وہ دن دور نہیں کہ کامیابی وکامرانی پھر ہمارے قدم چومے گی۔

درس قرآن گر ہم نے نہ بھلایا ہوتا ۔۔۔ یہ زمانہ نہ زمانے نے دکھایا ہوتا
وہ معزز تھے زمانے میں مسلمان ہوکر ۔۔۔ آج ہم خوار ہوئے تارک قرآن ہوکر

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
اک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کیلئے

﴿ ۹ ﴾

رمضان المبارک

پہلا جمعہ .... دوسرا بیان

رمضان المبارک کی فضیلت و برکت

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ ○ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ○ (پ۲،ع۷)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے جیسے اگلوں پر فرض ہوئے تھے کہ کہیں تمہیں پرہیزگاری ملے۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

سعادت کے جلو میں رحمت پروردگار آئی
مسلمانوں کے گھر چل کر خدا کا لطف عام آیا

اور سرکار اعلیٰ حضرت، عاشق مصطفیٰ امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

شور مہ سن کر تجھ تک میں دواں آیا
ساقی میں تیرے صدقے مے دے رمضاں آیا

روزہ فرض الٰہی ہے: ہر مسلمان (مرد و عورت) عاقل و بالغ پر رمضان شریف کے روزے فرض ہیں اور نماز معراج کی شب فرض ہوئی جبکہ روزے ۱۰ ر شوال ۲ ھ کو فرض ہوئے۔ (تفسیر خازن۔ بہار شریعت)

روزہ کے لئے رمضان کا مہینہ کیوں منتخب ہوا

اسلام میں اکثر اعمال کے پیچھے کسی نہ کسی نیک بندے کی یاد موجود و مقصود ہے جیسے عرفات کے میدان میں حج کا فریضہ حضرت آدم و حوا علیہما السلام کی یادگار ہیں۔ قربانی کا نیک عمل حضرت ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام کی سنت ہے۔

صفا و مروہ کی سعی، حضرت سیدہ ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا دونوں پہاڑوں کے درمیان دوڑنے کی یاد کو باقی رکھتا ہے۔ اسی طرح ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم رمضان شریف کے مہینے میں کچھ دن کھانے، پینے سے پرہیز کرتے تھے یعنی ہمارے حضور سراپا نور، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے رمضان شریف میں بھوکے اور پیاسے رہنا پسند فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے بھی روزے کے لئے ماہ رمضان شریف کو پسند فرمالیا اور پورے رمضان شریف کے روزے ایمان والوں پر فرض کر دیئے تا کہ میرے حبیب، کونین کے طبیب مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی یادگار باقی رہے اور میرے محبوب مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی سنت قائم رہے۔

روزہ امم سابقہ پر بھی فرض تھا: حضرت آدم علیہ السلام ہر ماہ کی تیرہ، چودہ، پندرہ کو روزہ رکھتے تھے۔ حضرت نوح علیہ السلام پورے سال روزہ رکھتے تھے۔ حضرت داؤد علیہ السلام ایک دن چھوڑ کر، ایک دن روزہ رکھتے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک دن روزہ رکھتے تھے اور دو دن نہیں رکھتے تھے۔ (تفسیر عزیزی، ج ۱، ص ۶۳۹)

روزے کا سب سے بڑا فائدہ: روزہ رکھنے کے سبب روزہ دار متقی پرہیزگار بن جاتا ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ O تا کہ تم (اے ایمان والو) پرہیزگار بن جاؤ۔

بچوں کو روزہ رکھنے کا حکم دو: بچوں کو جلد سے جلد روزہ رکھنے کا حکم دو یعنی عادت ڈالو۔ تا کہ جب بچہ بالغ ہو جائے تو اسے روزہ رکھنے میں دشواری نہ ہو۔ اسی لئے فقہائے کرام فرماتے ہیں۔ بچہ کی عمر جب دس سال کی ہو جائے اور اس میں روزہ رکھنے کی طاقت ہو تو اسے ماہ رمضان شریف میں روزہ رکھوایا جائے۔ اگر طاقت ہوتے ہوئے بچہ روزہ نہ رکھے تو مار کر روزہ رکھوائیں۔ (ردالمحتار)

رمضان شریف کو پہچانو: ہمارے پیارے رسول مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اگر بندوں کو معلوم ہو جاتا کہ رمضان شریف کی (فضیلت و برکت) کیا چیز ہے تو میری امت تمنا کرتی کہ پورا سال رمضان ہی ہوتا (تو بہتر تھا) (ابن خزیمہ، ج ۳، ص ۱۹۰، الترغیب، ج ۲، ص: ۱۰۲، کنز العمال، ج: ۸، ص: ۲۲۳)

رمضان شریف کی پہلی رات میں اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر نظر رحمت فرماتا ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول مقبول مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے

فرمایا جب رمضان شریف کی پہلی رات ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی طرف نظر کرم فرماتا ہے، اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کی جانب نظر کرم فرمائے تو اسے کبھی عذاب نہ دیگا اور ہر دن دس لاکھ (گنہگاروں) کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے اور جب انتیسویں رات ہوتی ہے تو مہینے بھر میں جتنے آزاد کیے ان کی تعداد کے برابر اس رات میں آزاد کرتا ہے پھر جب عید الفطر کی رات آتی ہے تو فرشتے عید مناتے ہیں (یعنی خوشی کا اہتمام کرتے ہیں) اور اللہ تعالیٰ اپنے نور کی خاص تجلی فرماتا ہے اور فرشتوں سے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے گروہ ملائکہ اس مزدور کو کیا بدلہ دیا جائے جس نے کام پورا کرلیا۔ تو فرشتے عرض کرتے ہیں اے اللہ تعالیٰ! اس بندے کو پورا اجر دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے فرشتو! میں تم سب کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان سب کو بخش دیا۔ (اصبہانی، الترغیب والترہیب، ج:۲، ص:۹۸)

رمضان شریف کا روزہ رکھنے والا صدیقین وشہداء کا ثواب پاتا ہے

ہمارے سرکار محبوب پروردگار مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں ایک شخص نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم اگر میں اس بات کی گواہی دوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) اور پانچوں نمازیں پڑھوں اور زکوٰۃ ادا کروں اور رمضان شریف کے روزے رکھوں اور اس کی راتوں میں قیام کروں (یعنی نماز تراویح پڑھوں) تو میں کن لوگوں میں سے ہوں گا تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تم صدیقین اور شہداء میں سے ہو جاؤ گے۔

(بزار، ابن خزیمہ، ابن حبان، الترغیب والترہیب، ج:۲، ص:۱۰۶، ۱۰۵، کنز العمال، ج:۸، ص:۲۱۹)

رمضان شریف میں برکت ہی برکت ہے

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہمارے پیارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ماہ شعبان کے آخری دن وعظ فرمایا۔ اے لوگو! تمہارے پاس عظمت و برکت والا مہینہ آیا، وہ مہینہ جس میں ایک رات (ایسی ہے) جو ہزار مہینوں سے افضل ہے (یعنی شب قدر) اس مہینے کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض کیے اور اس کی رات میں قیام (یعنی نماز تراویح) تطوع (یعنی سنت) ہے جو اس میں نیکی کا کام کرے تو ایسا ہے جیسے اور کسی مہینے میں فرض ادا کیا اور اس ماہ میں جس نے فرض ادا کیا تو ایسا ہے جیسے اور دنوں میں ستر فرض ادا کیے۔ یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے اور یہ مہینہ مواسات (یعنی غمخواری اور بھلائی) کا ہے اور اس مہینے میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے جو اس ماہ میں روزہ دار کو افطار کرائے اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور اس کی گردن آگ

سے آزاد کر دی جاتی ہے (یعنی دوزخ سے آزاد کر دیا جاتا ہے اور روزہ افطار کرانے والے کو ویسا ہی ثواب ملے گا جیسا روزہ رکھنے والے کو ملے گا۔ بغیر اس کے کہ اس کے اجر میں کچھ کم ہو۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے عرض کی، یارسول اللہ اصلی اللہ تعالیٰ علیہ والک وسلم ہم میں سے ہر شخص اتنی طاقت نہیں رکھتا کہ وہ روزہ افطار کرائے تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ یہ ثواب ہر اس شخص کو دے گا جو ایک گھونٹ دودھ یا ایک کھجور یا ایک گھونٹ پانی سے روزہ افطار کرائے اور جس نے روزہ دار کو پیٹ بھر کھلایا اس کو اللہ تعالیٰ میرے حوض سے پلائے گا کہ کبھی وہ پیاسا نہ ہوگا۔ یہاں تک کہ جنت میں داخل ہو جائے۔

یہ وہ مہینہ ہے کہ اس کا اول رحمت اور اس کا اوسط مغفرت اور آخر جہنم سے آزادی کا ہے۔ جو اپنے غلام (یعنی نوکر ملازم) پر اس مہینہ میں تخفیف کرے (یعنی کام کم لے) تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو بخش دے گا اور جہنم سے آزاد فرمادے گا۔ (شعب الایمان للبیہقی، ج:۳،ص:۳۰۵، صحیح ابن خزیمہ، ج:۳،ص:۱۹۱)

رمضان ابر رحمت ہے: کعبہ شریف اللہ تعالیٰ کا پیارا گھر مسلمان کو بلا کر دیتا ہے جیسے کنواں کہ اس کے پاس جائے تو پانی ملتا ہے اور رمضان شریف ابر رحمت ہے یعنی رمضان خود ہی آ کر برستا ہے اور سیراب کر دیتا ہے (تفسیر نعیمی)

ماہ رمضان کی ہر ساعت عبادت ہے

رمضان شریف وہ برکت والا مہینہ ہے کہ اس کا دن ہو یا رات ہر وقت عبادت ہوتی ہے روزہ عبادت، افطار عبادت، تراویح عبادت، پھر تراویح پڑھ کر سونا بھی عبادت، کیوں کہ سحری کے انتظار میں سویا اور سحری کھانا عبادت، گو یا رمضان شریف کا دن ہو یا رات اس کی ہر ساعت عبادت ہی عبادت ہے۔ (تفسیر نعیمی)

رمضان میں مرنے والے کا حساب نہ ہوگا

رمضان میں نفل کا ثواب فرض کے برابر اور ایک فرض کا ثواب ستر فرض کے برابر ہوتا ہے اور جو شخص رمضان شریف میں مر جائے تو اس سے قبر میں سوال وجواب نہ ہوگا (تفسیر نعیمی)

رمضان شریف کے کھانے، پینے کا حساب نہ ہوگا۔ (روح البیان شریف)

رمضان کے لئے پورے سال جنت کو سجایا جاتا ہے

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم رسول معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے

فرمایا، جنت ابتدائے سال سے آئندہ سال تک رمضان شریف کے لئے سجائی جاتی ہے۔ جب رمضان شریف کا پہلا دن آتا ہے تو جنت کے پتوں سے عرش کے نیچے ایک ہوا حور عین پر چلتی ہے اور وہ کہتی ہیں اے رب تعالیٰ! تو اپنے بندوں میں سے ہمارے لئے ان کو شوہر بنا جن سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور ان کی آنکھیں ہم سے ٹھنڈی ہوں۔ (شعب الایمان للبیہقی، ج:۳،ص:۳۱۲،۳۱۳)

رمضان شریف میں آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ہمارے سرکار احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ جب رمضان آتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں ایک روایت میں آتا ہے کہ جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں اور شیاطین زنجیروں میں باندھ دیئے جاتے ہیں۔ (بخاری، ج:۱،ص:۲۲۶،۲۵۵، مسلم، ج:۱،ص:۳۴۶)

رمضان میں شیاطین قید کردیئے جاتے ہیں

ہمارے آقا و داتا، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہین جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیاطین اور سرکش جن قید کردیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ان میں سے کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا اور منادی پکارتا ہے اے خیر! (یعنی بھلائی) کے چاہنے والے! متوجہ ہوجا اور اے شر کے طلبگار! باز رہ اور کچھ لوگ جہنم سے آزاد کئے جاتے ہیں اور یہ ہر رات (رمضان) میں ہوتا ہے۔ (امام احمد، ترمذی، ج:۲،ص:۱۵۵، ابن ماجہ، ج:۱،ص:۱۱۹)

رمضان شریف میں ہمارے حضور کی خاص عطاء ہوتی ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جب رمضان شریف کا مہینہ آتا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تمام قیدیوں کو آزاد فرمادیتے اور ہر سائل مانگنے والے کو عطا فرماتے۔

(شعب الایمان للبیہقی، ج:۳،ص:۳۱۱)

اے ایمان والو! رمضان شریف میں ہمارے نبی قاسم نعمت و دولت مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

تمام قیدیوں کو آزاد فرما دیتے تھے تو ہم بھی آج نہ جانے کتنے غم والم اور مصیبت و بیماری کے قیدی بنے ہوئے ہیں۔ دشمنوں کے نرغے میں پھنسے ہوئے ہیں۔ آؤ اپنے مختار نبی مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ کرم میں اس ماہ مبارک رمضان شریف میں عرض کریں کہ آقا کل کے قیدیوں کو آپ نے آزاد کیا تھا ہم بھی زمانے کے ستم کے قیدی بن چکے ہیں ایک نگاہ کرم ڈال دیجئے اور قید غم سے آزاد فرما دیجئے۔ یقیناً کرم ہوگا اور آزادی نصیب ہوگی اور دوسری بات یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے مانگتے تھے اور ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مانگنے والے کو عطا فرماتے تھے۔ پتہ چلا اور معلوم ہوا کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے مانگنا صحابہ کرام علیہم الرضوان کی سنت ہے اور نبی سے مانگنے کو شرک و بدعت کہنا بے ایمان وہابی، دیوبندی کی گندی طبیعت ہے۔ اسی لئے ہم ایمان والے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے غلام اپنے پیارے نبی مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے مانگتے تھے اور مانگتے رہیں گے۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)۔ اور اللہ تعالیٰ کی دین وعطا سے ہمارے نبی دیتے تھے، دیتے ہیں اور دیتے رہیں گے۔

خوب فرمایا عاشق مصطفیٰ پیارے رضا، اچھے رضا، امام احمد رضا سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہئے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی

درود شریف:

رمضان اور قرآن شفاعت کریں گے

قیامت میں رمضان اور قرآن روزے دار کی شفاعت کریں گے۔ رمضان اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کہے گا یا اللہ تعالیٰ میں نے اسے دن میں کھانے، پینے سے روکے رکھا تھا اور قرآن عرض کرے گا کہ یا رب تعالیٰ! میں اسے رات میں تلاوت قرآن یعنی تراویح کے ذریعہ سونے سے روکے رکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ رمضان اور قرآن کی شفاعت قبول کرے گا اور روزہ دار کو بخش کر جنت عطا فرمائے گا (مسند امام احمد بن حنبل، ج:۲،ص:۵۸۶، تفسیر نعیمی)

پچھلے تمام گناہ معاف ہوجاتے ہیں

ہمارے پیارے رسول مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ (بخاری، ج:۱،ص:۶۵۸ مسلم، ج:۱،ص:۲۵۹ سنن ابوداؤد، ج:۱،ص:۱۹۴)

ترجمہ: جو شخص ایمان واخلاص سے رمضان کے روزے رکھے اللہ تعالیٰ اس کے پچھلے گناہ بخش دیتا ہے۔

جمعہ کی ہر ساعت میں دس لاکھ کی بخشش: ہمارے پیارے نبی مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ماہ رمضان میں ہر دن افطار کے وقت دس لاکھ گنہگاروں کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے۔ جن پر گناہوں کی وجہ سے جہنم واجب ہو چکا تھا اور جمعہ مبارکہ کی رات شروع ہونے سے لیکر جمعہ کا پورا دن سورج ڈوبنے تک ہر ساعت میں دس لاکھ گنہگاروں کو جہنم سے آزاد کیا جاتا ہے جو جہنم کے عذاب کے مستحق ہو چکے تھے اور جب رمضان شریف کا آخری دن آتا ہے تو پہلی رمضان سے اب تک جتنے بخشے گئے ہیں اس کی مقدار کے برابر اس آخری ایک دن میں بخشے جاتے ہیں (منبہ الغافلین)

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
اک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کیلئے

﴿ ۹ ﴾

رمضان المبارک

دوسرا جمعہ .... پہلا بیان

روزہ کے فضائل ومسائل

اور سحر وافطار کی برکتیں

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ ۝ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ (پ۲،ع۷)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے جیسے اگلوں پر فرض ہوئے تھے کہ کہیں تمہیں پرہیزگاری ملے۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

رمضان بخشش کے لئے آیا ہے: حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ کو امت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو عذاب دینا مقصود ہوتا تو اس امت کو رمضان اور سورۂ قل ھو اللہ احد شریف نہ عطا فرماتا (نزہۃ المجالس)

ایک روزہ چھوڑنے کا نقصان: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہمارے پیارے نبی مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے رمضان کے ایک دن کا روزہ بغیر رخصت و بغیر مرض کے افطار کیا یعنی چھوڑ دیا تو زمانے بھر کا روزہ اس روزہ کا بدلہ نہیں ہوسکتے اگرچہ بعد میں رکھ بھی لے۔

(بخاری شریف، ج…، ص…، ابن ماجہ، ص:۱۲۰، ابوداؤد، ج:۱، ص:۳۲۶)

جنت میں روزے دار کا دروازہ: ہمارے پیارے رسول مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں جنت میں آٹھ دروازے ہیں۔ ان میں ایک دروازہ کا نام ریان ہے۔ اس دروازہ سے (جنت میں) وہی داخل ہوں گے جو روزہ رکھتے تھے۔ (بخاری، ج:۱، ص:۲۶۱، و مسلم، ج:۱، ص:۳۶۴)

روزہ ڈھال اور مضبوط قلعہ ہے: ہمارے حضور سراپا نور، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا روزہ

سپر یعنی ڈھال ہے اور دوزخ سے بچنے کا مضبوط قلعہ ہے۔ (امام احمد، ج:۳، ص:۳۶۷، بیہقی)

روزہ بدن کی زکوٰۃ ہے: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہمارے آقا، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہر شے کے لئے زکوٰۃ ہے اور بدن کی زکوٰۃ روزہ ہے اور روزہ نصف صبر ہے (ابن ماجہ، ص:۱۲۵)

روزہ کے برابر کوئی عمل نہیں: حضرت ابواُمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے عرض کی، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم مجھے کوئی عمل بتایئے؟ تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا روزہ کو لازم کرلو کہ اس کے برابر کوئی عمل نہیں، میں نے عرض کیا کہ مجھے کوئی عمل بتایئے تو ارشاد فرمایا۔ روزہ کو لازم کرلو کہ اس کے برابر کوئی عمل نہیں۔ پھر میں نے (تیسری بار) عرض کی کہ مجھے کوئی عمل بتایئے تو (تیسری مرتبہ بھی) حکم ہوا کہ روزہ کو لازم کرلو۔ (نسائی شریف، ج:۱، ص:۲۴۰، الترغیب والترہیب، ج:۲، ص:۵۳)

روزہ دار اور جہنم کے بیچ سو برس کا فاصلہ

حضرت عمر بن عبسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ روزہ دار اور دوزخ کے درمیان سو برس کی دوری ہوگی اور حضرت معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ جو شخص غیر رمضان میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں روزہ رکھا تو تیز گھوڑے کی رفتار سے سو برس کے فاصلے پر دوزخ سے دور ہوگا اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ روزہ دار اور جہنم کے درمیان اللہ تعالیٰ اتنی بڑی خندق کردے گا جتنا آسمان وزمین کے درمیان فاصلہ ہے۔

(مسلم، ج:۱، ص:۳۶۴، ترمذی، ج:۱، ص:۲۹۲، ابن ماجہ، طبرانی اوسط، ج:۳، ص:۲۶۸)

اے ایمان والو! روزہ دار سے اللہ تعالیٰ بڑی محبت فرماتا ہے اور روزہ دار پر کوئی عذاب ہو اللہ تعالیٰ کو ہرگز گوارا نہیں، اسی لئے تو جہنم کو اپنے روزہ دار بندے سے اتنا دور رکھتا ہے جتنا فاصلہ آسمان اور زمین کے بیچ ہے مگر روزہ دار کا مومن سنی مسلمان ہونا ضروری ہے ورنہ یہودی، عیسائی، شیعہ اور وہابی، دیوبندی بھی روزہ رکھتے ہیں اور ان لوگوں کا ٹھکانہ جہنم ہے

خوب فرمایا عاشق مصطفیٰ، امام احمد رضا، سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب وہابی دور ہو
ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی

درود شریف:

روزہ دار کے منہ کی بو: ہمارے آقا، رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے وَلَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْيَبُ عِنْدَاللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ ٥

(بخاری شریف، ج:۱،ص:۲۵۵، مسلم، ج:۱،ص:۳۶۳)

روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

روزہ دار کو دو خوشیاں نصیب ہوتی ہیں: لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ۔ ایک خوشی روزہ دار کو افطار کے وقت ملتی ہے اور دوسری خوشی اس وقت ملے گی جب رب تعالیٰ کا دیدار کرے گا۔ (بخاری شریف، ج:۱،ص:۲۵۵، مسلم، ج:۱،ص:۳۶۳)

افطار کے وقت کی دعا رد نہیں ہوتی: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے رسول مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ روزہ دار کی دعاء افطار کے وقت رد نہیں کی جاتی۔ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے کریم نبی رؤف ورحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں تین شخص کی دعاء رد نہیں کی جاتی۔ ایک روزہ دار جس وقت افطار کرتا ہے اور دوسرا عادل بادشاہ اور (تیسرا) مظلوم کی دعا۔ اس کو اللہ تعالیٰ ابر (یعنی آسمان) سے اوپر بلند کرتا ہے اور اس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! ضرور تیری مدد کروں گا اگرچہ تھوڑے زمانے کے بعد۔ (امام احمد، ترمذی، بیہقی، ابن ماجہ، ص:۱۳۵)

اے ایمان والو! افطار کا وقت بڑا مقبول ومسعود ہے اس وقت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کرم سے خصوصی انعام واکرام کی بارش ہوتی ہے اور روزہ دار کی ہر دعا افطار کے وقت اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے مگر ایک ہم ہیں جو اس مقبول وقت میں۔ پھل۔ فروٹ اور دوسرے افطاری کی چیزوں کو اِدھر سے اُدھر رکھنے اور سجانے میں لگے رہتے ہیں اور ایسی مقبول ساعت کو ضائع کر بیٹھتے ہیں۔ آؤ ہم عہد کریں کہ افطار سے کم سے کم دس منٹ پہلے دعاء مانگنا شروع کردیں گے اور کوئی بات نہیں۔ کوئی کام نہیں صرف دعاء مانگیں گے، اللہ تعالیٰ ہمیں افطار کے وقت توفیق دعا عطا فرمائے۔

افطار کرانے والا بخش دیا جاتا ہے: ہمارے پیارے نبی مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ مَنْ فَطَّرَ فِيْهِ صَائِمًا كَانَ لَهٗ مَغْفِرَةً لِّذُنُوْبِهٖ جس شخص نے رمضان میں کسی روزہ دار کو افطار کرایا اس کے تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ (مشکوٰۃ، ص:۱۷۴)

اور آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے یہ بھی فرمایا جو شخص روزہ دار کو پیٹ بھر کھلائے اللہ تعالیٰ اس شخص کو

میرے حوض سے قیامت کے دن پانی پلائے گا، کہ کبھی وہ پیاسا نہ ہوگا یہاں تک کہ (روزہ افطار کرنے والا) جنت میں داخل ہو جائے گا (مشکوٰۃ شریف، ص:۱۷۴)

روزہ دار کو پانی پلانے والا گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے

ہمارے سرکار، امت کے غمخوار محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں جس شخص نے روزہ دار کو پانی پلایا تو وہ شخص گناہوں سے ایسا پاک وصاف ہو جاتا ہے جیسے آج ہی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم یہ حکم گھر پر ہے، یا سفر میں، یا اس جگہ جہاں پانی نہ ملتا ہو؟ تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ یہ حکم عام ہے اگر چہ فرات (ندی) کے کنارے پر بھی پانی پلا دے (مکاشفۃ القلوب)

روزہ افطار کرانے کا ثواب: حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے نبی شاہ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو شخص روزہ دار کا روزہ افطار کرائے یا غازی کا سامان مہیا کرادے تو اسے (یعنی روزہ افطار کرانے والے کو) بھی اتنا ہی ثواب ملے گا (یعنی جتنا روزہ دار کو ثواب ملے گا)۔

(نسائی، ابن ماجہ، ص:۱۲۵، شعب الایمان، ج:۳، ص:۴۱۸)

روزہ افطار کرانے والے سے

حضرت جبرائیل علیہ السلام مصافحہ کرتے ہیں

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ سرکار دو عالم، نبی محترم، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص نے حلال کھانے یا پانی سے روزہ افطار کرایا، فرشتے ماہ رمضان میں اس کے لئے بخشش کی دعاء کرتے ہیں اور فرشتوں کے سردار حضرت جبرائیل علیہ السلام شب قدر میں اس کے لئے استغفار کرتے ہیں، ایک اور روایت میں آتا ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام اس شخص سے مصافحہ کرتے ہیں۔ (طبرانی کبیر، ج:۶، ص:۲۶۱، کنز العمال، ج:۸، ص:۲۱۵)

اے ایمان والو! روزہ افطار کرانا کتنا محبوب عمل ہے کہ روزہ دار کے برابر ثواب بھی پاتا ہے اور غازئ اسلام کے جیسا ثواب دیا جاتا ہے اور فرشتے روزہ افطار کرانے والے کے حق میں بخشش کی دعاء کرتے ہیں اور فرشتوں کے سردار حضرت جبرئیل علیہ السلام اس خوش نصیب سے شب قدر میں مصافحہ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ توفیق

دے تو زیادہ سے زیادہ لوگوں کو روزہ افطار کرایا جائے کہ روزہ دار کے برابر ثواب حاصل ہو اور فرشتوں کی دعاء بھی ملے اور شب قدر میں حضرت جبرئیل علیہ السلام سے مصافحہ کی سعادت بھی نصیب ہو جائے۔

کھجور یا پانی سے افطار کرنا سنت ہے: حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے رسول مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ اِذَا اَفْطَرَ اَحَدُکُمْ فَلْیُفْطِرْ عَلٰی تَمْرٍ فَاِنَّهٗ بَرَکَةٌ فَاِنْ لَّمْ یَجِدْ فَلْیُفْطِرْ عَلٰی مَاءٍ فَاِنَّهٗ طَهُوْرٌ یعنی جب تم میں کوئی روزہ افطار کرے تو کھجور سے افطار کرے کہ اس میں برکت ہے اور اگر نہ ملے تو پانی سے (افطار کرے) کہ وہ پاک کرنے والا ہے۔ (ترمذی، ج:۱،ص:۱۳۹، مشکوٰۃ)

حضرات! اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ ہمارے آقا، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم روزہ افطار کے لئے کھجور یا پانی استعمال فرمایا کرتے تھے اس لئے کھجور یا پانی سے روزہ افطار کرنا سنت ہے۔

روزہ جلدی افطار کرنا سنت ہے: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اعظم، نبی دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہمیشہ میری امت بھلائی کے ساتھ رہے گی جب تک افطار میں جلدی کریں گے۔ (بخاری، ج:۱،ص:۲۶۳ مسلم، ج:۱،ص:۳۵۰)

افطار میں تاخیر کرنا منع ہے: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے پیارے رسول، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: لَا یَزَالُ الدِّیْنُ ظَاهِرًا مَا عَجَّلَ النَّاسُ الْفِطْرَ لِاَنَّ الْیَهُوْدَ وَالنَّصَارٰی یُؤَخِّرُوْنَ۔ ہمیشہ دین اسلام غالب رہے گا جب تک لوگ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے کیوں کہ یہود و نصاریٰ افطار میں تاخیر کرتے ہیں۔ (ابوداؤد، ج:۱،ص:۳۲۳، مشکوٰۃ،ص:۱۷۵)

اللہ تعالیٰ کا پیارا بندہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حبیب، امت کے طبیب، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندوں میں مجھے وہ بندہ زیادہ پسند ہے جو افطار میں جلدی کرتا ہے۔ (ترمذی، ج:۱،ص:۱۵۰)

وقت سے پہلے افطار کرنا عذاب کا سبب ہے

ہمارے حضور، سراپا نور مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں کہ ایک رات میں سو رہا تھا کہ دو شخص آئے اور مجھے ایک پہاڑ پر لے جا رہے تھے راستے میں، میں نے چیخنے اور چلانے کی آوازیں سنی تو میں نے کہا یہ آوازیں کیسی ہیں تو ان دو لوگوں نے مجھے بتایا کہ یہ ایسے لوگوں کی آوازیں ہیں جو جہنمی ہیں۔ پھر میں آگے گیا تو وہاں پر ایک

قوم کو دیکھا جو الٹے لٹکے ہوئے ہیں اور فرشتے ان کے منہ اور جبڑوں کو پھاڑ رہے ہیں جس سے خون جاری ہے۔ میں نے پوچھا یہ لوگ کون ہیں تو بتایا گیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو وقت سے پہلے روزہ افطار کر لیتے تھے۔

(درمنثور، ج۱، ص۱۰۹، ابن خزیمہ، ابن حبان)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ اپنا فضل و کرم روزہ دار کو عطا فرمائے۔ شیطان کب چاہے گا کہ روزہ دار روزہ رکھ کر گناہوں سے پاک و صاف ہو جائے اور اپنے رب تعالیٰ کو راضی کرلے اور جنت کا حقدار بن جائے، اس لئے روزہ افطار کرتے وقت بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ وقت سے پہلے افطار کرنا روزہ کو ضائع کر دیتا ہے اور یہ عذاب کا سبب بن سکتا ہے اور روزہ افطار کرنے میں تاخیر کرنا بھی منع اور ناپسندیدہ عمل ہے۔ اس لئے جب یقین کامل ہو جائے کہ سورج ڈوب گیا ہے اور اب افطار کا وقت ہو گیا ہے تو روزہ افطار کرنا چاہئے۔

سحری کھانا سنت ہے: ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں اپنے پیارے حضور، سراپا نور، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سحری تناول فرما رہے تھے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سحری برکت کی چیز ہے جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطا فرمائی ہے۔ اس کو مت چھوڑنا۔ ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جب کسی کو سحری کھانے کے لئے بلاتے تو ارشاد فرماتے۔ آؤ برکت کا کھانا کھالو۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رمضان شریف میں نبی اعظم رسول معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مجھے اپنے ساتھ سحری کھانے کے لئے بلایا اور فرمایا کہ یہ برکت والا کھانا ہے۔ (نسائی، ج۱، ص:۲۳۵)

سحری میں برکت ہے: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے، رسول مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ سحری کھایا کرو کیوں کہ سحری میں برکت ہے۔

(بخاری، ج۱، ص:۲۵۷، مسلم، ج۱، ص:۳۵۰، نسائی، ج۱، ص:۲۳۳، ابن ماجہ، ص:۱۲۱)

سحری کھانے والوں پر فرشتے درود بھیجتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے سحری کھانے والوں پر درود یعنی رحمت بھیجتے ہیں۔ (طبرانی، ابن حبان، ج۵، ص:۱۹۴)

سحری سے قوت ملتی ہے: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما راوی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے حبیب، امت کے طبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، سحری کھانے میں دن کے روزہ کے لئے قوت ملتی ہے اور (دوپہر

کے وقت تھوڑی دیر آرام) یعنی قیلولہ کرنے سے رات کی عبادت کے لئے قوت حاصل ہوتی ہے۔

(ابن ماجہ، ص:۱۲۱، کنز العمال، ج:۸، ص:۲۴۰، ابن خزیمہ، بیہقی)

سحری چاہے ایک گھونٹ پانی سے: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ ہمارے پیارے رسول، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا سحری کل کی کل برکت ہے اسے نہ چھوڑنا اگرچہ ایک گھونٹ پانی ہی پی لے۔ کیوں کہ سحری کھانے والوں پر اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود یعنی رحمت بھیجتے ہیں۔

(امام احمد، کنز العمال، ج:۸، ص:۲۴۰)

تین شخصوں کے کھانے کا حساب نہیں: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تین شخص ہیں جن کے کھانے کا حساب نہیں ہوگا جبکہ حلال کھایا ہو (ایک) روزہ دار اور (دوسرا) سحری کھانے والا اور (تیسرا) وہ مجاہد) یعنی سرحد پر گھوڑا باندھنے والا۔

(طبرانی کبیر، ج:۱۱، ص:۲۸۵)

ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں میں فرق "سحری" ہے

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے رسول مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: **فَصْلُ مَابَیْنَ صِیَامِنَا وَصِیَامِ اَھْلِ الْکِتٰبِ اَکْلَۃُ السَّحْرِ** ۔ ہمارے اور اہل کتاب یعنی یہودی اور نصرانی کے روزوں میں فرق سحری کھانا ہے۔ (مسلم، ج:۱، ص:۳۵۰، ابوداؤد، نسائی، ج:۱، ص:۲۳۵، ترمذی، ابن خزیمہ)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے خاص فضل و کرم سے نوازا اور روزہ رکھنے کی توفیق عطا کی اور افطار کی نعمت سے مالا مال کیا اور افطار کے وقت ہم نے جو دعا مانگی اللہ تعالیٰ نے اسے قبول فرمائی اور سحری کی برکت و رحمت سے ہم غلامان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو سرفراز فرمایا۔ سحری بھی کھاؤ اور اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں کے درود و رحمت کے حقدار بھی بن جاؤ، مگر سحری کھانے میں بھی احتیاط ضروری ہے سحری تاخیر سے کھانا سنت ہے مگر اتنی تاخیر بھی نہ ہو کہ سحری کا وقت ختم ہو جائے اس لئے احتیاط کے طور پر پانچ، دس منٹ پہلے سحری کر لینا چاہئے۔

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ۹ ﴾

رمضان المبارک

دوسرا جمعہ.................................دوسرا بیان

رمضان المبارک کا ادب واحترام

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ O اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِO

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِO

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ O (پ۲،ع۷)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے جیسے اگلوں پر فرض ہوئے تھے کہ کہیں تمہیں پرہیزگاری ملے۔ (کنز الایمان)

درود شریف:

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا سب لوگ میرے منبر کے پاس جمع ہو جاؤ، ہم حاضر ہوئے۔ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم منبر کے پہلے زینے پر چڑھے کہا آمین، دوسرے زینے پر چڑھے فرمایا آمین۔ تیسرے زینے پر قدم مبارک رکھا فرمایا آمین۔ جب منبر سے نیچے تشریف لائے تو ہم نے عرض کیا کہ آج ہم نے ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے ایسی بات سنی ہے جو کبھی نہیں سنی۔ تو ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور عرض کی وہ شخص دور ہو جائے (یعنی ہلاک ہو جائے) جس نے رمضان شریف پایا اور اپنی مغفرت نہ کرائی۔ تو میں نے کہا آمین۔ اور جب میں دوسری سیڑھی پر چڑھا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا وہ شخص دور جائے (یعنی ہلاک ہو جائے) جس کے پاس میرا ذکر ہوا اور وہ شخص مجھ پر درود نہ پڑھے تو میں نے کہا آمین اور جب میں نے تیسرے زینے پر قدم رکھا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی وہ شخص دور ہو جائے (یعنی ہلاک ہو جائے) جس شخص کے ماں، باپ، دونوں یا ایک کو بڑھاپا آئے اور وہ شخص ان کی خدمت کر کے جنت میں نہ جائے تو میں نے کہا آمین۔ (حاکم، الترغیب والترہیب، ج:۲، ۹۲)

اے ایمان والو! وہ شخص کتنا بدنصیب ہے جس کے حق میں رسولوں کے سردار، ہمارے پیارے رسول مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور فرشتوں کے سردار حضرت جبرئیل علیہ السلام دعاء ہلاکت و بربادی فرمارہے ہیں۔ لہٰذا رمضان شریف کی قدر و منزلت کرکے حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ناراضگی سے بچنا چاہئے اور جب اور جہاں بھی ذکر حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہوتا ہو تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں کثرت سے درود وسلام پیش کرنا چاہئے تاکہ ہلاکت و بربادی سے محفوظ رہیں اور برکت وسلامتی سے مالا مال ہوں اور ماں باپ دونوں یا دونوں میں سے کوئی ایک بوڑھا ہو جائے تو ہمیں ان کی خوب خدمت کرکے ان کی دعائیں حاصل کرکے ہلاکت و بربادی سے بچ کر کے جنت کا حقدار ہو جانا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ توفیق محبت و خدمت دے۔

ماہ رمضان کے ادب کا صلہ جنت ہے: ایک شخص بڑا بدکار اور گنہگار تھا۔ پورے سال بھر بدعملی اور گناہ کے کاموں میں مشغول رہتا تھا لیکن جب رمضان شریف کا برکت و رحمت والا مہینہ آتا تو خوب پاک وصاف کپڑے پہن کر پانچوں وقت پابندی سے نماز پڑھتا۔ اس شخص سے پوچھا گیا کہ تو صرف رمضان شریف میں نمازیں پڑھتا ہے اور پاک وصاف نظر آتا ہے۔ اچھے کام کرتا ہے، ایسا کیوں کرتا ہے تو اس شخص نے جواب دیا کہ یہ مہینہ خیر و برکت اور توبہ و مغفرت کا ہے۔ اس امید پر کہ شاید اللہ تعالیٰ مجھے رمضان شریف کے ادب واحترام اور اس ماہ میں اچھے عمل کے سبب بخش دے۔ جب اس شخص کا انتقال ہو گیا تو کسی نے خواب میں اس سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ تو اس شخص نے جواب دیا، میرے اللہ تعالیٰ نے مجھے رمضان شریف کے ادب و تعظیم کرنے کے سبب بخش دیا۔ (درۃ الناصحین)

رمضان شریف کے ادب سے ایمان ملا پھر جنت

شہر بخارہ میں ایک مجوسی رہا کرتا تھا۔ ایک دن رمضان شریف میں مجوسی اپنے بیٹے کے ساتھ بازار گیا اس مجوسی کے بیٹے نے بازار سے کوئی چیز کھانے کی خریدی اور کھانے لگا، مجوسی باپ کو یہ دیکھ کر کہ میرا بیٹا رمضان شریف میں سربازار مسلمانوں کے سامنے کچھ کھا رہا ہے۔ بیٹے کو ایک طمانچہ مارا اور ڈانٹنے لگا کہ شرم کر و اس لئے کہ رمضان کا مہینہ ہے اور مسلمانوں کا روزہ ہے۔ بیٹے نے جواب دیا ابا! آپ بھی تو رمضان میں کھاتے، پیتے ہیں تو مجوسی باپ نے کہا بیٹا! میں کھاتا ہوں مگر گھر کے اندر، مسلمانوں کے سامنے نہیں کھاتا اس ماہ مبارک کی بے ادبی نہیں کرتا ہوں۔ جب وہ مجوسی شخص وفات پا گیا تو کسی اللہ والے نے عالم خواب میں دیکھا کہ وہ شخص بڑے مزے سے جنت

میں گھوم رہا ہے۔ حیرت سے پوچھا کہ تو تو مجوسی تھا جنت میں کیسے آگیا، کہنے لگا کہ میں تو حقیقت میں مجوسی تھا لیکن جب موت کا وقت آیا تو اللہ تعالیٰ نے رمضان شریف کے ادب وتعظیم کی برکت سے مجھے ایمان کی دولت سے نوازا اور اب جنت میں اعلیٰ مقام پر ہوں۔ (درۃ الناصحین)

اے ایمان والو! رمضان شریف عظمت و برکت والا مہینہ ہے۔ سال بھر کا گنہگار اگر رمضان شریف میں پاک وصاف ہوکر توبہ استغفار کر کے روزہ رکھ لے اور نماز کو پابندی کے ساتھ پڑھے تو اس شخص کا ٹھکانہ جنت ہے اور اگر مجوسی کافر شخص بھی رمضان کا ادب واحترام کرتا ہے تو ایمان کی دولت لازوال پاتا ہے اور مرنے کے بعد جنت اس کا مقام ہوتا ہے۔

الحمدللہ کروڑوں بار الحمدللہ ہم تو مومن مسلمان اور محبوب خدا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے غلام ہیں۔ اگر ہم رمضان شریف کا ادب وتعظیم کریں، روزہ رکھیں، نمازیں پڑھیں اور پورے مومن اور مکمل مسلمان بن جائیں تو اللہ تعالیٰ ہم کو کتنے انعام واکرام کی دولت ونعمت عطا فرمائے گا اور بے شک ہمارے لئے بھی جنت کو ٹھکانہ اور مکان بنائے گا۔

شریعت میں عقل کا دخل محرومی ہے

روزہ ایک عظیم عبادت ہے جس کے ادا کرنے میں بلاشبہ، بڑی محنت کرنی پڑتی ہے۔ مسائل کی ناواقفی یا اپنی عقل کی مداخلت سے اس کو برباد کر لینا بڑی ہی محرومی اور بدنصیبی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ روزہ رکھنے والے لوگ علماء اور اماموں سے مسئلہ معلوم کرتے رہا کریں تاکہ روزے میں کوئی خرابی نہ ہونے پائے۔

چند ارشادات ملاحظہ فرمایئے: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے رسول، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، مَنْ نَسِيَ وَهُوَ صَائِمٌ فَاَكَلَ اَوْشَرِبَ فَلْيُتِمَّ صَوْمَهٗ فَاِنَّمَا اَطْعَمَهُ اللّٰهُ وَسَقَاهُ (ابن ماجہ، ص: ۱۲۰، مشکوٰۃ شریف)

یعنی جو شخص روزہ کی حالت میں بھول گیا اور اس نے کھا، پی لیا تو وہ شخص اپنا روزہ پورا کرلے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو کھلایا اور پلایا ہے۔

اے ایمان والو! بھول کر کھانے، پینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے جماع کرلیا اور اس کو روزہ بالکل یاد نہیں تھا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ (بہار شریعت، ج۵)

نسیان: یعنی بھول جانا کہ کسی کو بالکل یاد ہی نہ رہا کہ اس کا روزہ ہے۔ جیسے کوئی سو کر اٹھا، پیاس لگی، پانی پی لیا یا بھوک لگی، کھانا کھالیا، یقیناً ایسا ہوسکتا ہے تو اس صورت میں میرے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ارشاد کے

مطابق روزہ نہیں ٹوٹتا، نہ قضا، نہ کفارہ، شام کو وقت پر افطار کرے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے کہ اس نے اپنے کرم سے تمہیں بھلا کر کھلایا اور پلایا بھی اور روزہ بھی قبول فرمالیا۔ کھانے، پینے کی مقدار مقرر نہیں چاہے کم کھایا، خوب پیٹ بھر کھالیا۔ خوب پانی پیا، چائے وغیرہ پی لی ایک ہی حکم ہے۔ (بہار شریعت، ج۵)

خطاء: یعنی غلطی، کہ روزہ تو یاد ہے لیکن غلطی سے روزہ توڑنے والا کوئی کام کرلیا، جیسے کلی کر رہا تھا کہ حلق میں پانی چلا گیا تو اس خطا یعنی غلطی سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے قضا کرنا پڑے گا کفارہ لازم ہوگا۔ (بہار شریعت، ج۵)

عمد: یعنی قصداً جان بوجھ کر روزہ توڑنے والا کوئی کام کرنا جیسے بہت بھوک اور پیاس لگی جان کر کھالیا اور پی لیا، جان کر بیوی سے صحبت کرلی تو قصداً روزے کو توڑ دینا، روزے کی سخت بے حرمتی ہے۔ لہٰذا روزہ قضا بھی کرنا ہوگا اور کفارہ بھی ادا کرنا ہوگا۔ اور توبہ بھی کرنا ہوگی کہ اللہ تعالیٰ آخرت میں اس گناہ کی سزا کو معاف فرمادے۔ ایک روزہ توڑنے کا کفارہ ساٹھ روزے مسلسل رکھنا ہے کہ درمیان میں کسی دن کا روزہ نہ چھوٹنے پائے۔ چاہے فرض روزہ توڑا ہو یا نفل روزہ دونوں کا کفارہ ایک ہی ہے کیونکہ نفل روزہ شروع کردیے کے بعد فرض ہو جاتا ہے کہ اس کو پورا کرنا فرض روزے کی طرح فرض ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص بڑھاپے، بیماری وغیرہ کی وجہ سے ساٹھ روزے نہ رکھ سکے تو ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت کھانا کھلائے اگر عورت پر کفارہ لازم ہے اور وہ ساٹھ روزے رکھ رہی ہے تو حیض کی وجہ سے جن دنوں کا ناغہ ہوگا اس میں حرج نہیں۔ (بہار شریعت، ج۵)

ایک حدیث شریف کفارے سے متعلق

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ (صحابہ) اپنے پیارے رسول مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دربار میں موجود تھے کہ ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا۔ یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میں ہلاک ہوگیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تجھے کیا ہوا۔ وہ شخص کہنے لگا میں نے روزے کی حالت میں اپنی بیوی سے صحبت کرلی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، کیا تیرے پاس غلام ہے جسے آزاد کردے اس نے عرض کیا، نہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کیا تو دو مہینے کے متواتر روزے رکھ سکتا ہے، عرض کرنے لگا نہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کیا تو ساٹھ غریبوں کو کھانا کھلا سکتا ہے، کہنے لگا نہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اچھا بیٹھ جاؤ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ٹھہرے رہے ہم سب (صحابہ) اسی طرح (بیٹھے) تھے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں کھجوروں کا ایک ٹوکرا پیش کیا گیا، تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ وہ سوال

کرنے والا کہاں ہے اس نے عرض کیا، میں حاضر ہوں۔ تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا یہ لے لو اور صدقہ کر دو تو اس شخص نے عرض کیا کہ کیا میں یہ اپنے سے زیادہ محتاج پر صدقہ کروں۔ خدا کی قسم مدینہ کے دونوں گوشوں، اس کا مطلب تھا دونوں حصوں کے درمیان (یعنی پورے مدینہ شریف میں) سب زیادہ محتاج میرے ہی گھر والے ہیں۔

فَضَحِکَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ. حَتّٰی بَدَتْ اَنْیَابُہٗ ثُمَّ قَالَ اَطْعِمْہُ اَھْلَکَ ٥

(بخاری، ج:۱، ص:۱۵۹، مسلم، ج:۱، ص:۳۵۴)

پس حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مسکرائے یہاں تک کہ آپ کے مبارک دانت چمکنے لگے، پھر فرمایا اپنے گھر والوں ہی کو کھلا دو۔ (کفارہ ادا ہو جائے گا)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو محتاج نہیں بلکہ مختار بنایا ہے کسی کے لئے ایک چیز حرام فرما دیں اور دوسرے کے لئے وہی چیز حلال فرما دیں یہ شان صرف ہمارے آقا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے لئے خاص ہے۔ سنو اور اپنے ایمان کو تازہ کرو کہ ہمارے سرکار، امت کے غمخوار، نبی مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اس شخص کو خود کے کفارے کی کھجوروں کو کھانے کی اجازت دیدی، حالانکہ مسئلہ یہی ہے کہ کوئی شخص اپنی زکوٰۃ و کفارہ کی چیزوں کو یا واجب صدقہ اپنے استعمال میں نہیں لا سکتا لیکن اس شخص کو خود کے کفارہ کی کھجور کھانے کے لئے حلال فرمایا اور بتا دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے محتاج نہیں بلکہ مختار بنایا ہے اور جس کے لئے جو حکم چاہوں صادر فرما دوں اور میری ہی اداؤں اور مرضی کا نام شریعت ہے اور اس شخص کے لئے کفارہ، روزہ توڑنے کی سزا کو میں نے اللہ تعالیٰ کی عطا سے رحمت و نعمت بنا دیا۔

خوب فرمایا عاشق مصطفیٰ، پیارے رضا، اچھے رضا، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا
واہ کیا جود و کرم ہے شہ بطحا تیرا نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

درود شریف:

آداب روزہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے نبی مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو شخص روزہ کی حالت میں بے ہودہ اور بری بات کہنے سے باز نہ آئے اور بری باتوں پر عمل کرنا ترک نہ کرے تو اللہ تعالیٰ کو اس شخص کے بھوکے اور پیاسے رہنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

(بخاری، ج:۱، ص:۲۵۵، ابوداؤد، ج:۱، ص:۳۲۲، ترمذی، نسائی)

رات بھر کا جاگنا بے کار گیا: ہمارے پیارے آقا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، بہت سے روزہ رکھنے والے ایسے ہیں جنہوں نے بھوکا رہنے کے سوا کچھ بھی حاصل نہیں کیا اور بہت سے شب بیدار ایسے ہیں، جنہوں نے رات جاگنے کے سوا کچھ بھی نہ پایا۔ (ابن ماجہ، ص:۱۲۱)

تین قسم کے لوگوں کا روزہ: ایک قسم عام لوگوں کے روزہ کی ہے جو پیٹ کو کھانے، پینے اور شرم گاہ کو جماع یعنی بیوی سے صحبت کرنے سے روکے رکھتے ہیں۔ دوسری قسم، خاص بندوں کا روزہ، جوان کے علاوہ کان، آنکھ، زبان، ہاتھ، پاؤں اور تمام اعضا کو گناہوں سے باز رکھتے ہیں۔ تیسری قسم، خاص نیک بندوں کا روزہ جو اللہ تعالیٰ کے سوا تمام چیزوں اور سب سے جدا ہو کر صرف اللہ تعالیٰ کی جانب متوجہ رہتے ہیں۔ (بہار شریعت، ح:۵، ص۹۸)

اے ایمان والو! حدیث مبارکہ یعنی ہمارے آقا رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے فرمان کا مطلب ومقصود صاف، صاف ظاہر ہے کہ بہت سے مسلمان روزہ رکھتے ہیں اور ان کا فرض ادا بھی ہو جاتا ہے کہ بظاہر وہ روزہ توڑنے والا کوئی کام نہیں کرتے، لیکن جو تقویٰ اور بلند درجہ روزے سے نصیب ہونا چاہئے اور تراویح ادا کرنے سے جو فرحت وخوشی ملنا چاہئے، اس سے وہ محروم رہتے ہیں کیونکہ وہ روزے کی حالت میں بھی اپنی بے ہودہ عادت کے مطابق، جھوٹ، مکر، بہتان اور غیبت وغیرہ برے کاموں سے باز نہیں آتے، وہ تجارت کرتے ہیں تو دھوکہ دینے سے باز نہیں آتے، ملازمت کرتے ہیں، تو سستی سے باز نہیں آتے، لوگوں پر ظلم کرنے دوسروں کا حق مارنے، رشوت لینے سود سے پیسہ کمانے کی ناجائز وحرام حرکتوں کو نہیں چھوڑتے۔ رمضان کے ایک مہینہ کا روزہ تو مسلمان کو بہت بلند کر سکتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ روزہ مسلمان کی مادی اور روحانی بلندی کا ذریعہ ہے لیکن افسوس کہ ہم اس کو ایک رسم سمجھ کر اختیار کرتے ہیں وہ تقویٰ اور پرہیزگاری اختیار نہیں کرتے جس سے روزہ کا پورا فائدہ نصیب ہو، یاد رکھئے اللہ تعالیٰ نے ہماری فلاح وکامیابی کے لئے ہمیں روزہ جیسی عبادت عطا کی ہے۔

روزہ میں دو دشواریاں تھیں: روزے ماہ شعبان ۲ھ میں پیر کے دن فرض ہوئے، شروع میں روزہ کی عبادت کچھ زیادہ سخت تھی کہ دن کی طرح رات کو بھی مرد وعورت کا ملنا، صحبت کرنا حرام تھا اس طرح پورے مہینہ روزہ رکھنا پڑتا تھا، کھانے، پینے کا وقت بھی بہت کم تھا کہ افطار سے عشاء کی نماز تک کھا پی سکتے تھے، عشاء کے بعد سونے کے ساتھ ہی روزہ شروع ہو جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور ان دونوں دشواریوں کو ختم کر دیا۔

حدیث شریف: مراد مصطفیٰ، حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رمضان کی ایک رات میں اپنی بیوی سے جماع (صحبت) کرلیا آپ نے غسل کیا اور احساس گناہ سے رونے اور اپنے آپ کو ملامت کرنے لگے۔ پھر آپ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے۔ یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم

میں آپ کے اور اللہ تعالیٰ کے دربار میں معذرت پیش کرتا ہوں، آج مجھ سے بڑی غلطی ہوئی، میں اپنی بیوی کے پاس پہونچا تو ایک ایسی خوشبو محسوس ہوئی کہ میں اپنے نفس کے فریب میں مبتلا ہو گیا اور اپنی بیوی سے صحبت کر لیا، تو ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمہیں ایسا نہ کرنا چاہئے تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حال سن کر کچھ دوسرے صحابہ بھی کھڑے ہوئے اور انہوں نے بھی ایسی غلطی کا اعتراف کیا۔ (روح البیان)

چند صحابہ کی غلطی پوری امت کے لئے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کا ذریعہ بن گئی

وحی نازل ہوئی اور ہمیشہ کے لئے روزے کی ایک سختی ختم ہو گئی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک: اُحِلَّ لَکُمۡ لَیۡلَۃَ الصِّیَامِ الرَّفَثُ اِلٰی نِسَآئِکُمۡ ہُنَّ لِبَاسٌ لَّکُمۡ وَاَنۡتُمۡ لِبَاسٌ لَّہُنَّ (پ۲، ع۷)

ترجمہ: روزوں کی راتوں میں اپنی عورتوں کے پاس جانا تمہارے لئے حلال ہوا، وہ تمہاری لباس ہیں اور تم ان کے لباس۔ (کنزالایمان)

دوسری دشواری بھی ختم: حضرت صرمہ بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ دن بھر محنت و مزدوری کیا کرتے تھے ایک رات افطار کے بعد بیوی سے کھانا مانگا وہ کھانا پکانے میں مصروف تھیں یہ تھکے ہارے کھانے کا انتظار کرتے، کرتے سو گئے، بیوی نے بیدار کیا اور کھانا پیش کیا تو فرمایا اب تو روزہ شروع ہو چکا ہے، یہ کھانا میں کیسے کھا سکتا ہوں، ایسی حالت میں دوسرا روزہ رکھ لیا۔ صبح ہوئی تو محنت و مزدوری کے لئے چلے گئے۔ دوپہر تک تو کام کرتے رہے اور کمزوری بڑھتی گئی اور آخر کار بے ہوش ہو کر گر پڑے، حضرت صرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حالت پر اللہ تعالیٰ کو رحم آیا اور ان کے صدقہ میں امت سے روزے کی یہ دوسری سختی بھی ختم ہو گئی۔ وحی نازل ہوئی، سونے نہ سونے کی پابندی ختم کر دی گئی ہے۔ کھانے، پینے کا وقت بڑھا کر صبح صادق تک کر دیا گیا۔ (خزائن العرفان)

لہٰذا! اب دوسری عبادتوں کی طرح روزہ مکمل ہے چودہ سو برس سے اسی طرح ہے اور قیامت تک اسی طرح رہے گا۔ اس میں کسی قسم کی کمی زیادتی کا کسی کو حق حاصل نہیں۔ اللہ تعالیٰ تقویٰ کے ساتھ روزوں کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین، ثم آمین۔

روزہ سے اللہ تعالیٰ ملتا ہے: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ (بخاری، ج:۱، ص:۲۵۴، مسلم، ج:۱، ص:۳۶۳)
یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے روزہ میرے لئے ہے اور روزہ کی جزا میں خود دوں گا۔

اور! کچھ محدثین کرام نے اس حدیث قدسی کو اس طرح بھی پڑھا ہے۔ اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اُجْزٰی بِہٖ یعنی روزہ میرے لئے ہے اور روزہ کی جزا میں خود ہوں (تفسیر نعیمی)

اے ایمان والو! روزہ وہ عبادت ہے کہ روزہ دار بندہ اپنے خالق و مالک اللہ تعالیٰ کو پالیتا ہے گویا نماز، حج، زکوۃ، صدقہ و خیرات وغیرہ تمام نیک اعمال سے جنت ملتی ہے مگر روزہ وہ عبادت ہے جس سے جنت کا خالق و مالک خود اللہ تعالیٰ مل جاتا ہے۔

نورانی واقعہ: حضرت محمود غزنوی بادشاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک مرتبہ ایک بازار لگائی اور اس میں دنیا کے ہر قسم کے ساز و سامان رکھ دیئے گئے جس میں ہیرے، جواہرات، سونا، چاندی اچھی سواریاں سب موجود تھیں اور ارکان دولت کو حکم ہوا کہ جس کی مرضی میں جو آئے اسے وہ لے لے۔ جس چیز پر جو شخص ہاتھ رکھ دے گا وہ چیز اس کی ہو جائیگی۔ جس کو جیسا پسند آیا اس نے اسی چیز پر ہاتھ رکھ دیا۔ کسی کو گھوڑا پسند تھا اس نے گھوڑا لیا، کسی کو ہیرے جواہرات پسند تھے اس نے وہ لیے، کسی کو سونا چاندی پسند تھا اس نے سونا چاندی پر ہاتھ رکھا۔

مگر حضرت ایاز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو بادشاہ کے خاص وزیر تھے۔ انہوں نے ہیرے جواہرات بھی دیکھے، اونٹ، گھوڑے بھی دیکھے۔ سونا چاندی پر بھی نظر کیا مگر آگے بڑھتے گئے سب سے دامن بچایا اور بادشاہ کے قریب پہونچ کر بادشاہ کی پشت پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔ بادشاہ نے پوچھا ایاز (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)۔ کیا بات ہے تم نے بازار کی کسی چیز کو پسند نہیں کیا۔ حضرت ایاز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرض کی جس شخص کو جو چاہئے تھا اس نے اس پر ہاتھ رکھ دیا اور مجھے بادشاہ چاہئے تھا اس لئے میں نے بادشاہ پر ہاتھ رکھ دیا ہے تا کہ مجھے بادشاہ سلامت مل جائیں اور جب بادشاہ سلامت میرے ہو جائیں گے تو ہیرے، جواہرات، اونٹ، گھوڑے، سونا، چاندی حتیٰ کہ بازار کی ساری دولت میری ہو جائیگی۔ اس لئے میں نے بازار کے مالک پر اپنا ہاتھ رکھ دیا ہے۔

اے غلامان مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اچھی طرح جان لو کہ روزہ وہ نیک عمل ہے جس کے ذریعہ روزہ دار مومن بندہ کو خود اللہ تعالیٰ مل جاتا ہے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ملے تو سب کچھ ملا

حدیث شریف: صحابی رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمارے پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو ایک مرتبہ وضو کرایا تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے خوش ہو کر فرمایا۔

سَلْ رَبِيعَةُ۔ اے ربیعہ! مانگ کیا چاہتا ہے۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کیا شان ہے ہمارے نبی مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی۔ فرماتے ہیں جو چاہو مانگو میں اللہ تعالیٰ کی عطا سے تم کو عطا کر دوں گا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ساری نعمت و دولت کے خزانوں کا مالک بنایا ہے۔

خالق کل نے آپ کو مالک کل بنا دیا
دونوں جہاں ہیں آپ کے قبضہ واختیار میں

اور حضرت ربیعہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ فرمان اختیار سن کر یہ نہیں کہا کہ یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میں آپ سے کیا مانگوں آپ کے پاس تو کچھ ہے ہی نہیں۔ آپ تو محتاج ہیں معاذ اللہ تعالیٰ مجھے مانگنا ہوگا تو اللہ تعالیٰ سے مانگ لوں گا۔

یہی وہ مقام ہے جہاں مومن اور منافق میں فرق ہو جاتا ہے۔ منافق، بے ایمان یہی کہتے اور لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پاس تو کچھ ہے ہی نہیں وہ تو محتاج و مجبور ہیں۔ ان سے مانگنا بدعت و شرک ہے جیسا کہ وہابیوں کے پیشوا مولوی اسمٰعیل دہلوی نے اپنی گمراہ کن کتاب تقویۃ الایمان، ص ۸۹، میں لکھا کہ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک و مختار نہیں۔ معاذ اللہ تعالیٰ۔

ایک صحابی رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا عقیدہ اور ان کے ماننے والے! ایمان والے ہم سنی مسلمانوں کا یہی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب، امت کے طبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو تمام نعمت و دولت کا مالک بنایا ہے جبھی تو حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد کے بعد عرض کرتے ہیں۔ اَسْئَلُکَ مُرَافَقَتَکَ فِی الْجَنَّةِ یعنی اے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مجھے جنت میں آپ کی رفاقت چاہئے یعنی میں اسی جنت میں رہوں جس جنت میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم رہیں گے۔

ہمارے حضور نور علیٰ نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے صحابی حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوال پر یہ نہیں فرمایا کہ یہ جنت جو میرے لئے اللہ تعالیٰ نے بنائی ہے وہ تمام جنتوں سے اعلیٰ ہے۔ اسے میں کیسے دے سکتا ہوں اس

جنت کے دینے کا مجھے اختیار حاصل نہیں ہے۔ بلکہ ہمارے آقا احمد مختار مالک جنت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ اَوَ غَیْرَ ذٰلِکَ ؟یعنی اے ربیعہ! (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تم نے جو مانگا ہے وہ جنت تو تم کو میں نے دیا اس کے علاوہ جو چاہو مجھ سے مانگ لو؟ گویا حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کر رہے تھے۔

تجھ سے تجھی کو مانگ لوں تو سب کچھ مل جائے

سو سوالوں سے یہی ایک سوال اچھا ہے

حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، بس صرف یہی چاہئے (یعنی اے میرے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم جنت الفردوس میں آپ کے ساتھ رہنا نصیب ہو جائے۔ اور اس سے بڑی کوئی دولت ہی نہیں ہے، جس کو میں مانگوں۔

تجھ سے تجھی کو مانگ کر مانگ لی ساری کائنات

مجھ سا کوئی گدا نہیں تجھ سا کوئی سخی نہیں

اور جب حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مالک جنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے جنت مانگ کر اور پھر اپنے پیارے آقا، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے جنت ملنے کی بشارت سن کر مزید کسی حاجت سے انکار کر کے گویا یہ اعلان کر رہے تھے۔

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب

یعنی محبوب و محبّ میں نہیں میرا تیرا

آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ فَاَعِنِّیْ عَلٰی نَفْسِکَ بِکَثْرَۃِ السُّجُوْدِ یعنی اے ربیعہ! جنت تو تم کو مل گئی اس کے شکریہ میں تم خوب سجدہ کیا کرو اور کثرت سے نماز نفل پڑھا کرو؟

(مشکوٰۃ شریف، مسلم، ج:۱، ص:۱۹۳، ابوداؤد، ج:۱، ص:۱۸۷)

اے ایمان والو! یہ مہینہ تو گھر گھر رحمت بانٹتا اور برکتیں تقسیم کرتا آیا ہے اب کوئی رمضان کی عظمت ہی کا احساس نہ کرے تو اس مہینہ کا کیا قصور ہے۔ جس طرح انسان کو جسم کا میل صاف کرنے کے لئے غسل کرنا پڑتا ہے، اپنے کپڑوں کو صاف کرنے کے لئے انہیں دھونا پڑتا ہے اسی طرح اس ماہ مبارک کی برکتوں کو حاصل کرنے کے لئے روزہ رکھنا، تراویح پڑھنا، تقویٰ اختیار کرنا ضروری ہے۔ جو اتنی تکلیف بھی برداشت نہ کر سکے اسے رمضان کی رحمتوں سے امید رکھنے کا کیا حق پہونچتا ہے۔

اے غوث و خواجہ و رضا کے غلامو! ایک طرف تو رمضان کی برکتوں کا بھرا بادل ہم پر سایہ کئے ہوئے

ہے۔ دوسری طرف ہمارے دن رات تکلیفوں اور مصیبتوں سے بھرے نظر آرہے ہیں۔ مدتوں سے کان ترس گئے کہ دنیا کے کسی گوشے سے تو امن وسکون کی خبر سنائی دے۔ لیکن مایوسی ہی مایوسی ہے کون سی قوم ہے جس کو پرسکون زندگی میسر ہے، کون سا ملک ہے جہاں انسانوں کی عزت وآبرو محفوظ ہے۔ آخر کہاں جائیں اور کیا کریں کہ پرسکون زندگی میسر آئے، تو میں دعوت دیتا ہوں دنیا کے انسانوں کو اور خاص طور پر مسلمانوں کو، کہ مادی سہاروں کو چھوڑ کر اسلام کا سہارا لے لو، یہ تمہیں اسی طرح پرسکون زندگی مہیا کردے گا جس طرح چودہ سو برس پہلے تباہ حال انسانوں کو نواز چکا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ کے سچے بندے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سچے غلام بن کر دیکھو؟ تو تمہیں نظر آئے گا کہ رمضان کا برکتوں بھرا بادل ہم پر سایہ کئے ہوئے ہے۔ یہی موقعہ ہے اسلام کا پٹا گردن میں ڈال لینے کا اور پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا دامن پکڑ لینے کا، گناہوں سے توبہ کرنے کا، تراویح اس طرح پڑھو کہ قرآن کریم کے ایک ایک لفظ پر آنکھوں سے آنسوں ٹپکیں۔ سحری ایسے کھاؤ کہ ہر نوالے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے جھولیاں بھری محسوس ہوں۔ یقین کیجئے اگر ہم نے اس حال میں ایک مہینہ رمضان شریف کا گزار لیا تو اس کی برکتیں ہمیں ایسی نصیب ہوں گی کہ پھر کوئی تڑپ اور کوئی اضطراب باقی نہ رہے گا۔

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
اک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کیلئے

﴿۹﴾

رمضان المبارک

تیسرا جمعہ .... پہلا بیان

غزوۂ بدر کا بیان

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡمِ O اَمَّا بَعۡدُ!

فَاَعُوۡذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِO

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِO

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰهُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّةٌ (پ۴، ع۴)

ترجمہ: اور بیشک اللہ نے بدر میں تمہاری مدد کی، جب تم بالکل بے سروسامان تھے۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

تیرے قدموں پہ سر ہو، اور تار زندگی ٹوٹے
یہی انجام الفت ہے یہی مرنے کا حاصل ہے

عاشق مصطفیٰ امام احمد رضا، سرکار اعلیٰ حضرت، فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

حسن یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشت زناں
سر کٹاتے ہیں تیرے نام پہ مردان عرب

اے ایمان والو! رمضان شریف کی سترہ تاریخ اور دن، اسلام کی تاریخ کا افضل ترین دن اور تاریخ ہے۔ اس تاریخ میں جو واقعہ پیش آیا اس کی اہمیت وافادیت کا تقاضہ ہے کہ ہر سال اس ماہ مبارک میں اس کو ضرور بیان کیا جائے اور سنا جائے یعنی غزوۂ بدر، جو روزے کی فرضیت کے بعد اسی سال رمضان شریف کی سترہ تاریخ ۲ھ جمعہ کے دن پیش آیا۔

بدر ایک کنواں کا نام ہے جو مدینہ منورہ سے تقریباً اسی میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ یہ کنواں بہت مشہور تھا۔ اس لئے اس کے آس پاس کی آبادی، دیہات کو بھی بدر کہا جاتا ہے یہ دیہات (یعنی گاؤں) اب بھی موجود ہے اور

وہ میدان بھی ہے جہاں غزوۂ بدر ہوا تھا۔ خوش عقیدہ مسلمان مکہ شریف سے مدینہ طیبہ جاتے ہوئے یا مدینہ طیبہ سے مکہ مکرمہ آتے ہوئے بدر میں بھی حاضر ہوتے ہیں کہ یہ باعث ثواب ہے اور اس امت پر ان شہدائے بدر کا عظیم احسان ہے جنہوں اسلام کی حفاظت و بقا کے لئے اپنی جانیں قربان کیں اللہ تعالیٰ توفیق دے تو آپ حضرات بھی مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کی حاضری کے ساتھ بدر میں بھی حاضری دیں۔

اللہ تعالیٰ کی مدد: اے ایمان والو! خطبہ کے بعد میں نے جو آیت کریمہ تلاوت کی ہے اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد کا ذکر فرمایا ہے گویا قرآن شریف یہ بتانا چاہتا ہے کہ کسی بھی میدان میں فتح و کامیابی کا ذریعہ اللہ تعالیٰ کی مدد ہے۔ مسلمانوں کی اپنی ظاہری اور مادی طاقت وقوت نہیں ہے۔ دیکھئے میدان بدر میں، مسلمان اللہ تعالیٰ کے دین کی حفاظت کے لئے دشمن کے مقابل کھڑے تھے تو بڑے کمزور تھے، ہر ظاہری اعتبار سے کمزور تھے۔ تعداد میں صرف تین سو تیرہ تھے اور دشمن کی تعداد نو سو پچاس تھی۔ مسلمانوں کے پاس سواری کے لئے صرف ستر اونٹ اور دو گھوڑے، چھ زرہ، آٹھ تلواریں تھیں جبکہ دشمن کے پاس سو گھوڑے، سات سو اونٹ بکثرت زرہ اور دوسرے ہتھیار موجود تھے اور کھانے کا معقول انتظام تھا۔

لیکن اللہ تعالیٰ نے غزوۂ بدر میں کمزور مسلمانوں پر کرم فرمایا اور ان کی مدد کی تاکہ قیامت تک مسلمانوں کو معلوم ہو جائے کہ کامیابی و کامرانی اللہ تعالیٰ کی مدد سے نصیب ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی مدد کس طرح ہوئی

قرآن کریم بیان فرماتا ہے۔

وَاِذْ یُرِیْكُمُوْهُمْ اِذِ الْتَقَیْتُمْ فِیْۤ اَعْیُنِكُمْ قَلِیْلًا وَّ یُقَلِّلُكُمْ فِیْۤ اَعْیُنِهِمْ (پ۱۰،ع۱)

ترجمہ: اور جب لڑتے وقت تمہیں کافر تھوڑے کرکے دکھائے اور تمہیں ان کی نگاہوں میں تھوڑا کیا۔ (کنزالایمان)

پہلی مدد: اس طرح ہوئی کہ مسلمانوں کو کافروں کی تعداد میدان جنگ میں کم نظر آنے لگی۔ تاکہ مسلمان دشمن کی کثرت دیکھ کر گھبرائیں نہیں اور قرآن مقدس فرماتا ہے۔ یَرَوْنَهُمْ مِّثْلَیْهِمْ رَاْیَ الْعَیْنِ ط (پ۳،ع۱۰)

ترجمہ: انہیں آنکھوں دیکھا اپنے سے دونا سمجھیں۔ (کنزالایمان)

دوسری مدد: اس طرح ہوئی کہ جنگ کے دوران کافروں کو مسلمانوں کی تعداد دوگنی نظر آتی تھی جس کی وجہ سے کافروں پر مسلمانوں کا ڈر اور خوف طاری ہو گیا تھا اور کافروں کی ہمت پست ہو گئی۔

اور پھر قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے۔ اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ O۔ (پ۹،ع۱۵)

ترجمہ: جب تم اپنے رب سے فریاد کرتے تھے۔ تو اس نے تمہاری سن لی کہ میں تمہیں مدد دینے والا ہوں ہزاروں فرشتوں کی قطار سے۔ (کنزالایمان)

تیسری مدد: اللہ تعالیٰ نے میدان بدر میں مسلمانوں کی تیسری مدد اس طرح کی کہ ایک ہزار فرشتوں کا لشکر مسلمانوں کی مدد کے لئے بھیجا گیا۔

جنگ بدر میں صحابہ کرام کی جانثاری

کفار و مشرکین کا ایک ہزار لشکر جرار سیلاب کی طرح بڑھتا چلا آ رہا تھا۔ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس نازک وقت میں صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو جمع کر کے جہاد فی سبیل اللہ کا اعلان فرمایا تو صرف تین سو تیرہ نہتھے اور بے سروسامان مجاہدین اسلام نے جس جذبۂ شہادت اور خلوص و وفا کے ساتھ اس حق و باطل کی جنگ میں اللہ تعالیٰ اور اپنے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خوشنودی کی خاطر لڑے ہیں۔ یقیناً آفتاب و ماہتاب نے روئے زمین پر ایسی جاں بازی و سرفروشی کا منظر نہ دیکھا ہوگا۔ جس بے سروسامانی کے عالم میں غزوۂ بدر کی تیاری ہوئی۔ تو ہمارے حضور، سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے جنگ کے سلسلے میں مشورہ کیا تو صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم جس طرح آپ حکم دیں ہم تیار ہیں۔ ہم اپنی جانیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کر دیں گے۔ ہم قوم موسیٰ علیہ السلام کی طرح نہیں ہیں کہ انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا کہ تم اور تمہارا رب لڑے ہم تو یہاں بیٹھے ہیں۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے جب اپنے غلاموں کا یہ جذبہ دیکھا تو خوش ہو کر ان کے حق میں دعا فرمائی۔ میدان بدر میں جب حق و باطل کا معرکہ شروع ہوا تو مسلمانوں نے اپنے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے حکم پر جانثاری، بہادری کے وہ جوہر دکھائے جو میدان بدر کی زمین کبھی بھی بھول نہ پائے گی۔

فضائے بدر کو ایک آپ بیتی یاد ہے اب تک
یہ وادی نعرۂ توحید سے آباد ہے اب تک

مہ و انجم پہ اس مٹی کے ذرے مسکراتے ہیں
زبان حال سے ماضی کے افسانے سناتے ہیں

انصار و مہاجرین ! تمام صحابہ کرام نے اسلام پر فدا ہونے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے لئے جان کی قربانی کا وعدہ کیا۔ گویا غلامان مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کہہ رہے تھے۔

نبی کا حکم ہو تو کود جائیں ہم سمندر میں
جہاں کو غرق کردیں نعرۂ اللہ اکبر میں

ہمارا مرنا، جینا آپ کے احکام پر ہوگا
کسی میدان میں ہو خاتمہ اسلام پر ہوگا

درود شریف:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میدان بدر میں

جنگ کی رات سب سوتے رہے لیکن کائنات کے آقا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اللہ تعالیٰ سے اسلام کے ان سپاہیوں کے لئے فتح وکامرانی کی دعاء کرتے رہے، صبح ہوئی تو مسلمانوں کی صفوں کو درست کیا۔ جنگ کی تیاریاں مکمل ہوئیں تو محبوب خدا، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے رب تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کے لئے ہاتھ پھیلائے اور عرض کی۔ اے اللہ تعالیٰ اب تیری اس مدد کا وقت آگیا ہے جس کا تو نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنْ تَھْلِکْ ھٰذِہِ الْعِصَابَۃُ الْیَوْمَ لَا تُعْبَدْ۔ (بخاری، مسلم شریف، ج:۲، ص:۹۳، مشکوۃ المصابیح ص:۵۳۱)

یعنی اے اللہ تعالیٰ اگر مسلمانوں کی اس چھوٹی سی جماعت کو تو نے ہلاک ہوجانے دیا تو پھر تیری بھی عبادت نہ کی جائے گی (یعنی پھر کوئی تیری عبادت کرنے والا نہ رہے گا)

ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی دعا قبول ہوئی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے رب تعالیٰ کے حکم سے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو خوشخبری سناتے ہوئے فرمایا گھبراؤ نہیں آگے بڑھو۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتوں کا لشکر تمہاری مدد کے لئے آرہا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہوا۔ جب جنگ پورے زور پر آئی تو ان فرشتوں نے اپنا کام پورا کیا کہ تلوار لگنے سے پہلے سر کٹتے نظر آرہے تھے کچھ کافروں کے منہ اور ناک پر کوڑوں کے نشان نظر آرہے تھے اور یہی فرشتوں کو خدا کا حکم تھا۔

غور کیجئے! کیسی زبردست مدد ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے، کہ دشمن پر مار پڑرہی ہے اور مارنے والا نظر نہیں آتا، اسی طرح وہ قوت وقدرت والا اپنے مومن بندوں کی مدد کرتا ہے۔

وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَاءُ (پ۳،ع۱۰)

ترجمہ: اور اللہ اپنی مدد سے زور دیتا ہے جسے چاہتا ہے۔ (کنز الایمان)

حضرت جبرئیل علیہ السلام کی آواز: جنگ بدر میں ایک آواز آ رہی تھی اَقْدِمْ هَيْزُوْمُ. اَقْدِمْ هَيْزُوْمُ۔ (مسلم، ج:۲، ص:۹۳، مشکوۃ المصابیح، ص:۵۳۱)

ہیزوم آگے بڑھو۔ ہیزوم آگے بڑھو۔ صحابہ کہتے ہیں ہم حیران تھے کہ یہ آواز کہاں سے آ رہی ہے۔ نبی دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ ہیزوم حضرت جبرئیل علیہ السلام کے گھوڑے کا نام ہے۔ وہ اپنے گھوڑے کو کہہ رہے ہیں کہ آگے بڑھو۔ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین فرماتے ہیں کہ ہم کتنے مرتبہ کسی کافر کو قتل کرنا چاہتے تو وہ پہلے ہی قتل ہو جاتا۔ ہم سمجھ جاتے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی مدد ہے۔

کفر و اسلام: حق و باطل کی اسلام کی تاریخ میں پہلی جنگ ہے جس میں مسلمان بے سروسامان اور لشکر کے مجاہدین کی کل تعداد تین سو تیرہ تھی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اس قلیل جماعت کو تین گنا زیادہ کافروں کے لشکر پر شاندار فتح عطا فرمائی۔

اللہ تعالیٰ کا اعلان: كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً بِاِذْنِ اللّٰهِ ط (پ۲،ع۱۷)

ترجمہ: بارہا کم جماعت غالب آئی ہے زیادہ گروہ پر اللہ کے حکم سے۔ (کنز الایمان)

ابو جہل کا انجام: حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں میدان بدر میں کھڑا تھا کہ انصار کے دو چھوٹے کم عمر لڑکے میرے پاس دوڑتے ہوئے آئے اور مجھ سے پوچھنے لگے چچا جان! ابو جہل کون ہے؟ اور وہ کہاں ہے؟ یہ دونوں بچے معاذ بن عمرو اور معوذ بن عفراء تھے۔ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان دونوں بچوں سے کہا کہ تم دونوں ابو جہل کا پتہ کیوں پوچھتے ہو؟ تو ان دونوں بچوں نے جواب دیا کہ میں نے سنا ہے کہ ابو جہل لعین، بد بخت ہمارے پیارے نبی مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو گالیاں دیتا ہے۔ گویا وہ بچے کہہ رہے تھے۔

قسم کھائی ہے مرجائیں گے یا ماریں گے ناری کو
سنا ہے گالیاں دیتا ہے وہ محبوب باری کو

ہمارے آقا پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو ابو جہل لعین، گالیاں دیتا ہے اس لئے ہم نے فیصلہ کر لیا ہے اور قسم کھالی ہے کہ اس کو قتل کر کے ہی دم لیں گے۔ یا اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے نام پر اپنی جانیں قربان دیں گے۔

حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ان بچوں سے کہا کہ ابو جہل کوئی معمولی آدمی نہیں ہے وہ کافروں کے لشکر کا سردار ہے اس کو قتل کرنا آسان نہیں ہے اس کے اردگرد فوج کا دستہ حفاظت کر رہا ہے اس لئے۔ حفاظت کر رہا ہے گرد اس کے فوج کا دستہ

بچے بولے۔ چچا جان! یہ دستہ کب تلک روکے گا عزرائیل کا رستہ

آپ فرماتے ہیں کہ میں نے ابو جہل کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ بچو! وہ ہے ابو جہل جو لشکر کے بیچ گھوڑے پر سوار ہے۔ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف فرماتے ہیں میں نے انگلی کا اشارہ کیا، میری نگاہ وہاں پہونچی تو میں نے دیکھا کہ وہ دونوں بچے ابو جہل کے گھوڑے کے پاس موجود تھے۔ بچے چھوٹے تھے اس لئے ان کا ہاتھ ابو جہل تک پہونچنا مشکل تھا اس لئے بچوں نے سب سے پہلے اپنی تلواروں کا وار گھوڑے کی ٹانگ پر کیا اور گھوڑا اچلاتا ہوا زمین پر گرا اور ابو جہل گھوڑے سے زمین پر آیا، دونوں بچوں نے بڑی تیزی سے اپنی ننھی منھی تلواروں سے ابو جہل کے سر پر حملہ کر دیا جس سے ابو جہل خاک و خون میں تڑپنے لگا اور حضرت معوذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ۝ (پ۲، ع۳)

اور حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ابو جہل کا لڑکا عکرمہ نے وار کیا جس سے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک ہاتھ کٹ کر لٹکنے لگا جس سے جنگ کرنے میں دشواری ہوری تھی تو حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تلوار دوسری ہاتھ میں لے لی اور جنگ کرتے رہے۔ اللہ، اللہ کیا جذبہ تھا، لٹکتا ہوا بازو رکاوٹ بن رہا تھا، پاؤں کے نیچے رکھا اور توڑ کر پھینک دیا۔ اس ننھے مجاہد کی اس ادا کو ہمارے سرکار احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم دیکھ رہے تھے۔ جب حضرت معاذ اپنا کٹا ہوا بازو لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنا لعاب دہن اس پر لگا دیا تو کٹا ہوا بازو کندھے کے ساتھ پھر جڑ گیا۔ (سیرۃ الرسول، ص ۳۵۵)

تھوڑی دیر بعد حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شہید ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ۝ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ان دو ننھے عاشقوں اور مجاہدوں یعنی حضرت معاذ اور حضرت معوذ رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر ہمیشہ ہمیش کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ اور ان کے وسیلے سے پوری امت پر اور خاص کر اس پورے مجمع پر رحمتوں، غفران کی بارش فرمائے۔ (سیرۃ الرسول، ص ۳۵۵، بحوالہ بخاری و مسلم)

بدر میں ابوجہل اس جگہ پر مرا ملے گا

ہمارے پیارے نبی اللہ تعالیٰ کے محبوب، دانائے خفایا وغیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میدان بدر میں جنگ سے پہلے اس جگہ کا معائنہ کرنے کے لئے چند صحابہ کے ساتھ تشریف لے گئے کہ جنگ کی تیاری مکمل کر لی جائے۔ بدر کے میدان میں ہمارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے جنگ سے پہلے ایک لکیر کھینچی اور فرمایا کل جب جنگ ہوگی تو میری امت کا فرعون ابوجہل اس جگہ مرا ملے گا اور امیہ ابن خلف اس جگہ مرا پڑا ہوگا اسی طرح بہت سے کافروں کے سرداروں کے بارے میں فرمایا کہ فلاں اس جگہ پر فلاں اس جگہ پر مرا پڑا ہوگا ایک دن پہلے ہی ان کے موت کی خبر دی۔ ''هٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ'' غَدًا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ ''هٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ'' غَدًا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ (مسلم شریف، ج:۲، ص:۱۰۲، مشکوٰۃ المصابیح، ص:۵۳۱)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم جس نے ہمارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا وہ (کفار)۔ حدود سے ذرا آگے پیچھے نہ تھے جہاں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان کے بارے میں نشاندہی فرمائی تھی۔ (سیرۃ الرسول بحوالہ مسلم، نسائی، امام احمد)

اے ایمان والو! جنگیں دنیا میں بیشمار ہوئی ہیں اور ہوتی رہیں گی مگر کسی بادشاہ یا لشکر کے سپہ سالار نے جنگ سے پہلے کامیابی وکامرانی کی بشارت نہیں دی نہ یہ بتا سکا کہ فلاں دشمن اس جگہ پر قتل کیا ہوا مرا ملے گا۔

یہ شان صرف اور صرف ہمارے پیارے رسول، قائد عالم، سردار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ہے کہ جنگ بعد میں یعنی کل ہوگی اور فتح وظفر، کامیابی وکامرانی کا مژدہ پہلے سنا دی اور کون سا دشمن کس جگہ مرا پڑا ہوگا جنگ سے پہلے بتا دیا۔ بعض بزرگوں کی کتابوں میں اس طرح کی بھی روایت ملتی ہے جب ابوجہل کو پتہ چلا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میدان بدر میں تشریف لائے اور میدان کا جائزہ لیا اور ایک لکیر کھینچی اور کہا کہ کل جب جنگ ہوگی تو ابوجہل مارا جائے گا اور اس کی لاش اس لکیر پر پڑی ہوگی تو امت کا فرعون ابوجہل گھبرایا اور اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا کہ کل میری موت کا دن ہے، اب مجھے مرنے اور قتل ہونے سے کوئی چیز بچا نہیں سکتی۔ اس لئے کہ محمد بن عبداللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے منہ سے جو بات میں نے سُنی ہے وہ کبھی غلط نہیں ہوئی بلکہ وہ بات پوری ہو کے رہتی ہے سچ کہا گیا۔ اَلْفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْاَعْدَاءُ۔ یعنی حق وہی ہے جس کی سچائی کی دشمن بھی گواہی دے اور جب ابوجہل خاک وخون میں تڑپ رہا تھا زندگی کی آخری سانسیں لے رہا تھا، ارد، گرد اس کے ساتھیوں کی جماعت

کھڑی ہے۔ اس نے مرتے مرتے سوال کیا کہ دیکھو تو کہ میرا جسم اس لکیر پر تو نہیں ہے جو لکیر محمد بن عبداللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے کھینچی تھی جب ساتھیوں نے غور کیا اور دیکھا تو یقیناً ابو جہل کا دھڑ اسی لکیر پر تھا تو ابو جہل کہنے لگا کہ میرا دھڑ کھینچ کر یا اٹھا کر اس لکیر سے دور کر دو تا کہ محمد بن عبداللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ایک بات تو جھوٹی ہو جائے۔ مر رہا ہے۔ خاک و خون میں تڑپ رہا ہے مگر عداوت و نفرت میں کوئی کمی نہیں ہے۔ اس لعین کے ساتھی اسے اٹھانے کی کوشش کرنے لگے۔ اِدھر اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے اے ملک الموت (علیہ السلام) سنو ابو جہل بد بخت جھوٹا ہے اور میرا پیارا محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سچا ہے۔ دیری نہ کرو، روح قبض کرلو۔ ملک الموت (علیہ السلام) نے روح نکالی۔ ظالم ابو جہل کا جسم ناری ٹھنڈا ہو گیا اور اسی لکیر پر لاش پڑی تھی جو لکیر ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے کھینچی تھی۔ اللہ تعالیٰ کی عطا سے ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے علم غیب کی شان و شوکت کا عالم یہ ہے کہ جو آپ حضرات نے ملاحظہ کیا مگر ماننے اور قبول کرنے کے لئے ایمان کا ہونا شرط ہے۔ خوش عقیدہ سنی مسلمان ہونا ضروری اور لازمی ہے اسی لئے تو وہابی، دیوبندی، تبلیغی کو ایمان نہ ہونے کی وجہ سے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے علم غیب کا انکار کرتے ہیں اور ہم سنی اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو غیب داں مانتے ہیں اور مانتے رہیں گے۔

عاشق مصطفیٰ پیارے رضا، اچھے رضا، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروروں درود

درود شریف:

میدان بدر میں عشق سے لبریز واقعہ

ہمارے سرکار، امت کے غمخوار، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جنگ کے لئے صفیں سیدھی فرما رہے تھے جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنے عاشق حضرت سواد انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قریب پہونچے ان کا پیٹ کچھ بڑا تھا جو صف سے باہر نکل رہا تھا تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان کے پیٹ پر اپنی چھڑی لگاتے ہوئے فرمایا اِسْتَوِ یَا سَوَادُ اے سواد! سیدھے کھڑے ہو جا۔ بس حضرت سواد نے موقعہ کو غنیمت سمجھا اور عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم آپ نے میرے پیٹ پر جو لکڑی ماری ہے میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے اس کا بدلہ لوں گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم

حیرت میں پڑ گئے کہ اس مشکل گھڑی میں سواد کو کیا ہو گیا ہے اور ہمارے نبی ، عادل و رحیم آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے سواد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بات سنتے ہی اپنا کپڑا اٹھاتے ہوئے فرمایا۔ اے سواد رضی اللہ تعالیٰ عنہ لو میرا پیٹ حاضر ہے تم اپنا بدلہ لے لو، اسی چھڑی سے مارلو جس سے تمھیں تکلیف پہونچی ہے۔ حضرت سواد رضی اللہ تعالیٰ عنہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قریب ہوئے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مبارک پیٹ کو چوما اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے جسم مبارک سے چمٹ گئے۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ اے سواد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) یہ کیا ہے؟ تم تو اپنا بدلہ لینا چاہتے تھے۔ حضرت سواد رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرنے لگے یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم اس وقت میں میدان جنگ میں ہوں کیا پتہ موت کا وقت آجائے اور میں شہید ہو جاؤں پس میرے دل میں تمنا پیدا ہوئی کہ میرا جسم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مبارک جسم کے ساتھ مس ہو جائے یعنی چھو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ موقعہ نصیب فرمایا۔ مجھے یقین ہے کہ اب میرے جسم پر جہنم کی آگ حرام ہو گئی پس جو میرا مقصد تھا وہ پورا ہو گیا میں اپنا بدلہ معاف کرتا ہوں۔ (سیرۃ الرسول، ص ۳۹۴)

اے ایمان والو! یہ تھا حضرات صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا ایمان اور ان کا عشق جو آپ حضرات نے سن لیا، یعنی جو جسم آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مبارک جسم سے چھو جائے اس کو دوزخ کی آگ نہیں جلا سکتی۔ مگر میں آپ حضرات کو بتادینا چاہتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے جسم مبارک کا پیرہن شریف یا موئے مبارک کی برکت ورحمت کے حصول کے لئے مومن خوش عقیدہ سنی مسلمان ہونا لازم وضروری ہے یعنی ایسا مسلمان ہو جس میں صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے عشق کی حرارت موجود ہو۔ اسی لئے عاشق صادق سرکار اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا، فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

اے عشق ترے صدقے جلنے سے چھٹے سستے
جو آگ بجھادے گی وہ آگ لگائی ہے

درود شریف:

رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بدر میں

جو کافر گرفتار ہوئے وہ بارگاہ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں پیش کئے گئے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے صحابہ کرام اپنے غلاموں سے مشورہ فرمایا۔ کسی کی رائے یہ تھی کہ انہیں قتل کر دیا جائے اور کچھ لوگوں نے یہ کہا کہ جو

کافر جس کا رشتہ دار ہے وہی اس کو قتل کرے اور کسی نے یہ مشورہ دیا کہ فدیہ لے کر ان کو رہا کر دیا جائے۔ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو یہ مشورہ زیادہ پسند آیا کہ قتل نہ کیا جائے بلکہ فدیہ لے کر ان کو رہا کر دیا جائے۔ انہیں گرفتار ہونے والوں میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے حقیقی چچا حضرت عباس بھی تھے۔

علم غیب دیکھا اور حضرت عباس ایمان لے آئے

حضرت عباس سے بھی کہا گیا کہ اگر آپ بھی آزاد ہونا چاہتے ہیں تو چار سو درہم فدیہ ادا کیجئے اور آزاد ہو جائیے۔ حضرت عباس نے کہا کہ میرے پاس اتنا مال نہیں کہ میں اس قدر فدیہ ادا کر سکوں۔

ہمارے آقا غیب داں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے پھر فرمایا، چچا عباس فدیہ دو اور رہا ہو جاؤ مگر حضرت عباس نے پھر دوسری مرتبہ بھی یہی کہا کہ میرے پاس اس قدر رقم نہیں ہے جو میں فدیہ ادا کر سکوں تو تیسری مرتبہ ہمارے سرکار غیب داں رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ چچا جان آپ مکہ جا کر فدیہ کی رقم بھیج دیجئے گا۔ آپ کو آزادی کا پروانہ دیدیتا ہوں تو حضرت عباس بولے میرے گھر مکہ میں بھی کوئی رقم نہیں ہے۔ تو ہمارے حضور غیب کی خبر دینے والے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا وہ مال کہاں گیا جو آتے وقت آپ نے اپنی بیوی (یعنی میری چچی) ام الفضل کے ساتھ مل کر زمین میں دفن کیا تھا اور آپ نے اپنی بیوی (یعنی میری چچی) ام الفضل سے کہا تھا کہ میں سلامت آ گیا تو ٹھیک ہے ورنہ اگر جنگ میں قتل کر دیا گیا تو یہ مال میرے بچوں فضل، عبداللہ اور قثم کے حوالہ کر دینا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے غیب کی بات کو سن کر حضرت عباس کی آنکھیں کھل گئیں اور وہ کہنے لگے کہ آج میں نے جان لیا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اللہ تعالیٰ کے سچے نبی ہیں اور جو نبی ہوتا ہے وہ غیب کا علم رکھتا ہے ورنہ مال کو زمین میں دفن کرنے کا معاملہ میرے اور میری بیوی کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا۔ آپ مدینے میں ہیں اور مکہ میں میرے گھر کی بات بتا رہے ہیں جو ایک راز تھی۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے سچے نبی اور رسول ہیں اور مسلمان ہو گئے۔ (سیرۃ الرسول، ص ۳۹٦)

علم غیب کے سبب ایمان لائے:۔ جنگ بدر میں جب نوفل کو قید کیا گیا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے نوفل سے فرمایا فدیہ دو رہائی حاصل کرو۔ تو نوفل نے کہا میرے پاس کچھ نہیں ہے میں فدیہ کس سے ادا کروں گا تو ہمارے غیب داں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جدہ میں جو تم نے نیزے رکھے ہیں وہ فدیہ کے طور پر دیدو ہم تمہیں آزاد کر دیتے ہیں۔ نوفل غیب کی بات کو سن کر حیرت

میں پڑ گیا اور کہنے لگا جدہ میں میرے پاس ایک ہزار نیزے رکھے ہوئے ہیں مگر اس راز کا علم میرے سوا کوئی نہیں جانتا۔ گویا نوفل کہہ رہے تھے کہ جو مدینہ میں رہ کر جدہ کی خبر رکھے وہ جھوٹا نہیں ہوسکتا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے سچے نبی اور برحق رسول ہیں اور مسلمان ہو گئے۔ (سیرۃ الرسول، ص ۳۹۶)

اے ایمان والو! جنگ بدر کا واقعہ آپ حضرات نے سن لیا کہ حضرت عباس ایمان لائے تو ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا علم غیب دیکھ کر نوفل مسلمان ہوئے تو ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا علم غیب دیکھ کر اور کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اپنے آپ کو ایمان والا اور مسلمان کہتے اور کہلواتے ہیں اور دعویٰ بھی کرتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے علم غیب کا انکار کرتے ہیں اب آپ حضرات ہی بتائیں کیا ایسے لوگ مسلمان ہوسکتے ہیں۔ نہیں ہرگز نہیں۔ لہٰذا ہمیں ایسے بدعقیدہ لوگوں سے دور رہنا ہے تاکہ ہمارا ایمان محفوظ رہے۔

قبر والے کافر بھی سنتے ہیں: حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا یہ معمول تھا کہ جب جنگ میں فتح ہوجاتی تو تین دن میدان جنگ میں ٹھہرتے۔ میدان بدر میں بھی فتح کے بعد تین دن تک قیام فرمارہے تین دن کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنے صحابہ کے ساتھ میدان بدر سے روانہ ہوئے رات کا وقت تھا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس کنویں کے پاس تشریف لائے جس میں کفار قریش کی لاشیں ڈالی گئی تھیں، کنویں کے پاس کھڑے ہوکر خطاب فرمایا اے ابوجہل! اے امیہ بن خلف! اے عقبہ بن ربیعہ! اے شیبہ بن ربیعہ! اگر تم لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی اطاعت کرتے تو آج خوش ہوتے اور جو وعدہ اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ کیا تھا فَاِنِّیْ قَدْ وَجَدْتُّ مَاوَعَدَنِیْ رَبِّیْ حَقًّا۔ پس بیشک جو وعدہ میرے رب تعالیٰ نے میرے ساتھ کیا میں نے سچا پایا۔ (سیرۃ الرسول، بحوالہ، مسند امام احمد، ص ۳۶۴)

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم! انہیں مرے ہوئے تین دن گزر گئے ہیں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم آج ان سے باتیں کررہے ہیں۔ مردہ جسم کیسے گفتگو کرسکتے ہیں تو پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ لِمَا اَقُوْلُ مِنْهُمْ (مسند امام احمد، ص ۳۶۴)

یعنی میں جو کہہ رہا ہوں تم ان سے زیادہ سننے والے نہیں ہو۔

اے ایمان والو! اس حدیث مبارکہ سے صاف صاف ظاہر وباہر ہوگیا کہ مرنے اور قتل ہونے کے بعد کافر بھی سنتے ہیں، جبھی تو ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے جنگ بدر میں قتل ہونے والے کفار قریش کی لاشوں سے خطاب فرمایا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوال پر فرمایا، اے عمر! تم ان سے زیادہ نہیں سنتے۔

اس حدیث شریف کی روشنی میں مجھے بتانا اور سمجھانا یہ ہے کہ جب مرے ہوئے کافر سے بات کی جائے تو وہ سنتے ہیں تو وہ مومن جو اللہ تعالیٰ کی محبت میں مرا ہو یا شہید ہوا ہو، یا وہ اللہ کا ولی جو اللہ تعالیٰ کی دوستی کے ساتھ دنیا سے گیا ہو اگر اس کی خدمت میں عرض و معروض کیا جائے تو یقیناً وہ اپنی قبر میں فریادی کی فریاد سنتے ہیں اور پھر ہمارے آقا اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شان تو بہت بلند و بالا ہے۔

اسی لئے تو عاشق مصطفیٰ سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

فریاد امتی جو کرے حال زار میں
ممکن نہیں کہ خیر بشر کو خبر نہ ہو

ہم یہاں سے پکاریں وہاں وہ سنیں
مصطفیٰ کی سماعت پہ لاکھوں سلام

دورو نزدیک کے سننے والے وہ کان
کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

درود شریف:

شہدائے بدر: جنگ بدر میں تین سو تیرہ مجاہدین اسلام میں سے صرف چودہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین شہید ہوئے۔

جنگ بدر میں کتنے کافر قتل ہوئے

جنگ بدر میں تقریباً ایک ہزار کی تعداد تھی لشکر کفار کی۔ جس میں کافروں کے ستر آدمی قتل ہوئے۔ جن میں اکثر کافروں کے سردار تھے۔ (سیرۃ الرسول، ص ۳۹۷)

حضرات! افسوس یہ مسجدوں کے نمازی اور میدان جنگ کے غازی دنیا سے چلے گئے۔

آہ اسلام ترے چاہنے والے نہ رہے
جن کا تو چاند تھا افسوس وہ ہالے نہ رہے

کتنے افسوس کی بات ہے جو ہمارے برے اعمال و کردار نے ہمیں یہ دن دکھایا ہے۔ نہ آج رات کے عابد رہے اور نہ دن کے غازی رہے۔ نہ وہ نماز رہی نہ وہ سجدہ رہا، نہ وہ دعائیں رہیں، جو باب اجابت میں پہونچ کر

اللہ تعالیٰ کی رحمت کو ہماری جانب متوجہ کرتیں اور نہ وہ اسلام کے سچے غازی رہے جن کا ذوق شہادت اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو راضی کر کے اسلام کی جڑوں کو کمزور ہونے سے بچا کر مضبوط و مستحکم کرتا۔

ایک طرف تیغ بکف ایک طرف سر بہ سجود
پھر ضرورت ہے انہیں بے سروسامانوں کی

حضرات! جہاد کی دو قسمیں ہیں ایک قسم جہاد کفار ہے جو آپ حضرات سن چکے۔ دوسری قسم جہاد نفس ہے۔ نفس سے جہاد کی حقیقت کے بارے میں عرض کر رہا ہوں آپ حضرات غور سے سنئے اور عمل کرنے کی کوشش کیجئے۔

نفس سے جہاد:۔ ہمارے آقا رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں۔ اَلْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ . (مشکوۃ، ص ۳۳۴)

یعنی سچا اور کامل مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس سے جہاد کرے۔

ہمارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ایک غزوہ سے واپس تشریف لاتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ (مشکوۃ، ص ۳۳۴)

یعنی اب ہم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف لوٹے۔

اے ایمان والو! آپ حضرات نے سن لیا کہ جنگ کے میدان میں تیر و تلوار سے دشمن سے لڑنا۔ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے جہاد اصغر یعنی چھوٹا جہاد فرمایا اور نفس سے جہاد کو جہاد اکبر یعنی بڑا جہاد فرمایا۔ بات دراصل یہ ہے کہ اپنے نفس کو قابو میں رکھنا، اور ہمیشہ اس کے خلاف رہنا یہ نفس کا جہاد ہے جو آسان نہیں بڑا مشکل کام ہے۔ اس لئے کہ میدان جنگ میں تیر و تلوار سے دشمن کا مقابلہ کرنا چند دنوں یا مہینوں رہتا ہے مگر نفس سے جہاد صبح سے شام تک، رات سے دن تک، گھر سے بازار تک، ہر آن اور ہر لمحہ، ہر قدم یہاں تک کہ زندگی کی آخری سانس تک جاری رہتا ہے۔ تمام گناہ والی لذتوں اور شہوتوں سے نفس کو روک کر رکھنا۔ اور تمام عبادتوں کی مشقتوں پر ثابت قدم رہنا۔ دنیا بے شمار گناہ والی لذتوں اور شہوتوں سے بھری پڑی ہے۔ شراب، منشیات، سنیما و موسیقی، رقص و سرور، حسن و جمال کا بے حجاب نظارہ یہ گناہوں کے وہ دل کش و دل فریب سامان ہیں کہ آدمی کا نفس بار بار ان کی طرف لپکتا ہے مگر نفس کے مجاہد کی یہ شان ہوتی ہے کہ نفس کو قابو میں رکھتا ہے۔ ہمیشہ نفس کو ان گناہوں کی طرف بڑھنے سے روکے رکھتا ہے۔ اسی طرح وقت فجر کا نمازی اپنے نرم نرم بستر اور گرم گرم لحاف کی میٹھی نیند کو چھوڑ کر سخت سردی میں وضو کر کے مسجد میں سر بسجود ہو کر نفس سے لڑتا ہے اور روزہ دار سخت پیاس کی حالت میں ٹھنڈا، ٹھنڈا

پانی اور میٹھا شربت موجود ہوتے ہوئے بھی اللہ تعالیٰ کے خوف سے ہاتھ بھی نہیں لگاتا اور نفس سے جہاد کرتا ہے اور کامیابی وکامرانی سے سرفراز ہوتا ہے۔

غزوۂ بدر سے سبق: غزوۂ بدر کے واقعات سے جو سبق ملا ہے اسے مسلمانوں کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے۔ وہ سبق یہ ہے کہ ہم مخلص، متقی، پرہیزگار مسلمان بن جائیں تو یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے مخلص، متقی، پرہیزگار مومن بندوں کی مدد فرماتا ہے اور دنیا کی بڑی سے بڑی قوت وطاقت پر ان کو غالب کر دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ یَنْصُرْكُمْ وَ یُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ۝ (پ۲۶،ع۵)

ترجمہ: اے ایمان والو! اگر تم دین خدا کی مدد کرو گے اللہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم جمادے گا۔ (کنزالایمان)

اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ صبح قیامت تک کے مومنوں سے ہے جب بھی مومن مسلمان بندہ اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کے لئے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی غرض سے آگے بڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس مومن بندہ کی مدد فرماتا ہے جیسا کہ میدان بدر میں اللہ تعالیٰ نے مٹھی بھر مسلمانوں کو کفار کے بھاری لشکر پر غالب کر دیا اور ان کے قدم ایسے مضبوط کر دیئے کہ دنیا کی کوئی طاقت ان کو ہلا نہیں سکی۔ پس ضرورت ہے غزوۂ بدر کی یاد تازہ کرنے کی اس کے دیئے ہوئے سبق پر عمل کرنے کی، ہم اپنے کردار واعمال اور حال پر نظر کریں اور غور کریں کہ ہم نے کتنا کھویا ہے اور کیا پایا ہے۔ آج ہم کتنی ذلتوں اور ناکامیوں کے شکار ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی مدد ہمیں کیوں نصیب نہیں ہوتی۔ صرف وجہ یہ ہے کہ ہم نے دنیا کے ساز وسامان کو اپنا سہارا سمجھ لیا ہے اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا چھوڑ دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ رمضان شریف کے صدقے روزہ ونماز کے وسیلے سے اور شہدائے بدر کی بے مثال قربانیوں کی برکت سے ہماری حالت بدل دے اور اپنی مدد ہمیں اور سارے عالم کے مسلمانوں کو نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
اک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کیلئے

﴿ ۹ ﴾

رمضان المبارک

تیسرا جمعہ..................................دوسرا بیان

زکوٰۃ کی فضیلت واہمیت

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ٥ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ٥

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ٥

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ ٥ (پ۱۸،ع۱۳)

ترجمہ: اور نماز برپا رکھو اور زکاۃ دو اور رسول کی فرمانبرداری کرو۔ اس امید پر کہ تم پر رحم ہو۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

درد و آلام کے مارے ہوئے کیا دیتے ہیں
ہم تو بس ان کی نگاہوں کو دعا دیتے ہیں
عقل والوں کے نصیبوں میں کہا ذوق جنوں
عشق والے ہیں جو ہر چیز لٹا دیتے ہیں

اے ایمان والو! جو آیت کریمہ میں نے تلاوت کرنے کی سعادت حاصل کی ہے اللہ تعالیٰ اس میں ارشاد فرماتا ہے

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ ٥ (پ۱۸،ع۱۳)

ترجمہ: اور نماز برپا رکھو اور زکاۃ دو اور رسول کی فرمانبرداری کرو اس امید پر کہ تم پر رحم ہو۔ (کنزالایمان)

حضرات! اس آیت مقدسہ میں اللہ تعالیٰ نے تمام ایمان والوں کو نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم فرمایا ہے گویا نمازی مسلمان کو آگاہ کیا جارہا ہے کہ اے نماز پڑھنے والے، اگر تو چاہتا ہے کہ تیری نماز اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول ہوجائے تو جو مال وزر تجھے دیا گیا ہے۔ اس کی زکوٰۃ بھی ادا کردے اور ہمارے پیارے رسول مصطفیٰ

جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی اطاعت وفرمانبرداری سے تمہیں یہ انعام ملے گا کہ اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے گا اور تم اللہ تعالیٰ کے فضل عظیم اور لطف عمیم سے دنیاوآخرت میں کامیاب ہوجاؤ گے۔

زکوٰۃ میں رحمت وبرکت

اے ایمان والو! زکوٰۃ دینا ایسا کار خیر اور نیک عمل ہے جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ زکوٰۃ دینے والے بندہ کو ہدایت کی نعمت اور اس کے کاروبار میں خوب رحمت وبرکت عطا فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک:۔ هُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ○ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ○ (پ۱۹، رکوع ۱۶)

ترجمہ:۔ ہدایت اور خوش خبری ایمان والوں کو وہ جو نماز برپا رکھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ (کنزالایمان)

زکوٰۃ ادا کرنے سے غم اور خوف سے نجات ملتی ہے

اے ایمان والو! مال ودولت جمع کرکے انسان بے پناہ بلا ومصیبت میں مبتلا ہوجاتا ہے ہر وقت مال کی حفاظت کی فکر اور مال کے ضائع ہونے کا خوف وغم لگا رہتا ہے لیکن وہ شخص جو اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کردیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو ہر غم اور خوف سے نجات عطا فرمادیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک:۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ج وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ○ (پ۳، رکوع ۶)

ترجمہ:۔ بے شک وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور نماز قائم کی اور زکوٰۃ دی ان کا نیگ ان کے رب کے پاس ہے اور نہ انہیں کچھ اندیشہ ہو نہ کچھ غم۔ (کنزالایمان)

زکوٰۃ دینا بہت بڑا ثواب ہے

اے ایمان والو! زکوٰۃ ادا کرنا وہ نیک عمل ہے جس سے اللہ تعالیٰ خوش ہوکر زکوٰۃ دینے والے بندہ کو اجر عظیم یعنی خوب ثواب عطا فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک: وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۝ اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيْهِمْ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ (پ۶، رکوع۲)

ترجمہ: اور نماز قائم رکھنے والے اور زکوٰۃ دینے والے اور اللہ اور قیامت پر ایمان لانے والے ایسوں کو عنقریب ہم بڑا ثواب دیں گے۔ (کنزالایمان)

زکوٰۃ دینے سے جنت الفردوس ملتی ہے

اے ایمان والو! زکوٰۃ اس لئے ادا کرو تا کہ مال خوب بڑھے اور تجارت پھولے پھلے اور آپ کا مال بلا ومصیبت سے محفوظ ہوجائے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ زکوٰۃ دینے سے جہاں مال ودولت تلف وضائع ہونے سے محفوظ ہوجاتا ہے اور اللہ تعالیٰ زکوٰۃ دینے والے بندہ سے راضی ہوکر اس بندہ کو جنت الفردوس کا وارث بنادیتا ہے جس میں زکوٰۃ دینے والا بندہ ہمیشہ ہمیش رہے گا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک: وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ؕ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ (پ۱۸، رکوع۱)

ترجمہ:۔ اور وہ کہ زکوٰۃ دینے کا کام کرتے ہیں یہی لوگ وارث ہیں کہ فردوس کی میراث پائیں گے اور اس میں ہمیشہ ہمیش رہیں گے۔ (کنزالایمان)

زکوٰۃ نہ دینا دردناک عذاب ہوگا

اے ایمان والو! جولوگ سونا، چاندی (اور مال ودولت) جمع کرتے ہیں اور اس کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے اور اسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنادو جس دن دوزخ کی آگ میں وہ تپائے جائیں گے اور ان سے ان کی پیشانیاں اور کروٹیں اور پیٹھیں داغی جائیں گی (اور ان سے کہا جائے گا) یہ وہ (مال ودولت) ہے جو تم نے اپنے نفس کے لئے جمع کیا تھا تو اب (اس کا مزہ) چکھو جو (مال ودولت) جمع کرتے تھے (پ۱۰،ع۱۱)

گنجے سانپ کا عذاب

حدیث شریف: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ ہمارے پیارے رسول، مصطفیٰ کریم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو اللہ تعالیٰ مال دے اور وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو قیامت کے دن وہ مال گنجے سانپ کی صورت میں کردیا جائیگا جس کے سر پر دو چتیاں ہوں گی وہ سانپ اس شخص کے گلے میں طوق بنا کر ڈال دیا جائے گا پھر اس کی باچھیں پکڑے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں (یعنی میں تیرا وہ مال اور خزانہ ہوں جس کی تو زکوٰۃ نہیں ادا کرتا تھا) (بخاری شریف، ج:۱،ص:۱۸۸)

حدیث شریف: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ ہمارے سرکار، امت کے غمخوار مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، جس مال کی زکوٰۃ نہیں دی گئی قیامت کے دن وہ مال گنجا سانپ بن جائے گا۔ مالک کو دوڑائے گا اور وہ بھاگے گا یہاں تک کہ اپنی انگلیاں اس (مالدار) کے منہ میں ڈال دے گا۔

(مسند امام احمد بن حنبل، ج:۳،ص:۲۷۶)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے اگر آپ کو سونا و چاندی مال و دولت سے نوازا ہے تو مکمل زکوٰۃ ادا کرو ورنہ یہی دولت گنجے سانپ بن کر آپ کو ڈسیں گے اس وقت نہ باپ کام آئے گا اور نہ بیٹا کام آئے گا جس کے لئے تم نے مال و دولت جمع کیا ہے۔ گنجے سانپ کا عذاب کم نہ سمجھنا۔ سانپ جب ایک ہزار سال کا ہوتا ہے تو اس کے سر پر بال نکلتے ہیں اور جب دو ہزار سال کا ہو جاتا ہے تو وہ بال گر جاتے ہیں اور وہ سانپ گنجا ہو جاتا ہے (یعنی زہر کی زیادتی سے سب بال گر جاتے ہیں اور پھر سانپ گنجا ہو جاتا ہے) (بہار شریعت، حصہ ۵،ص:۴)

زکوٰۃ نہ دینے والا قتل کا مستحق ہے

حدیث شریف: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ ہمارے پیارے رسول مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بعد جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے اس وقت اعراب میں سے کچھ لوگ کافر ہو گئے (یعنی زکوٰۃ کی فرضیت سے انکار کر بیٹھے) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان پر جہاد اور قتال کا حکم صادر فرمایا اور ارشاد فرمایا خدا کی قسم میں ان سے جہاد و قتال کروں گا جو نماز و زکوٰۃ میں تفریق کرے (یعنی نماز کو فرض مانے اور زکوٰۃ کی فرضیت سے انکار کرے) زکوٰۃ حق المال ہے۔ خدا کی قسم بکری کا بچہ جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پاس حاضر کیا کرتے تھے اگر مجھے دینے سے انکار کریں گے تو اس پر ان سے جہاد کروں گا۔ (بخاری، ج:۱،ص:۱۸۸، ومسلم)

مسئلہ: زکوٰۃ فرض ہے اس کا منکر کافر اور نہ دینے والا فاسق اور قتل کا مستحق اور ادا میں تاخیر کرنے والا گنہگار و مردود الشہادۃ ہے۔ (عالمگیری، بحوالہ بہار شریعت، حصہ ۵،ص:۱۰)

زکوٰۃ دوسرے مال کو ہلاک کردیتی ہے

حدیث شریف: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، زکوٰۃ کسی مال میں نہ ملے گی مگر اسے ہلاک کردے گی۔ (شعب الایمان، ۳، ص:۲۷۳)

مسئلہ: زکوٰۃ آپ پر واجب تھی اور زکوٰۃ کی رقم آپ نے مستحق زکوٰۃ کے حوالے کرنے کی بجائے اپنے دوسرے مال میں ملائے رکھا تو زکوٰۃ کا مال دوسرے مال کو ہلاک و برباد کردے گا۔ (بہار شریعت، حصہ ۵، ص ٦)

مال و دولت کے برباد ہونے کا سبب

حدیث شریف: حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو قوم زکوٰۃ نہ دے گی اللہ تعالیٰ اسے قحط میں مبتلا فرمائے گا۔ (طبرانی اوسط، ج:۳، ص:۲۷۵)

حدیث شریف: امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مختار شفیع روز شمار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا خشکی اور تری میں جو مال تلف یعنی ہلاک و برباد ہوتا ہے وہ زکوٰۃ نہ دینے سے تلف ہوتا ہے۔ (طبرانی شریف، الترغیب والترہیب، ج:۱، ص:۳۰۸)

اے ایمان والو! ہوش میں آجاؤ اور اپنے مال و دولت کو، ہلاک و برباد ہونے سے بچالو یعنی زکوٰۃ ادا کرو۔ آپ کی دولت سونا، چاندی حتیٰ کہ آپ کی ذات بھی اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہوجائے گی پھر کون ہے جو اللہ تعالیٰ کی حفاظت وضمانت کی چیز کو تباہ و برباد کرسکے۔ لہٰذا مکمل زکوٰۃ ادا کیا کرو، خود محفوظ رہو گے اور مال و دولت بھی محفوظ رہے گا اور مرنے کے بعد جنت الفردوس کے وارث بن جاؤ گے۔

زکوٰۃ نہ دینے والا سب سے پہلے جہنم میں ڈالا جائے گا

حدیث شریف: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ دوزخ میں سب سے پہلے تین شخص جائیں گے ان میں ایک وہ تونگر (یعنی مالدار شخص) ہے کہ اپنے مال میں اللہ تعالیٰ کا حق ادا نہیں کرتا (یعنی زکوٰۃ نہیں ادا کرتا) (ابن خزیمہ، ج:۴، ص:۸، وابن حبان، ج:٦، ص:۲۵۴)

زکوٰۃ نہ دینے والے کی نماز قبول نہیں ہوتی

حدیث شریف: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ہمیں حکم دیا گیا کہ نماز پڑھیں اور زکوٰۃ ادا کریں اور جو شخص زکوٰۃ نہ دے اس کی نماز قبول نہیں۔ (طبرانی کبیر، ج:۱۰، ص:۱۰۳)

اے ایمان والو! بہت سے مسلمان ہیں جو نماز بڑی پابندی سے پڑھتے ہیں مگر مال ودولت کے لالچ نے انہیں اندھا کر رکھا ہے جو زکوٰۃ ادا نہیں کرتے اور زکوٰۃ نکالتے بھی ہیں تو آدھا، تیہا۔ جب تک زکوٰۃ مکمل نہ نکالی جائے اس وقت تک زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ بے شک نماز کی پابندی بڑی سعادت کی چیز ہے مگر زکوٰۃ بھی آپ پر فرض ہے اس لئے زکوٰۃ کا ادا کرنا آپ پر واجب ہے ابھی آپ نے حدیث شریف سنی ہے کہ جو شخص زکوٰۃ نہ ادا کرے اس کی نماز قبول نہیں ہوتی پس ہم پر فرض ہے کہ پورے مال کا حساب کرکے پوری پوری زکوٰۃ ادا کریں۔

زکوٰۃ نہ دینے والا ہلاک ہوگیا

دور نبوت میں ثعلبہ بن ابی حاطب نے زکوٰۃ نہیں دیا تو ہلاک و برباد ہوگیا۔ حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ثعلبہ بن حاطب انصاری نے ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت عالیہ میں عرض کی۔ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میرے لئے دعا فرمائیں کہ میں مالدار ہوجاؤں ہمارے حضور مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ اے ثعلبہ تھوڑا مال زیادہ مال سے بہتر ہے اس لئے کہ تھوڑے مال پر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرنا آسان ہے اور زیادہ مال پر شکر ادا کرنا مشکل ہوتا ہے یہ حکم سن کر ثعلبہ واپس چلا گیا مگر مال ودولت کی محبت نے اسے پھر بارگاہ رسالت میں حاضر ہونے پر مجبور کیا اور ثعلبہ دوبارہ حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا فرما دیجئے کہ وہ اپنے فضل وکرم سے مجھے مالدار بنادے اور ثعلبہ کہنے لگا قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے آپ کو سچا رسول بنا کر بھیجا ہے اگر وہ مجھے مال ودولت سے نوازے گا تو میں اس مال کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کروں گا اور ہر حقدار کا حق ادا کروں گا یہ سن کر اللہ تعالیٰ کے حبیب، امت کے طبیب مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے دست رحمت کو دعا کے لئے اٹھائے اور ثعلبہ کے حق میں دعا فرمائی۔ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْ ثَعْلَبَۃَ مَالًا۔ اے اللہ ثعلبہ کو مال عطا کر۔ ہمارے حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی دعا ثعلبہ کے حق میں قبول ہو چکی تھی۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ثعلبہ نے کچھ بکریاں خریدیں اور اللہ تعالیٰ کی شان وہ کیڑوں کی طرح بڑھنے لگیں یہاں تک کہ مدینہ منورہ میں جگہ تنگ ہونے لگی تو ثعلبہ اپنی بکریوں کو لیکر مدینہ منورہ سے دور جنگل میں چلا گیا اور وہیں بکریوں کے ساتھ جنگل میں رہنے لگا۔ پہلے پانچ وقت کی نماز مسجد میں آکر جماعت سے پڑھتا تھا۔ مال بڑھتا گیا تو اب صرف ظہر اور عصر کی نماز جماعت سے آکر پڑھتا۔ اور مال بڑھا۔ دنیا نے ثعلبہ کو چاروں طرف سے گھیر لیا تو پانچوں وقت کی نماز جماعت تو چھوٹی ہی تھی اب ایسا وقت آگیا کہ نماز جمعہ کے لئے بھی مسجد میں حاضر نہیں ہوتا۔ مال وزر کی محبت نے ثعلبہ کو مسجد اور نماز باجماعت سے دور کیا حتی کہ جمعہ بھی چھوٹ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے جب دیکھا کہ ثعلبہ نماز باجماعت کے لئے مسجد میں حاضر نہیں ہوتا اور جمعہ بھی چھوڑ دیا ہے تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے صحابہ کرام علیہم الرحمۃ والرضوان سے دریافت فرمایا کہ ثعلبہ بن حاطب کا کیا حال ہے؟ تو صحابہ کرام علیہم الرحمۃ والرضوان نے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم ثعلبہ کا مال اس قدر بڑھ گیا ہے کہ مدینہ منورہ میں رہنے کی جگہ کم پڑگئی ہے اس لئے وہ مدینہ منورہ سے دور جنگل میں چلا گیا ہے۔ ہمارے پیارے نبی مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ ثعلبہ تجھ پر افسوس ہے۔ ثعلبہ تجھ پر افسوس ہے۔

اب ایک دن وہ بھی آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے نائبین صحابہ کو مالداروں کے پاس زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے روانہ فرمائے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے قائم کئے ہوئے عاملین بیرونی علاقوں کے امراء اور مالداروں کے پاس پہونچے اور حضور مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا حکم سنایا تو ان مالداروں اور امیروں نے اپنے مال کی زکوٰۃ وصدقات کو مدینہ شریف میں سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پاس روانہ فرمائے۔ لیکن زکوٰۃ کے وصول کرنے والے نائبین مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جب ثعلبہ بن حاطب کے پاس گئے تو وہ یہ کہہ کر زکوٰۃ دینے سے انکار کردیا کہ یہ ٹیکس ہے۔ جاؤ فرصت کے وقت میں سوچوں گا اور پھر زکوٰۃ ادا کروں گا۔ محصلین زکوٰۃ ثعلبہ کا یہ جواب سن کر دربار رسالت میں واپس آئے، ابھی انہوں نے ثعلبہ کا کوئی پیغام آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے عرض نہیں کیا تھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ اے ثعلبہ افسوس ہے۔ اے ثعلبہ افسوس ہے کہ تونے زکوٰۃ دینے سے انکار کردیا ہے اور جب محصلین وعاملین نے ثعلبہ کا جواب بارگاہ نبوت میں پیش کیا تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے بہت افسوس ظاہر کیا، اسی وقت اللہ تعالیٰ نے اس آیت کا نزول فرمایا اور یہ آیت ثعلبہ کے حق میں نازل ہوئی۔

وَمِنْهُمْ مَنْ عَاهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ فَلَمَّا اٰتٰهُمْ مِنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ (پ۱۰،ع۱۶)

ترجمہ: اور ان میں کوئی وہ ہیں جنھوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر ہمیں اپنے فضل سے دے گا تو ہم ضرور خیرات کریں گے اور ہم ضرور بھلے آدمی ہو جائیں گے تو جب اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا اس میں بخل کرنے لگے اور منہ پھیر کر پلٹ گئے۔ (کنز الایمان)

اس آیت مقدسہ میں ثعلبہ کے بخل اور اعتراض کی مذمت کی گئی ہے۔ ثعلبہ کو جب یہ معلوم ہوا کہ اس کی مذمت میں اللہ تعالیٰ نے ناراض ہو کر آیات کو نازل فرمایا ہے تو ثعلبہ گھبرایا اور کہنے لگا کہ لوگ مجھے بخیل اور کنجوس کہیں گے۔ بدنامی کے ڈر سے زکوٰۃ کا حساب لگایا اور زکوٰۃ کا مال لیکر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میں اپنی زکوٰۃ لیکر حاضر ہوا ہوں میری زکوٰۃ قبول فرمالیجئے تو ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اے ثعلبہ! اپنی زکوٰۃ واپس لے جا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے تیری زکوٰۃ قبول کرنے سے منع فرمایا ہے۔ یہ جواب سن کر ثعلبہ واپس لوٹ گیا اور اپنے سر پر مٹی ڈالتا۔ ہمارے سرکار، شفیع روز شمار، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا وصال ہوا۔ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے تو ثعلبہ موقعہ غنیمت جانا اور زکوٰۃ کا مال لیکر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت ابو بکر صدیق خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے یہ فرما کر زکوٰۃ لینے سے انکار کر دیا کہ جب ہمارے آقا کریم پیارے رسول، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے تیری زکوٰۃ قبول نہیں کی تو میں تیری زکوٰۃ کیسے قبول کر سکتا ہوں۔ پھر حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں ثعلبہ زکوٰۃ کا مال لیکر حاضر ہوا تو امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ کہکر زکوٰۃ لینے سے انکار کر دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تیری زکوٰۃ قبول نہیں کی تو میں تیری زکوٰۃ کیسے قبول کر سکتا ہوں۔ یہ فرما کر زکوٰۃ لینے سے انکار کر دیا پھر ثعلبہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں مر گیا۔ (مدارک شریف، وروح المعانی، طبرانی کبیر، ج:۸، ص:۲۱۸)

قارون کا بُرا انجام

قارون جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کا ایک فرد تھا۔ بڑا غریب، مفلس، نادار اور مفلوک الحال شخص تھا۔ اس کی غریبی اور مفلسی پر رحم کھا کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قارون کو علم کیمیا سکھا دیا جس سے اس نے خوب سونا اور چاندی اور مال و دولت جمع کر لیا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ وَاٰتَیْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ مَاۤ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓءُ بِالْعُصْبَةِ اُولِی الْقُوَّةِ ق ۔ (پ۲۰، ع۱۱)

ترجمہ: اور ہم نے اس کو اتنے خزانے دیئے جن کی کنجیاں ایک زور آور جماعت پر بھاری تھیں۔ (کنزالایمان)

اور ایمان والوں نے جب قارون سے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکرادا کر اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر یعنی زکوٰۃ وصدقہ نکال دے تاکہ قیامت کے دن تیری نجات ہو سکے۔

وَاَحۡسِنۡ کَمَاۤ اَحۡسَنَ اللّٰهُ اِلَیۡکَ۔ (پ۲۰،ع۱۱)

ترجمہ: اور احسان کر جیسا اللہ نے تجھ پر احسان کیا۔ (کنزالایمان) مگر وہ بدنصیب قارون کہنے لگا۔

قَالَ اِنَّمَاۤ اُوۡتِیۡتُهٗ عَلٰی عِلۡمٍ عِنۡدِیۡ ط (پ۲۰،ع۱۱)

ترجمہ: بولا یہ تو مجھے ایک علم سے ملا ہے جو میرے پاس ہے۔ (کنزالایمان)

اللہ تعالیٰ کا شکر بجالانے کی بجائے قارون کہنے لگا میں علم والا ہوں میں نے اپنے علم اور قابلیت سے یہ دولت حاصل کی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب قارون کو زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا تو اس نے انکار کیا اور لوگوں سے کہنے لگا کہ موسیٰ علیہ السلام ہمارا مال لینا چاہتے ہیں اور قارون بدنصیب نے ایک فاحشہ عورت کے ذریعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بدنام کرنے کی ناپاک سازش کی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قارون کے لئے دعاء ہلاکت فرمائی جس سے اللہ تعالیٰ نے قارون اور اس کے خزانوں کو زمین میں دھنسا دیا۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ قارون اور اس کا خزانہ قیامت تک زمین میں دھنستا رہے گا۔ (خزائن العرفان وتفسیر خازن)

اے ایمان والو! آپ حضرات نے ثعلبہ بن ابی حاطب انصاری جو مدینہ شریف کا رہنے والا تھا اور قارون جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کا آدمی تھا ان دونوں بدنصیبوں کے حالات وواقعات آپ حضرات نے سن لیا کہ زکوٰۃ نہ دینے کی وجہ سے ان لوگوں کا انجام کتنا برا ہوا۔ ثعلبہ ہلاک ہو گیا اور قارون اپنے خزانے کے ساتھ زمین میں دھنسا دیا گیا۔ اب جو لوگ بھی مال ودولت کی زکوٰۃ نہیں ادا کرتے ہیں ان لوگوں کو بھی ہوش میں آنے کی ضرورت ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ زکوٰۃ نہ دینے کی وجہ سے تمہارا حشر بھی ثعلبہ اور قارون کی طرح ہو جائے۔ تم بھی ہلاک کر دیئے جاؤ، اور تمہارا مال بھی تباہ وبرباد کر دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ مال دے تو صدقہ وزکوٰۃ دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

سخاوت جنت کا درخت ہے

اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول، ہمارے پیارے نبی اور سخی داتا، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

اَلسَّخَاءُ شَجَرَةٌ فِي الْجَنَّةِ وَالشُّحُّ شَجَرَةٌ فِي النَّارِ (مشکوٰۃ شریف، ص۱۶۷) سخاوت جنت میں ایک درخت ہے اور بخیلی جہنم میں ایک درخت ہے۔

اے ایمان والو! سخی کے لئے جنت کی خوشخبری ہے اور بخیل کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مسجد و مدرسہ میں خرچ کرنے والے پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہوتی ہے جس سے سخی ہر بلا و مصیبت سے محفوظ رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سخی بنائے اور بخیل طرح طرح کی بلا و مصیبت میں مبتلا رہتا ہے اور بخیل کا مال اس کے لئے زحمت ہی زحمت ہے۔ اللہ تعالیٰ بخیل سے محفوظ رکھے۔

نبی کی دعا سخی کے لئے: اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُنْفِقًا. اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا. ہمارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم دعا دیتے ہیں کہ اے اللہ تعالیٰ! سخی کو خوب نفع عطا فرما اور اے اللہ! بخیل کو بربادی عطا فرما۔

(بخاری، مسلم، ج:۱، ص:۳۲۵، مشکوٰۃ، ص۱۶۴)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے سرکار احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَنْفِقْ يَا ابْنَ اٰدَمَ اُنْفِقْ عَلَيْكَ (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ، ص۱۶۴)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے انسان! تو خرچ کر، میں تجھ پر خرچ کروں گا۔

یعنی جو شخص خوب دریا دلی سے خرچ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بندے کو بے حساب روزی عطا فرماتا ہے۔

سخی بندہ اللہ تعالیٰ کا قریبی ہوتا ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ ہمارے آقا جواد و فیاض نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ اَلسَّخِيُّ قَرِيْبٌ مِّنَ اللّٰهِ. وَالْبَخِيْلُ بَعِيْدٌ مِّنَ اللّٰهِ وَالْجَاهِلُ السَّخِيُّ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ عَابِدٍ بَخِيْلٍ

یعنی سخی بندہ اللہ تعالیٰ کے قریب ہے اور بخیل کنجوس بندہ اللہ تعالیٰ سے دور ہے۔ اور جاہل سخی بندہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں زیادہ پسندیدہ ہے عبادت گزار بخیل بندہ سے۔ (ترمذی، ج:۲، ص:۷، مشکوٰۃ، ص۱۶۴)

اللہ تعالیٰ آزمائش میں ڈالتا ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں تین آدمی تھے۔ ایک کوڑھی، دوسرا گنجا، تیسرا اندھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی آزمائش کرنا چاہا تو ان کے پاس ایک فرشتہ بھیجا جو پہلے کوڑھی کے پاس گیا اور اس سے کہا۔ فَقَالَ اَيُّ شَيْءٍ اَحَبُّ اِلَيْكَ (مشکوٰۃ، ص۱۶۵)

یعنی فرشتے نے کہا تجھے کون سی چیز زیادہ پسند ہے؟ تو اس کوڑھی نے کہا اچھا رنگ، اچھی جلد، اور مجھ سے یہ بیماری دور ہو جائے جس کی وجہ سے لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں۔ کوڑھی کی بات سن کر اس فرشتے نے جو انسانی شکل میں اس کے پاس موجود تھا۔ فَمَسَحَهُ فَذَهَبَ عَنْهُ قَذَرُهُ وَاُعْطِيَ لَوْنًا حَسَنًا وَجِلْدًا (مشکوٰۃ، ص ۱۶۵)

پس اس فرشتے نے اس کوڑھی پر اپنا ہاتھ پھیرا تو اس کی بیماری جاتی رہی اور اس کو اچھا رنگ اور اچھی جلد عطا ہو گئی

پھر فرشتے نے اس سے پوچھا تجھے کون سا مال پسند ہے؟ قَالَ الْاِبِلُ تو اس شخص نے کہا مجھے اونٹ پسند ہے۔ چنانچہ اس شخص کی پسند کے مطابق اسے ایک اونٹنی دیدی گئی اور فرشتے نے اس کے لئے برکت کی دعا کی۔ جس سے اس کے اونٹ میں خوب برکت ہوئی۔

گنجا آدمی: پھر وہ فرشتہ گنجے آدمی کے پاس آیا اور اس سے کہا، بتا تجھے کیا چاہئے اور تو کیا پسند کرتا ہے تو اس گنجے شخص نے کہا میرے سر پر خوبصورت بال ہوں اور میری یہ بیماری دور ہو جائے جس کی وجہ سے لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں تو فرشتے نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا تو اس گنجے شخص کے سر پر خوبصورت بال آگئے، پھر فرشتے نے اس شخص سے پوچھا کہ تجھے کونسا مال پسند ہے؟ تو اس شخص نے گائے کی تمنا کی۔

فَاُعْطِيَ بَقَرَةً حَامِلًا وَقَالَ بَارَکَ اللّٰهُ لَکَ (مشکوٰۃ، ص ۱۶۵)

تو اسے ایک حاملہ گائے دی گئی اور فرشتے نے کہا اللہ تعالیٰ تجھے برکت دے۔

اندھا آدمی

فرشتہ تیسرے شخص کے پاس آیا جو اندھا آدمی تھا اس سے کہا تجھے کونسی چیز پسند ہے۔ تو اس اندھے شخص نے کہا کہ اللہ تعالیٰ میری آنکھیں لوٹا دے تاکہ میں لوگوں کو دیکھ سکوں۔

فَمَسَحَهُ فَرَدَّ اللّٰهُ اِلَيْهِ بَصَرَهُ قَالَ فَاَیُّ الْمَالِ اَحَبُّ اِلَيْکَ (مشکوٰۃ، ص ۱۶۶) تو فرشتے نے اس اندھے شخص پر اپنا ہاتھ پھیرا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی بینائی لوٹا دی پھر فرشتے نے پوچھا تجھے کونسا مال زیادہ پسند ہے؟ تو وہ شخص کہنے لگا مجھے بکری پسند ہے۔ لہٰذا اس شخص کو ایک بکری عطا کی گئی اور فرشتے نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ تجھے برکت دے۔

ہمارے پیارے نبی مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں پھر وہی فرشتہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ان تینوں آدمیوں یعنی وہ کوڑھی جس کے جسم پر فرشتے نے ہاتھ پھیرا تھا اور اسے تندرست اور خوبصورت کر دیا تھا اور ایک اونٹنی دی تھی جس سے وہ خوب مالدار ہو گیا پھر اس شخص کے پاس فرشتہ آیا جو پہلے گنجا تھا اور فرشتے نے اپنا ہاتھ پھیر کر گنجے کی بیماری

دور کردی تھی اور اسے ایک حاملہ گائے دیا تھا جس سے وہ شخص زمانے کا غنی و مالدار ہو گیا پھر وہ فرشتہ اس شخص کے پاس پہونچا جو پہلے اندھا تھا فرشتے نے اپنا ہاتھ پھیر کر اس کی بینائی واپس لوٹائی تھی اور اس شخص کو ایک بکری عطا کی تھی جس سے وہ شخص بہت بڑا دولت مند ہو گیا۔

وہی فرشتہ اس شخص کے پاس پہونچا جو پہلے کوڑھی تھا اور فرشتے نے سوال کیا۔ فَقَالَ اَنَا رَجُلٌ مِسْکِیْنٌ فرشتے نے کہا میں ایک غریب آدمی ہوں۔ سفر کی وجہ سے میرا سامان ضائع ہو گیا ہے تو اب اللہ تعالیٰ کے فضل اور تیری مدد کے بغیر میں گھر نہیں پہونچ سکتا ہوں اس خدائے تعالیٰ کے نام پر تجھ سے سوال کرتا ہوں جس نے تجھے اچھی رنگت اور اچھی جلد عطا کی ہے۔ فرشتے نے سائل وفقیر بن کر کہا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے نام پر ایک اونٹ دیدے تاکہ میری پریشانی دور ہو جائے۔ تو اس امیر و دولت مند نے جواب دیا کہ مجھ پر بہت سے حقوق ہیں جنھیں میں پوری نہیں کر پاتا ہوں تو تجھے کہاں سے دوں؟ فرشتے نے کہا کہ شاید میں تجھے پہچانتا ہوں تو وہی شخص ہے جو پہلے کوڑھی تھا اور فقیر محتاج تھا اور لوگ تجھ سے نفرت کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے تجھے کوڑھ کی بیماری سے نجات دی اور مال و دولت سے بھی نوازا تو اس مالدار شخص نے غصے میں آ کر بولا کہ میں کب کوڑھی تھا، میں تو ہمیشہ سے تندرست وخوبصورت ہوں اور یہ مال و دولت تو میرے باپ دادا سے وراثت میں ملی ہے۔ فرشتے نے کہا۔ اِنْ کُنْتَ کَاذِبًا فَغَیَّرَکَ اِلٰی مَا کُنْتَ اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھے، جیسا تو پہلے تھا ویسا ہی کر دے۔ پھر وہ شخص پہلے جیسا یعنی کوڑھی ہو گیا اور مال و دولت بھی ہلاک ہو گیا۔

پھر وہ فرشتہ اس شخص کے پاس گیا جو پہلے گنجا تھا اس سے بھی اللہ تعالیٰ کے نام پر سوال کیا، اس شخص نے بھی دینے سے انکار کر دیا اور کوڑھی شخص کی طرح کہنے لگا میں کب گنجا تھا میں تو پیدائشی خوبصورت اور تندرست ہوں اور میرا مال تو باپ، دادا سے چلا آ رہا ہے میں کبھی غریب و مفلس تھا ہی نہیں۔ فرشتے نے کہا اللہ تعالیٰ تجھے ویسا ہی کر دے جیسا تو پہلے تھا، وہ شخص پہلے کی طرح گنجا و محتاج و کنگال ہو گیا۔ پھر فرشتہ اس شخص کے پاس پہونچا جو پہلے اندھا تھا اور سوال کیا۔ اَسْئَلُکَ الَّذِیْ رَدَّ عَلَیْکَ الْبَصَرَ وَشَاۃً یعنی فرشتے نے کہا میں تجھ سے اس اللہ تعالیٰ کے نام پر سوال کرتا ہوں جس نے تجھے آنکھیں دیں، مجھے ایک بکری دیدیجئے تو وہ شخص جو پہلے اندھا تھا کہنے لگا بے شک میں پہلے اندھا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے بینائی عطا کی اور آنکھ والا بنایا تو اے سائل ایک بکری کی بات نہیں ہے تو میرے مال میں سے جتنا چاہے لے لے اور جتنا چاہے چھوڑ دے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! آج تو جو کچھ بھی میرے اللہ تعالیٰ کے نام پر لے گا میں دے دوں گا اس پر فرشتے نے کہا۔ آج تم سب کا امتحان و آزمائش کی گئی۔ فَقَدْ

رَضِیَ اللّٰہُ عَنْکَ وَسَخِطَ عَنْ صَاحِبَیْکَ بے شک اللہ تعالیٰ تجھ سے راضی ہوا اور تیرے دوساتھیوں سے ناراض ہوا۔ (بخاری، ج ا،ص ۴۹۲، مسلم، مشکوٰۃ،ص ۱۶۶)

اے ایمان والو! بخاری شریف مسلم شریف کی حدیث شریف جو بیان کی گئی اس سے پتہ چلا اور معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ جو نعمت ودولت عطا فرمائے تو اس کا شکر ادا کرنا چاہئے اور پچھلی حالت کو بھولنا نہیں چاہئے ورنہ بہت بڑا خسارہ ونقصان اٹھانا پڑ سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت ودولت میں جو غریبوں کا حق ہے یعنی زکوٰۃ وصدقہ اس کو مکمل ادا کر دینا چاہئے ورنہ مال ومالدار دونوں کے لئے ہلاکت وبربادی ہوسکتی ہے ہر مالدار وامیر مسلمان کو چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے محبت کرے، اپنے مال سے ان کی مدد اور خدمت کرے اور ان کی دعائیں لے ہر مانگنے والے، کو ایک جیسا نہیں سمجھنا چاہئے۔ معلوم نہیں کہ دروازے پر سائل وفقیر کی شکل میں کون کھڑا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک: وَاَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ (پ ۳۰، رکوع ۱۸)

حدیث شریف: حضرت ام بجید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے اپنے پیارے رسول مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے عرض کیا کہ جب کوئی غریب شخص میرے دروازے پر کھڑا ہوتا ہے اگر میرے گھر میں کوئی چیز نہ ہو تو مجھے شرم آتی ہے (یعنی شرم اس لئے کرتی ہوں کہ فقیر کو دینے کی کوئی چیز میرے پاس نہیں ہے) تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اِدْفَعْ یَدَهٗ وَلَوْ ظُلْفًا مُحَرَّقًا (مشکوٰۃ شریف،ص ۱۶۶)

یعنی اس کے ہاتھ میں کچھ دیدو اگرچہ جلی ہوئی کھری ہی ہو۔

اے ایمان والو! حدیث پاک کا مطلب خوب ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام پر مانگنے والے کو خالی ہاتھ نہ لوٹاؤ۔ زیادہ نہیں دے سکتے تو کچھ نہ کچھ ضرور دے کر بھیجو۔ خاص کر زکوٰۃ تو فرض ہے اسے ہر حال میں ادا کرنا ہے۔ زکوٰۃ کا ادا نہ کرنا غضب الٰہی کو دعوت دیتا ہے۔

اے ایمان والو! بخاری شریف اور مسلم شریف کی متفق علیہ حدیث پاک جو ابھی میں نے آپ حضرات کو سنایا اور آپ حضرات نے سنی اس حدیث پاک سے صاف صاف ظاہر ہوگیا اور معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے کا ہاتھ لگا تو کوڑھی کا کوڑھ اور گنجے کا گنجاپن اور اندھے کا اندھاپن دور ہوگیا اور وہ تینوں بیماری سے نجات پاکر صحت مند وتندرست ہوگئے اور فرشتے کی دعاء کی برکت سے تینوں آدمی مالدار وغنی ہوگئے۔ بس ہم ایمان والے اللہ تعالیٰ کی برکت ورحمت فضل وکرم اور نعمت ودولت کے ملنے کا ذریعہ جان گئے کہ اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم اسی وقت ملے گا جب کسی اللہ تعالیٰ کے نیک بندہ کا ہاتھ ہمارے لئے اُٹھ جائے۔ ہاتھ اللہ والے کا ہوگا اور فضل وکرم اللہ تعالیٰ کا

ہوگا۔ یہی تو وجہ ہے کہ ہم سنی مسلمان اللہ والوں کے در پر حاضری دیتے ہیں کبھی اجمیر شریف حاضر ہوتے ہیں کہ ہاتھ ہند کے راجا ہمارے خواجہ کا ہوگا اور کرم اللہ تعالیٰ کا ہوگا۔ بڑے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گیارہویں شریف کرتے ہیں کہ ہاتھ ہمارے پیر دستگیر کا ہوگا اور کرم اللہ تعالیٰ کا ہوگا۔ سرکار امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کھچڑا پکاتے ہیں اور ان کے نام کی سبیل لگاتے ہیں کہ ہاتھ شہید اعظم، امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہوگا اور کرم اللہ تعالیٰ کا ہوگا۔ محفل میلاد پاک منعقد کرتے ہیں اور درود وسلام پڑھتے، خوب نعت سنتے اور سناتے ہیں اور ہم پر تقدیر احسان کرے مدینہ منورہ اپنے سرکار، نبی مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے حضور حاضر ہوں کہ ہمارے پیارے آقا، شفیع امت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا نورانی ہاتھ (دست کرم) اٹھے اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم، نعمت ودولت سے ہمارا بیڑا پار کردے۔ ہاتھ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ہوگا اور کرم اللہ تعالیٰ کا ہوگا۔

خوب فرمایا عاشق مصطفیٰ پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

ہاتھ جس سمت اٹھا غنی کردیا
موج بحر سماحت پہ لاکھوں سلام

درود شریف:

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے بھائیوں کے ذریعہ جب پتہ چلا اور معلوم ہوا کہ میرے باپ اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھیں میرے فراق اور جدائی میں روتے، روتے سفید ہوگئی ہیں یعنی آنکھوں سے دیکھنا بند ہوگیا ہے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا جو قرآن کریم بیان کرتا ہے۔ اِذْهَبُوا بِقَمِيْصِىْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِىْ يَاْتِ بَصِيْرًا ج (پ۱۳، رکوع ۴)

ترجمہ: میرا یہ کرتا لے جاؤ اسے میرے باپ کے منہ پر ڈالو ان کی آنکھیں کھل جائیں گی۔ (کنزالایمان)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں جس کو قرآن مجید بیان کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک: وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ج (پ۳، رکوع ۱۳)

ترجمہ: اور میں شفا دیتا ہوں مادرزاد اندھے اور سفید داغ والے کو اور میں مردے جلا دیتا ہوں اللہ کے حکم سے۔ (کنزالایمان)

اے ایمان والو! اپنے ایمان کو تازہ کرو! اور خوب مضبوط کرلو اور بھرپور یقین کرلو کہ ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ کتنا حق اور سچ ہے جس کی تائید وتصدیق اللہ تعالیٰ کا کلام قرآن مجید کرتا نظر آتا ہے۔ حضرت یوسف

علیہ السلام کا کرتا جب حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے چہرے پر ڈالا تو حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھیں روشن ہوگئیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں میں اندھوں اور کوڑھیوں کو شفا دیتا ہوں اور مُردے کو زندہ کرتا ہوں تو خوب سوچ کر اور سمجھ کر فیصلہ کرو کہ ہمارے آقا نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تو حضرت یوسف علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بلکہ تمام انبیائے کرام علیہم السلام کے امام و نبی ہیں تو ہمارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پیرہن شریف، جبہ شریف، اگر کسی اندھے یا کسی قسم کے بیمار کے جسم سے لگ جائے تو بیمار کا عالم کیا ہوگا اور شفا جھوم کر آئے گی اور بیمار کی ظاہری بیماری ہی نہیں بلکہ باطنی مرض بھی شفایاب ہوتا نظر آئے گا۔

پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں۔

شافی ونافی ہو تم، کافی و وافی ہو تم
درد کو کردو دوا تم پہ کروروں درود

تم ہو حفیظ ومغیث کیا ہے وہ دشمن خبیث
تم ہو تو پھر خوف کیا تم پہ کروروں درود

درود شریف:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں اور اس بات کو اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں بیان کرتا ہے کہ میں اندھے اور کوڑھی کو شفا دیتا ہوں اور میں مردے زندہ کرتا ہوں اب وہابی، دیوبندی، تبلیغی جواب دیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ان کا کیا حکم اور فتویٰ ہے کیوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں شفا دیتا ہوں میں زندہ کرتا ہوں معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بیماروں کو شفا دیتے ہیں اور مردوں کو بھی زندہ فرماتے ہیں۔ اب میں یہاں پر ایک بات عرض کرتا چلوں کہ بیمار جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پاس جائے گا اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے مدد مانگے گا تو شفا اور مدد ملے گی، تو گویا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پاس جانا بھی ضروری اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو مددگار ماننا بھی لازم وضروری ہوا۔ اسی لئے ہم ایمان والے سنی مسلمان اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ کرم میں حاضر ہوتے ہیں اور مدد کے لئے یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم بھی پکارتے ہیں۔

بیٹھتے اُٹھتے مدد کے واسطے
یا رسول اللہ! کہا پھر تجھ کو کیا

حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں میں شفا دیتا ہوں زندہ کرتا ہوں، تو وہابی، دیوبندی کہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردوں کو زندہ کرتے ہیں اور بیماروں کو شفا دیتے ہیں تو ہم ایمان والے سنی

مسلمانوں کا بھی یہی عقیدہ ہے اور ہم یہی کہتے ہیں کہ ہمارے نبی اللہ کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بھی اللہ کے حکم اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت وقوت سے ہی ہمارے ظاہر و باطن کی بیماریوں کو شفا دیتے ہیں اور ہمارے مردہ دلوں کو زندہ فرماتے ہیں۔ مگر ہمارا مخالف بڑا مکار و عیار ہے وہ تو انبیائے کرام اور اولیاء عظام علیہم السلام کو ہر حال میں محتاج و بے اختیار اور لاچار مانتا ہے اور اپنی کتابوں میں بھی لکھتا ہے جیسا کہ

پیشوائے وہابیہ، مولوی اسمٰعیل دہلوی نے اپنی کتاب تقویۃ الایمان ص ۷۰ پر لکھا کہ جس کا نام محمد یا علی ہو وہ کسی چیز کا مالک و مختار نہیں۔ معاذ اللہ تعالیٰ مگر ہمارے مخالف کو یہاں پر یہ خیال نہیں آیا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہمارے نبی اللہ تعالیٰ کے محبوب حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم، سید الاولیاء حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ مالک و مختار ہو سکتے ہیں مگر سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ جواب دیتے ہیں اور اپنی غلامی کا اظہار بھی فرماتے ہیں۔

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

اے ایمان والو! ہوشیار، ہوشیار، خبردار، خبردار کبھی بھی ان کے جال میں نہ آجانا، ہمارا مخالف بڑا عیار و مکار ہے اس کی گھٹی میں دغا و فریب اور انبیاء و اولیاء کی عداوت و دشمنی خوب بھری پڑی ہے۔

اسی لئے تو ہمارے ایمان و عقیدہ کے محافظ پیارے رضا، اچھے رضا، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والو جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
اک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کیلئے

﴿ ۹ ﴾

رمضان المبارک

چوتھا جمعہ .... پہلا بیان

فضائل صدقات

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ ○ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ وَاللّٰهُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ (پ۳،ع۴)

ترجمہ: ان کی کہاوت جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اس دانہ کی طرح، جس میں اُگائیں سات بالیں، ہر بال میں سو دانے، اور اللہ اس سے بھی زیادہ بڑھائے جس کے لئے چاہے۔ اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

حدیث شریف: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ اگر میرے پاس اُحد پہاڑ کے برابر سونا ہو تو مجھے یہی پسند ہے کہ تین راتیں نہ گزرنے پائیں اور اس میں کا کچھ میرے پاس رہ جائے یعنی سارا سونا تین رات کے گزرنے سے پہلے میں غریبوں، فقیروں میں بانٹ دوں گا۔ ہاں مجھ پر کچھ قرض ہو تو اس کے لئے کچھ رکھ لوں گا۔ (بخاری شریف، ج:۲، ص:۹۵۴، مسلم، ج:۱، ص:۳۲۰)

خرچ کرو حساب نہ کرو

حدیث شریف: ہمارے سرکار احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا خرچ کر اور شمار نہ کر، کہ اللہ تعالیٰ شمار کر کے دے گا اور بند نہ کر کہ اللہ تعالیٰ بھی تجھ پر بند کر دے گا کچھ دے جو تیری طاقت ہو۔ (بخاری و مسلم، ج:۱، ص:۳۳۱)

صدقہ بلا پر بھاری ہے

حدیث شریف: رزین نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا صدقہ دینے میں جلدی کرو کہ بلا صدقہ کو نہیں پھلانگتی ہے۔ (الترغیب والترہیب، ج:۲، ص:۲۰، مشکوٰۃ، ج:۱، ص:۱۶۷)

اچھی بات بھی صدقہ ہے

حدیث شریف: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے سرکار امت کے غمخوار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا دو آدمیوں میں عدل یعنی صلح کرانا صدقہ ہے۔ کسی کو جانور (یعنی سواری) پر سوار ہونے میں مدد کرنا اور اس کا سامان اٹھا دینا صدقہ ہے۔ اور اچھی بات صدقہ ہے اور جو قدم نماز کی طرف چلے گا صدقہ ہے اور راستہ سے اذیت (یعنی تکلیف والی) چیز دور کر دینا صدقہ ہے۔ (بخاری، مسلم، ج:۲، ص:۱۵)

درخت لگانا صدقہ ہے

حدیث شریف: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان درخت لگائے یا کھیت بوئے اس میں سے کسی آدمی یا پرندہ یا کسی جانور نے کھایا وہ سب اس شخص کے لئے صدقہ ہے۔ (بخاری و مسلم، ج:۲، ص:۱۵)

بھولے کو راہ بتانا صدقہ ہے

حدیث شریف: حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اپنے بھائی کے سامنے مسکرانا بھی صدقہ ہے نیک بات کا حکم کرنا صدقہ ہے۔ بُری بات سے منع کرنا صدقہ ہے۔ راہ بھولے ہوئے کو راہ بتانا صدقہ ہے۔ کمزور نگاہ والے کی مدد کرنا صدقہ ہے۔ راستہ سے پتھر، کانٹا، ہڈی دور کرنا صدقہ ہے اپنے برتن میں سے اپنے بھائی کے برتن میں پانی ڈال دینا صدقہ ہے۔ (ترمذی شریف، ج:۲، ص:۱۷)

صدقہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو ٹھنڈا کر دیتا ہے

حدیث شریف: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، صدقہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو ٹھنڈا کر دیتا ہے اور بُری موت کو ٹال دیتا ہے۔

(ترمذی، ج:۱،ص:۱۴۴، وابن حبان، ج:۵،ص:۱۳۱)

پہاڑ سے زیادہ وزن دار صدقہ ہے

حدیث شریف: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، جب اللہ تعالیٰ نے زمین پیدا فرمائی تو اس نے ہلنا شروع کیا تو پہاڑ پیدا فرما کر اس پر نصب کر دیا تو زمین ٹھہر گئی، فرشتوں کو پہاڑ کی سختی دیکھ کر تعجب ہوا، عرض کیا اے اللہ تعالیٰ تیری مخلوق میں کوئی چیز ہے جو پہاڑ سے زیادہ سخت ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہاں لوہا ہے۔ تو فرشتوں نے عرض کی لوہے سے زیادہ کوئی چیز سخت ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہاں آگ ہے۔ فرشتوں نے عرض کی آگ سے زیادہ بھی کوئی چیز سخت ہے تو فرمایا ہاں پانی ہے، پھر فرشتوں نے عرض کی پانی سے زیادہ کوئی چیز سخت ہے تو فرمایا ہاں ہوا ہے پھر فرشتوں نے عرض کی ہوا سے زیادہ کوئی چیز سخت ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہاں ابن آدم (علیہ السلام) کا داہنے ہاتھ سے صدقہ کرنا کہ اسے بائیں ہاتھ سے چھپاتا ہے۔ (ترمذی شریف، مشکوٰۃ ص:۱۷۰)

صدقہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے

حدیث شریف: حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے آقا نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، صدقہ گناہوں کو ایسے دور کرتا ہے جیسے پانی آگ کو بجھاتا ہے۔ (امام احمد، ابن ماجہ، ص:۳۱۰، ترمذی)

گھر والوں پر خرچ کرنا صدقہ ہے

حدیث شریف: حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے سرکار سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، مسلمان جو کچھ اپنے اہل (یعنی بال و بچوں) پر خرچ کرتا ہے اگر ثواب کے لئے ہے تو یہ بھی صدقہ ہے۔

(مگر شریعت کی پابندی کے ساتھ خرچ ہو) (بخاری، ج:۲،ص:۸۰۵، ومسلم، ج:۱،ص:۳۲۳)

حرام مال صدقہ نہیں، گناہ ہے

حدیث شریف: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے آقا مالک شریعت (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا، جس شخص نے حرام مال جمع کیا پھر اسے صدقہ کیا تو اس میں اس کے لئے کچھ ثواب نہیں بلکہ گناہ ہے۔

(ابن خزیمہ، ابن حبان، ج:۵،ص:۱۵۲، حاکم)

کم مال والے کا صدقہ افضل ہے

حدیث شریف: ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے عرض کیا گیا، یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم کون سا صدقہ افضل ہے تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، کم مایہ (یعنی تھوڑی دولت) والے شخص کا صدقہ، کہ وہ شخص کوشش کر کے صدقہ دیتا ہے۔ (ابوداؤد، ج:۱،ص:۲۳۶، ابن خزیمہ، حاکم)

ایک روپیہ، لاکھ روپئے سے بڑھ کر ہے

حدیث شریف: ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، ایک درہم لاکھ درہم سے افضل ہے۔ عرض کیا گیا، ایسا کیوں ہے، یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم تو فرمایا ایک شخص کے پاس مال کثیر ہے اس نے اس میں سے لاکھ درہم صدقہ کیا (اور ابھی اس کے پاس لاکھوں درہم موجود ہیں) اور ایک شخص کے پاس صرف دو (یعنی دو روپیہ) ہیں اس نے اس میں سے ایک درہم صدقہ کر دیا (اور اب صرف ایک ہی باقی ہے اس لئے اس شخص کا صدقہ افضل ہے۔ (نسائی، ج:۵،ص:۱۷۲، ابن خزیمہ، ابن حبان، ج ۵،ص ۱۴۴)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وہ بندہ بڑا محبوب و مقبول ہے جو بندہ مکمل زکوٰۃ ادا کر کے اپنے مال کو ہر بلا و مصیبت سے محفوظ کر لیتا ہے اور وہ بندہ جو صدقہ کرتا ہے تو صدقہ کرنے سے روزی میں اضافہ ہوتا ہے اور مال و دولت میں برکت ہوتی ہے۔ صدقہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ صدقہ موت کی سختی کو دور کر دیتا ہے۔

صدقہ بلا و بیماری کو دفع کرتا ہے

صدقہ آدمی کی عمر کو بڑھا دیتا ہے۔ صدقہ دشمن سے بچنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ صدقہ بڑی سے بڑی بیماری کا علاج ہے۔

صدقہ سے بچہ اچھا ہو گیا

ایک دن کا واقعہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ولی، میرے مرشد، عالم باعمل، حضرت مولانا بدرالدین احمد قادری رضوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے (انوار احمد قادری) سے فرمایا، میرے ساتھ چلو ایک بیمار کی تیمارداری کے لئے چلنا ہے۔ مرشد کامل کا حکم تھا، ہم حضرت بدرملت علیہ الرحمہ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ اس گھر پہونچے جہاں بچہ سخت بیماری میں مبتلا ہے۔ بچہ ایک بڑی بلا و مصیبت میں گھرا ہوا ہے بچہ موت کے منہ میں ہے کہ دیکھنے والا خود پریشان ہو جائے۔ حضرت بدرملت علیہ الرحمہ کا حکم ہوا۔ صدقہ کے لئے جانور لایا جائے، ایک تندرست بکرا حاضر کیا گیا، بچہ کا ہاتھ بکرے پر لگایا گیا اور حضرت بدرملت علیہ الرحمہ کے روبرو بکرا ذبح کیا گیا، ادھر بکرا ذبح ہوا، اُدھر بچہ پُرسکون ہو کر مسکرانے لگا اور پھر وہ بچہ مکمل تندرست ہو گیا۔

حضرات! یہ ہے صدقہ کی برکت۔ کہ صدقہ سے بڑھ کر بلا و بیماری کا کوئی علاج نہیں۔

غریب کی مدد کرنے سے حج مقبول کا ثواب ملتا ہے

حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مشہور بزرگ گزرے ہیں وہ حج کی سعادت حاصل کرنے کے لئے مکہ معظمہ حاضر ہوئے، حج سے فارغ ہو کر حرم شریف میں بیٹھے تھے کہ نیند لگ گئی تو خواب میں دیکھا کہ دو فرشتے آسمان سے نازل ہوئے اور ایک دوسرے سے گفتگو کرنے لگے، ایک نے کہا کہ اس سال کتنے لوگوں نے حج کی سعادت حاصل کی ہے۔ دوسرے فرشتے نے کہا چھ لاکھ لوگوں نے فریضۂ حج ادا کیا، پھر فرشتے نے کہا کہ اس سال کتنے لوگوں کا حج قبول ہوا؟ تو دوسرے فرشتے نے جواب دیا کسی ایک کا بھی حج قبول نہیں ہوا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سنا تو بے چین و بے قرار ہو گئے اور خیال کیا کہ چھ لاکھ لوگ مکہ میں دور دراز سے حج کے لئے آئے، لیکن کسی ایک کا بھی حج قبول نہیں ہوا؟ ابھی یہ سوچ ہی رہے تھے کہ فرشتے نے کہا کہ دمشق میں ایک شخص ہے جو جوتے سلنے کا کام کرتا ہے، جس کا نام علی بن الموافق ہے وہ حج پر نہیں آیا مگر اس کو حج مقبول کا ثواب دیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کی وجہ سے چھ لاکھ حاجیوں کا حج قبول کر لیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب خواب سے بیدار ہوئے تو شوق پیدا ہوا کہ اس شخص سے ملا جائے اور ایسے مقبول شخص کی زیارت کی جائے جس کی وجہ سے چھ لاکھ حاجیوں کا حج قبول ہوا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دمشق کے سفر کے لئے زادراہ باندھا اور اس شخص کی ملاقات کے لئے چل پڑے۔ جب آپ دمشق پہونچے تو پتہ معلوم کر کے علی بن الموافق کے گھر پہونچے اور ان سے ملاقات کی اور اپنا وہ خواب جو مکہ شریف میں دیکھا تھا بیان کیا اور سوال کیا کہ آپ کا وہ کون سا نیک عمل ہے۔ جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو حج مقبول کا ثواب عطا کیا اور آپ کے طفیل چھ لاکھ لوگوں کا حج قبول کر لیا گیا، یہ سوال سن کر علی ابن الموافق کی چیخ نکل گئی اور بے ہوش ہو گئے، جب ہوش آیا تو بتانے لگے کہ اے عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھے ایک عرصہ، تیس سال سے حج کی تمنا تھی اور میں جوتے سل کر اور مرمت کر کے حلال روزی کماتا اور اس حلال روزی میں سے بچا بچا کر تین سو درہم جمع کئے تھے اور میں نے جب حج کی تیاری کی، کہ صبح قافلہ کے ساتھ حج وزیارت حرمین طیبین کے لئے جانا ہے اسی رات کی بات ہے، میری بیوی حاملہ ہے اس کی خواہش ہوئی کہ گوشت کھائیں اور پڑوسی کے گھر گوشت بنا تھا جس کی خوشبو میرے گھر میں آرہی تھی، میں اپنی بیوی کی خواہش پوری کرنے کے لئے پڑوسی کے گھر گیا، کہ تمہارے گھر میں گوشت بنا ہے، میری بیوی حاملہ ہے اس کی خواہش ہے کہ میں گوشت کھاؤں گی۔ تو مجھے پکے ہوئے گوشت میں سے تھوڑا گوشت دیدے تا کہ میری بیوی کی خواہش پوری ہو جائے، میرا اتنا کہنا تھا کہ میرا پڑوسی رونے لگا اور اس نے اپنا راز ظاہر کیا کہ ہفتہ ہو گیا ہے میرے گھر چولہا نہیں جلا، میرے بچے بھوک سے بلک رہے تھے۔ موت سامنے نظر آرہی تھی، بچوں کو موت سے بچانے کے لئے میں شہر کے باہر گیا جہاں مرے ہوئے جانور ڈالے جاتے ہیں ایک گدھا کو دیکھا جو مرا ہوا پڑا تھا، اس کے جسم سے کچھ گوشت کاٹ کر لایا ہوں اور اسے پکایا ہے تا کہ میرے بچوں کی جان بچ جائے، یہ گوشت میرے لئے حلال ہے مگر تمہارے لئے حرام ہے۔ یہ سب سن کر اور اپنی آنکھوں سے دیکھ کر میں اپنے گھر آیا اور وہ رقم جو میں نے تیس سال میں حج کے لئے جمع کیا تھا وہ سب رقم تین سو روپے اللہ تعالیٰ کی خوشی کے لئے اور ایک غریب مسلمان کی بے کسی و پریشانی دور کرنے کے لئے اپنے پڑوسی کو دیدیئے۔ یہی ہمارا عمل ہے، یہی ہماری نیکی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے قبول فرمالیا ہے۔ (تذکرۃ الاولیاء)

زکوٰۃ کس کو دیا جائے

بہار شریعت ح ۵، ص ۵۶ پر ہے کہ زکوٰۃ کے مصارف سات ہیں۔ تفصیلی معلومات کے لئے بہار شریعت کا مطالعہ کیجئے۔ سات مصارف جن میں سے ایک فقیر ہے، دوسرا مسکین۔

(۱) **فقیر:** جو ایک وقت کا کھانا کھالے تو دوسرے وقت کے لئے انتظام ہو۔

(۲) مسکین: وہ شخص ہے جس کے پاس ایک وقت کا کھانا ہے لیکن دوسرے وقت کے لئے انتظام نہیں اور کچھ اسباب بھی نہ ہوں جس سے انتظام ہو سکے۔ اسی لئے مسکین کو سوال کرنے کی اجازت ہے۔ لیکن فقیر کو سوال کرنے کی اجازت نہیں۔ (بہار شریعت)

اے ایمان والو! زکوۃ وصدقہ کتنا محبوب عمل ہے جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہو کر زکوۃ دینے والے اور صدقہ کرنے والے کو جنت کا مستحق بنا دیتا ہے اور زکوۃ وصدقہ کے ذریعہ وہ ہمارے بھائی جو غریب ہیں ان کی مدد ہو جاتی ہے جس سے غریب مسلمانوں کی دعائیں ملتی ہیں، روزی بڑھتی ہے، بلاو بیماری ٹل جاتی ہے لیکن ہم پر زکوۃ ادا کرنا جہاں واجب ہے وہاں یہ دیکھنا بھی بہت ضروری ہے کہ ہماری زکوۃ مستحق تک پہونچتی ہے یا نہیں۔ ہم جس کو زکوۃ دے رہے ہیں وہ زکوۃ کا مستحق ہے یا نہیں۔ اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ گھر میں رنگین ٹی وی ہے، خوب ٹھاٹ باٹ ہے مگر زکوۃ لے رہے ہیں۔ نماز پڑھتے نہیں، روزہ رکھتے نہیں وہ لوگ بھی زکوۃ مانگتے پھرتے ہیں ایسوں کو زکوۃ وصدقات دینا اپنی زکوۃ وصدقات کے ثواب کو ضائع کرنا ہے۔

زکوۃ دینے کی سب سے بہتر جگہ

مدارس اسلامیہ میں جہاں مسلمانوں کے ہونہار بچے قرآن وحدیث کی تعلیم حاصل کر کے حافظ قرآن اور عالم دین بن کر عالم اسلام میں پیغام قرآن وحدیث پہونچانے کا فریضہ انجام دیتے ہیں اگر آپ کی زکوۃ کی رقم ایسی جگہ لگی ہے تو آپ بڑے خوش نصیب ہیں جو ثواب جاریہ کے مستحق بن جائیں گے۔ جس کا ثواب قیامت تک جاری رہے گا اور کبھی ختم نہ ہوگا۔ مسلمانوں کا وہ طبقہ جو صاحب ثروت ودولت ہے ایسے لوگ اپنے بچوں کو حافظ وعالم نہیں بناتے، اگر کسی امیر کا بچہ حافظ یا عالم بن گیا ہے تو خدائے تعالیٰ کا انعام کہا جائے گا۔ مدرسے میں پڑھنے والے اکثر طلبہ غریب یا یتیم ہوتے ہیں اگر آپ کی مدد مدرسے میں زکوۃ وصدقہ یا عطیہ کی رقم سے ہوگی؟ تو آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ اس کے ثواب کی کوئی مقدار نہیں ہے، آپ کو کھانا، کھلانے کا پانی پلانے کا ثواب، کپڑے پہنانے کا ثواب، بیماری کے علاج کا ثواب اور یہ بچے مہمان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہیں ان کی خدمت کا ثواب اور سب سے بڑا اجر وثواب یہ ہوگا کہ آپ کی مدد وتعاون سے مدرسے کے طلبہ حافظ قرآن اور عالم دین بن رہے ہیں جس کا اجر وثواب کبھی ختم نہ ہوگا، بے شمار مثالیں موجود ہیں ایسے لوگوں کی جنہوں نے مدرسے کے ساتھ محبت کیا اور مہمانان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم طلبہ کے ساتھ مدد وخدمت کی ان کی دولت وعزت میں اللہ تعالیٰ نے اضافہ

فرمایا اوران کی آنے والی نسلیں بھی نعمت و دولت سے مالا مال رہیں ہیں۔

لہذا میری گزارش ہے اور وقت کا تقاضہ بھی ہے کہ ہم مسلمان اپنے مال و دولت کی زکوٰۃ کا اکثر حصہ مدارس اسلامیہ میں دیکر اسلام وسنیت کو مضبوط بنائیں اور قرآن وحدیث کی تعلیم کو گھر گھر پہونچانے میں مدد کریں اور اس حدیث شریف کے مصداق بن جائیں۔ میرے آقا پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

حدیث شریف: جس شخص نے میری ایک حدیث دوسرے تک پہونچائی یا پہونچانے والے کی مدد کی وہ شخص جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ (ابوداؤد شریف)

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
اک سفینہ چاہیے اس بحر بیکراں کیلئے

﴿ ۹ ﴾

رمضان المبارک

چوتھا جمعہ............................دوسرا بیان

شب قدر کی فضیلت و برکت

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ ٥ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ٥

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ٥

اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ٥ وَمَا اَدْرٰکَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ ٥ لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ٥ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِکَةُ وَالرُّوْحُ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ کُلِّ اَمْرٍ ٥ سَلٰمٌ هِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ ٥ (پ ۳۰، رکوع ۲۲)

ترجمہ: بے شک ہم نے اسے شب قدر میں اتارا اور تم نے کیا جانا، کیا شب قدر، شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر، اس میں فرشتے اور جبرئیل اترتے ہیں، اپنے رب کے حکم سے ہر کام کے لئے، وہ سلامتی ہے صبح چمکنے تک۔ (کنز الایمان)

درود شریف:

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے خود اس رات کا نام لیلۃ القدر رکھا، یعنی عظمت و بلندی والی رات، کیوں کہ اس رات میں عظمت والے رب تعالیٰ کا عظمت والا کلام، قرآن مجید، اللہ تعالیٰ کے عظمت والے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر نازل ہوا اور یہ امت بھی بڑی عظمت والی ہوگئی جس نے عظمت والے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور عظمت والے قرآن مجید سے محبت کیا اور ان کے فرمان پر عمل کیا۔

قرآن مجید نے خود ہی اس رات کی قدر و منزلت اور عظمت و بزرگی کے بارے میں بیان فرمایا کہ یہ رات کتنی عظمت و برکت والی ہے کہ اس رات کی عبادت کا ثواب، عبادت کرنے والے کو ایک ہزار مہینوں یعنی تراسی سال چار ماہ سے زیادہ عبادت کا ثواب عطا کیا جاتا ہے۔ اس ایک رات میں عبادت، توبہ واستغفار اور دعا کرنے سے اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو جو ثواب و نیکی اور عزت و عظمت، برکت و رحمت عطا فرماتا ہے وہ ہزار مہینوں کی عبادت و محنت سے نصیب نہیں ہوسکتا۔

حضرت عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سورۂ قدر کی شان نزول اس طرح بیان فرمایا، کہ ہمارے حضور نبی رحمت شفیع امت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنی امت اور پہلی امتوں کی عمروں میں موازنہ کیا تو معلوم ہوا کہ پہلی امتوں کی عمریں زیادہ اور طویل تھیں، اور میری امت کی عمر بہت مختصر اور چھوٹی ہے تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے قلب مبارک میں خیال آیا کہ پہلی امتوں کی عمریں زیادہ تھیں تو ان کی نیکیاں بھی زیادہ ہوں گی اور میری امت کی عمر کم ہے تو نیکیاں بھی کم ہوں گی، گویا میری امت کی نیکی پہلی امتوں کی نیکی کے برابر نہیں ہوسکتی اس لئے کہ ان کی عمریں زیادہ ہیں تو نیکی بھی زیادہ ہوں گی۔ پس اس خیال امت میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے چہرۂ مبارکہ کا رنگ بدل گیا اور چہرۂ انور سے رنج وغم کے آثار نمودار ہوگئے۔ تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کو گوارہ نہ ہوا کہ میرا پیارا حبیب امت کا طبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنی امت کے غم میں رنجیدہ اور کبیدہ خاطر رہے اس لئے سورۂ قدر کو نازل فرمایا۔ (تفسیر عزیزی، پ۳۰)

اِنَّـآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ۝ وَمَآ اَدْرٰکَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ ۝ لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۝ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِکَةُ وَالرُّوْحُ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ کُلِّ اَمْرٍ ۝ سَلٰمٌ قف هِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝ (پ۳۰، رکوع ۲۲)

ترجمہ: بے شک ہم نے اسے شب قدر میں اتارا اور تم نے کیا جانا کیا شب قدر، شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر، اس میں فرشتے اور جبرائیل اترتے ہیں۔ اپنے رب کے حکم سے ہر کام کے لئے وہ سلامتی ہے صبح چمکنے تک۔ (کنزالایمان)

شب قدر میں قرآن مجید کا نزول

قرآن مجید لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر شب قدر میں نازل ہوا، ہزار مہینے تک عبادت کرنے کا جو ثواب ہے اس سے زیادہ شب قدر میں عبادت کرنے کا ثواب ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے روح الامین حضرت جبرئیل امین علیہ السلام فرشتوں کی جماعت کے ساتھ اترتے ہیں تاکہ شب قدر میں عبادت کرنے والوں کو فرشتے خیر و برکت سے نوازیں اور عبادت کرنے والے بندوں پر سلام بھیجیں اور حضرت جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کی جماعت کے ساتھ شب قدر میں عبادت کرنے والے بندوں کے حق میں دعائے خیر کرتے ہیں اور یہ برکت و رحمت کا سلسلہ اس رات شام سے صبح تک جاری رہتا ہے۔

حدیث شریف: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے آقا کریم، آفتاب نبوت، ماہتاب رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جب شب قدر ہوتی ہے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام فرشتوں کی جماعت

کے ساتھ اترتے ہیں اور ہر اس شخص پر جو کھڑا ہو کر یا بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہا ہو اس پر رحمتیں بھیجتے ہیں یعنی اس شخص کے لئے رحمت کی دعا فرماتے ہیں۔ (مشکوۃ شریف، ۱۸۲، بیہقی)

شب قدر میں تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں

حدیث شریف: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے آقا کریم ماہ نبوت آفتاب رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، جو بندہ شب قدر میں ایمان واخلاص کے ساتھ عبادت کرے تو اس کے پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ (بخاری شریف، ج:۱،ص:۲۷۰، مسلم شریف)

عام بخشش کا اعلان

حدیث شریف: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جب شب قدر آتی ہے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت جبرئیل امین ایک سبز جھنڈا لئے فرشتوں کی جماعت کے ساتھ زمین پر نزول فرماتے ہیں اور اس سبز جھنڈا کو کعبہ معظمہ پر نصب فرمادیتے ہیں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے سو بازو ہیں جن میں سے دو بازو صرف شب قدر میں کھولتے ہیں وہ بازو مشرق ومغرب میں پھیل جاتے ہیں پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کو حکم دیتے ہیں کہ جو کوئی مسلمان آج کی رات قیام کرے یا نماز پڑھ رہا ہو یا ذکر الٰہی میں مشغول ہے۔ اے فرشتو! اس شخص سے سلام ومصافحہ کرو اور ان کی دعاؤں پر آمین کہو اور صبح تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ صبح ہونے پر حضرت جبرئیل علیہ السلام تمام فرشتوں کو واپس چلنے کا حکم فرماتے ہیں تو فرشتے عرض کرتے ہیں اے ہمارے سردار حضرت جبرئیل! اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب، احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی امت کے معاملات کے بارے میں کیا کیا؟ تو حضرت جبرئیل علیہ السلام جواب دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر اپنی خاص نظر کرم فرمائی اور چار قسم کے لوگوں کے علاوہ تمام لوگوں کو معاف فرمادیا۔ حضرات صحابہ کرام علیہم الرحمۃ والرضوان نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم وہ چار قسم کے لوگ کون ہیں تو آقا صلی اللہ تعالیٰ علی والہ وسلم نے ارشاد فرمایا (ایک) وہ شخص ہے جو شراب کا عادی ہے (دوسرا) وہ شخص ہے جو ماں، باپ کا نافرمان ہے (تیسرا) وہ شخص ہے جو قطع رحمی کرنے والا (یعنی رشتے داروں سے رشتہ توڑنے والا) (چوتھا) وہ شخص ہے جو آپس میں بغض وکینہ رکھتا ہے (الترغیب والترہیب، کنز العمال، ج:۸،ص:۲۶۸)

شب قدر کی برکت سے محروم لوگ

حدیث شریف: ایک روایت میں نقل ہے کہ شب قدر میں جو لوگ اللہ تعالیٰ کی برکت و رحمت سے محروم ہیں وہ لوگ نو قسم کے ہیں (۱) جو لوگ مال کی زکوٰۃ نہیں دیتے (۲) جو لوگ خون ناحق کرتے ہیں (۳) رشتہ داروں سے رشتہ توڑنے والے (۴) قبرستان میں جا کر ہنسنے والے (۵) اس کی بات اس کو اور اس کی بات اس کو کر کے لڑانے والے (۶) دینی استاذ کو تکلیف دینے والے (۷) نماز میں سستی کرنے والے (۸) تین دن سے زیادہ مسلمان بھائی کی طرف کینہ رکھنے والے (۹) بے غسل رہنے والے۔

وہ شخص محروم ہے

حدیث شریف: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ جب رمضان شریف کا مہینہ آیا تو ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے پاس ایک ایسا مہینہ آیا ہے جس میں ایک رات (یعنی شب قدر) ایسی بھی ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے جو شخص اس رات سے محروم رہا، گویا تمام بھلائی سے محروم رہا اور اس کی (یعنی شب قدر) کی بھلائی سے محروم نہیں رہتا مگر وہ شخص جو حقیقت میں محروم ہے۔ (ابن ماجہ شریف، ص:۱۱۹)

ایمان افروز واقعہ

اللہ تعالیٰ کے ولی حضرت شمعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ ہمارے پیارے آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ایک مرتبہ اپنے صحابہ کرام علیہم الرحمۃ والرضوان کی بزم محبت میں بیان فرمایا کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص بہت متقی و پرہیزگار اور عبادت گزار، اللہ تعالیٰ کا ولی تھا جس کا نام شمعون تھا۔ اللہ تعالیٰ کے ولی حضرت شمعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہزار مہینے اس طرح عبادت کی کہ رات کو قیام کرتے اور دن کو روزہ رکھتے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد بھی کرتے تھے حضرت شمعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس قدر طاقتور تھے کہ لوہے کی مضبوط زنجیروں کو اپنے ہاتھوں کی ذرا سی حرکت سے توڑ ڈالتے تھے۔ کفار و مشرکین نے جب دیکھا کہ حضرت شمعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ہمارا کوئی بھی حربہ نہیں چل رہا ہے تو انہوں نے آپ کی بیوی کو جو حد درجہ کی مکار و چالاک تھی بہت سارے مال و دولت کی لالچ دیکر اسے اپنے ساتھ ملا لیا۔ مختصر واقعہ یہ ہے کہ بدنصیب بیوی کے ذریعہ کافروں نے حضرت شمعون علیہ الرحمۃ والرضوان کو قید کر کے قتل

کر دیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے ولی کو شہادت کا درجہ عطا فرمایا اور کافروں پر اللہ تعالیٰ نے قہر وغضب نازل فرمایا اور انہیں زمین میں دھنسا دیا اور دغاباز، بدنصیب بیوی پر قہر وجلال کی ایسی بجلی گری کہ وہ بھی ہلاک ہوگئی۔

حضرات صحابہ کرام علیہم الرحمۃ والرضوان نے جب اللہ تعالیٰ کے ولی حضرت شمعون علیہ الرحمۃ والرضوان کی ہزار مہینوں کی عبادت وبندگی وتکالیف اور جہاد فی سبیل اللہ کا تذکرہ سنا تو بارگاہ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں عرض کی، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم ہمیں تو بہت تھوڑی اور کم عمریں ملی ہیں، لہٰذا ہم حضرت شمعون علیہ الرحمہ کی طرح عبادت کر کے نیکی وثواب حاصل نہیں کر سکتے یعنی بنی اسرائیل کے نیکیوں کے برابر آپ کی امت نیکی نہیں پاسکتی۔ بس اتنا سنتا تھا کہ ہمارے کریم ورحیم آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم غمگین ورنجیدہ ہوگئے تو اسی وقت اللہ تعالیٰ نے سورۂ قدر کو نازل فرمایا، اور محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو تسلی اور خوشخبری دیدی گئی کہ میرے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آپ بے چین ورنجیدہ نہ ہوں، آپ کی امت کو ہم نے ہر سال میں ایک رات ایسی عطا کردی ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے۔ اس ایک رات یعنی شب قدر میں آپ کا امتی یعنی آپ کا فرمانبردار غلام میری عبادت کرے گا تو میرے ولی شمعون (علیہ الرحمہ) کے ہزار مہینہ کی عبادت سے زیادہ ثواب پائے گا۔

اے ایمان والو! یہ نورانی واقعہ جو بیان کیا گیا اس میں ہمارے لئے ہدایتوں کے چشمے اُبل رہے ہیں اور نصیحتوں کی بے شمار شمعیں جگمگا رہی ہیں۔

پہلی حکمت: یہ ہے کہ جو عبادت، تکالیف ومصائب کے ساتھ ہوتی ہے، اسی عبادت سے بندۂ مومن بلند مرتبے پر فائز ہوتا ہے جیسے رات بھر جاگ کر اور کھڑے کھڑے اللہ تعالیٰ کے لئے عبادت کرنا اور اگر یہ نہیں تو عبادت تو ہوجائے گی لیکن مرتبہ بلند کہاں نصیب۔

دوسری حکمت: یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دشمنوں سے لڑنا اور جہاد کرنا بھی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا ذریعہ ہے۔

تیسری حکمت: یہ ہے کہ بندۂ مومن کے لئے اعتماد وبھروسہ کے لائق ذات صرف اور صرف اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ذات ہے ورنہ دھوکہ ہوسکتا ہے چاہے بدنصیب بیوی ہی کیوں نہ ہو۔ دنیا کی لالچ اور مال ودولت کے حرص میں ماضی قریب سے ماضی بعید تک بے شمار عورتوں کو مبتلا دیکھا گیا ہے جنہوں نے اپنے نیک اور ولی صفت شوہروں سے بے وفائی کر کے بدچلن اور عیاش دولت مند کے ساتھ رہنا پسند کیا ہے۔ بے

وفا بیویاں نیک اور پارسا شوہروں کے لئے آزمائش وامتحان کا ذریعہ بنیں ہیں۔ نیک بندوں نے صبر کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اعلیٰ منزل اور بلند مقام سے سرفراز فرمایا اور پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے فیض وکرم کو عام اور جاری وساری کردیا اور بعد وصال بھی ان صابر بندوں کا عرس خوب دھوم سے خلق خدا مناتی ہے اور بے شمار فیضان سے مالامال ہوتی ہے۔ اور وہ بے وفا بیوی جس نے اللہ والے کے ساتھ دغا وفریب کیا تو آپ حضرات نے سنا کہ اللہ تعالیٰ کی قہر کی بجلی گری جس سے وہ ہلاک وتباہ ہوگئی اور اگر کوئی بے وفا عورت زندہ ہے تو اس کی زندگی ایک جنازہ ہے۔ بلا نے گھیر رکھا ہے جس گھر میں قدم رکھا رحمت وبرکت گئی۔ اب بلا ہی بلا ہے۔ اور مرنے کے بعد، ابھی قبر وقیامت کا عذاب باقی ہے۔ لہٰذا عورت کو چاہئے کہ اپنے شوہر کے ساتھ کسی بھی حال میں بے وفائی اور دغا نہ کرے اور اگر شوہر اللہ تعالیٰ کا ولی ونیک بندہ ہے تو اس کے ساتھ بے وفائی اور مکاری کو اللہ تعالیٰ معاف نہیں فرماتا، جیسا کہ ایک روایت میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اگر کسی بندہ سے ناراض ہوجائے تو اللہ والے اللہ تعالیٰ کو راضی کر لیتے ہیں لیکن نیک بندہ یعنی اللہ کے ولی جب کسی شخص سے ناراض ہوجاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ بھی اس بندہ کو معاف نہیں کرتا ہے۔

چوتھی حکمت یہ ہے کہ بندۂ مومن کے لئے شب قدر کی عبادت ہزار مہینوں کی عبادت سے بڑھ کر ہے۔ یہ سب صدقہ ہے ہمارے آقا رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نسبت کا۔ آپکے امتی ہونے کا، ورنہ پہلی امت کے لوگ بھی تو اللہ تعالیٰ کے بندے تھے مگر اللہ تعالیٰ کا فیض وکرم ان کے لئے اس قدر کیوں نہیں تھا۔ یہ فیض جود وسخا محبوب رسول، پیارے نبی مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نسبت کا صدقہ ہے کہ کام ومحنت صرف ایک رات کیا جائے اور اجر وثواب یعنی محنتانہ ومزدوری ایک ہزار سال کے عمل سے زیادہ دیا جائے یہ سب رحمتیں وبرکتیں محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی غلامی کی بھیک ہے۔

خوب فرمایا۔ عاشق مصطفیٰ پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

بد سہی چور سہی مجرم وناکارہ سہی
اے وہ کیسا ہی سہی ہے تو کریما تیرا

دل عبث خوف سے پتہ سا اڑا جاتا ہے
پلہ ہلکا ہی سہی بھاری بھروسا تیرا

درود شریف:

ضعیف و کمزور حضرات بھی کچھ لمحے گزاریں

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے رمضان شریف کی ستائیسویں رات (یعنی شب قدر) صبح ہونے تک عبادت کی وہ مجھے رمضان شریف کی تمام راتوں سے زیادہ پسند ہے۔

سیدہ، زاہرہ، طیبہ، طاہرہ حضرت فاطمہ خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بارگاہ رسالت میں عرض کی یارسول اللہ، صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم وہ ضعیف و کمزور مرد اور عورتیں کس طرح عبادت کریں جو قیام پر قدرت نہیں رکھتے (یعنی کھڑے ہوکر عبادت کرنے کی طاقت نہیں رکھتے) تو ہمارے سرکار امت کے غمخوار مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا وہ حضرات تکیہ لگالیں یعنی کسی چیز کا سہارا لے لیں، جس سے عبادت کرنے میں آسانی ہو جائے لیکن اس مبارک رات کے کچھ لمحے ضرور بیٹھ کر گزاریں، اور اپنے رب تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا مانگیں، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا مگر یہ بات میں اپنی امت کے تمام رمضان کو قیام میں گزارنے سے زیادہ محبوب رکھتا ہوں (مکاشفۃ القلوب)

شب قدر طاق راتوں میں تلاش کرو

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے نبی مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، شب قدر کو رمضان شریف کے آخری عشرہ کی طاق راتوں یعنی اکیسویں اور تیئیسویں اور پچیسویں اور ستائیسویں اور انتیسویں راتوں میں تلاش کرو۔ (بخاری شریف، ج:۱، ص:۲۷۰، مسلم شریف)

ستائیسویں رات ہی شب قدر ہے

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شب قدر کے متعلق حلف اٹھا کر (یعنی قسم کھا کر) کہا کہ وہ (یعنی شب قدر) ستائیسویں شب ہے۔ حضرت زرین تابعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کس دلیل سے آپ کہہ رہے ہیں کہ وہ (یعنی شب قدر) ستائیسویں رات ہے؟ تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، ہمارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے جو اس کی علامت بیان فرمائی ہے وہ اسی رات میں پائی جاتی ہے۔ (مشکوۃ شریف)

شب قدر کون سی رات ہے؟

اس مبارک رات کے تعین میں ہمارے اسلاف اور علمائے کرام کے مختلف اقوال ہیں جو چالیس کے قریب ہیں ہر سال شب قدر رمضان شریف کے آخری عشرہ میں ضرور ہوتی ہے، مگر تاریخیں بدلتی رہتی ہیں اور یہ بھی علمائے کرام فرماتے ہیں کہ اس رات کے متعین نہ کرنے میں یہ بھی حکمت ہے کہ اس کی تلاش میں مسلمان کم از کم پانچ طاق راتوں میں اللہ تعالیٰ کے ذکر و عبادت میں گزاریں۔ (تفسیر مظہری)

حضرت علامہ محمود آلوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ علمائے کرام کی اکثریت کی رائے یہ ہے کہ طاق راتوں میں سے ستائیسویں کو شب قدر ہوتی ہے۔ (روح المعانی شریف)

ہمارے اسلاف کے اقوال

اگرچہ بزرگان دین اور مفسرین کرام و محدثین عظام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کا شب قدر کے تعین کے متعلق بہت اختلاف ہے پھر بھی اکثریت کی رائے یہی ہے کہ ہر سال شب قدر رمضان شریف کی ستائیسویں شب کو ہی ہوتی ہے۔

صحابی رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، صحابی ابن صحابی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اماموں کے امام حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، پیروں کے پیر، ولیوں کے سردار ابوالشیخ، ابو محمد سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بے شمار بزرگان دین و علمائے کرام فرماتے ہیں کہ شب قدر رمضان شریف کی ستائیسویں رات ہی کو ہوتی ہے (تفسیر عزیزی)

شب قدر کا انعام

امیر المومنین مولائے کائنات حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جو شخص شب قدر میں سورۂ قدر سات مرتبہ پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو ہر بلا و مصیبت سے محفوظ فرما دیتا ہے اور ستر ہزار فرشتے اس کے لئے جنت کی دعاء کرتے ہیں (نزہۃ المجالس)

شب قدر کی دعا

مسلمانوں کی ماں حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، میں نے اپنے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

کی خدمت بابرکت میں عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم اگر مجھے شب قدر کا علم ہو جائے تو میں کیا پڑھوں؟ تو ہمارے سرکار احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا یہ دعا مانگو؟

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّی : یعنی اللہ تعالیٰ بے شک تو معاف فرمانے والا ہے اور معافی دینے کو پسند بھی کرتا ہے، مجھے بھی معاف فرمادے (مسند امام احمد بن حنبل، ابن ماجہ، ص:۲۷۳، ترمذی، ج:۲، ص:۱۹۱، مشکوٰۃ شریف، ص:۱۸۲)

حضرت اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک روایت نقل فرماتے ہیں کہ جو شخص شب قدر میں اخلاص کے ساتھ نفل نماز پڑھے گا اس کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف ہو جائیں گے۔ (تفسیر روح البیان شریف)

شب قدر میں نوافل

اے ایمان والو! شب قدر میں نفل نمازیں جس طرح چاہیں پڑھ سکتے ہیں، بہت سے بزرگوں سے مختلف قسم کی نمازیں پڑھنے کا ثبوت ملتا ہے۔ کسی بزرگ سے چار رکعت، کسی بزرگ سے ۱۲ رکعت، کسی سے ۲۰ رکعت اور پھر پہلی رکعت میں سورۂ قدر سات بار پڑھی جائے اور دوسری رکعت میں فلاں سورت سات بار پڑھنا ہے۔ اس طرح پڑھنے کا ذکر کتابوں میں ملتا ہے مگر میں آپ کو بتاتا ہوں کہ اتنی ہی رکعت نماز پڑھیں جن میں مکمل دل لگے ورنہ جلدی جلدی پڑھ لینے سے اٹھک بیٹھک کر لینے سے کوئی نتیجہ نہیں نکل سکتا، اس لئے تھوڑی سی نمازیں پڑھیں مگر خشوع وخضوع کے ساتھ پڑھیں اور نماز میں اس سورۃ کو پڑھیں جو آپ کے لئے آسان ہو، یقیناً نتیجہ حاصل ہوگا اور نماز مقبول ہوگی۔

شب قدر میں نماز مغرب کے بعد آٹھ رکعت نماز پڑھیں

دو رکعت کی نیت باندھیں اگر سورۂ قدر پڑھ سکتے ہیں تو ہر رکعت میں سورۂ قدر پڑھیں اس لئے کہ حدیث شریف میں سورۂ قدر کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ورنہ وہ سورت پڑھیں جو آپ کے لئے آسان ہو۔ پہلی دو رکعت میں کشادگی رزق کی نیت کریں، دوسری دو رکعت عمر میں خیر و برکت کی نیت کریں، تیسری دو رکعت میں گناہوں کی بخشش کی نیت، چوتھی دو رکعت ایمان پر خاتمہ کی نیت کریں۔ اس طرح آٹھ رکعت نماز مکمل کریں اور اسی طرح عشاء کی نماز کے بعد صبح تک جتنی نمازیں چاہیں پڑھیں اور اگر شب قدر میں محفل میلاد شریف ہو رہی ہو تو ضرور شریک ہوں کہ وعظ و نصیحت سننے سے دین و ایمان مضبوط ہوتے ہیں اور ایسی ہی محفلوں میں شریک ہونے سے

ایمان محفوظ ہو جاتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا ذکر اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نعت سننا اور سنانا عین اسلام اور عین ایمان ہے اور بے شمار اجر و ثواب کے حصول کا ذریعہ بھی ہے۔

شب قدر کی تیاری:۔ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ ہمیں یہ مقدس عظمت والی رات نصیب فرمائی، جو ہزار مہینوں سے زیادہ افضل ہے پس غنیمت جانئے اور تیاری کیجئے۔ یہ رات جاگنے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اپنے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر درود و سلام پڑھنے اور کلمہ شریف کے ورد کی رات ہے اور خوب، خوب تیار رہئے کہ یہی رات جس میں فرشتے ہم سے سلام و مصافحہ کریں گے صرف ظاہری صفائی نہیں بلکہ اپنے دلوں کو بھی پاک وصاف کرلیں۔ اگر ہمارے ماں، باپ ہم سے ناراض ہیں تو ان سے معافی مانگ لیں۔ اگر ہم پر کسی کا حق ہے تو اس کو ادا کردیں اگر سود کھاتے ہیں تو اس سے توبہ کرلیں، اپنے دلوں میں مسلمانوں کی محبت، الفت اور ان کے لئے ایثار وقربانی کا جذبہ پیدا کریں، ہر قسم کی کدورت، نفرت، بغض وحسد، کینہ کی گندگیوں سے اپنے دل کو پاک وصاف کرلیں۔ یاد رکھئے آج کی رات حضرت جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کی جماعت کے ساتھ ہم کو دیکھنے اور ہم سے ملاقات کرنے آرہے ہیں۔ غرضیکہ اللہ تعالیٰ نے یہ رات یعنی شب قدر ہم کو عطا فرما کر ہم پر بڑا احسان کیا۔ یہ رات رونے اور گڑگڑانے کی رات ہے اور رو رو کر اپنے رب تعالیٰ کو منا کر بخشش ونجات پانے کی رات ہے۔ یہ رات دعا مانگنے کی رات ہے۔ اپنے لئے مانگو اور اپنے مومن بھائیوں کے لئے خوب دعاء کرو اس رات میں مومن بندہ کی کوئی دعا رد نہیں کی جاتی ہے۔

در کریم سے بندہ کو کیا نہیں ملتا
جو مانگنے کا طریقہ ہے اس طرح مانگو

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں
راہ دکھلائیں کسے رہرو منزل ہی نہیں

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
اک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کیلئے

﴿ ۱۰ ﴾

شوال المکرّم

عیدالفطر کے فضائل ومسائل

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى حَبِيْبِهِ الْكَرِيْمِ وَعَلٰى اٰلِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ وَاَصْحَابِهِ الْمُكَرَّمِيْنَ وَابْنِهِ الْكَرِيْمِ الْغَوْثِ الْاَعْظَمِ الْجِيْلَانِيِّ الْبَغْدَادِيِّ وَابْنِهِ الْكَرِيْمِ الْخَوَاجِهِ الْاَعْظَمِ الْاَجْمِيْرِيِّ اَجْمَعِيْنَ O

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى O وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى O (پ۳۰، رکوع ۱۲)

ترجمہ: بیشک مراد کو پہونچا جو ستھرا ہوا اور اپنے رب کا نام لے کر نماز پڑھی۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

تمہید: اے ایمان والو! آج عید کا دن ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم اور اپنے پیارے حبیب ہمارے طبیب، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے صدقہ وطفیل رمضان شریف جیسا رحمت ومغفرت والا مہینہ امت محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو عطا فرمایا۔ جس مسلمان نے اپنے رب تعالیٰ کے لئے رمضان شریف کے روزے رکھے، اپنے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی سنت جان کر نیند کو قربان کر کے سحری کیا اور روزہ رکھا، اور فجر کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کی اور تمام نمازوں کو بجماعت ادا کرتا رہا اور افطار کے وقت دعاء میں مشغول رہا پھر افطار کیا اور مغرب کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کیا اور عشاء اور تراویح کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کرتا رہا تو جن خوش نصیب مسلمانوں نے ادب واحترام کے ساتھ رمضان شریف کا مہینہ مکمل کیا تو اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا اور عید سعید کا انعام ان کو عطا فرمایا۔

اسی لئے ہمارے سرکار امت کے غمخوار مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے عید کی رات کو لیلۃ الجائزہ فرمایا ہے یعنی عید کی رات انعام واکرام پانے کی رات ہے اور عید کا دن مغفرت وبخشش پانے کا دن ہے جیسا کہ الترغیب والترہیب میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایک طویل حدیث روایت ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہمارے حضور

سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آج کے روز یعنی عید کے دن عام اعلان فرماتا ہے اے میرے بندو! جو سوال کرنا ہے کرو؟ میں اس کو پورا کروں گا، میری عزت وجلال کی قسم آج یعنی عید کے دن اپنی آخرت کے بارے میں جو مجھ سے سوال کروگے وہ میں پورا کروں گا اور جو کچھ دنیا کی بھلائی مانگو گے میں تم کو دوں گا۔ میری عزت کی قسم جب تک تم میرے حکم پر عمل کرتے رہو گے میں تمہاری خطاؤں اور لغزشوں پر پردہ ڈالتا رہوں گا۔ میری عزت وجلال کی قسم! میں تمہیں ظالموں کے ساتھ رُسوا نہ کروں گا اور تم اس حال میں نماز عید سے فارغ ہوکر اپنے گھروں کی طرف لوٹ کر آؤ گے کہ مغفرت وبخشش پاچکے ہوگے اور تم نے اللہ تعالیٰ کو راضی کیا اور اللہ تعالیٰ تم سے راضی ہوگیا۔ (غنیۃ الطالبین، ص ۳۷۷)

عید کا دن کس کے لئے ہے: اس حدیث مبارکہ سے صاف طور پر معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ جس مسلمان بندہ سے راضی ہوگیا ہے اس خوش نصیب مسلمان کے لئے آج کا دن عید کا دن ہے اگر ہم نے اپنے ظاہر کو صاف کرلیا اور باطن گندہ ہے اگر ہم نے غسل کرکے جسم کو پاک کرلیا ہے اور قلب میں بغض وحسد، غیبت وتہمت، بھائی سے بھائی کی نفرت، ماں باپ کی نافرمانی کی نحوست، نماز وروزہ، حج وزکوٰۃ ادا نہ کرنے کی معصیت، حرام روزی حاصل کرنا اور جھوٹ بولنے کی لعنت، تکبر وگھمنڈ جیسے شیطانی عادت موجود ہیں تو یقیناً ہماری روح بھی گندی ہے اور ہمارے دل بھی ناپاک ہیں۔ تو سوچو اور غور کرو کہ چمکدار کپڑے پہننے سے کیا حاصل ہوگا جب تک ہمارے دل چمکدار اور صاف شفاف نہ ہوجائیں۔

افسوس صد افسوس: آج کے مسلمانوں کی تمام توجہ جسم وکپڑے اور مکان پر ہے کہ آج عید کا دن ہے سب صاف اور ستھرے اور چمک، دمک والے ہونا چاہئے یعنی ہماری نظر صرف ظاہر پر ہے۔ جس کی کوئی قیمت ہی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ باطن یعنی روح وقلب کی پاکیزگی کو دیکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اسی کی قدر وقیمت ہے۔

کاش ہم مسلمان: اپنے باطن کی طرف نظر کرلیں یعنی روح وقلب کو پاکیزہ اور صاف ستھرا بنانے کی فکر کرلیں

اللہ تعالیٰ کا فرمان: قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ۝ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ۝ (پ ۳۰، رکوع ۱۲)

ترجمہ: بیشک مراد کو پہونچا جو ستھرا ہوا اور اپنے رب کا نام لے کر نماز پڑھی۔ (کنز الایمان)

یعنی وہ مسلمان کامیاب ہے جس نے تزکیہ نفس کیا یعنی اپنے دل کو پاکیزہ کیا اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا اور نمازیں پڑھیں گویا رب تعالیٰ کی جانب سے مسلمانوں کو کامیابی کا راز سمجھایا جارہا ہے کہ وہی لوگ کامیاب ہیں جنہوں نے اپنے دل کو پاک وصاف کیا اور دل کی پاکی حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے اور پانچ وقت کی نمازوں کو پابندی کے ساتھ ادا کیا جائے۔

اے ایمان والو! نماز وہ مقبول عبادت ہے جس کے بغیر قلب کی پاکی حاصل ہی نہیں ہو سکتی۔ جس مسلمان کا قلب تمام معصیتوں اور گناہوں کے دھبوں سے پاک وصاف ہو گیا وہی دل زندہ وتندرست ہو کر سیدھا کہلاتا ہے اور جس کا دل سیدھا ہے۔ اس کے جسم کے تمام اعضاء سیدھے رہیں گے۔ جسم کا کوئی حصہ حرام وگناہ کی طرف نہیں بڑھ سکتا۔ اس لئے کہ دل سیدھا ہے اور اگر جسم کے اعضاء سے گناہ سرزد ہونے لگیں یعنی آنکھ، کان، ناک، زبان، ہاتھ، پاؤں گناہ وحرام کا ارتکاب کر رہے ہوں تو گویا دل ٹیڑھا ہو گیا ہے اس لئے دل کو سیدھا رکھنے کی احادیث طیبہ میں سخت تاکیدیں وارد ہوئی ہیں۔ دل کے بگاڑ اور اس کے ٹیڑھے پن کے علاج کے لئے کثرت سے توبہ واستغفار کرنا چاہئے اور اپنے رب تعالیٰ کے ذکر اور ہمارے پیارے نبی معراج کے دولہا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی محبت وعشق میں ڈوب کر پانچوں وقت کی نمازیں پابندی کے ساتھ ادا کرنے سے دل پاک وصاف اور زندہ ہو کر سیدھا اور درست ہو جائے گا۔ بہر حال ہماری گفتگو اور بیان کا مقصد یہ ہے کہ صرف ظاہری جسم کو بنا اور سنوار لینے اور آج عید کے دن چمکدار کپڑے پہن لینے سے اللہ تعالیٰ سے مسرت وشادمانی کی نعمت ودولت اور عید کی عیدی یعنی انعام واکرام نصیب نہیں ہوگا۔ لہٰذا ہم پر لازم ہے کہ اپنے گناہوں سے توبہ واستغفار کرتے رہیں اور رمضان شریف میں جو ہماری عبادت تھی کہ نماز جماعت کے ساتھ پڑھتے تھے۔ خوب تلاوت قرآن مجید کرتے تھے۔ کثرت سے کلمہ ودرود شریف اور رو رو کر دعاء مانگتے تھے یہ ہماری عادتیں باقی رہیں تو یقیناً اللہ تعالیٰ تمام سال کے تمام دنوں کو ہمارے لئے عید کا دن بنا دے گا۔

عید کے دن ایک یتیم بچہ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ عید کے دن محبوب خدا مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نماز عید کے لئے کاشانۂ اقدس سے باہر تشریف لائے، راستے میں چند بچے کھیل رہے تھے۔ ان میں ایک بچہ غمزدہ اور پریشان راستے کے ایک طرف الگ، تھلگ کھڑا تھا۔ اس کے کپڑے پھٹے پرانے تھے اور زار وقطار رو رہا تھا۔ جب مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نظر کرم اس یتیم بچے پر پڑی تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس بچے کے پاس تشریف لے گئے اور شفقت وپیار سے اس کے سر پر دست رحمت رکھا اور پیار بھرے انداز میں اس سے پوچھا کہ اے بچے! تم کیوں رو رہے ہو؟ اور اس پریشان حال میں کیوں ہو؟ وہ بچہ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو پہچانتا نہ تھا اس لئے وہ کہنے لگا کہ میں ایک یتیم بچہ ہوں۔ میرے والد محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے

ساتھ ایک جنگ میں تشریف لے گئے اور شہید ہو گئے اور میری والدہ نے دوسری شادی کر لی ہے۔ اب میرا اس دنیا میں کوئی معین و مددگار نہیں ہے۔ اگر میرے والد ہوتے تو مجھے بھی نہلاتے اور نیا کپڑا پہنا کر میری انگلی پکڑ کر مجھے بھی عیدگاہ اپنے ساتھ لے جاتے۔ جب میں ان بچوں کو دیکھتا ہوں جن کے باپ زندہ ہیں وہ نئے کپڑے پہن کر خوشیاں منا رہے ہیں تو مجھے اپنے باپ کی یاد ستا رہی ہے اور مجھے یہ مصیبت پریشان کر رہی ہے اس لئے میں رو رہا ہوں۔

رحمت تمام مصطفےٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی رحمت مچل پڑی اور آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اس یتیم بچے کو اٹھایا اور اپنے گلے سے لگا لیا اور اسے اپنے گھر لے آئے اور اسے نہلایا اور بہترین لباس پہنایا اور خوشبو میں بسایا اور کھلا، پلا کر اس کو کندھے پر بیٹھا کر عیدگاہ کی جانب روانہ ہوئے تو ارشاد فرمایا۔ اے بچے! کیا اب تم خوش ہو کہ نہیں اور کیا تم کو یہ پسند ہے کہ میں تمہارا باپ ہو جاؤں اور عائشہ صدیقہ تمہاری ماں؟ علی مرتضیٰ تمہارے چچا، امام حسن اور امام حسین تمہارے بھائی اور سیدہ فاطمۃ الزہرا (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) تمہاری بہن ہو جائیں تو اس بچے نے پہچان لیا کہ اس طرح کرم کی بارش کرنے والے کوئی اور نہیں بلکہ محبوب خدا، رحمت عالم، مصطفےٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہی ہو سکتے ہیں۔ وہ بچہ عرض کرنے لگا یا رسول اللہ، یا رحمت اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم اس سے بڑھ کر میرے لئے اور کیا سعادت ہو سکتی ہے اور جب دوسرے، بچوں نے اس یتیم بچے کو نئے لباس میں ملبوس، خوشبو سے معطر اور آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ہمراہ دیکھا تو ان بچوں نے رشک کرتے ہوئے بصد حسرت کہا کہ کاش ہمارے باپ بھی شہید ہو گئے ہوتے تو ہمیں بھی یہ سعادت و نعمت اور خوش نصیبی حاصل ہو جاتی جو اس یتیم بچے کو ملی۔ (زبدۃ الواعظین)

پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

ان کے نثار کوئی کیسے ہی رنج میں ہو
جب یاد آگئے ہیں سب غم بھلا دیئے ہیں

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا
دریا بہادیئے ہیں دُربے بہادیئے ہیں

حضرات! اس نورانی واقعہ سے معلوم ہوا کہ عید کے دن اپنی خوشی میں کسی غریب اور یتیم کو شریک کر لینا سنت ہے

اے ایمان والو! حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ (۱) جس دن کوئی گناہ سرزد نہ ہو وہ دن مومن کے لئے عید کا دن ہے (۲) جس دن ایمان کے ساتھ دنیا سے آخری سفر ہوگا وہ دن مومن کے لئے حقیقی عید کا دن ہوگا۔ (فقیہ ابو اللیث)

حضرات ! اللہ تعالیٰ ہم کو بھی ہر دن گناہ سے بچنے کی توفیق دے اور ایمان پر ثابت قدم رکھتے ہوئے ایمان پر خاتمہ نصیب فرمائے آمین ثم آمین۔

ہر مذہب والے عید مناتے ہیں: تاریخ شاہد ہے کہ ماضی میں ایسا ہوا ہے اور حال ہمارے سامنے ہے۔ ہر قوم اور تمام مذاہب کے ماننے والے سال میں کسی نہ کسی دن عید مناتے ہیں اور خوشیوں کا اہتمام کرتے ہیں مگر ان کی عید منانے کا یہ طریقہ ہوتا ہے کہ ہر قسم کے گناہ ان کی خوشی میں شامل ہوں، ناچنا، گانا، شراب نوشی، فحاشی، مرد و عورت کا باہم عریاں ہو جانا اور زنا جیسے فعل حرام کا ارتکاب ان کی عید و خوشی میں شامل ہوتے ہیں۔ مگر ہمارے پاک رب تعالیٰ نے پاک رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ذریعہ پاک مذہب اسلام عطا فرمایا۔ اسلام وہ مذہب مہذب ہے جس نے کسی بھی حال میں اپنے ماننے والوں کو ہر قسم کے گناہ سے روکا ہے اور عید کا دن تو کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اس کی کبریائی بیان کرنے کا دن ہے۔ عید کا دن اللہ تعالیٰ کے انعام و اکرام کا دن ہے اللہ تعالیٰ سے نعمت و دولت پانے کا دن ہے اور جب کوئی بندہ عید کے دن کسی طرح کا کوئی گناہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بندہ کو عید کے دن کے انعام و اکرام سے محروم کر دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد: وَلَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ ط (پ ۱۳، رکوع ۱۴)

ترجمہ: اگر احسان مانو گے تو میں تمہیں اور دوں گا اور اگر ناشکری کرو تو میرا عذاب سخت ہے۔ (کنزالایمان)

یعنی اگر تم میرا شکر ادا کرو گے (اس پر جو نعمتیں میں نے تم کو دی ہیں) تو میں نعمتیں اور زیادہ فرما دوں گا اور اگر تم ناشکری کرو گے تو میرا عذاب بڑا سخت ہے۔

یعنی میری نعمت کے ملنے پر اگر تم ناقدری کرو گے تو میرا عذاب سخت ہے جس سے بچنا تمہارے لئے ممکن نہیں۔

شاہ بطحا ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو دیکھا کہ مدینہ شریف کے لوگوں نے سال میں دو دن ایسے مقرر کر رکھے ہیں جن کو وہ کھیل، کود، لہو و لعب میں گزار دیتے ہیں تو ہمارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ ہمارا مذہب اسلام بے راہ روی اور گناہ والے کھیل کود کی اجازت نہیں دیتا، اسلام قلب میں روحانیت اور طبیعت میں شرافت و نیکی بیدار کرنے کی دعوت دیتا ہے اور آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان جاہلیت کے تہواروں کے بدلے دو عیدیں مقرر کیں۔ ایک عید الفطر اور دوسری عید قرباں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حکم دیا کہ مسلمانوں پر لازم ہے کہ عید کے دن گناہوں سے بچیں اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کریں اور پھر آپ نے خود بلند آواز سے اللہ تعالیٰ کی کبریائی کا اعلان کیا اور حمد و ثنا بیان فرمائی۔ (مشکوۃ شریف)

عید کے دن کی تکبیر: اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْد ○ (ابن ماجہ، ص ۹۱، مشکوٰۃ شریف)

اے مسلمان جاگ جا: عید کے دن ہر مسلمان تکبیر کہے یعنی اپنے خالق و مالک رب تعالیٰ کی کبریائی و بزرگی بیان کرے اور اپنے رب تعالیٰ کے حضور رکوع کرے اور سجدہ یعنی نماز ادا کرے۔ ہمارے آقا اللہ تعالیٰ کے حبیب، مصطفےٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس تکبیر و نماز کے ذریعہ اپنے غلاموں یعنی مسلمانوں کو یہ بتانا اور سمجھانا چاہتے ہیں کہ ہماری حقیقی عید اللہ تعالیٰ کے ذکر و بندگی سے ہوتی ہے گویا ہم مومنوں کی عید صحیح معنوں میں اس وقت ہوتی ہے جب اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر اور نماز کی برکت سے مومن بندہ کو دائمی خوشی نصیب ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا ذکر غم و زحمت کو دور کرتا ہے اور جو شخص غم و پریشانی میں نماز پڑھے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے تو اللہ تعالیٰ اپنے ذکر اور نماز کی برکت سے غم کو خوشی میں اور پریشانی کو آسانی میں تبدیل فرما دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ راضی ہے تو ہر دن عید کا دن ہے

سرچشمۂ ولایت کان خیر و برکت امیر المومنین حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ عید کے دن جو کی بھوسی کی بنی ہوئی روٹی تناول فرما رہے تھے۔ ایک شخص آیا اور اس نے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا کہ آج تو عید کا دن ہے اور آپ جو کی بھوسی کی روٹی کھا رہے ہیں؟ میرے آقا ابوالحسن والحسین حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے جواب دیا کہ آج عید کا دن اس بندۂ مومن کے لئے ہے، جس کا روزہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول ہو گیا ہو اور اس شخص کے گناہ بخش دیئے گئے ہوں۔ آج کا دن بھی ہمارے لئے عید کا دن ہے اور ہر وہ دن ہمارے لئے عید کا دن ہے جس دن ہم کوئی کام گناہ کا نہ کریں۔ (غنیۃ الطالبین، ص ۳۷۷)

اے ایمان والو! میرے آقا حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہم غلاموں کو بتا دیا کہ جس دن کوئی گناہ کا کام نہ ہو بلکہ وہ کام ہو جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اپنے بندہ سے راضی اور خوش ہو جائے تو وہ دن بندۂ مومن کے لئے عید کا دن ہے۔

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عید: امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے عید کے دن اپنے بیٹے کو پرانی قمیص پہنے دیکھا تو رو پڑے، بیٹے نے عرض کیا۔ ابا جان! آپ کس لئے روتے ہیں؟ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میرے بیٹے! مجھے اندیشہ ہے کہ آج عید کے دن جب لڑکے تجھے اس پھٹے پرانے لباس میں

دیکھیں گے تو تیرا دل ٹوٹ جائے گا۔ بیٹے نے جواب دیا دل تو اس کا ٹوٹے جو رضائے الٰہی کو نہ پا سکا یا جس نے ماں، باپ کی نافرمانی کی ہو اور مجھے امید ہے کہ آپ کی رضامندی کے طفیل اللہ تعالیٰ بھی مجھ سے راضی ہوگا۔ یہ سن کر حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ رو پڑے، بیٹے کو گلے لگایا اور اس کے لئے دعا کی۔ (مکاشفۃ القلوب، ص ۱۰۷)

اے ایمان والو! اس نورانی واقعہ سے سبق ملتا ہے کہ نئے اور چمک، دمک والے کپڑوں سے حقیقی عید نصیب نہیں ہوتی ہے بلکہ ماں باپ کی رضامندی اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی سے بندۂ مومن کے لئے عید کے دن عید ہوتی ہے ورنہ وعید ہوتی ہے۔

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عید

عید کے روز لوگ دربار عدالت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کا دروازہ بند ہے اور آپ زار و قطار رو رہے ہیں۔ لوگوں نے حیران و پریشان ہو کر عرض کیا یا خلیفۃ المسلمین! آج تو عید کا دن ہے۔ آج تو مسرت و شادمانی اور خوشی کا دن ہے۔ یہ عید کے دن رونا کیسا؟ آپ نے آنسو صاف کرتے ہوئے فرمایا هٰذَا يَوْمُ الْعِيْدِ وَهٰذَا يَوْمُ الْوَعِيْدِ۔ اے لوگو! یہ عید کا دن بھی ہے اور وعید کا دن بھی ہے یعنی آج کا دن خوشی کا دن بھی ہے اور غم کا دن بھی ہے۔ آج جن لوگوں کے نماز روزہ مقبول ہو گئے ان لوگوں کے لئے آج کا دن عید کا دن ہے اور جن لوگوں کی نماز و روزہ رد کر کے ان کے منہ پر مار دیئے گئے ہیں ان لوگوں کے لئے تو آج کا دن وعید یعنی غم کا دن ہے اور میں تو اس خوف سے رو رہا ہوں کہ۔

اَنَا لَا اَدْرِیْ اَمِنَ الْمَقْبُوْلِیْنَ اَمِنَ الْمَطْرُوْدِیْنَ ۝

یعنی مجھے یہ معلوم نہیں کہ میں مقبول ہوا ہوں یا رد کر دیا گیا ہوں۔ (غنیۃ الطالبین، ص ۳۷۸)

اے ایمان والو! خوب غور کرو اور سوچو! کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان دس صحابہ کرام میں سے ہیں جن کو ہمارے آقا، قاسم جنت، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنی حیات ظاہری ہی میں جنت کی بشارت عطا فرمادی تھی جن کی مبارک جماعت کو عشرۂ مبشرہ کہا جاتا ہے۔

خوب فرمایا عاشق مصطفیٰ، پیارے رضا، اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے:

وہ دسوں جن کو جنت کا مژدہ ملا

اس مبارک جماعت پہ لاکھوں سلام

بلا شک وشبہ: حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقبول رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مقبول خلیفہ اور مقبول صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مقبول امیر وامام تھے۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقبول صحابی ان کی نماز وروزہ اور تمام اعمال بلا شک وشبہ مقبول تھے۔ مگر خشیت الٰہی خوف خداوندی کا آپ پر اس قدر غلبہ تھا کہ صرف یہ سوچ کر رورہے تھے کہ نہ معلوم میری نمازیں اور روزے قبول ہوئے ہیں یا نہیں، عید کے دن حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گریہ وزاری صرف اور صرف خشیت الٰہی اور خوف خداوندی کے غلبہ کی وجہ سے تھی ورنہ آپ مقبول اور آپ کی نمازیں اور روزے وجملہ اعمال مقبول تھے اور ایک ہم مسلمان ہیں کہ نہ نماز کی پابندی ہے اور نہ ہی روزوں کا ادب واحترام، تو مقبول ہونا تو بہت دور کی بات ہے۔ مگر عید کی تیاری پورے ماہ رمضان شریف کرتے ہیں اور چمک دمک والے کپڑے پہننے کو ہم نے عید سمجھ رکھا ہے۔

منزل عشق میں تسلیم ورضا مشکل ہے
جن کے رتبے ہیں سوا ان کو سوا مشکل ہے

اللہ تعالیٰ کی رضا حقیقی عید ہے

بلند پایہ بزرگ بڑے نیک وپرہیزگار، مسلمانوں کے بادشاہ امیر المومنین حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹیاں عید سے ایک دن قبل آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کرنے لگیں ابا جان! کل عید کا دن ہے، ہم کون سے کپڑے پہنیں گے؟ آپ نے فرمایا یہی کپڑے جو تم نے پہن رکھے ہیں۔ انہیں دھو کر آج صاف کر لو اور کل عید کے دن پہن لینا۔ بیٹیاں مچل گئیں اور ضد کرتے ہوئے کہا۔ نہیں آپ ہمارے لئے نئے کپڑے بنوا دیں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میری بیٹیو! عید کا دن اللہ تعالیٰ کی عبادت وبندگی کرنے اور اس کا شکر ادا کرنے کا دن ہے۔ نئے کپڑے پہننا ضروری تو نہیں۔ بیٹیوں نے عرض کیا کہ آپ کی بات صحیح ودرست ہے لیکن ہماری سہیلیاں اور دوسری لڑکیاں ہمیں طعنہ دیں گی کہ تم بادشاہ کی بیٹیاں اور امیر المومنین کی لڑکیاں ہو اور اس پُرانے کپڑے سے عید منا رہی ہو۔ یہ کہتے ہوئے بیٹیوں کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ بیٹیوں کی باتیں سن کر امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دل بھی بھر آیا اور آنکھیں چھلک پڑیں۔ آپ نے خازن کو بلا کر فرمایا مجھے میری ایک ماہ کی تنخواہ پیشگی دیدو۔

خازن بڑے نیک اور پرہیزگار تھے عرض کیا۔ حضور! کیا آپ کو یقین ہے کہ آپ ایک ماہ تک زندہ رہیں

گے؟ امیر المومنین نے فرمایا۔ جَزَاکَ اللّٰہُ تَعَالیٰ ۔یعنی اللہ تعالیٰ تجھے جزا دے تو نے بہت عمدہ اور صحیح بات کہی۔ حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بیٹیوں سے فرمایا، میری پیاری بیٹیو! اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی رضا وخوشی پر اپنی آرزو اور خوشی کو قربان کردو۔ کوئی شخص اس وقت تک جنت کا حقدار نہیں بن سکتا جب تک وہ شخص کچھ قربانی نہ دے۔

اے ایمان والو! جو واقعہ آپ حضرات نے سنا اس میں ہمارے لئے بے شمار ہدایتوں کے چراغ روشن ہیں جس سے ہم کو عبرت ونصیحت بھی ملتی ہے کہ حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر المومنین اور مسلمانوں کے بادشاہ تھے جو چاہتے خرچ کر سکتے تھے، مگر ایسا نہیں کیا اس لئے کہ ان کے دل میں خوف خدائے تعالیٰ تھا اور وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے تھے کہ ایک دن ہم کو بھی مرنا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہو کر ذرے ذرے کا اور ایک ایک پیسے کا حساب دینا ہے لیکن آج کے مسلمانوں کا حال اس کے برعکس ہے۔ مسجد کا معاملہ ہو یا مدرسے کا یا کوئی اور امانت ہو۔ امانت بہر حال امانت ہے۔ شریعت مطہرہ نے جہاں خرچ کرنے کی اجازت دی ہے صرف وہیں خرچ کئے جائیں گے ورنہ حرام وناجائز ہوگا۔ ایک دن مرنا ہے اور اپنے اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہو کر ذرے ذرے کا اور ہر امانت کا حساب دینا ہے۔ سوچ لو! اور آج ہی فیصلہ کرلو! ورنہ کل شرمندہ ہوگے اور پچھتاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے امان میں رکھے اور حلال روزی عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

پیروں کے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عید

نیک و پارسا اور اللہ تعالیٰ کے مقبول ومحبوب بندے، جن کو صحیح معنوں میں عید منانے کا حق حاصل تھا وہ کیا فرماتے ہیں۔ سنئے اور عبرت حاصل کیجئے۔

ہمارے پیر، روشن ضمیر، عالم کے دستگیر ابو الشیخ ابو محمد سید عبد القادر جیلانی حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان کتنی بلند وبالا اور ارفع واعلیٰ ہے کہ آپ کا قدم مبارک ہر ولی کے گردن پر ہے۔ کیا ہی خوب فرمایا نائب غوث اعظم ،قطب عالم، مرشد اعظم، حضور مفتی اعظم ہند بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

یہ دل یہ جگر ہے یہ آنکھیں یہ سر ہے
جہاں چاہو رکھو قدم غوث اعظم

خبر لو ہماری کہ ہم ہیں تمہارے
کرو ہم پہ فضل وکرم غوث اعظم

حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی ایک رُباعی میں فرماتے ہیں۔

خلق گوید کہ فرداروز عیداست
خوشی درروح ہر مومن پدید ست
دراں روزے کہ با ایماں بمیرم
مرادر ملک خود آں روز عید است

یعنی اللہ کی مخلوق کہہ رہی ہے۔ کل عید ہے، کل عید ہے اور سب خوش ہیں لیکن میرا خاتمہ جس دن ایمان پر ہوگا وہی دن میرے لئے عید کا دن ہوگا۔ (غنیۃ الطالبین)

اے ایمان والو! کتنے بڑے ولی اللہ کا واقعہ آپ حضرات نے سنا وہ فرماتے ہیں کہ وہ دن ہمارے لئے عید کا دن ہوگا جس دن ہمارا خاتمہ ایمان پر ہوگا۔

پتہ چلا کہ بے ایمان کے لئے عید ہے ہی نہیں۔ عید تو صرف مومن کے لئے ہے اور مومن وہ شخص ہے جو اپنی عزت وآبرو اور جان و مال کو اپنے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے قدم ناز پر قربان کرنے کا جذبہ رکھتا ہو اور وقت آنے پر قربان بھی کر دیتا ہو۔

امام عشق ومحبت سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

مومن وہ ہے جو ان کی عزت پہ مرے دل سے
تعظیم بھی کرتا ہے نجدی تو مرے دل سے

شب عید کی فضیلت: حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رحمت تمام خیر الانام صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو شخص عیدین کی راتوں میں (یعنی شب عید الفطر اور شب عید اضحیٰ میں طلب ثواب کے لئے رات بھر جاگ کر عبادت کرے) اس کا دل نہ مرے گا جس دن لوگوں کے دل مر جائیں گے۔

(ابن ماجہ، ص ۱۲۷، بہار شریعت، ح ۴، ص ۱۰۵، الترغیب والترہیب، ح ۲، ص ۱۵۲)

پانچ راتوں کی برکت: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے سرکار امت کے غمخوار احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو شخص پانچ راتوں میں شب بیداری کرے یعنی رات بھر جاگ کر عبادت کرے اس کے لئے جنت واجب ہے۔ ذی الحجہ کی آٹھویں، نویں اور دسویں راتیں اور چوتھی عید الفطر کی رات اور (پانچویں) شعبان کی پندرہویں رات یعنی شب برأت۔ (بہار شریعت، ح ۴، ص ۱۰۵، الترغیب والترہیب، ح ۲، ص ۱۵۲)

اے ایمان والو! عیدین کی راتیں بڑی برکت و رحمت والی ہیں جو شخص عید کی رات میں شب بیداری کرے یعنی رات میں جاگ کر اپنے رب تعالیٰ کے لئے نماز پڑھے۔ کلمہ و درود شریف کا ورد کرے دعاء اور دوسری عبادتوں میں مشغول رہے تو اللہ تعالیٰ اس شخص کے لئے جنت واجب کر دیتا ہے۔

قبر میں نور ہی نور: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، اپنی عیدوں کو تکبیروں سے زینت دو۔ (کنز العمال، ج ۸، ص ۲۵۰)

(یعنی اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْد) عید کے دن کثرت سے پڑھنا چاہئے۔

اور شاہ مدینہ سرور قلب و سینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے عید کے دن تین سو مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ پڑھا اور مسلمانوں کی روحوں کو (یعنی مرحومین کی روحوں کو) ہدیہ یعنی ایصال ثواب کیا تو ہر ایک مسلمان کی قبر میں ایک ہزار نور داخل ہوتے ہیں اور جب وہ شخص مرے گا جس نے یہ کلمہ پڑھا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی قبر میں ایک ہزار نور داخل فرمائے گا۔ (مکاشفۃ القلوب)

اے ایمان والو! جو مومن بندہ کسی مومن میت کے لئے کچھ ذکر خیر کر کے ایصال ثواب کرتا ہے تو میت کو نور و ثواب ملتا ہے اور ایصال ثواب کرنے والے کو بھی اللہ تعالیٰ نور و ثواب کی نعمت عطا فرماتا ہے۔ لہٰذا ہم کو مومنین مرحومین کے لئے زیادہ سے زیادہ ایصال ثواب کرنا چاہئے تاکہ مرنے کے بعد ہمارا بھی بھلا ہو۔

نماز عید الفطر سے پہلے کھجور کھانا سنت ہے: حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم عید الفطر کے دن کچھ کھا کر نماز کے لئے تشریف لے جاتے اور عید الاضحیٰ کو نہ کھاتے جب تک نماز نہ پڑھ لیتے۔ (ترمذی شریف، ابواب العیدین، ج ۱، ص ۱۲۰) اور بخاری شریف کی روایت

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم عید الفطر کے دن (نماز کے لئے) تشریف نہ لے جاتے جب تک چند کھجوریں نہ تناول فرما لیتے اور وہ کھجوریں طاق ہوتیں (یعنی ۳۔ ۵۔ ۷ یا اس سے زیادہ طاق کھجوریں) (بخاری شریف، ج ۱، ص ۱۳۰، ترمذی، ج ۱، ص ۱۲۰، ابن ماجہ)

عید کی نماز کے بعد راستہ بدل کر آنا سنت ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے آقا، نبی رحمت، مصطفےٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

عید کی نماز کے لئے ایک راستہ سے تشریف لے جاتے اور دوسرے راستے سے واپس تشریف لاتے.

(ابن ماجہ، ص ۹۲، ترمذی، ابواب العیدین، ج ۱، ص ۱۲۰، دارمی، ج ۱، ص ۳۶۰)

اے ایمان والو! ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ عیدالفطر کی نماز سے پہلے چند کھجوریں کھانا سنت اگر وہ کھجوریں طاق ہوں تو بہتر ہے اور اگر کھجوریں نہ ملیں تو میٹھی چیز بھی کھا سکتے ہیں اور عیدالاضحیٰ کی نماز سے پہلے کچھ نہ کھانا سنت ہے اور دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ عید کی نماز کے لئے ایک راستہ سے جانا اور عید کی نماز پڑھ کر دوسرے راستے سے آنا سنت ہے۔

روز عید کی سنتیں: روز عید یہ سارے کام مستحب یعنی نیک وثواب ہیں۔ ۱) حجامت بنوانا (۲) ناخن تراشوانا (۳) غسل کرنا (۴) مسواک کرنا (۵) اچھے کپڑے پہننا نیا ہو تو نیا ورنہ دُھلا ہوا صاف کپڑا پہننا (۶) انگوٹھی پہننا (۷) خوشبو لگانا (۸) فجر کی نماز محلّہ کی مسجد میں پڑھنا (۹) عیدگاہ جلد چلا جانا (۱۰) نماز سے پہلے (یعنی نماز عید سے پہلے) صدقۂ فطر ادا کرنا (۱۱) عیدگاہ پیدل جانا (۱۲) دوسرے راستہ سے واپس آنا (۱۳) نماز کو جانے سے پہلے چند کھجوریں کھالینا مگر کھجوریں طاق ہوں۔ اگر کھجوریں نہ ہوں تو کوئی میٹھی چیز کھالے نماز سے پہلے کچھ نہ کھایا تو گنہگار نہ ہوا مگر عشاء تک نہ کھایا تو عتاب کیا جائے گا (۱۴) خوشی ظاہر کرنا (۱۵) کثرت سے صدقہ دینا (۱۶) عیدگاہ کو اطمینان ووقار اور نیچی نگاہ کر کے جانا (۱۷) آپس میں مبارکباد دینا مستحب ہے۔

(ابن ماجہ، ص ۹۳، ترمذی، ج ۱، ص ۱۱۹، بہار شریعت، حصہ چہارم، ص ۱۰۶)

مسئلہ: سواری پر عید کی نماز کے لئے جانے میں حرج نہیں مگر جس کو پیدل جانے پر قدرت ہو اس کے لئے پیدل جانا افضل ہے اور واپسی میں سواری پر آنے میں حرج نہیں۔ (عالمگیری، ج ۱، ص ۱۴۹)

مصافحہ کرنا اور گلے ملنا سنت ہے: حضرت زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منورہ آئے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ان سے گلے ملے یعنی معانقہ کیا اور ان کو بوسہ دیا۔ (ترمذی شریف، ج ۲، ص ۱۰۲)

اور حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے بلایا۔ جب وہ حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گلے لگالیا یعنی معانقہ فرمایا۔ (ابوداؤد شریف)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم اپنے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے قریب ہوئے تو ہم نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ہاتھوں کو بوسہ دیا (یعنی ہم نے آپ سے مصافحہ کیا اور ہاتھوں کو چوما) (ابوداؤد شریف، ج ۲، ص ۷۰۹)

اے ایمان والو! مصافحہ اور معانقہ کرنا یعنی گلے لگانا سنت ہے اور بزرگوں کے ہاتھوں اور پیروں کو چومنا

بھی صحیح و درست ہے جیسا کہ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ہاتھوں کو بوسہ دیتے اور پائے مبارک کو بھی چوم لیتے تھے۔

ابوداؤد شریف کی روایت ہے کہ حضرت وازع بن زارع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے اور سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دست مبارک اور قدم مبارک کو بوسہ دیتے۔ لہٰذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ نماز عید کے بعد مسلمانوں سے مصافحہ اور معانقہ کریں اور بزرگوں کے ہاتھوں کا بوسہ دیں کہ یہ سب امور کار ثواب اور برکت و رحمت کا ذریعہ ہیں کہ ان سے خوشیاں بڑھتی ہیں اور عید کے مقاصد کی تکمیل ہوتی ہے۔ (ابوداؤد، ج۲، ص۷۰۹)

صدقۂ فطر نماز عید سے پہلے ادا کرنا سنت ہے۔ (بخاری، ج۱، ص۲۰۴، بہار شریعت، ح۵، ص۶۷، در مختار)

بیان صدقۂ فطر: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جب تک صدقۂ فطر ادا نہیں کیا جاتا بندے کا روزہ آسمان و زمین کے درمیان معلق رہتا ہے۔ (بہار شریعت، ح۵، ص۶۷، بحوالہ کنز العمال، ج۴، ص۳۱۶)

صدقۂ فطر واجب ہے: حضرت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ روایت کرتے ہیں کہ ہمارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ایک شخص جاکر مکہ شریف کے کوچوں یعنی گلیوں میں اعلان کردے کہ صدقۂ فطر واجب ہے۔ (ترمذی شریف، ج۱، ص۱۴۶)

صدقۂ فطر روزوں کی پاکی کا ذریعہ ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آقائے کائنات رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے زکوۃ وصدقۂ فطر مقرر فرمائی تاکہ لغو اور بیہودہ کلام سے روزوں کی طہارت ہوجائے اور مساکین کی خورش (یعنی کھانا) ہوجائے۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ، ص۱۳۱)

صدقۂ فطر کب ادا کرے: صدقۂ فطر ادا کرنے کا بہتر وقت یہ ہے کہ عید کی صبح صادق ہونے کے بعد عید کی نماز ادا کرنے سے پہلے ادا کردے اگر رمضان شریف سے پہلے یا رمضان شریف میں کسی دن بھی ادا کردے تو جائز ہے صدقۂ فطر ادا ہوجائے گا (اور اگر عید کا دن گزر گیا اور صدقۂ فطر ادا نہ کیا تھا تو صدقۂ فطر اب بھی اس پر واجب ہے عمر میں جب بھی ادا کرے گا تو ادا ہوجائے گا مگر ایسا ہرگز نہیں کرنا چاہئے۔ بہتر و افضل یہی ہے کہ عید کے دن نماز عید سے پہلے ادا کردے۔ (در مختار، ج۳، ص۳۶۲، بہار شریعت، ح۵، ص۶۷)

اے ایمان والو! آج عید کا دن ہے۔ نماز عید کے لئے ہم سب جمع ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے صدقہ وطفیل ہم مسلمانوں کو اپنے گھر میں بلایا، اپنا ذکر اور اپنے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی باتیں سننے اور سنانے کا موقع عطا فرمایا۔ رکوع اور سجدہ کرنے اور نماز پڑھنے کی توفیق دی۔ آج کی اس مبارک ساعت میں ہم اپنے کریم و رحیم رب تعالیٰ کے حضور اس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وسیلہ سے دعاء مانگیں کہ اللہ تعالیٰ نماز عید کے طفیل ہم کو ہر دن پانچوں وقت کی نماز کی توفیق عطا فرمائے۔ ابھی ہم سب نماز عید کے بعد ایک دوسرے سے مصافحہ و معانقہ یعنی گلے ملیں گے۔

کہ یہ سب امور سنت ہیں ہم کو ضرور سنت پر عمل کرنے کا ثواب نصیب ہوگا۔ حدیث پاک ہے کہ دو مسلمان آپس میں جب مصافحہ کرتے ہیں یا معانقہ کرتے ہیں تو دونوں کے جُدا ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ دونوں کو معاف فرما دیتا ہے۔ (ابوداؤد، ج ۲، ص ۷۰۸)

ہمارے تو کام بن گئے۔ سنت پر عمل کا صلہ ملا کہ ہم خطاکاروں کی گناہ و معصیت سے مغفرت و بخشش ہوگئی۔

ایک گنہگار کو اور کیا چاہئے
حشر میں دامن مصطفےٰ چاہئے

حضرات! آج کے دن کچھ نہ کچھ صدقہ ضرور دو کہ صدقہ گناہوں اور خطاؤں کو جلا کر راکھ کر دیتا ہے اور صدقہ کے ذریعہ نیکیاں قبول ہو جاتی ہیں۔ خوب خوشی کا اظہار کرو اللہ تعالیٰ حقیقی خوشی عطا فرمادے گا۔ غریبوں اور یتیموں کو بھی اپنی خوشی میں شریک کرلو اس لئے کہ غریبوں اور یتیموں سے محبت کرنا سنت ہے۔ یتیموں کی دعا لو کہ یتیم کی دعا رد نہیں کی جاتی ہے۔ اپنے لئے اور اپنے اہل وعیال کے لئے اور دنیا کے تمام مسلمانوں کے لئے دعاء مانگو کہ آج عید کے دن ہر سائل کا سوال پورا کیا جائے گا اور مانگنے والوں کی ہر دعا مستجاب ہوگی۔

یا اللہ! یا رحمٰن! یا رحیم! تیرے محبوب رسول اور ہمارے غمخوار نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وسیلہ سے اور ہمارے پیر حضور غوث اعظم اور ہمارے پیارے خواجہ ہند کے راجہ حضور غریب نواز اور پیارے رضا و ہمارے پیر و مرشد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طفیل ہم کو ہمارے ماں باپ کو اور اس مجمع میں جتنے حضرات ہمارا بیان سن رہے ہیں ان سب کو۔ بلکہ پورے عالم اسلام کو وہ انعام و اکرام عطا فرمادے جس کا تو نے وعدہ فرمایا ہے اور عید کی عیدی سے نواز دے اور مغفرت و بخشش پانے والوں میں ہم سب کا نام لکھ دے۔ اپنا امان عطا فرما۔ اپنی حفاظتوں کے سائے میں رکھ ہر پل اور ہر لمحہ میرے غوث و خواجہ و رضا و مرشد کا سایہ عطا فرما اور وہ کام لے لے جس سے تو اور تیرا حبیب

صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم راضی ہو جائے۔ ہم کو اور جتنے حاضرین ہیں ان سب کو مدینہ طیبہ کی حاضری نصیب فرما اور بار بار نصیب فرما۔

دکھادے یا الٰہی وہ مدینہ کیسی بستی ہے
جہاں پر رات دن مولیٰ تیری رحمت برستی ہے

اور مدینہ شریف کے طفیل طواف کعبہ اور حج کعبہ نصیب فرما۔ کربلا شریف، بغداد شریف اور بار بار ہر مہینہ، اجمیر شریف کی حاضری نصیب فرما اور جن لوگوں نے مجھ گنہگار سے دعا کے لئے کہا ہے مولیٰ تعالیٰ تو سب کو جانتا ہے اور سب کے احوال کو بھی جانتا ہے ان سب کی دعاؤں کو شرف قبولیت عطا فرما اور یا رحمٰن یا رحیم آخری دعا یہ ہے کہ ہم سب کو ایمان پر، غلامی سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر زندہ رکھ اور اسی پر خاتمہ بالخیر نصیب فرما۔ آمین ثم آمین۔

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
اک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ۱۰ ﴾

شوال المکرّم

پہلا جمعہ............................... پہلا بیان

حضرت سیدی خواجہ عثمان ہارونی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ O اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِO

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِO

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰهِ لَاخَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَاهُمْ یَحْزَنُوْنَ O (پ۱۱، رکوع ۱۲)

ترجمہ: سن لو! بیشک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم۔ (کنز الایمان)

آپ کا وطن: حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وطن شریف خراسان میں قصبہ ہارون ہے۔

(مرآۃ الاسرار، ص ۵۵۴)

حضرات! خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ عنہ کے قصبہ کو بعض حضرات ہرون اور بعض ہارون کہتے ہیں۔ مرآۃ الاسرار میں ہارون لکھا ہے۔ اور خیر المجالس کے مطابق ہرون ہے۔

آپ کا سال ولادت: حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سال ولادت میں اختلاف ہے۔ اکثر کے نزدیک سال ولادت ۵۳۶ھ مطابق ۱۱۴۱ء ہے

آپ کا خاندان: حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاندان سادات سے تعلق رکھتے تھے۔

(سلطان الہند غریب نواز، ص ۷۳)

آپ کی تعلیم: حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن کریم حفظ کیا اور اعلیٰ تعلیم کے لئے نیشاپور کے علماء کی خدمت میں رہ کر حدیث، فقہ، تفسیر اور دیگر مروجہ علوم وفنون میں کامل دسترس حاصل کر کے زبردست محدث وفقیہ اور عالم وفاضل ہوئے۔ (ملخصا مرآۃ الاسرار، ص ۵۵۴)

بیعت وخلافت: حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت خواجہ حاجی شریف زندنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں رہ کر راہ سلوک و معرفت کی تربیت حاصل کی اور خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے۔ (سیر الاولیاء، ص ۵۳)

خواجہ عثمان ہارونی کی عبادت وریاضت

حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ستر سال تک سخت ریاضت ومجاہدہ میں بسر کیا اور اس مدت میں پیٹ بھر کر نہ کھانا کھایا نہ پانی پیا اور قرآن مجید کے حافظ تھے۔ روزانہ ایک ختم قرآن مجید کی تلاوت فرماتے۔

(اہلسنت کی آواز ۲۰۰۸ء ص ۲۰۲)

خواجہ عثمان ہارونی مستجاب الدعوات تھے

ہند کے راجہ، ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیر و مرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مستجاب الدعواۃ تھے یعنی آپ جو دعاء مانگتے تھے اللہ تعالیٰ فوراً قبول فرمالیتا۔

حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعاء مانگی کہ میری قبر مکہ معظمہ میں ہو۔ اللہ تعالیٰ نے دعا کو شرف قبول بخشا اور قبر شریف مکہ مکرمہ میں ہے۔

دوسری دعاء آپ نے یہ مانگی کہ میرے فرزند معین الدین نے مدت دراز تک جو میری خدمت کی ہے اس کے صلہ میں اس کو وہ ولایت و بزرگی عطا ہو جو کسی اور کو عطا نہ ہوئی ہو۔ (مرآۃ الاسرار، ص ۵۶۱)

خواجہ عثمان ہارونی کتنے بڑے بزرگ تھے

حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولایت اور کمالات و بزرگی کا اس بات سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ خواجہ بزرگ، حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری ثم اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے شاہباز آپ کے مرید ہیں۔ (مرآۃ الاسرار، ص ۵۵۴)

خواجہ عثمان ہارونی کی مقبولیت کا عالم

سید السادات حضرت سید میر عبد الواحد بلگرامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ

حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبوبیت ومقبولیت کا یہ عالم تھا کہ جب آپ نماز ادا فرما لیتے تو غیب سے آواز آتی کہ ہم نے تمہاری نماز قبول کی، مانگو کیا مانگتے ہو۔ خواجہ عثمان ہارونی عرض کرتے کہ یا اللہ تعالیٰ میں تجھ سے تجھی کو مانگتا ہوں۔ آواز آتی کہ اے عثمان! میں نے جمال لازوال تجھ کو بخشا، کچھ اور مانگو کیا مانگتے ہو؟ عرض کرتے ہیں الٰہی! تیرے محبوب محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی امت کے گنہگاروں کو بخش دے۔ آواز آتی کہ میں نے پیارے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی امت کے تیس ہزار گنہگاروں کو تمہاری وجہ سے بخش دیا۔ آپ کو پانچوں وقت یہ بشارت ملتی۔ (سبع سنابل شریف، ص ۴۳۵)

حضرات! جب بندہ، محبوب ومقبول ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بندہ کا اور وہ بندہ اللہ تعالیٰ کا ہو جایا کرتا ہے اور اس منزل میں بندہ جو بھی عرض کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ شرف قبولیت سے نوازتا ہے۔

خواجہ عثمان ہارونی کی کرامات

(۱) آنکھیں بند کروا کے دریا پار کرادیا: ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر وبیشتر بیان فرمایا کرتے تھے کہ میں اپنے پیرومرشد حضرت خواجہ عثمانِ ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ سفر کرتے ہوئے دریا دجلہ کے کنارے پر پہنچا۔ دریا کو پار کرنے کے لئے کشتی نہ تھی۔ میرے پیرومرشد نے فرمایا آنکھیں بند کرلو! میں نے آنکھیں بند کرلی، تھوڑی دیر کے بعد فرمایا آنکھیں کھول دو! جب میں نے آنکھیں کھولیں تو ہم دونوں دریا کے پار دوسرے ساحل پر کھڑے تھے۔ (سیر الاولیاء، ص:۵۳)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے اسی لئے حکم عطا فرمایا ہے کہ

كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ۝ (پ۱۱، رکوع۴) یعنی سچوں کے ساتھ ہو جاؤ!

حضرات! پیرومرشد کی صحبت کی کتنی عظیم برکت ہے کہ مرشد نے آنکھ بند کروا کے دریا پار کرادیا اور مرید کو پتہ تک نہ چلا۔ یہ ہے اللہ والوں کی غلامی اور مریدی کا نتیجہ۔ انشاء اللہ تعالیٰ بروزِ قیامت ہم سنی مسلمان اپنے مرشدانِ کرام کے دامن کے سائے میں پل صراط پار کر جائیں گے اور احساس تک نہ ہونے پائے گا کہ ہم پل صراط پار کر کے جنت میں داخل ہو چکے ہیں۔

عاشقِ رسول سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

پل سے گزارو راہ گزر کو خبر نہ ہو

جبریل پر بچھائیں تو پر کو خبر نہ ہو

(۲) چالیس سال کا گم شدہ بچہ گھر آ گیا

ہند کے مرشدِ اعظم سرکار خواجہ اعظم حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن ایک بوڑھا شخص سخت پریشانی اور حیرانی کے عالم میں میرے پیر و مرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ چالیس سال سے میرا لڑکا گم ہے۔ اس کی زندگی و موت کی مجھے خبر نہیں کہ میرا لڑکا زندہ ہے یا مر گیا۔ آپ کی خدمت میں اس لئے حاضر ہوا ہوں تا کہ آپ دعا کریں کہ میرا بیٹا مجھے مل جائے۔ آپ نے سر جھکا لیا اور مراقبہ کیا۔ تھوڑی دیر کے بعد سر اٹھایا اور حاضرین سے ارشاد فرمایا کہ دعا مانگو کہ اس کا بیٹا اسے مل جائے۔ جب دعا کر چکے تو آپ نے اس بوڑھے شخص سے فرمایا کہ تم گھر جاؤ، تمہارا بیٹا گھر آ گیا ہوگا۔

جب وہ بوڑھا شخص گھر پہنچا تو کسی نے مبارک باد دی کہ تمہارا بیٹا گھر آ گیا ہے۔ جب باپ بیٹے کی ملاقات ہوئی تو دونوں حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو خواجہ نے اس سے فرمایا، تم اتنے سالوں تک کہاں رہے تو اس نے بتایا کہ مجھے جناتوں نے پکڑ لیا اور سمندر کے ایک جزیرہ پر زنجیروں کی بیڑیاں پہنا کر قید کر رکھا تھا۔ میں سمندر کے اس جزیرہ پر تھا کہ آپ کی شکل کے ایک بزرگ آئے۔ انہوں نے زنجیروں پر نگاہ ڈالی تو وہ ٹوٹ کر گر پڑیں اور ان بزرگ نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ آنکھیں بند کرو! اور جب میں نے اپنی آنکھیں کھولیں تو اپنے گھر کے دروازہ پر کھڑا تھا۔ (سیر الاولیاء، ص:۵۴، مراۃ الاسرار، ص:۵۵۸)

حضرات! اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک و صالح بندوں کو کیسی کیسی کرامتوں سے نوازا ہے۔ اللہ والوں کی نگاہِ التفات سے قید و بند کی زنجیریں ٹوٹتی نظر آتی ہیں۔ اس لئے ہماری فکر یہ ہونی چاہئے کہ اللہ والوں کی غلامی سلامت رہے پھر ہم کو مشکل و مصیبت اور تکلیف و سختی سے بچانا اور نجات دلانا، اللہ تعالیٰ کی بخشی ہوئی قوت و طاقت سے اللہ والوں کا کام ہے۔

نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

جو ہو ذوقِ یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

(ڈاکٹر اقبال)

(۳) خواجہ عثمانِ ہارونی مجوسی لڑکے کے ساتھ آگ میں

حضرت خواجہ عثمانِ ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گزر ایسی جگہ سے ہوا جہاں آتش پرست آباد تھے ان کا ایک بہت ہی بڑا آتش کدہ تھا جس پر انہوں نے گنبد بنایا تھا جس میں شب و روز آگ جلتی رہتی۔ روزانہ بیس گاڑی لکڑی جلائی جاتی تھی اور ہر وقت آتش پرستوں، مجوسیوں کی بھیڑ لگی رہتی تھی۔ حضرت خواجہ نے وہاں سے دور ایک درخت کے نیچے ندی کے کنارے قیام فرمایا۔ آپ نے اپنے خادم فخر الدین کو حکم دیا کہ افطار کا وقت قریب ہے روٹی تیار کرو! خادم آگ لینے کے لئے گئے تو آتش پرستوں نے آگ دینے سے انکار کر دیا۔ خادم نے جا کر ماجرا بیان کیا۔ تو خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود آتش کدہ کے پاس تشریف لے گئے جہاں آتش پرستوں کا سردار اپنے سات سالہ بچہ کو گود میں لئے ہوئے تخت پر بیٹھا تھا اور اس کے اردگرد تمام مجوسی بیٹھے آگ کی پوجا کر رہے تھے۔

حضرت خواجہ نے مجوسیوں کے سردار سے فرمایا: جو آگ تھوڑے سے پانی سے ختم ہو جاتی ہے اسے پوجنے کا کیا فائدہ؟ اس خالق و مالک کی عبادت و پوجا کیوں نہیں کرتے جس نے آگ وغیرہ سب کو پیدا کیا ہے۔ آگ کی پوجا کرتے ہو؟ جو ایک مخلوق ہے۔ مجوسیوں کے سردار نے جواب دیا کہ ہمارے مذہب میں آگ کا بڑا درجہ ہے۔ آگ ہمارا معبود ہے اس لئے ہم اس کی پوجا کرتے ہیں تا کہ مرنے کے بعد ہمیں نہ جلائے۔ حضرت خواجہ نے فرمایا: برسوں ہو گئے ہیں تم لوگ اس آگ کی پوجا کرتے ہو، آؤ اس کے اندر ہاتھ ڈالکر دیکھو کہ یہ آگ تمہیں جلاتی ہے یا چھوڑ دیتی ہے۔ مجوسیوں کے سردار نے جواب دیا کہ جلانا آگ کا کام ہے، کسی کی کیا مجال جو اس کے قریب جا سکے۔ حضرت خواجہ نے مجوسیوں کے سردار کی گود سے اس کا سات سالہ بچہ لیا اور آگ کی طرف بڑھے اور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ قُلْنَا يَا نَارُ كُوْنِىْ بَرْدًا وَّ سَلَامًا عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ ٥ پڑھ کر دہکتے ہوئے آتش کدہ میں چلے گئے۔

مجوسیوں۔ آتش پرستوں میں شور و غل مچ گیا، کچھ دیر حضرت خواجہ نگاہوں سے غائب رہے پھر آپ اس آگ سے اس حال میں نکلے کہ آپ کے اور اس مجوسی بچے کے کپڑوں پر آگ تو کیا اس کے دھوئیں کا اثر بھی نہ تھا۔ اس دوران ہزاروں آتش پرست جمع ہو گئے تھے۔ یہ کرامت دیکھ کر سب حیران و ششدر رہ گئے، انہوں بچے سے پوچھا تو نے آگ کے اندر کیا دیکھا بچے نے جواب دیا کہ وہاں گل و گلزار کے سوا کوئی چیز نظر نہیں آتی تھی۔ حضرت خواجہ کی یہ کرامت دیکھ کر تمام آتش پرست مجوسیوں نے آپ کے قدموں پر سر رکھ دیے اور سب کے سب مسلمان ہو گئے۔

حضرت خواجہ نے آتش پرستوں کے سردار کا نام عبداللہ اور اس کے لڑکے کا نام ابراہیم رکھا۔ آپ نے دونوں کی تربیت فرمائی، حتیٰ کہ دونوں ولایت کے منصب پر فائز ہوئے اور اس آتش کدہ کی جگہ مسجد تعمیر کی گئی۔ حضرت خواجہ نے اس جگہ ڈھائی سال تک قیام فرمایا۔ (مونس الارواح، ص ۳۶، خزینۃ الاصفیاء، ج ۱، ص ۲۵۲، مرآۃ الاسرار، ص ۵۵۹، معین الارواح، ص ۴۷)

اے ایمان والو! اس نورانی واقعہ سے پتہ چلا کہ جو اللہ کا ولی ہوتا ہے آگ اس کو نہیں جلا سکتی۔

حضرات! آگ کا کام ہے جلانا تو آگ نے جلایا کیوں نہیں؟ تو ہمارا مخالف کہے گا کہ خواجہ صاحب نماز پڑھتے تھے اور عبادت کثرت سے کیا کرتے تھے تو یہ نماز کی برکت تھی، عبادتوں کا صلہ تھا، جس کی وجہ سے آگ نے ان پر کوئی اثر نہیں کیا اور ان کو جلایا بھی نہیں۔

خواجہ صاحب نمازی اور عبادت گزار تھے اس لئے آگ میں جلنے سے محفوظ رہے۔ تو بدعقیدہ شخص سے سوال کیا جائے کہ آتش پرستوں کے سردار کا وہ سات سالہ لڑکا جس کو خواجہ صاحب اپنے گود میں لیکر آگ میں تشریف لے گئے، وہ تو کافر ومشرک کا لڑکا تھا، وہ لڑکا نمازی اور عبادت گزار نہ تھا تو آگ نے اس پر اثر کیوں نہیں کیا، وہ لڑکا آگ میں جلنے سے محفوظ کیوں رہا؟

حضرات! اولیاء کرام کے مخالف قیامت تک اس سوال کا جواب نہیں دے سکتے۔

حضرات! ہم غلامانِ اولیاء خواجہ صاحب سے عرض کریں کہ حضور آپ جلتی اور بھڑکتی شعلہ بار آگ میں کیوں تشریف لے گئے؟ تو خواجہ صاحب کی بارگاہ سے یہ جواب ملے گا کہ ہم شعلہ بار آگ میں اس لئے گئے کہ آتش پرستوں، آگ کے پجاریوں کے روبرو اسلام کی حقانیت وسچائی کی قوت وطاقت کو اجاگر کیا جائے اور آگ کے سامنے جھکنے والوں کو خدائے واحد کی بارگاہ میں جھکایا جائے، آگ کے پجاریوں کو اللہ واحد کا پجاری بنایا جائے، کفر وشرک کے اندھیروں میں بھٹکنے والوں کو اسلام کے اجالوں میں لاکر مسلمان کیا جائے تو پھر ہم غلامانِ اولیاء حضرت خواجہ صاحب کی بارگاہ میں معروضہ پیش کریں گے کہ اے خواجہ اگر آپ کو اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی کرامت وبزرگی کو ظاہر کر کے آتش پرستوں، مجوسیوں اور کافروں مشرکوں کے سامنے اسلام کی حقانیت وسچائی کی قوت وطاقت کو اجاگر کر کے ان کو مسلمان بنانا تھا تو آپ تنہا آگ کے شعلوں میں چلے جاتے، آپ کا مقصد پورا ہو جاتا مگر آپ آتش پرستوں کے سردار کے لڑکے کو اپنی گود میں لیکر آگ میں کیوں گئے تو یقیناً خواجہ صاحب کی بارگاہ سے یہ جواب ملتا نظر آئے گا کہ اگر ہم تنہا بھی آگ میں چلے جاتے تو کافر ومشرک آتش پرست ہماری یہ کرامت دیکھ کر مسلمان ہو جاتے مگر ہمیں تو مخالف کو جواب بھی دینا تھا کہ اللہ کے ولی ہر تکلیف اور بلا سے محفوظ ہیں اور جو

شخص اللہ کے ولی سے قریب ہے وہ بھی آگ میں جلنے اور مرنے اور ہر قسم کی مصیبت و بلا سے محفوظ ہو جایا کرتا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اولیاء اللہ کے قریب رہنے والے بروز قیامت بھی دوزخ کی آگ سے محفوظ و مامون رہیں گے۔

(۴) ستر جاہلوں نے توبہ کی: ستر جاہلوں کی ایک مجلس آدھی رات خرافات میں مبتلا تھی، انہیں لوگوں کے درمیان حضرت خواجہ عثمانِ ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامتوں کا ذکر ہونے لگا۔ ان لوگوں نے کہا کہ ہم سب اس وقت خواجہ کے پاس چلتے ہیں اور ان کا امتحان لیں گے اور اگر ہم لوگ کرامت دیکھ لیں گے تو سب مرید ہو جائیں گے۔ ان جاہلوں میں سے ہر ایک نے اپنے دماغ میں الگ الگ کھانے کا خیال کیا جو آدھی رات کے بعد ملنا بظاہر مشکل کام تھا۔ پھر وہ سب حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

حضرت خواجہ نے ان جاہلوں کو دیکھ کر فرمایا وَاللّٰهُ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ ان سب جاہلوں کو اپنے سامنے بٹھایا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھ کر اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے، فوراً ہی ایک کھانے کا طبق غیب سے ظاہر ہوا جس میں قسم قسم کے کھانے تھے۔ حضرت خواجہ نے ہر ایک کو اس کی خواہش کے مطابق جدا جدا کھانے تقسیم فرمائے، جب ان جاہلوں نے حضرت خواجہ کی کرامت دیکھی تو خلوص دل کے ساتھ توبہ کی اور آپ کے مرید ہو گئے اور وہ لوگ کمالاتِ ظاہری و باطنی سے سرفراز ہوئے۔ (خزینۃ الاصفیاء، ص ۲۵۶)

حضرات! اس واقعہ سے پہلی بات یہ معلوم ہوئی کہ اللہ والوں کا امتحان لینے والے اور ان کو آزمانے والے فاسق و فجار اور جاہل و گنوار ہی ہوتے ہیں۔ نیک و صالح اور تھوڑا بھی علم رکھنے والے یہ کام نہیں کرتے۔

اور دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ جاہل و آوارہ شخص ہی کیوں نہ ہو، جس نیت سے اللہ والوں کی بارگاہ میں حاضری دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی قدرت اور ولی کی دعا سے اس کی نیت کے مطابق اس شخص کو وہ چیز مل جایا کرتی ہے اس لئے ہم کو چاہئے کہ اچھی نیت کے ساتھ اللہ والوں کی بارگاہ میں حاضری دیں تاکہ اللہ تعالیٰ ہم کو اچھا صلہ و بدلہ عطا فرمائے۔

اور تیسری بات یہ معلوم ہوئی کہ کتنا بڑا جاہل اور فاسق شخص کیوں نہ ہو اگر اللہ کے ولی کے پاس چلا جاتا ہے تو اللہ کے ولی کی نگاہِ کرم سے گناہ و خطا کے راہ سے بیزار و متنفر ہو کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ و استغفار کر کے نیک و صالح ہو جایا کرتا ہے۔ اس لئے ہر مسلمان پر لازم و ضروری ہے کہ اللہ والوں کی خدمت میں اور ان کے مزاروں پر خود حاضری دیں اور اپنے گھر والوں کو بھی حاضری دلائیں تاکہ اللہ تعالیٰ کا کرم جوان بزرگ پر برس رہا ہے اس کے کچھ قطرے اور چھینٹے ہم کو بھی نصیب ہو جائیں اور ہمارے دلوں سے فسق و فجور اور گناہوں کا دھبہ دھل جائے اور ہمارے قلوب میں نیک و صالح بننے کا حوصلہ پیدا ہو جائے۔

Scanned by CamScanner

اللہ تعالیٰ اس شخص کو اپنے دوستوں، اولیاء کرام کا مقرب ومحبوب ہونے کی توفیق عطا فرماتا ہے۔ جس کو اپنا مقرب ومحبوب بندہ بنانا چاہتا ہے۔

ہمارے مرشدِ اعظم، قطب عالم سرکار مفتی اعظم الشاہ مصطفیٰ رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

وصلِ مولیٰ چاہتے ہو تو وسیلہ ڈھونڈ لو!

بے وسیلہ نجدیو! ہر گز خدا ملتا نہیں

حضرت خواجہ عثمان ہارونی کا وصال

حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعا مانگی تھی کہ آپ کا مدفن مکہ معظمہ میں ہو۔ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی حیات کے آخری دنوں میں مکہ معظمہ میں حاضر ہوئے اور بقیہ عمر مکہ شریف میں بسر فرمائی اور وہیں پانچ شوال ۶۱۷ھ مطابق ۱۲۲۰ء کو وصال فرمایا اور مکہ معظمہ کے قبرستان جنۃ المعلیٰ میں یا اس کے قریب مدفون ہوئے۔ (سلطان الہند غریب نواز، ص: ۷۷)

اور مرآۃ الاسرار میں ہے کہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چھ شوال ۶۰۷ھ کو وصال فرمایا اور مکہ معظمہ میں مدفون ہوئے۔ (مرآۃ الاسرار، ص: ۵۶۳)

حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشادات

ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے پیر ومرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت بابرکت میں بیس سال تک رہے۔ پیر ومرشد کے ارشادات وفرمودات آپ لکھ لیا کرتے تھے۔ انہیں فرمودات وملفوظات کے مجموعہ کا نام کتاب انیس الارواح ہے۔

ایمان کی حقیقت

(۱) حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایمان کا ذکر کیا اور فرمایا کہ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان ننگا ہے اور اس کا لباس پرہیزگاری ہے اور اس کا سرہانہ فقر ہے اور اس کی دوا علم ہے اور اس بات کی شہادت لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پر ایمان ہے یعنی مومن وہ شخص ہے جو کلمۂ طیبہ کا زبان سے اقرار کرے اور دل سے تصدیق کرے اور ایمان سوائے نیکوکار آدمی کے کسی کی قسمت میں نہیں ہوتا۔ (انیس الارواح، ص: ۵ و ۳۹)

نماز کی اہمیت

(۲) حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جو شخص نماز ادا نہیں کرتا اسلام میں اس کا کوئی حصہ نہیں۔ (انیس الارواح، ص:۵)

گناہوں کا وبال

(۳) حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث شریف کے حوالہ سے فرمایا کہ سورج گرہن یا چاند گرہن اس وقت ہوتا ہے، جب بندوں کے گناہ بہت زیادہ ہو جاتے ہیں۔ (انیس الارواح، ص:۷)

عورت کے نزدیک شوہر کا مقام

(۴) حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث شریف کے حوالہ سے فرمایا کہ جو عورت اپنے شوہر کی فرماں برداری کرتی ہے وہ عورت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہمراہ جنت میں داخل ہوگی اور جس عورت کو شوہر بلائے اور وہ نہ آئے تو اس کی تمام نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں۔ (انیس الارواح، ص:۱۰)

اللہ کے بن جاؤ

(۵) حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے درویش! یاد رکھ! کہ جب آدمی اللہ تعالیٰ کا بن جاتا ہے تو ساری چیزیں اس کی بن جاتی ہیں۔ اس لئے مرد کو چاہئے کہ تمام چیزوں سے دل ہٹا کر اللہ تعالیٰ کی طرف دل کو لگائے تا کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ کا ہے وہ سب اس کی ہو جائے۔ (انیس الارواح، ص:۱۳)

صدقہ کی برکت

(۶) حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث شریف کے حوالہ سے فرمایا کہ سب سے اچھا عمل صدقہ دینا ہے۔ پھر فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے ستر سال تک اپنے نفس کے ساتھ مجاہدہ کیا ہے اور بہت سی مصیبتیں اٹھائی ہیں لیکن بارگاہِ الٰہی کا دروازہ نہیں کھلا۔ جونہی میں نے اپنی طرف

خیال کیا اور جو مال میری ملکیت میں تھا، سب راہ، خدا میں صرف کیا تو اللہ تعالیٰ (مہربان ہو گیا) اور میرا بن گیا اور جو اللہ تعالیٰ کی ملکیت تھی اللہ تعالیٰ کے کرم سے سب میری ملکیت ہوگئی۔

پھر فرمایا کہ حضرت ابراہیم ادہم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آثارِ اولیاء میں لکھا ہے کہ ایک درہم صدقہ دینا ایک سال کی ایسی عبادت سے بہتر ہے، جس میں دن کو روزہ رکھا جائے اور رات کو کھڑے ہو کر عبادت کی جائے۔ (انیس الارواح، ص:۱۴)

حضرت خواجہ عثمانِ ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ امیر المومنین حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وعلیٰ الک وسلم قرآن شریف پڑھنا بہتر ہے۔ یا صدقہ دینا۔ تو ہمارے پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا صدقہ دینا زیادہ افضل ہے۔ کیوں کہ صدقہ دوزخ کی آگ سے بچاتا ہے۔

پھر یہ واقعہ بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک یہودی راستے میں کھڑا ہو کر ایک کتے کو روٹی کا ٹکڑا کھلا رہا تھا (حاصل واقعہ یہ ہے کہ) حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس یہودی شخص سے فرمایا تو جو یہ کام کر رہا ہے قبول نہیں۔ اس یہودی نے کہا کہ اگر میرا یہ عمل قبول نہیں ہے، مگر میں یہ عمل جس کے لئے کر رہا ہوں وہ خدا دیکھ رہا ہے کہ میں کیا کر رہا ہوں۔

الغرض! ایک زمانہ کے بعد حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ معظمہ میں پہنچے تو پرنالے کے نیچے سے آواز آئی کہ رَبِّیْ! یعنی اے میرے رب! پھر غیب سے آواز آئی کہ لَبَّیْکَ عَبْدِیْ! یعنی اے میرے بندے! خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ حیران ہوئے کہ چل کر دیکھوں تو سہی کہ وہ کیسا نیک بخت بندہ ہے۔ جب آپ وہاں پہنچے، کیا دیکھتے ہیں کہ ایک شخص سجدے میں سر رکھ کر رَبِّیْ! اے میرے رب! پکارتا ہے۔ آپ وہاں تھوڑی دیر ٹھہرے رہے اتنے میں اس شخص نے سر اٹھایا اور خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا تم مجھے پہنچانتے ہو؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ اس نے کہا میں وہی شخص ہوں جسے تم کہتے تھے کہ میری نیکی قبول نہیں۔ دیکھا کہ میری چیز کو اللہ تعالیٰ نے قبول کیا اور مجھے اپنے گھر میں بلالیا۔

پھر فرمایا کہ صدقہ بہشت کی سیدھی راہ ہے اور جو شخص صدقہ دیتا ہے وہ خدا کی رحمت سے دور نہیں ہوتا۔

پھر فرمایا کہ میرے پیر و مرشد حضرت خواجہ حاجی شریف زندنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خانقاہ میں دیکھا کہ صبح سے شام تک خلقِ خدا آتی اور سب کے سب کھا کر جاتے اگر کسی وقت کوئی چیز مہیا نہیں ہوتی تو خادم کو ہمارے پیارے پیر و مرشد فرماتے کہ پانی ہی پلا دو تا کہ کوئی شخص خالی نہ جائے۔

پھر فرمایا کہ اے درویش! زمین سخی آدمی پر فخر کرتی ہے اور رات و دن نیکیاں اس کے اعمال نامے میں لکھی جاتی ہیں۔ (انیس الارواح، ص: ۱۵،۱۶)

نفس سے جہاد

(۷) حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا واقعہ بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ میں نے کچھ زیادہ کھانا کھالیا تھا جس کی وجہ سے (نفل) نماز نہ پڑھ سکا، جب رات ختم ہوئی اور دن نکل آیا تو میں نے دل میں یہ بات ٹھان لی کہ سال بھر تک میں اپنے نفس کو پانی نہیں دوں گا۔

پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ خواجہ ابوتراب بخشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سفید روٹی اور مرغی کا انڈا کھانے کی خواہش پیدا ہوئی کہ آج مل جائے تو اس سے روزہ افطار کروں۔ عصر کی نماز کے وقت وضو کرنے کے لئے باہر نکلے تو ایک لڑکے نے آکر آپ کو پکڑ لیا اور چلا چلا کر کہنے لگا کہ یہ چور ہے۔ ایک دن میرا سامان چرا لے گیا تھا۔ اور آج پھر چوری کرنے آگیا ہے۔

لڑکے کی چیخ پکار اور شور و غوغا سن کر لوگ جمع ہو گئے۔ لڑکا اور اس کا باپ مکے مارنے لگے۔ حضرت خواجہ ابوتراب بخشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چھ مکے کھا چکے تھے۔ اتنے میں ایک شخص آیا اور اس نے آپ کو پہچان لیا اور کہا اے لوگوں یہ چور نہیں ہے یہ تو (اللہ کے ولی) حضرت خواجہ ابوتراب بخشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ لوگ معافی کے خواستگار ہوئے اور کہنے لگے کہ ہمیں معلوم نہ تھا۔ جب وہ آدمی حضرت خواجہ ابوتراب کو اپنے گھر لے گیا اور شام کے کھانے کے لئے مرغی کے انڈے اور سفید روٹی جس کی آپ نے خواہش کی تھی اتفاقیہ طور پر اس کے گھر میں موجود تھی آپ کے سامنے پیش کئے۔ جب حضرت خواجہ ابوتراب بخشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا تو آپ مسکرائے اور فرمایا کہ ان کھانوں کو اٹھا لو! میں نہیں کھاؤں گا۔ اس نے سبب معلوم کیا تو آپ نے فرمایا کہ آج میں نے صرف اس کی خواہش کی تھی تو بغیر کھائے میں نے چھ مکے کھائے ہیں اور اگر میں اس کو کھا لوں گا تو نہ جانے کتنی بلا و مصیبت نازل ہو۔

حضرت خواجہ ابوتراب بخشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بغیر کھائے اٹھے اور چلے گئے۔ (انیس الارواح، ص: ۱۷)

مومن کو گالی دینا

(۸) حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جو شخص مومن کو گالی دیتا ہے وہ گویا اپنی ماں اور بیٹی

کے ساتھ زنا کرتا ہے اور وہ شخص ایسا ہے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی لڑائی میں فرعون کی مدد کرنا ہے اور جو شخص مومن کو گالی دیتا ہے اس کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ (انیس الارواح، ص:۲۰)

پانی پلانا اور کھانا کھلانا

(۹) حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جس وقت کوئی آدمی پیاسے کو پانی پلاتا ہے تو اسی وقت اس کے تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں گویا وہ شخص ابھی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے اور بغیر حساب کے جنت میں جائے گا اور اگر اسی دن فوت ہو جائے تو شہید کا درجہ پائے گا۔

اور پھر فرمایا کہ جو شخص بھوکے کو کھانا کھلائے تو اللہ تعالیٰ اس کی ہزار حاجتوں کو پورا کرتا ہے اور دوزخ کی آگ سے آزاد کرتا ہے اور بہشت میں اس کے لئے ایک محل بناتا ہے۔ (انیس الارواح، ص:۲۵)

لڑکیاں خدا کا ہدیہ ہیں

(۱۰) حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ لڑکیاں خدا کا ہدیہ ہیں۔ پس جو شخص ان کو خوش رکھتا ہے خدا اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس سے خوش ہوتے ہیں۔

اور جو شخص لڑکیوں کے پیدا ہونے پر خوشی کا اظہار کرے تو یہ خوشی کرنا ستر مرتبہ خانۂ کعبہ کی زیارت کرنے سے افضل ہے اور جو ماں باپ اپنی لڑکیوں پر رحم کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرتا ہے اور انبیاء کرام واولیائے کرام لڑکیوں سے بہ نسبت لڑکوں کے زیادہ پیارے کرتے تھے۔ (انیس الارواح، ص:۲۵)

سلام کرنا

(۱۱) حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث شریف کے حوالہ سے فرمایا کہ جب مجلس میں جائے تو سلام کرے اور جب مجلس سے اٹھے تو سلام کرے۔ کیوں کہ سلام کرنا گناہوں کا کفارہ ہے۔ اور فرشتے اس شخص کے لئے بخشش کے طلبگار رہوتے ہیں۔ اور سلام کرنے سے ہزار نیکیاں ملتی ہیں اور ہزار گناہ معاف ہوتے ہیں اور ہزار حاجتیں پوری ہوتی ہیں اور سو حج اور سو عمرہ اس کے نامۂ اعمال میں لکھے جاتے ہیں۔ (انیس الارواح، ص:۲۷)

علماء کا بیان

(۱۲) حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث شریف کے حوالہ سے فرمایا کہ آخری زمانہ میں عالموں کو مارا جائے گا اور ان کو برا بھلا کہا جائے گا۔ (انیس الارواح، ص:۳۹)

اور فرمایا کہ آخری زمانے میں امیر لوگ طاقتور ہو جائیں گے اور عالم حضرات عاجز و کمزور۔ تو اس وقت اللہ تعالیٰ اپنی برکت اٹھالے گا اور شہر ویران و برباد ہو جائیں گے اور دین میں فساد واقع ہو جائے گا، پس تمہیں یاد رہے کہ وہ لوگ (یعنی امیر لوگ) اہلِ دوزخ ہیں۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْھَا (انیس الارواح، ص:۴۳)

توبہ کے بارے میں

(۱۳) حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مرنے سے پہلے توبہ کرلو! پھر بعد میں افسوس کرنے کا کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے فرمایا اے آدم (علیہ السلام) جب تیرے بیٹے توبہ کریں گے تو میں ان کی توبہ قبول کروں گا۔

توبہ دو قسم کی ہے: ایک سچی توبہ کہ انسان توبہ کرنے کے بعد گناہ کے نزدیک نہ جائے۔ اور دوسری توبہ یہ ہے کہ دن رات توبہ کرے اور پھر بھی گناہ نہ چھوڑے تو ایسی توبہ اچھی نہیں۔ (انیس الارواح، ص:۴۴)

ارشادِ عالی: حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے پیارے اور سچے مرید یعنی ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ عطائے رسول، سلطان الہند غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: اے معین الدین! میں نے تیری کمالیت کے لئے ان باتوں کی ترغیب دی ہے، پس چاہئے کہ جو کچھ میں نے کہا تم دل و جان سے اس کو بجالاؤ تاکہ قیامت کے دن شرمندہ نہ ہو۔

پھر فرمایا کہ لائق مرید وہ ہے کہ جو کچھ اپنے پیر کی زبان سے سنے تو اس پر عمل کرے تاکہ شرمندہ نہ ہو۔

(انیس الارواح، ص:۴۵)

بہ گرداب بلا افتادہ کشتی ضعیفان شکستہ را تو پشتی
بحق خواجہ عثمان ہارون مدد کن یا معین الدین چشتی

دُعا: یااللہ! یارحمٰن! یارحیم! اپنے حبیب ہم بیماروں کے طبیب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے صدقہ وطفیل ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیر و مرشد سید العابدین بدر العارفین شیخ الاعظم حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشادات عالیہ پر ہم کو عمل کرنے کی توفیق نصیب فرما اور ہمارے پیارے خواجہ سرکار غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلہ سے خواجہ جیسا ہم کو بھی اپنے پیر کا سچا اور وفادار مرید بنا اور ہمارے پیارے خواجہ کی طرح ہم کو بھی اپنے پیر و مرشد کی ہدایات وفرمودات پر عمل پیرا ہونے کی سعادت عطا فرما: آمین ثم آمین۔

جب تک بکا نہ تھا تو کوئی پوچھتا نہ تھا
تم نے خرید کر مجھے انمول کر دیا

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
اک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿۱۰﴾

شوال المکرّم

پہلا جمعہ...دوسرا بیان

بسم اللہ شریف کی فضیلت و برکت

Scanned by CamScanner

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ○ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی ○ وَذَکَرَ اسْمَ رَبِّہٖ فَصَلّٰی ○ (پ۳۰، رکوع ۱۲)

ترجمہ: بیشک مراد کو پہونچا جو ستھرا ہوا اور اپنے رب کا نام لے کر نماز پڑھی۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

تمہید: اے ایمان والو! فلاح دارین یعنی دین و دنیا کی کامیابی کا راز سربستہ ہے مومن کے قلب کی صفائی اور پاکیزگی پر اس دنیا کا کوئی شعبہ ہو یا یوم آخرت کی فلاح و ظفر، کامیابی و کامرانی ناممکن ہے جب تک قلب مومن ہر قسم کے گناہ سے پاک اور صاف و ستھرا نہ ہو جائے اور مومن کا قلب ہر قسم کے وسوسے اور تمام گناہوں، کدورتوں اور برائیوں سے پاک کرنے کے لئے رب تعالیٰ کا ذکر اور اس کی یاد لازم و ضروری ہے بغیر ذکر الٰہی کے قلب کو طیب و طاہر بنانا ناممکن ہے اور ذکر الٰہی میں سب سے اہم اور جامع ذکر اپنے وقت پر نماز کی ادائیگی ہے بغیر نماز کی ادائیگی کے ذکر الٰہی کا مقبول ہونا ناممکن ہے۔

میری گفتگو کا مقصود آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ کامیابی و کامرانی کے لئے قلب کی پاکیزگی و صفائی بہت ضروری امر ہے اور قلب کے پاک و صاف کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کا ذکر لازم و ضروری ہے۔

حضرات! بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھنا بھی اللہ تعالیٰ کا مقبول ذکر ہے اور کلمہ شریف لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ورد کرنا بھی افضل و پسندیدہ ذکر الٰہی ہے۔

بسم اللہ شریف کی فضیلت و برکت

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے انبیائے کرام کا نورانی قافلہ اور رسولان عظام کی پر انوار جماعت مبعوث فرمایا اور بے شمار صحیفے نازل فرمائے اور چار بڑی کتابیں نازل فرمائیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام پر زبور شریف نازل ہوئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر توریت شریف نازل ہوئی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل شریف نازل ہوئی اور ہمارے پیارے نبی احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ، جان رحمت، شمع بزم ہدایت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر قرآن شریف نازل ہوا۔ جس طرح ہمارے رسول، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تمام نبیوں اور رسولوں سے افضل و اعلیٰ ہیں اسی طرح قرآن مجید تمام صحیفوں اور جملہ آسمانی کتابوں سے افضل و اعلیٰ ہے۔

زبور شریف، توریت شریف، انجیل شریف میں تحریفیں کی گئیں یعنی شیطانی خصلت کے لوگوں نے جو چاہا نکال دیا اور جو چاہا اپنی مرضی سے بڑھا دیا مگر قرآن مجید جو ہمارے پیارے آقا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ایک عظیم الشان معجزہ ہے اس ربانی کتاب قرآن شریف کی حفاظت کو رب تعالیٰ نے اپنے ذمۂ کرم پر لے لیا۔ خود اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

آیت: اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ٥ (پ۱۴، رکوع۱)

ترجمہ: بیشک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور بیشک ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔ (کنزالایمان)

سبحان اللہ: کیا شان ہے اللہ تعالیٰ کی مقدس کتاب قرآن شریف کی جو ہمارے آقا رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سینۂ مبارکہ پر نازل ہوئی چودہ سو برس پہلے جیسے تھی آج بھی ویسے ہی ہے اور ہمیشہ محفوظ رہے گی۔ ایک لفظ کیا ایک نقطہ بھی نہ بدلا گیا ہے نہ بدلا جائے گا اور نہ ہی کوئی بدل سکتا ہے۔

ہے قول محمد قول خدا فرمان نہ بدلا جائے گا
بدلے گا زمانہ لاکھ مگر قرآن نہ بدلا جائے گا

حضرات: تمام آسمانی صحیفے اور رحمانی کتابیں یعنی زبور شریف۔ توریت شریف۔ انجیل شیرف وغیرہ علوم ہدایت و برکت سے مالا مال ہیں لیکن عرض یہ کرنا ہے اور میری تقریر کا خلاصہ یہ ہے تمام علوم اور معرفت کے خزانے الگ الگ جو زبور شریف، توریت شریف، انجیل شریف اور تمام صحیفوں میں موجود ہیں وہ سب کے سب علوم اور معرفت کے خزانے بلکہ اس سے اور زیادہ۔ خوب زیادہ اللہ تعالیٰ کی مقدس کتاب قرآن شریف جو ہمارے پیارے نبی جان رحمت

صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سینۂ مبارک پر نازل ہوئی۔ اس کتاب میں موجود یعنی یوں عرض کروں کہ تمام آسمانی صحیفوں اور رحمانی کتابوں کے علوم قرآن مجید میں موجود ہیں اور قرآن شریف کے تمام علوم سورۂ فاتحہ میں اور سورۂ فاتحہ کے تمام علوم بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ میں موجود ہیں اور بسم اللہ شریف کے تمام علوم اور معرفت کے گنجینے بسم اللہ شریف کے ب میں موجود ہیں اور ب کے تمام علوم اور برکت و رحمت کے خزینے ب کے نقطے میں موجزن اور موجود ہیں۔

ہر نیک کام بسم اللہ سے شروع کرو

ہمارے حضور سراپا نور شافع محشر مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ارشاد پاک ہے۔

كُلُّ اَمْرٍ ذِىْ بَالٍ لَا يُبْدَاُ فِيْهِ بِبِسْمِ اللّٰهِ فَهُوَ اَقْطَعُ (مطالع المسرات، کنز العمال، ج ۱، ص ۲۷۷)

یعنی ہر نیک کام جو اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع نہ کیا جائے وہ ناقص اور ادھورا رہ جاتا ہے۔

حضرات! ہر نیک اور جائز کام بسم اللہ شریف پڑھ کر شروع کرنا چاہئے لیکن حرام اور ناجائز کام سے پہلے بسم اللہ شریف ہرگز ہرگز پڑھنا نہ چاہئے بلکہ شراب پیتے وقت، زنا کرتے وقت، جوا کھیلتے وقت یا چوری کرتے وقت بسم اللہ شریف پڑھنا کفر ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری)

حدیث مبارکہ کی روشنی میں ہر نیک کام کے شروع میں بسم اللہ شریف پڑھنا برکت و رحمت کا سبب ہے۔ اور بسم اللہ شریف پڑھے بغیر کسی کام میں برکت نہیں ہوتی۔ جس کھانے کو تناول کرنے سے پہلے بسم اللہ شریف پڑھ لی جاتی ہے اس کھانے میں شیطان شریک نہیں ہوتا اور بسم اللہ شریف کی برکت سے کھانا نور بن کر پیٹ میں جاتا ہے۔ اور کھانے والے کا پورا جسم نور سے منور اور روشن ہو جاتا ہے۔

اور جس کھانے میں بسم اللہ شریف نہیں پڑھی جاتی اس کھانے میں شیطان شریک ہو جاتا ہے اور کھانا برکت سے خالی ہو جاتا ہے اور کھانے والا انسان کھانے کے بعد بھی بھوکا رہ جاتا ہے یعنی بھوک باقی رہ جاتی ہے۔

بسم اللہ شریف جب یاد آئے پڑھئے

اِذَا اَكَلَ اَحَدُكُمْ فَنَسِىَ اَنْ يَّذْكُرَ اللّٰهَ عَلٰى طَعَامِهٖ فَلْيَقُلْ بِسْمِ اللّٰهِ فِىْ اَوَّلِهٖ وَاٰخِرِهٖ ۝

(ترمذی شریف، ج ۲، ص ۷، ابن ماجہ، ص ۲۳۵)

یعنی جب تم نے کھانا شروع کیا اور بھول گئے بسم اللہ شریف پڑھنا تو جب یاد آئے یعنی بیچ کھانے میں تو پڑھ لو بِسْمِ اللّٰهِ مِنْ اَوَّلِهٖ وَاٰخِرِهٖ ۝

حضرات! کھانا شروع کرتے وقت بسم اللہ شریف پڑھنا بھول گئے تو جب یاد آئے چاہے ایک ہی لقمہ باقی تھا تو پڑھ لو بسم اللہ شریف، جتنا کھانا شیطان نے کھایا تھا، قے کر دے گا اور آپ کے کھانے میں برکت ہو جائے گی۔ (ابوداؤد، ج ۲، ص ۵۲۹)

دُبلا اور موٹا شیطان: فدائے مصطفےٰ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک موقع کی بات ہے ایک مسلمان اور ایک کافر کے شیطان میں ملاقات ہوئی۔ کافر کا شیطان بہت موٹا تازہ بدن پر کپڑے پہنے اور سر میں تیل ڈالے ہوا تھا اور مومن کا شیطان دُبلا پتلا تھا پراگندہ سر اور ننگا تھا، کافر کے شیطان نے مومن کے شیطان سے سوال کیا بھائی! تمہاری یہ حالت کیوں ہے؟ شیطان نے جواب دیا میں ایک ایسے اللہ والے کے ساتھ ہوں جو کھانے سے پہلے بسم اللہ شریف پڑھتا ہے۔ اس لئے میں بھوکا رہ جاتا ہوں اور جب وہ پانی پیتا ہے اور یا اور کوئی چیز پیتا ہے تو بسم اللہ شریف پڑھ لیتا ہے اس لئے میں پیاسا رہ جاتا ہوں، لباس پہنتا ہے تو بسم اللہ شریف پڑھتا ہے اس لئے میں ننگا ہوں۔ اور سر میں تیل ڈالتا ہے تو بسم اللہ شریف پڑھ لیتا ہے اس لئے میں پراگندہ بال ہوں۔ کافر کے شیطان نے کہا کہ میں ایک ایسے انسان پر مسلط ہوں جو کسی کام میں بسم اللہ شریف نہیں پڑھتا اسی لئے میں اس کے کھانے میں، پینے میں، لباس میں، حتیٰ کہ اس کے ہر کام میں شریک رہتا ہوں اس لئے میں موٹا تازہ ہوں۔ (مواہب اللدنیہ شریف)

اے ایمان والو! ہم سب شیطان کے مکر سے بچنے کی تدبیر کریں اور ہر نیک کام بسم اللہ شریف سے شروع کریں۔ ہمارے کام برکت والے ہو جائیں گے اور نیکیاں بھی خوب ملیں گی۔

کھانے کے بعد بھی بھوکا رہا: ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جلوہ فرما ہیں کرم کے موتی لٹا رہے ہیں اور صحابہ کرام اپنے اپنے دامن کو بھر رہے ہیں۔ ایک صحابی نے بارگاہ کرم میں عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میں کھانے کے بعد بھی بھوکا رہتا ہوں، مجھ میں بھوک باقی رہتی ہے سیر نہیں ہو پاتا ہوں۔ تو ہمارے حضور سراپا نور برکت و رحمت والے آقا نے ارشاد فرمایا، لَعَلَّكُمْ تَفْتَرِقُوْنَ۔ شاید تم اکیلے کھاتے ہو، عرض کیا ہاں آقا صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میں اکیلے کھاتا ہوں تو ہمارے پیارے نبی رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اِجْتَمِعُوا عَلٰى طَعَامِكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ تَعَالٰى يُبَارِكْ لَكُمْ فِيْهِ ۝ یعنی مل جل کر سب ساتھ میں کھانا کھایا کرو اور بسم اللہ شریف پڑھ لیا کرو۔ تمہارے کھانے میں برکت ہو جائے گی۔

(سنن ابن ماجہ، ص ۲۳۶، کنز العمال، ج ۱۵، ص ۱۰۳)

جماع کے وقت بسم اللہ شریف: ہر مسلمان سنی بھائی کو چاہئے کہ اپنی بیوی کے پاس جانے سے پہلے بسم اللہ شریف پڑھ لے تو شیطان کے خلل سے پاک رہے گا اور جو اولاد ہوگی وہ نیک اور صالح ہوگی (ابوداؤد، ج ۱، ص ۲۹۳)

حدیث شریف: مواہب اللدنیہ شریف میں ہے کہ ہمارے حضور سراپا نور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت ابو ہریرہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا: جب تم اپنی عورت سے جماع کرو تو بسم اللہ شریف پڑھ لیا کرو۔ جب تک غسل جنابت نہیں کرو گے اس وقت تک فرشتے تمہارے لئے نیکیاں لکھتے رہیں گے اور پیدا ہونے والی اولاد جب تک زندہ رہے گی اس کی ہر سانس پر تمہارے لئے نیکیاں لکھی جاتی رہیں گی۔ (مواہب اللدنیہ شریف)

سواری کے وقت بسم اللہ شریف پڑھنا

ہمارے آقا معراج کے دولہا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے پیارے صحابی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا، جب تم سواری پر سوار ہو تو بِسْمِ اللّٰهِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ پڑھ لیا کرو ہر قدم پر ایک نیکی پاؤ گے۔ (مواہب اللدنیہ شریف)

اے ایمان والو! اکثر ہمارا حال یہ ہے کہ سواری پر سوار ہوتے وقت ہم غفلت کا شکار ہو جاتے ہیں بسم اللہ شریف پڑھنا یاد نہیں رہتا اور پھر ہم کسی حادثے کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اگر تباہی سے بچنا ہے حادثات سے اپنے آپ کو بچانا ہے تو سواری پر بیٹھنے سے پہلے بسم اللہ شریف پڑھ لو تو مصیبت و بلا سے نجات بھی ملے اور ثواب کا ثواب ملے گا۔

گنہگار کی بخشش: ایک اعرابی صحابی نے رحمت عالم، سردار دو عالم ہمارے آقا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت بابرکت میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میں بڑا گنہگار ہوں۔ آپ میرے حق میں بخشش کی دعا فرما دیں تو ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھا کرو تو وہ ارحم الراحمین تیرے گناہ بخش دے گا وہ صحابی تعجب خیز لہجے میں عرض گزار ہوئے اور کہنے لگے بس اتنا ہی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میرے آقا نے فرمایا جو مسلمان مرد یا عورت سچے دل اور یقین کامل کے ساتھ بسم اللہ شریف پڑھا کرے گا تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس پڑھنے والے کو دوزخ سے نجات دے دیگا۔ (اسرار الفاتحہ)

بسم اللہ شریف کی برکت سے باپ بخش دیا گیا

روح اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک قبر سے گزر ہوا تو دیکھا کہ قبر میں عذاب ہو رہا ہے کچھ دیر کے بعد پھر اسی قبر سے گزرے تو ملاحظہ فرمایا کہ اس قبر میں نور ہی نور ہے اور وہاں رحمت الٰہی کی بارش ہو رہی ہے۔ آپ بہت متعجب ہوئے اور بارگاہ مولیٰ میں عرض گزار ہوئے کہ مجھے اس کا راز بتایا جائے، ارشاد ہوا اے عیسیٰ روح اللہ علیہ

السلام یہ بڑا گنہگار اور بدکار شخص تھا اس سبب سے عذاب ہو رہا تھا لیکن اس نے اپنی بیوی حاملہ چھوڑی تھی اس کے لڑکا پیدا ہوا آج اس لڑکے کو مدرسے بھیجا گیا استاذ نے اس لڑکے کو بسم اللہ پڑھایا مجھے حیا آئی کہ میں زمین کے اندر اس کے باپ کو عذاب دوں جس کا لڑکا زمین پر بسم اللہ پڑھ رہا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

سبحان اللہ! کیا کیا رحمتیں ہیں بسم اللہ شریف کے پڑھنے کی، مگر جب تک ہم پڑھیں گے نہیں تو برکت و رحمت پائیں گے کیسے؟

استاذ اور ماں باپ کی بخشش: صحابی مصطفےٰ، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے روایت کی ہے کہ سرکار دو عالم فخر آدم بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، جب استاذ بچے سے کہتا ہے کہ پڑھو بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ تو ہمارے آقا فرماتے ہیں استاذ، بچے اور بچے کے ماں، باپ کے لئے بخشش لکھ دی جاتی ہے۔ (دیلمی)

بسم اللہ شریف کی برکت سے دو یہودی مسلمان ہو گئے: ایک یہودی، ایک یہودن پر عاشق ہو گیا اس کے عشق میں بے قرار رہنے لگا چنانچہ ولی کامل حضرت عطا اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور معروضہ پیش کیا اللہ کے ولی نے ایک کاغذ کے ٹکڑے پر بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ لکھ کر دیا اور فرمایا نگل جاوہ کاغذ کا ٹکڑا جس پر بسم اللہ شریف لکھا تھا حضرت کے کہنے سے نگل گیا۔ پیٹ میں جاتے ہی اس کا دل نور ایمان سے منور ہو گیا اور عورت کا عشق دل سے جاتا رہا، کلمہ شریف پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔ سرکار مدینہ سرور قلب وسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا دیوانہ اور شیدا ہو گیا۔ اسی دور میں اس کی محبوبہ نے ایک خواب دیکھا کہ کوئی کہہ رہا ہے، اگر تجھے جنت چاہئے تو اللہ تعالیٰ کے سچے ولی حضرت عطاء اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ بابرکت میں حاضر ہو جا! وہ عورت حضرت کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میں ہی اس شخص کی معشوقہ ہوں اور پھر اپنا خواب بیان کیا۔ حضرت عطاء اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس عورت سے فرمایا، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھ، اس عورت نے پڑھا، پڑھتے ہی اس کا دل بھی روشن ہو گیا، پھر کلمہ شریف پڑھا اور مسلمان ہو گئی، ولی کامل کی بارگاہ رحمت سے دونوں جہان کی نعمت اپنے دامن میں سمیٹے گھر پہونچی رات سوئی تو قسمت چمک چکی تھی، باب رحمت کھل چکا تھا پھر کیا تھا خواب میں دیکھا کہ جنت کی سیر کر رہی ہے جنت کے باغوں میں گھوم رہی ہے جنت کے مکانوں کو دیکھا جس پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا ہوا تھا، پکارنے والا آواز دے رہا ہے۔ اے بسم اللہ پڑھنے والی خوش نصیب عورت اللہ تعالیٰ نے تجھے جو کچھ دیا وہ تو نے دیکھ لیا جب آنکھ کھلی تو بے قرار ہو کر اس نے دعا کی۔

اے اللہ تعالیٰ یا رحمٰن، یا رحیم تو نے مجھے جنت میں داخل فرما کر پھر نکال دیا میں تجھے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ

الرَّحِیْمِ کا واسطہ دیتی ہوں مجھے پھر جنت میں بھیج دے۔ دردمند دل سے مانگی ہوئی دعا قبول ہو چکی تھی جسم میں حرکت پیدا ہوئی اور اس کی روح جسم سے پرواز کرگئی اور وہ خوش بخت عورت جنت میں داخل ہوگئی۔ (نزہۃ المجالس)

اے ایمان والو! دیکھو تو بسم اللہ شریف میں کتنی برکتیں ہیں وہ شخص ایک یہودی تھا اور وہ عورت ایک یہودن تھی۔ بسم اللہ شریف کی برکت سے ان دونوں کو جنتی دولہا اور دولہن بننے کا شرف حاصل ہوگیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ ہم اور آپ تو مومن ہیں غلام رسول ہیں اگر ہم بسم اللہ شریف پڑھا کریں تو ہم پر اللہ تعالیٰ کے انعام واکرام کا کیا عالم ہوگا۔ اور دوسری بات بھی ذہن نشیں کرلیں کہ اللہ کے ولی کے وسیلہ کے بغیر جنت تو کیا ہر رحمت اور برکت سے محرومی ہی محرومی رہتی ہے اور جو خوش بخت اللہ کے پیاروں کو وسیلہ بناتا ہے رحمت و برکت بھی پاتا ہے اور جنت کا حقدار بھی بن جاتا ہے جیسا کہ آپ نے اوپر پڑھا اور دیکھا

حضور مفتی اعظم مرشد اعظم قطب عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

وصل مولیٰ چاہتے ہو تو وسیلہ ڈھونڈلو

بے وسیلہ نجدیو ہرگز خدا ملتا نہیں

بسم اللہ شریف کے لکھنے سے میت کی نجات

وہ شخص بڑا خوش قسمت ہے جو مرنے سے پہلے اچھی بات کی وصیت کرجاتا ہے۔ ایک شخص نے مرنے سے پہلے وصیت کی کہ جب میرا انتقال ہوجائے تو میرے سینے اور پیشانی پر بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ لکھ دینا، ایسا ہی کیا گیا پھر کسی نے خواب میں اس خوش نصیب کو دیکھ کر حال پوچھا اس نے جواب دیا کہ جب مجھے قبر میں رکھا گیا تو فرشتے آئے، جب پیشانی پر بسم اللہ شریف لکھی دیکھی تو فرشتوں نے کہا تو عذاب سے بچا یعنی رحمت کا حقدار بن گیا۔ (درمختار، باب صلاۃ الجنازہ، ج ۳، ص ۱۸۵)

کفن پر بسم اللہ شریف کیسے لکھیں

عظیم الشان محقق حضرت علامہ شامی اپنی تصنیف لطیف (ردالمحتار شریف) میں رقمطراز ہیں کہ میت کی پیشانی پر بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ لکھیں اور سینے پر کلمہ شریف لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم لکھیں مگر نہلانے کے بعد اور کفن پہنانے سے پہلے کلمہ کی انگلی سے لکھیں (روشنائی) سے نہ لکھیں۔ (ردالمحتار، باب صلاۃ الجنازہ، ج ۳، ص ۱۸۶)

انتباہ: کلمہ شریف لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) خواہ پڑھیں یا لکھیں تو ساتھ میں صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ضرور پڑھیں اور لکھیں۔

حضرات! ہم گنہگاروں کا اس دنیا میں یا میدان محشر میں کون آسرا و سہارا ہے فقط ہمارے حضور شافع محشر محبوب داور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہی ہیں جو ہمارے آسرا اور سہارا ہیں اور اپنی شفاعت والی چادر میں چھپا کر جنت میں لے جانے والے بھی ہیں۔ گزارش کرنے والا انوار احمد قادری۔

اور سرکار اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا عاشق مدینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

اہل عمل کو ان کے عمل کام آئیں گے
میرا ہے کون تیرے سوا آہ لے خبر

فرعون کے دروازے پر بسم اللہ شریف: اے ایمان والو! مومن تو بڑا ہی خوش نصیب ہوتا ہے اس کے نیک عمل کا صلہ گھر میں اولاد میں، روزی میں، روزگار میں بلکہ دنیا کے ہر شعبہ میں، برکت ورحمت اور کامیابی کی شکل میں دیا جاتا ہے اور آخرت میں جس انعام واکرام سے مومن خوش عقیدہ غلام رسول نوازا جائے گا پھر جنت کا دولہا بنایا جائے گا۔

لیکن! اگر کافر بھی نیک عمل کرتا ہے تو صرف دنیا میں اس کا اجر ملتا ہے اور برکت پاتا ہے، آخرت میں کچھ بھی نہ پائے گا لیکن دنیا میں کافر کو بھی نیک عمل کا صلہ ملتا ہے۔ میں جو واقعہ بیان کرنے جارہا ہوں سنئے اور غور وفکر کیجئے۔ فرعون کیسا کافر اللہ کا دشمن، نبی کا غدار، بندوں پر ظلم کے پہاڑ توڑنے والا مگر اپنے گھر یعنی شاہی محل کے باہری دروازے پر، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لکھوایا تھا، جب فرعون نے خدائی کا دعویٰ کیا اور حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے اس کو اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کی دعوت دی تو قبول نہ کیا اور سرکشی کی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا یا اللہ تعالیٰ مجھے تو اس میں بھلائی کے آثار نظر نہیں آتے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے میرے کلیم موسیٰ علیہ السلام شاید تم اسے ہلاک کردینا چاہتے ہو تم اس کے کفر کو دیکھ رہے ہو اور میں اپنا نام دیکھ رہا ہوں جو اس نے اپنے گھر کے دروازے پر لکھ رکھا ہے۔ (نزہۃ المجالس)

گھر کی حفاظت ہوگئی: ہم اہلسنت وجماعت کے عظیم الشان امام حضرت امام فخر الدین رازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جس نے اپنے گھر کے باہری دروازے پر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لکھا وہ ہلاکت سے بچ گیا

(یعنی اس گھر میں تباہی بربادی نہیں آسکتی) خواہ کافر ہی کیوں نہ ہو تو پھر سنی مسلمان، غلام مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا کیا حال ہوگا جو لکھتا بھی ہے اور ہر نیک کام میں بار بار بسم اللہ شریف پڑھتا بھی ہے۔ (تفسیر کبیر)

بچے کو بسم اللہ شریف سکھادو بخشے جاؤ گے

ہمارے حضور سراپا نور پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جب بچہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ماں، باپ کے تمام گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ (مواہب اللدنیہ شریف)

اے ایمان والو! ہم اپنی تقریر کو اختتام کی منزل سے گزارتے ہوئے آپ حضرات سے بڑے ادب واحترام کے ساتھ عرض کرنا چاہیں گے کہ بسم اللہ شریف کا ورد صبح، شام، ہر نیک کام کرنا اپنی عادت بنالیں اور گھر والوں کو بھی بار بار کہتے رہیں خاص طور پر اپنے بچوں کو بھی بسم اللہ شریف پڑھنے کا عادی بنائیں، دین و دنیا کی بھلائی ہمارے لئے ہوگی۔

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ۱۰ ﴾

شوال المکرّم

دوسرا جمعہ.................................. پہلا بیان

علم غیب مصطفیٰ ﷺ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ۝ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

وَعَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ وَکَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا ۝ (پ۵،ع۱۴)

ترجمہ: اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

فرش تا عرش سب آئینہ ضمائر حاضر
بس قسم کھایئے امی ! تیری دانائی کی

شش جہت، سمت مقابل شب و روز ایک ہی حال
دھوم والنجم میں ہے آپ کی بینائی کی

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروروں درود

اور

سر عرش پر ہے تیری گزر دل فرش پر ہے تیری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شئی نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

درود شریف:

تمہید! حضرات! اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام ناموں کا علم سکھایا اور تمام چیزوں کا نام، تمام زبانوں میں سکھایا اور ان کو تمام ملائکہ کے نام اور تمام اولاد آدم کے نام اور تمام حیوانات و جمادات کے نام اور ہر چیز کی قسموں کے نام اور تمام شہروں اور تمام گاؤں کے نام اور تمام پرندوں اور درختوں کے نام اور جو آئندہ عالم وجود میں آنے والے ہیں ان سب کے نام اور قیامت تک پیدا ہونے والے تمام جانداروں کے نام۔

اور مشہور محدث و مفسر حضرت علامہ اسمٰعیل حقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں:

وَاَسْمَآءُ الْمَطْعُوْمَاتِ وَالْمَشْرُوْبَاتِ وَكُلُّ نَعِيْمٍ فِى الْجَنَّةِ وَاَسْمَآءُ كُلِّ شَىْءٍ حَتّٰى الْقَصْعَةَ وَالْقُصَيْعَةَ، فِى الْخَبَرِ عَلَّمَهٗ سَبْعَ مِاْئَةِ اَلْفِ لُغَةٍ. (روح البیان، ج:۱،ص:۱۰۰)

یعنی اور تمام کھانے پینے کی چیزوں کے اور جنت کی تمام نعمتوں کے نام، اور ہر چیز کے نام یہاں تک کہ پیالہ اور پیالی کے نام اور حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو سات لاکھ زبانوں کا علم سکھایا۔

حضرات! جب آپ لوگوں نے حضرت آدم علیہ السلام کے علوم کے خزانوں کو معلوم کر لیا تو خود فیصلہ کر کے بتائیے۔ کہ سید آدم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے علوم کے خزانوں کا عالم کیا ہوگا۔

فرش تا عرش سب آئینہ ضمائر حاضر
بس قسم کھائیے امی! تری دانائی کی

شش جہت سمت مقابل، شب و روز ایک ہی حال
دھوم والنجم میں ہے آپ کی بینائی کی

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آنکھوں کی شان

ہمارے استاذ معظم، حضرت علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے صرف تجلی الٰہی کا مشاہدہ فرمایا۔ مگر پھر بھی اس دیدار تجلی سے ان کی آنکھوں کو کس قدر نورانی کمال حاصل ہوا؟ حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی مقبول ترین کتاب شفا شریف میں ایک حدیث لکھتے ہیں کہ:

كَانَ يُبْصِرُ النَّمْلَةَ السَّوْدَاءَ فِى اللَّيْلَةِ الظُّلْمَآءِ مِنْ عَشْرَةِ فَرَاسِخَ (شفا شریف)

یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بصارت کا یہ عالم ہو گیا تھا کہ وہ کالی چیونٹی کو اندھیری رات میں تیس میل کی دوری سے دیکھ لیا کرتے تھے۔

اللہ اکبر! حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آنکھوں نے صرف نور الٰہی کی تجلی دیکھی، جب ان کی آنکھ کی نورانیت و بصارت کا یہ عالم ہے کہ ایک کالی چیونٹی کو اندھیری رات میں تیس میل کی دوری سے دیکھ لیا کرتے تھے۔ تو پھر ہمارے آقا کریم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی آنکھ کی نورانیت و بصارت اور دیکھنے کا عالم کیا ہوگا جس نے خدائے تعالیٰ کی عین ذات کو دیکھا اور اس طرح دیکھا مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی (پ۲۷،ع۵)

ترجمہ: آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی۔ (کنزالایمان)

اے ایمان والو! حق تو یہ ہے کہ جس آنکھ سے خدا نہیں چھپا، اس آنکھ سے خدا کی خدائی کب چھپ سکتی ہے؟

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

درود شریف:

حضرات! قرآن کریم ہمارے حضور، سراپا نور، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ہمیشہ باقی رہنے والا عظیم الشان معجزہ ہے۔ یہ کتاب مبین مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر نازل ہوئی۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَنُزِّلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ (پ۲۶،ع۵)

اور قرآن کریم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر نازل کیا گیا۔

اور قرآن کریم علوم مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا بیش بہا خزانہ ہے اور اس کتاب مبین میں ہر شئی کا علم موجود ہے۔ غیب کا علم، قیامت کا علم، موت کا علم، ماں کے پیٹ میں بچہ ہے یا بچی اس کا علم، الغرض جملہ علوم کا سرچشمہ قرآن کریم اور قرآن کریم سینۂ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں موجود ہے۔ گویا غیب کا علم ہو یا قیامت کا علم، یا علوم کائنات سب ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سینۂ پاک میں موجود ہیں۔

حضرت کا علم، علم لدنی تھا اے امیر
حضرت وہیں سے آئے تھے لکھے، پڑھے ہوئے۔

علم غیب کا ثبوت قرآن سے

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اَلرَّحْمٰنُ ۝ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۝ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۝ (پ۲۷،ع۱۱)

ترجمہ: رحمٰن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا، انسانیت کی جان محمد کو پیدا کیا، ما کان و ما یکون کا بیان انہیں سکھایا۔ (کنز الایمان)

حضرت امام خازن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

وَقِيلَ اَرَادَ بِالْاِنْسَانِ مُحَمَّدً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ يَعْنِى بَيَانَ مَايَكُوْنُ وَكَانَ لِاَنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْبِىءُ عَنْ خَبَرِ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ (لباب التاویل، ج:۴، ص:۲۰۸)

یعنی اور کہا گیا ہے کہ انسان سے مراد (حضرت) محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہیں اور بیان سے مراد جو کچھ ہوگا اور جو کچھ ہو چکا ہے اس کا بیان ہے کیوں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اولین و آخرین کی خبر دیتے ہیں۔

اور امام صاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

وَقِيلَ هُوَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَنَّهُ الْاِنْسَانُ الْكَامِلُ وَالْمُرَادُ بِالْبَيَانِ عِلْمُ مَاكَانَ وَمَايَكُوْنُ وَمَاهُوَ كَائِنٌ (زاد المسیر، ج:۸، ص:۱۰۶)

یعنی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ انسان سے مراد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ذات گرامی ہے کیونکہ وہی انسان کامل ہیں اور بیان سے مراد ہے ہر اس واقعہ کا علم جو ہو چکا ہے اور (قیامت تک) ہونے والا ہے۔

اور اسی طرح علامہ امام بغوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے معالم التنزیل میں اور علامہ امام جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے الصاوی علی الجلالین میں اور امام قرطبی نے الجامع لاحکام القران میں لکھا کہ انسان سے مراد، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہیں اور بیان سے مراد جو کچھ پہلے ہو چکا ہے اور جو آئندہ ہونے والا ہے۔

علم غیب کا ثبوت احادیث طیبہ میں

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بَابُ مَايُكْرَهُ مِنْ كَثْرَةِ السُّوَالِ ۝ کے تحت نقل فرمایا ہے کہ آقا کریم مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ایک دن ظہر کی نماز کے بعد منبر پر رونق افروز ہوئے اور قیامت کے دن اور قیامت سے پہلے کی بڑی بڑی ہونے والی باتوں کا ذکر فرمایا پھر ارشاد فرمایا کہ جو شخص جس چیز کے بارے

میں مجھ سے سوال کرنا چاہے وہ سوال کر لے، کیونکہ خدا کی قسم! میں جب تک اس جگہ میں ہوں، تم لوگ جس چیز کے بارے میں مجھ سے سوال کروگے میں تمہیں اس کی خبر دوں گا۔ یہ سن کر لوگ (گھبرا گئے، ڈر گئے) بہت زیادہ رونے لگے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بار، بار فرماتے کہ مجھ سے پوچھو، مجھ سے پوچھو۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حاضرین میں سے ایک شخص کھڑا ہو گیا۔

فَقَالَ اَیْنَ مَدْخَلِیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ النَّارُ ٥ یعنی اس شخص نے کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم (مرنے کے بعد) میرا ٹھکانہ کہاں ہوگا؟ (جنت میں یا جہنم میں؟) تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ تیرا ٹھکانہ جہنم ہے۔ پھر عبداللہ بن حذافہ کھڑے ہو گئے اور سوال کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم! میرا باپ کون ہے؟ تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تیرا باپ حذافہ ہے۔ (صحیح بخاری، ج:۲، ص:۱۰۸۳)

مشرق ومغرب کا علم: آقا کریم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ اللّٰـــہَ زَوٰی لِیَ الْاَرْضَ فَرَاَیْتُ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَھَا (صحیح مسلم، ص:۳۹۰، مشکوٰۃ شریف، ص:۵۱۲)

یعنی بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے لئے ساری زمین کو سمیٹ دی تو میں نے تمام مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا۔

حضرات! نماز کی حالت کی بات ہے کہ ایک صحابی کی نماز میں کمی واقع ہو رہی تھی، رکوع اور سجدہ مکمل نہیں کر رہے تھے اور نمازیوں کی آخری صف میں تھے تو نماز سے فراغت کے بعد آقا کریم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کھڑے ہوئے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ میرا منہ صرف قبلہ کی طرف دیکھتے ہو:

فَوَ اللّٰہِ مَایَخْفٰی عَلَیَّ رُکُوْعُکُمْ وَلَا خُشُوْعُکُمْ اِنِّیْ لَاَرَاکُمْ مِنْ وَّرَاءِ ظَھْرِیْ

(صحیح بخاری، ج:۱، ص:۱۵۳)

یعنی خدا کی قسم مجھ پر نہ تمہارا رکوع اور نہ تمہارا خشوع پوشیدہ ہے اور بے شک میں تمہیں اپنے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں

سبحان اللہ! کیا شان ہے ہمارے آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی

یہی بولے سدرہ والے چمن جہاں کے تھالے
سبھی میں نے چھان ڈالے ترے پائے کا نہ پایا
تجھے اک نے اک بنایا، تجھے اک نے اک بنایا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

اِنِّیْ لَاَنْظُرُ اِلٰی مَاوَرَائِیْ کَمَا اَنْظُرُ اِلٰی مَابَیْنَ یَدَیَّ (خصائص کبریٰ، ج:۱،ص:۶۱، زرقانی علی المواہب، ج:۴،ص:۸۳)

یعنی بے شک میں اپنے پیچھے سے بھی ایسا ہی دیکھتا ہوں جیسا کہ اپنے آگے سے دیکھتا ہوں۔

علم غیب کا کھلا ثبوت: محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

حدیث شریف: مَا بَیْنَ قَبْرِیْ وَمِنْبَرِیْ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّۃِ (بیہقی، شعب الایمان، ج:۳،ص:۴۹۱)

یعنی میری قبر اور میرے منبر کے بیچ کی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

اللہ اکبر! ہمارے آقا کریم مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنی ظاہری حیات طیبہ میں صحابہ کے درمیان فرمایا مگر کسی صحابی نے چوں و چرا نہ کیا اور کسی طرح کا اعتراض نہ کیا کہ غیب کا علم تو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا وصال شریف کہاں ہوگا؟ اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی قبر کہاں بنے گی؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو کیا معلوم؟ ایسا کسی صحابی نے نہیں کہا بلکہ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے جو فرمایا صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے آمنا و صدقنا کہا اور دل و جان سے مان لیا، اس لئے کہ وہ مومن اور صحابی تھے اور علم غیب کا انکار کرنا تو منافق اور وہابی کا کام ہے۔

حضرات! آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے جیسا فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔ اسی جگہ مزار اقدس، قبر کریم ہے اور قبر کریم اور منبر کریم کے بیچ کی جگہ کو جنت کی کیاری کہا جاتا ہے۔

حضرات! اس حدیث شریف یعنی جنت کی کیاری والی حدیث کو نجدی حکومت نے بھی مسجد نبوی شریف میں ریاض الجنہ میں لکھ کر بورڈ لگا رکھا ہے۔

حضرات! اپنے مخالف سے اگر سوال کرو گے کہ مسجد شریف کی اس جگہ کو جنت کی کیاری کیوں کہتے ہیں؟ تو سارے مخالفین کا یہی جواب ہوگا کہ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تو ہم بھی مانتے ہیں کہ مسجد شریف کی یہ جگہ جنت کی کیاری ہے۔ گویا ہمارے آقا کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جس جگہ کو جنت فرمادیں تو وہ جگہ جنت ہو جاتی ہے، اللہ تعالیٰ اس جگہ کو جنت بنا دیتا ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنتی ہیں

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

يَطْلَعُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَطَلَعَ اَبُوْ بَكْرٍ فَسَلَّمَ ثُمَّ جَلَسَ (المستدرک، ج:۳،ص:۷۳)

یعنی تمہارے پاس اہل جنت میں سے ایک شخص نمودار ہوگا تو ابوبکر تشریف لائے تو انہوں نے سلام کیا اور بیٹھ گئے

حضور نے دس صحابہ کو جنت کی بشارت دی

اسی طرح آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے دس صحابہ کو جنتی فرمایا:

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آقا کریم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

اَبُوْ بَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ وَعُمَرُ فِي الْجَنَّةِ وَعُثْمَانُ فِي الْجَنَّةِ وَعَلِيٌّ فِي الْجَنَّةِ وَطَلْحَةُ فِي الْجَنَّةِ وَالزُّبَيْرُ فِي الْجَنَّةِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ فِي الْجَنَّةِ وَسَعْدُ بْنُ اَبِيْ وَقَّاصٍ فِي الْجَنَّةِ وَسَعِيْدُ بْنُ زَيْدٍ فِي الْجَنَّةِ وَاَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ فِي الْجَنَّةِ. (ترمذی شریف، ج:۲،ص:۲۱۶، مشکوۃ شریف، ص:۵۶۶)

یعنی (۱) ابوبکر جنتی ہیں (۲) عمر جنتی ہیں۔ (۳) عثمان جنتی ہیں (۴) علی جنتی ہیں (۵) طلحہ جنتی ہیں (۶) زبیر جنتی ہیں (۷) عبدالرحمن بن عوف جنتی ہیں (۸) سعد ابن ابی وقاص جنتی ہیں (۹) سعید بن زید جنتی ہیں (۱۰) ابوعبیدہ بن جراح جنتی ہیں۔

محب صحابہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

وہ دسوں جن کو جنت کا مژدہ ملا
اس مبارک جماعت پہ لاکھوں سلام

حضرات! قیامت قائم ہوگی، حساب و کتاب ہوگا، اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے جس کو چاہے گا جنت میں داخل فرمائے گا۔

مگر آقا کریم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے دنیا ہی میں حضرت ابوبکر صدیق اکبر، حضرت عمر فاروق اعظم، حضرت عثمان غنی ذوالنورین، حضرت مولیٰ علی شیر خدا وغیرہ دس صحابہ کو جنتی ہونے کی بشارت عطا فرمائی۔

گویا اللہ تعالیٰ کے محبوب، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی عطا سے علم غیب ہے کہ کون، کون جنتی ہیں۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا

جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

درود شریف:

آسمان کے تاروں کا علم: ہم مسلمانوں کی مادر مہربان، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک رات کی بات ہے کہ ہم کھلے آسمان کے نیچے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ تھے۔ جب میں نے آسمان کے تاروں کی جانب دیکھا تو میں نے آقا کریم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے دریافت کیا:

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ تَكُوْنُ لِاَحَدٍ مِنَ الْحَسَنَاتِ عَدَدَ نُجُوْمِ السَّمَآءِ (مشکوۃ شریف، ص:۵۶۰)

یعنی یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم کیا کسی کی نیکیاں آسمان کے تاروں کے برابر ہوں گی؟

تو آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: **نَعَمْ عُمَرُ** ہاں عمر (فاروق) ہیں جن کی نیکیاں آسمان کے تاروں کے برابر ہیں۔ تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا:

فَاَيْنَ حَسَنَاتُ اَبِىْ بَكْرٍ۔ یعنی تو میرے والد حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیکیوں کا کیا حال ہے؟

تو آقا کریم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: عائشہ؟ عمر فاروق کی ساری نیکیاں، ابوبکر صدیق کی ایک نیکی کے برابر ہیں۔ علماء اس ایک نیکی کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ غار ثور والی نیکی کا ذکر ہے۔

حضرات! ہمارے آقا کریم، مصطفیٰ رحیم، غیب داں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو یہ معلوم ہے کہ آسمان میں تارے کتنے ہیں اور یہ بھی معلوم ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس کتنی، کتنی نیکیاں ہیں۔

سر عرش پر ہے تیری گزر، دل فرش پر ہے تیری نظر

ملکوت و ملک میں کوئی شئی نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

احد پہاڑ پر علم غیب کا نور: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم احد پہاڑ پر تشریف لے گئے۔ حضرت ابو بکر صدیق اکبر، حضرت عمر فاروق اعظم، حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہمراہ تھے اور احد پہاڑ میں زلزلہ آگیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے قدم مبارک کی ایڑی سے احد پہاڑ کو ٹھوکر مار کر فرمایا:

فَاِنَّمَا عَلَیْکَ نَبِیٌّ وَصِدِّیْقٌ وَشَہِیْدَانِ. (صحیح بخاری، ج:۱،ص:۵۲۳، مصنف عبدالرزاق ج:۱۱،ص:۲۲۹)

یعنی تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

حضرات! محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب ہے کہ میں اور ابو بکر صدیق قتل نہیں ہوں گے اور حضرت عمر فاروق اعظم اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم قتل کیے جائیں گے اور شہید ہوں گے۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروروں درود

حضرات! آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عثمانِ غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مبارک قدموں کو اپنے سینے پر پا کر احد پہاڑ مارے خوشی کے جھومنے لگا۔ قدم نور کے اشارہ سے پھر رک گیا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

ایک ٹھوکر میں احد کا زلزلہ جاتا رہا
رکھتی ہیں کتنا وقار، اللہ اکبر ایڑیاں

جنگ موتہ میں شہید ہونے والوں کی خبر

آقا کریم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مدینہ طیبہ میں تشریف فرما ہیں اور جنگ موتہ سیکڑوں میل دور ملک شام میں ہو رہی ہے۔ آقا کریم مدینہ طیبہ میں جو صحابہ تھے ان کے ساتھ تشریف فرما ہیں اور ان کو جنگ موتہ میں شہید ہونے والوں کی خبر دے رہے ہیں، ملاحظہ فرمائیے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت زید، حضرت جعفر اور حضرت ابن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شہادت کی خبر پہونچنے سے پہلے لوگوں کو دے دی تھی۔

فَقَالَ اَخَذَ الرَّایَةَ زَیْدٌ فَاُصِیْبَ ثُمَّ اَخَذَهَا جَعْفَرٌ فَاُصِیْبَ ثُمَّ اَخَذَ اِبْنُ رَوَاحَةَ فَاُصِیْبَ وَعَیْنَاهُ تَذْرِفَانِ حَتّٰی اَخَذَ سَیْفٌ مِّنْ سُیُوْفِ اللّٰهِ حَتّٰی فَتَحَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ (صحیح بخاری، ج:۱،ص:۵۳۱)

یعنی آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جھنڈا زید کے ہاتھ میں تھا، وہ شہید ہو گئے۔ پھر جھنڈا جعفر نے پکڑ لیا وہ بھی شہید ہو گئے۔ پھر جھنڈا ابن رواحہ نے پکڑ لیا تو وہ بھی شہید ہو گئے ہیں اور آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی چشمان مبارک اشکبار ہو گئیں، یہاں تک کہ جھنڈا اللہ تعالیٰ کی تلواروں میں سے ایک تلوار یعنی (حضرت) خالد بن ولید نے پکڑ لیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح سے سرفراز کیا۔

حضرات! محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سیکڑوں میل دور، ملک شام میں ہونے والی جنگ موتہ میں شہید ہونے والے مجاہدین کا نام لے لے کر بتاتے جا رہے ہیں اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم آمنا وصدقنا کہتے جا رہے ہیں اور آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی غیب کی خبر کو قبول کرتے اور مانتے جا رہے ہیں۔

معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے علم غیب کو ماننا صحابہ اور مومنوں کا عقیدہ ہے اور نہ ماننا منافقوں اور وہابیوں، دیوبندیوں کا عقیدہ ہے۔ ملاحظہ کیجئے۔

وہابیوں، دیوبندیوں کا عقیدہ

وہابیوں، دیوبندیوں کے پیشوا مولوی اسمٰعیل دہلوی لکھتے ہیں:

عقیدہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ کچھ طاقت ہے نہ کچھ علم غیب (اور آگے لکھتے ہیں) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب ہوتا تو پہلے ہر کام کا انجام معلوم کر لیتے اور اگر بھلا معلوم ہوتا تو اس کام کو کر لیتے اور اگر برا معلوم ہوتا تو کیوں اس برائی میں قدم رکھتے۔ الغرض ان کو نہ کچھ طاقت ہے اور نہ ان کو علم غیب ہے۔ (تقویۃ الایمان، ص:۴۱)

حضرات! قرآن کریم کے سی پاروں میں، احادیث طیبہ کی کتابوں میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے علوم غیب کے انوار چاند و سورج سے زیادہ روشن اور جگمگا رہے ہیں۔

مگر ابو جہل کے غلاموں کا ایمان وعقیدہ مر چکا ہے اور ان کی بصیرت وبصارت دونوں ضائع ہو چکی ہیں اور ان کی آنکھیں اندھی ہو چکی ہیں اس لئے علوم غیب کے جگمگاتے ستارے بھی ان اندھوں کو نظر نہیں آ رہے ہیں۔

خدا جب دین لیتا ہے
تو عقلیں چھین لیتا ہے

قبروں کے اندر کے راز کو بتادیا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آقا کریم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم دو قبروں کے پاس سے گزرے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا بے شک ان قبر والوں کو عذاب ہورہا ہے اور عذاب کی کوئی بڑی وجہ بھی نہیں۔ ان میں سے ایک چغلی کھاتا تھا اور ایک پیشاب کے چھینٹوں سے احتیاط نہیں کرتا تھا۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ:

ثُمَّ اَخَذَ عُوْدًا رَطْبًا فَكَسَرَهُ بِاثْنَيْنِ ثُمَّ غَرَزَ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَلٰى قَبْرٍ ثُمَّ قَالَ لَعَلَّهُ يُخَفِّفُ عَنْهُمَا مَالَمْ يَيْبَسَا (صحیح بخاری، ج:۱،ص:۱۸۴)

یعنی پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ایک ہری لکڑی لے کر (کھجور کی ٹہنی) اس کے دو ٹکڑے کئے اور ان دونوں قبروں پر ایک، ایک ٹکڑا گاڑ دیا پھر فرمایا جب تک یہ لکڑی خشک نہیں ہوگی یقیناً ان کے عذاب میں کمی ہوتی رہے گی

حضرات! صحیح بخاری شریف کی اس حدیث سے دو مسئلے معلوم ہوئے اور دونوں عقیدے سے تعلق رکھتے ہیں۔

(۱) ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اللہ کریم نے خوب علم غیب عطا فرمایا ہے کہ محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم قبر کے اندر قبر والے کو بھی دیکھتے ہیں اور قبر والے کس حال میں ہیں اس کو بھی ملاحظہ فرماتے ہیں:

سر عرش پر ہے تری گزر، دل فرش پر ہے تری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شی نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

(۲) ہم سنی مسلمان اپنے بزرگوں اور مردوں کی قبروں پر جو پھول ڈالتے ہیں اس کی اصل یہی حدیث ہے کہ قبروں پر ہری لکڑی یا پھول ڈالنا بدعت نہیں بلکہ سنت ہے۔

مخالف کہہ سکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اس قبر پر ہری لکڑی رکھی جس پر عذاب ہورہا تھا تو کیا تمہارے بزرگوں اور مردوں پر عذاب ہوتا ہے جو تم سنی لوگ ہر قبر پر پھول ڈالتے ہو۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہری لکڑی یا پھول جب تک ہرے اور شاداب ہیں تو اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے ہیں جس کی وجہ سے رحمت نازل ہوتی ہے، اب قبر والا اگر عذاب میں ہے تو عذاب ٹل جاتا ہے اور قبر والا اگر نیک و پرہیزگار ہے تو اس کے درجات بلند ہوجاتے ہیں، اس لئے ہم سنی مسلمان نیک و بد کی ہر قبر پر پھول ڈالتے ہیں اور ان کی دعائیں لیتے ہیں۔

ایک مشہور کہاوت ہے: کہ کر بھلا تو ہوگا بھلا۔ یعنی آج ہم کسی کی قبر پر پھول ڈالتے ہیں تو کل ہماری قبر پر کوئی ضرور پھول ڈالے گا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

سراقہ کے ہاتھ میں کسریٰ کا کنگن

آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ہجرت کے موقع پر اپنا تعاقب کرنے والے شخص سراقہ بن مالک کو توبہ کرنے کے بعد جب سراقہ رخصت ہونے لگا۔

قَالَ لَهٗ كَيْفَ بِكَ يَا سُرَاقَةُ اِذَا تَسَوَّرْتَ بِسُوَارَيْ كِسْرٰى ۔ (السیرۃ الحلبیہ، ج:۲، ص:۴۵)

یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے: اے سراقہ (میں دیکھ رہا ہوں) کہ تجھے کسریٰ کا کنگن پہنایا جائے گا

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں ایران فتح ہوا، تو مال غنیمت میں کسریٰ کا کنگن موجود تھا، امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم سے وہ کنگن سراقہ بن مالک کو پہنایا گیا۔ (سیرۃ حلبی، ج:۲، ص:۴۵)

حضرات! برسوں بعد ہونے والا واقعہ ہمارے آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم دیکھ رہے تھے اور جیسا فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں حضرت سراقہ بیمار ہو گئے تھے، بیماری اس قدر سخت اور زیادہ تھی کہ آپ کے بچنے کی کوئی امید نہیں نظر آتی تھی، حکیموں اور طبیبوں نے جواب دے دیا تھا، لوگ ناامید ہو کر آپ سے ملنے آتے تھے، اسی طرح امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آخری وقت سمجھ کر آپ سے ملنے آئے اور ملاقات کے وقت فرمایا کہ اے سراقہ اب تمہارا آخری وقت ہے، اگر مجھ سے کوئی تکلیف پہنچی ہو تو معاف کرنا۔ اتنا سننا تھا کہ حضرت سراقہ جوش میں آگئے اور فرمایا! اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا تم سمجھتے ہو کہ میری موت کا وقت قریب آگیا ہے، اور اب میں اس دنیا سے جا رہا ہوں۔ قسم خدا کی مجھے موت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک میرے آقا کریم غیب داں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ارشاد پاک پورا نہیں ہو جاتا۔

میرے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ہجرت کے موقع پر فرمایا تھا کہ اے سراقہ! میں تیرے ہاتھ میں کسریٰ کا کنگن دیکھ رہا ہوں۔ اس وقت تک میں مروں گا نہیں جب تک میں کسریٰ کا کنگن پہن نہ لوں گا۔ (نزہۃ المجالس)

حضرات! صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب پر مضبوط یقین اور زبردست بھروسہ تھا کہ محبوب خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے برسوں پہلے جو فرمادیا ہے، برسوں بعد ہونے والے واقعہ کے بارے میں اس میں کوئی رد وبدل نہیں ہوسکتا اور وہ ہوکر رہے گا۔ تو وہی ہوا جو فرمان مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تھا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

سرعرش پر ہے تری گزر، دل فرش پر ہے تری نظر
ملکوت وملک میں کوئی شی نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

درود شریف:

ابوسفیان کے خیالات کی خبر: فتح مکہ کے وقت ابوسفیان جو اسلام قبول کر چکے تھے، صحابۂ کرام کے ہمراہ محبوب خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے طواف کا منظر دیکھا تو دل میں خیال کیا کہ میرے پاس لشکر ہوتا تو دوبارہ اس شخص کے ساتھ جنگ کرتا۔ غیب داں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ابوسفیان کے خیالوں کو جان لیا اور ابوسفیان کے پاس تشریف لائے اور اپنا دست مبارک ابوسفیان کے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا اور فرمایا: (اگر تو مجھ سے جنگ کرتا) اِذًا یُخزِیکَ اللّٰہُ. تو پھر اللہ تعالیٰ تجھے ذلیل کرتا۔

ابوسفیان نے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے سامنے قیام فرما دیکھ کر کہا:

مَا اَیقَنتُ اِنَّکَ نَبِیٌّ حَتّٰی السَّاعَۃِ (دلائل النبوۃ للبیہقی ج:۵،ص ۱۰۲)

یعنی مجھے یقین نہیں تھا کہ آپ قیامت تک کے لئے نبی ہیں۔

اسی رات ابوسفیان نے اپنی بیوی سے کہا کہ کیا آج جو کچھ ہوا تو اسے اللہ کی جانب سے سمجھتی ہے، تو اس نے کہا: ہاں۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے۔ صبح جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات ہوئی تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ابوسفیان کو اس کی گفتگو جو اس کی بیوی سے ہوئی تھی، آگاہ کرتے ہوئے فرمایا:

قُلتَ لِھِندٍ اَتَرِینَ ھٰذَا مِنَ اللّٰہِ (دلائل النبوۃ، ج:۵،ص:۱۰۲)

تو نے (اپنی بیوی) ہندہ سے یہ کہا تھا کہ کیا یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے۔

تو اب! حضرت ابوسفیان بے ساختہ پکار اٹھے کہ اَشْهَدُ اَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰهِ یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور اس وقت میرے ساتھ میری بیوی کے علاوہ کوئی دوسرا نہیں تھا۔ تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو کیسے خبر ہوگئی۔ یقیناً آپ اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں۔ (دلائل النبوۃ، ج:۵،ص:۱۰۳)

حضرات! حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایمان مضبوط ہو گیا اور دوبارہ کلمہ پڑھنے کی توفیق ملی تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے علم غیب کو دیکھ کر۔

افسوس صد افسوس! کہ آج کل کے وہابی، دیو بندی اپنے آپ کو مسلمان بھی کہتے ہیں اور نبی کے علم غیب کا انکار بھی کرتے ہیں تو ان لوگوں کو ابوسفیان سے کچھ سبق پڑھ لینا چاہئے تا کہ توبہ کی توفیق نصیب ہو جائے۔

علم غیب ذاتی اور علم غیب عطائی

حضرات! اللہ تعالیٰ کو جو علم غیب ہے وہ ذاتی ہے بغیر کسی کے دیئے ہے اور آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو جو علم غیب ہے عطائی ہے۔ اللہ کے دیئے سے ہے۔

اب! مخالف سے پوچھا جائے کہ کیا اللہ تعالیٰ علم غیب دینے پر قادر ہے کہ نہیں تو اس کا یہی جواب ہوگا کہ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ یعنی بے شک اللہ تعالیٰ ہر شی پر قادر ہے اور علم غیب دینے پر بھی قادر۔ تو ہم سنی مسلمانوں کا یہی ایمان وعقیدہ ہے کہ ہمارے آقا کریم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اللہ تعالیٰ کی عطاو بخشش سے ہی عالم غیب، غیب داں اور غیب کے جاننے والے ہیں۔

پھر بھی ہمارا مخالف ہم سنیوں پر الزام لگاتے نہیں تھکتا کہ سنی بریلوی علماء اللہ تعالیٰ کے علم کو اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے علم کو برابر جانتے ہیں اس لئے سنی مسلمان کافر ومشرک ہیں۔

اور اپنے دعویٰ کو ثابت کرنے کے لئے قرآن کریم کی اس آیت پاک کو پیش کرتے ہیں۔

قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰهُ ط (پ۲۰،ع۱)

ترجمہ: تم فرماؤ غیب نہیں جانتے جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں مگر اللہ۔ (کنزالایمان)

اس آیت کو وہابی، دیوبندی خوب کثرت سے پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دیکھو اس آیت میں صاف، صاف لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی بھی، نبی ہوں یا رسول غیب نہیں جانتے۔

تو! ہم عرض کریں گے کہ ہمارا بھی یہ عقیدہ وایمان ہے کہ ذاتی طور پر اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی بھی غیب

نہیں جانتا، ذاتی طور پر صرف اللہ تعالیٰ ہی کے پاس علم غیب ہے اور اس آیت میں جو حکم ہے وہ ذاتی علم غیب کے بارے میں ہے۔

اور! اللہ تعالیٰ کی عطا سے ہر نبی ورسول غیب داں ہیں ملاحظہ کیجئے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا ۝ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ۔ (پ۲۹، ع۱۲)

ترجمہ: غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔ (کنزالایمان)

حضرات! یہ آیت کریمہ صاف طور پر اعلان کر رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے رسولوں کا مقدس گروہ جو خدا کے پسندیدہ ہیں ان کو عالم الغیب اللہ تعالیٰ اپنے علم غیب پر مطلع فرماتا ہے۔ یعنی ان کو علم غیب عطا فرما کر، غیب داں بنا دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وَعَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ وَکَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا ۝ (پ۵، ع۱۴)

یعنی اے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم! آپ جو کچھ نہیں جانتے تھے ان سب چیزوں کا اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم عطا فرما دیا ہے اور آپ پر اللہ تعالیٰ کا فضل بہت ہی بڑا ہے۔

پانچ چیزوں کا علم! مخالف کا دھوکہ! کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو پانچ چیزوں کا علم نہیں ہے۔

(۱) قیامت کب آئے گی۔ (۲) بارش کب ہوگی؟ (۳) ماں کے پیٹ میں کیا ہے؟ (۴) کون کل کیا کریگا؟ (۵) کون کہاں مریگا؟

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَعَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ (پ:۵ ع۱۴)

یعنی اے محبوب (صلی اللہ تعالیٰ علیک وآلک وسلم) آپ جو کچھ نہیں جانتے تھے (پھر سے غور سے سنئے) آپ جو کچھ نہیں جانتے تھے ان سب چیزوں کا اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم عطا فرما دیا ہے۔

اب آپ خود فیصلہ کریں کہ ان پانچ چیزوں کا علم باقی کیسے رہ سکتا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ نے سب کچھ سکھا دیا ہے

حضرت کا علم، علم لدنی تھا اے امیر
حضرت وہیں سے آئے تھے لکھے، پڑھے ہوئے

درود شریف:

حضرت ابوبکر صدیق کا علم: آقا کریم، محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علم کی شان تو بہت

ہی بلند و بالا ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے خلیفہ اور غلام حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی اللہ تعالیٰ نے علم غیب کی نعمت و دولت سے سرفراز فرمایا ہے اور وہ بھی جانتے ہیں کہ عورت کے پیٹ میں بچہ ہے یا بچی ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے والد حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب ان کے وصال کا وقت آیا تو کچھ وصیت فرمائی جس میں سے ایک وصیت یہ تھی کہ یہ میراث کی چیزیں ہیں اور تمہارے دو بھائی اور دو بہنیں ہیں (جب کہ ایک ہی بہن تھی) تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ابا جان میری تو ایک ہی بہن اسماء ہیں۔ دوسری کون ہے؟

فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ ذُوْ بَطْنِ بِنْتِ خَارِجَةَ اَرَاهَا جَارِيَةً (مؤطا امام مالک، ج:۲، ص:۶۳۵، تاریخ الخلفاء، ص:۱۵)

تو حضرت ابو بکر صدیق اکبر نے فرمایا وہ بنت خارجہ کے پیٹ میں ہے اور وہ میرے خیال میں لڑکی ہے۔

اور! حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی بنت خارجہ کے یہاں لڑکی پیدا ہوئی جن کا نام ام کلثوم رکھا گیا۔

حضرات! جب حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم کی یہ شان ہے تو محبوب خدا، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے علم کی شان و بزرگی کا عالم کیا ہوگا۔

حضرت عمر فاروق اعظم کا علم

مراد مصطفیٰ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ طیبہ میں ہیں اور ہزاروں میل دور اسلامی لشکر کو دیکھ رہے ہیں اور یہ بھی دیکھ رہے ہیں کہ دشمن دھوکہ سے اسلامی لشکر کو ہلاک کرنا چاہتا ہے تو لشکر اسلام کے امیر حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جمعہ مبارکہ کے دن عین خطبہ کے وقت پکارا۔

يَا سَارِيَةُ اَلْجَبَلُ یعنی اے ساریہ پہاڑ کی طرف دیکھو۔ اور جب حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہاڑ کی جانب نظر کی تو دشمن کو دیکھ لیا اور دشمن کا حملہ ناکام رہا اور لشکر اسلام نے فتح و نصرت کے جھنڈے بلند کر دیئے۔

(مشکوٰۃ شریف، ص:۵۴۶، دلائل النبوۃ، ص:۵۰۷)

حضرات! حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ طیبہ سے ہزاروں میل دور لشکر اسلام کو دیکھ لیا اور ان کو آواز دے کر دشمن کی چال سے آگاہ بھی کر دیا۔ جب حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم کی یہ شان ہے

تو محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے علم کی بزرگی اور برتری کا عالم کیا ہوگا۔

سر عرش پر ہے تری گزر دل فرش پر ہے تری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شئی نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

حضرت مولا علی کی نگاہ: ایک دن حضرت جبرائیل علیہ السلام آدمی کی شکل میں سر چشمۂ ولایت حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ اے علی بتاؤ! کہ اس وقت جبریل کہاں ہیں؟

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلے دائیں پھر بائیں دیکھا، پھر زمین و آسمان کی طرف دیکھ کر فرمایا میں اس وقت جبریل کو نہ تو آسمانوں میں پاتا ہوں اور نہ زمین میں، شاید تو ہی جبریل ہے۔ (نزہۃ المجالس، ج:۲، ص:۳۵۲)

حضرات! حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ساری زمین کو دیکھ ڈالا۔ اور تمام آسمانوں کو نظر کیا اور بیٹھے ہیں مدینہ طیبہ میں تو جب حضرت علی کی نگاہ کی یہ شان ہے تو آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نگاہ و نظر کی شان کا عالم کیا ہوگا۔

حضرت غوث اعظم کی نگاہ: آل نبی اولاد علی، قطب الاقطاب، سلطان البغداد، ابو محمد، ابو الشیخ سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں۔

لَوْلَا لِجَامُ الشَّرِيْعَةِ عَلٰى لِسَانِيْ لَاَخْبَرْتُكُمْ بِمَاتَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِيْ بُيُوْتِكُمْ اَنْتُمْ بَيْنَ يَدَيَّ كَالْقَوَارِيْرِ مَافِيْ بَوَاطِنِكُمْ وَظَوَاهِرِكُم (بہجۃ الاسرار، ص:۲۴)

یعنی اگر میری زبان پر شریعت کی روک نہ ہوتی، تو میں تمہیں خبر دیتا جو کچھ تم کھاتے ہو اور جو کچھ اپنے گھروں میں جمع کرتے ہو۔ تم میرے سامنے شیشے کی طرح ہو، میں تمہارا ظاہر و باطن سب کچھ دیکھ رہا ہوں۔

اور فرماتے ہیں:

نَظَرْتُ اِلٰى بِلَادِ اللّٰهِ جَمْعًا
كَخَرْدَلَةٍ عَلٰى حُكْمِ اتِّصَالِ

(قصیدہ غوثیہ شریف)

یعنی میں اللہ تعالیٰ کے تمام شہروں کو ایسے دیکھتا ہوں جیسے، ہتھیلی پر رائی کا دانہ۔

سبحان اللہ! جب ہمارے پیر اعظم، حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان کا یہ عالم ہے تو ہمارے نبی، رسول اعظم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نگاہ کی شان و شوکت کا عالم کیا ہوگا۔

حضرت خواجہ غریب نواز کی نگاہ: ہند کے راجہ، ہمارے پیارے خواجہ، عطائے رسول، سلطان الہند، حضرت سید معین الدین چشتی سنجری، اجمیری حضور غریب نواز رضی اللہ تعالی عنہ کی بارگاہ میں ایک شخص خنجر چھپا کر آپ کو قتل کرنے کے ارادہ سے آیا، ہمارے پیارے خواجہ حضرت غریب نواز رضی اللہ تعالی عنہ نے اللہ تعالی کی عطا کی ہوئی روحانیت کی نگاہ سے اس شخص کے برے ارادہ کو دیکھ لیا۔ وہ شخص ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس آکر بیٹھ گیا تو ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالی عنہ نے اس کے ساتھ اخلاق کریمانہ کا بہترین سلوک پیش کیا اور ارشاد فرمایا کہ تم خنجر باہر نکالو اور جس کام کے ارادہ سے آئے ہو اس کو پورا کرو! یہ سنتے ہی وہ شخص کانپنے لگا اور بڑی عاجزی کے ساتھ کہنے لگا کہ مجھ کو لالچ دے کر آپ کو قتل کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے۔ یہ کہہ کر اس شخص نے بغل سے خنجر نکال کر سامنے رکھ دیا اور قدموں میں گر کر کہنے لگا کہ آپ مجھ کو میری غلطی کی سزا دیجئے بلکہ میرے خنجر سے میرا کام تمام کر دیجئے۔ ہمارے رحیم و کریم خواجہ رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ ہم فقیروں درویشوں کا شیوہ ہے کہ ہمارے ساتھ کوئی بدی بھی کرتا ہے تو ہم اس کو نیکی اور بھلائی کا صلہ دیتے ہیں پھر ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالی عنہ نے اس کے لئے دعا فرمائی، وہ شخص بہت متاثر ہوا اور اسی وقت سے خدمت اقدس میں رہنے لگا۔ ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالی عنہ کی صحبت کی برکت سے تائب ہوا اور اس کو ۴۵ بار حج کعبہ کی سعادت حاصل ہوئی اور اسی مقدس زمین میں بعد وصال مدفون ہوا۔ (مرآۃ الاسرار، ص: ۵۹۸)

حضرات! اللہ تعالی کی دین وعطا ملاحظہ کیجئے کہ اس نے ہمارے پیارے خواجہ، حضور غریب نواز رضی اللہ تعالی عنہ کو علم غیب کی نعمت سے نوازا ہے اور حضور خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالی عنہ لوگوں کے دلوں کے حالات کو دیکھتے ہیں۔ تو مجھے بتانا یہ ہے کہ جب حضور خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالی عنہ کی نگاہ کا یہ عالم ہے تو آقائے کائنات رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کی نگاہ کا عالم کیا ہوگا۔

جب ان کے گدا بھر دیتے ہیں شاہان زمانہ کی جھولی
محتاج کا جب یہ عالم ہے مختار کا عالم کیا ہوگا۔

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿۱۰﴾

شوال المکرّم

دوسرا جمعہ..دوسرا بیان

ذکر الٰہی کی فضیلت و برکت

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ O اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِO

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِO

فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ وَاشْکُرُوْلِیْ وَلَا تَکْفُرُوْنَ O (پ۲، رکوع ۲)

ترجمہ: تم میرا ذکر کرو میں تمہارا چرچا کروں گا اور میرا حق مانو اور میری ناشکری نہ کرو۔ (کنز الایمان)

درود شریف:

اے ایمان والو! جس انسان کا قلب اللہ تعالیٰ کے ذکر میں لگا ہے وہ انسان زندہ ہے اور جس انسان کا قلب اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل ہے وہ انسان مردہ ہے۔ (بخاری شریف، مشکوٰۃ شریف، ص ۱۸۸)

مجدد ابن مجدد، حضور مفتی اعظم اسلام ابن رضا فرماتے ہیں۔

لَامَوْجُوْدَ اِلَّا اللّٰهُ لَامَشْهُوْدَ اِلَّا اللّٰهُ

لَا مَقْصُوْدَ اِلَّا اللّٰهُ لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

اٰمَنَّا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ

مولیٰ دل کا زنگ چھڑا قلب نوری پائے جلا

دل کو کردے آئینہ جس میں چمکے یہ کلمہ

لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اٰمَنَّا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

ہمارے سرکار پیارے آقا رحمت عالم مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ارشاد پاک ہے۔

افضل الذکر کلمہ شریف۔ لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہے۔

(ترمذی شریف، مشکوٰۃ شریف، ص ۲۰۱)

کلمہ شریف کی فضیلت

ہمارے پیارے رسول رحمت عالم مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ مَنْ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ فَدَخَلَ الْجَنَّۃَ (بخاری، مسلم وکشف الغمہ، جلد اول، ص ۲۱)

یعنی جس نے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا وظیفہ: ہمارے حضور سراپا نور مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی، یا باری تعالیٰ مجھے کوئی ایسا وظیفہ بتادے کہ اس سے میں تجھے یاد کروں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھا کرو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی یا اللہ تعالیٰ تیرے بے شمار بندے لا الہ الا اللہ پڑھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھا کرو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی یا اللہ تعالیٰ مجھے ایسا وظیفہ بتا۔ جو صرف میرے لئے خاص ہو تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ یَا مُوْسٰی لَوْ اَنَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعَ وَالْاَرَضِیْنَ السَّبْعَ فِیْ کَفَّۃٍ وَّلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ فِیْ کَفَّۃٍ لَمَالَتْ بِہِنَّ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ (مشکوٰۃ شریف، ص ۲۰۱)

ترجمہ: یعنی اے موسیٰ علیہ السلام اگر ساتوں آسمان اور ساتوں زمین ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا جائے اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دوسرے پلڑے میں رکھا جائے تو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ جس پلڑے میں رکھا جائے گا وہ پلڑا بھاری ہوگا اور وزن دار ہو جائے گا۔

حضرات! اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ میرے پیارے اللہ تعالیٰ کا نام کائنات کی ساری چیزوں سے بھاری اور وزن دار ہے۔

میرے خواجہ کے دیار کی نورانی حکایت

میرے پیارے خواجہ ہند کے راجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہندوستان میں ایک ہندو مشرک تھا جو کفر میں ڈوبا ہوا بتوں کی پوجا کرتا تھا ایک مرتبہ کسی مشکل میں مبتلا ہوا پریشانی اور حیرانی کے عالم میں جس بُت کو پوجتا تھا اس بت کے پاس گیا اور اپنی مشکل بیان کی اور مراد مانگی مگر پتھر تو پتھر ہی ہے کچھ نہ ہوا ہندو، مشرک، مشکل میں گھرا رہا وہ مشرک بت سے ناامید ہو کر اس نے سوچا مسلمان اللہ تعالیٰ کو مانتے ہیں میں بھی اس مشکل گھڑی میں اللہ تعالیٰ سے مدد مانگوں اور دیکھوں کہ کیا ہوتا ہے۔ اس مشرک نے شرمندہ ہو کر اپنی نگاہ آسمان کی طرف اُٹھائی اور

بلند آواز سے پکارا یا اللہ! فضا میں کڑکا ہوا بجلی چمکی نور کا ہالہ آسمان پر چھا گیا اور ندا آئی لَبَّیْکَ یَا عَبْدِیْ ۝
اے میرے بندے میں موجود ہوں، مانگ جو مانگتا ہے تیری حاجت پوری کی جائیگی۔ مشکل آسان کی جائے گی۔
تیرا دامن مرادوں سے بھر دیا جائے گا۔ فرشتوں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کرم میں عرض کیا یا اللہ تعالیٰ یہ بندہ مشرک ہے بتوں کی پوجا کرتا تھا مگر بتوں نے اس کی کچھ نہ سنی اور تجھے ایک مرتبہ ہی پکارا ہے اور تو نے جواب دے دیا تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا اگر میں بھی اس بُت کی طرح جواب نہ دوں تو میرا بندہ کہاں جائے گا وہ بُت جھوٹے ہیں اور میں سچا خدا ہوں اور اپنے بندے کی فریاد سنتا ہوں اور مدد کرتا ہوں، اس بُت پرست مشرک نے جب یہ ماجرد یکھا تو کلمہ شریف پڑھا۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور مسلمان ہو گیا۔ (نزہۃ المجالس، جلد اول)

اے ایمان والو! اپنے پیارے اللہ تعالیٰ کی شان کو جانو اور سمجھو کہ اللہ تعالیٰ جب ایک مشرک کی آواز پر لَبَّیْکَ عَبْدِیْ فرماتا ہے تو ہم غلامان محبوب خدا ہیں اگر ہم یقیناً صدق دل سے اپنے پیارے اللہ تعالیٰ کو پکاریں تو اللہ تعالیٰ ہم پر کس قدر کثرت سے رحمت و برکت نازل فرمائے گا کہ مشکلیں آسان اور تکلیفیں دو ہوتی نظر آئیں گی اور ہمارے سارے کام بنیں گے اور ہم بامراد ہو جائیں گے۔

آؤ ہم سب مل کر پڑھ لیں۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

استاذ زمن شاعر شیریں سخن حضرت مولانا حسن رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

کیوں کر نہ میرے کام بنیں غیب سے حسن
بندہ بھی ہوں تو کیسے بڑے کارساز کا

میرے مرشد اعظم قطب عالم حضور مفتیٔ اعظم ابن رضا الشاہ مصطفےٰ رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

میں ہوں بندہ وہ مولیٰ کون ہے اپنا اس کے سوا
میں ہوں اس کا وہ ہے میرا جس نے بنایا اور پالا

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اٰمَنَّا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

ہر مخلوق اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتی ہے

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کی ہر مخلوق چاہے چھوٹی ہو یا بڑی، آسمانوں میں ہو یا زمین میں، یا سمندر کے پانی کے نیچے سب اپنے اپنے طریقے سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں مگر کچھ انسان اور جنات ہی ہیں جو اپنے پیدا کرنے والے

اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف پ ۱۵، رکوع ۵ میں فرماتا ہے۔

وَاِنۡ مِّنۡ شَیۡءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمۡدِہٖ ط

ترجمہ: اور کوئی چیز نہیں جو اسے سراہتی ہوتی اس کی پاکی نہ بولے۔ (کنز الایمان)

حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر خزائن العرفان میں فرماتے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما صحابی رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہر زندہ درخت یعنی پیڑ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتا ہے اور ہر چیز کی تسبیح اس کی حیثیت کے مطابق ہے

مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ دروازہ کھولنے کی آواز اور چھت کا چٹخنا یہ بھی تسبیح کرتا ہے اور ان سب کی تسبیح سُبۡحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمۡدِہٖ ہے۔ صحابیِ رسول حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے اپنے سرکار مدینے کے تاجدار مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی انگشتہائے مبارکہ سے پانی کے چشمے جاری ہوتے ہوئے دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جب کھانا کھاتے تو کھانا اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتا تھا۔ (بخاری، جلد ۱، ص ۳۳، مسلم، ج ۲، ص ۲۲۵)

افضل الذکر کلمہ شریف: دیوانہ مصطفےٰ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ امت کے غمخوار ہمارے سرکار مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: افضل ذکر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہے۔ (ترمذی شریف، مشکوٰۃ، ص ۲۰۱)

دوزخ سے آزاد: نبی رحمت شفیع امت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص گواہی دے (یعنی پڑھے) لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

تو اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ کو حرام کر دیتا ہے۔ (بخاری، مسلم، ج ۱، ص ۴۶، مشکوٰۃ، ص ۱۴)

دو غلام آزاد کرنے کا ثواب

ہمارے سرکار محبوب کردگار مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص سونے سے پہلے دو مرتبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پڑھ لے گویا اس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں دو غلام آزاد کیے (انیس الواعظین)

عرش اعظم کا سوال: ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ارشاد ہے۔ جب کوئی اللہ تعالیٰ کا بندہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا عرش ہلنے لگتا ہے حکم ہوتا ہے اے عرش ساکن ہو جا۔ عرش عرض کرتا ہے اے اللہ

تعالیٰ جس نے کلمہ پڑھا اس کو بخش دے تا کہ مجھے سکون ملے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے کلمہ شریف پڑھنے والے بندے کو بخش دیا۔ (انیس الواعظین)

ہر قطرے کے بدلے ثواب ہی ثواب ہے

نبی رحمت شفیع امت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں۔ نماز فجر کے بعد سورج نکلنے تک جو بندہ لَآاِلٰـهَ اِلَّااللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھے اور درمیان میں دنیاوی بات نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس بندے کو ضرور جنت عطا فرمائے گا اور جو وضو کرتے وقت کلمہ شریف پڑھتا رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہر قطرے، کے بدلے میں ایک فرشتہ پیدا فرمائے گا جو قیامت تک کلمہ پڑھے گا اور اس کا ثواب اس شخص کو ملے گا۔ (انیس الواعظین)

کامیابی کا نسخہ: اللہ تعالیٰ کے حبیب، ہمارے طبیب رحمت عالم مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

اَیُّهَا النَّاسُ قُوْلُوْا لَآاِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ (مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ) تُفْلِحُوْا (کشف الغمہ)

یعنی اے لوگو! لَآاِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ (محمد رسول اللہ) پڑھو کامیاب ہو جاؤ گے۔

اے ایمان والو! اپنے پیارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ارشاد پاک بار بار پڑھئے اور سوچئے کہ ہم کو در در جانے کی ضرورت نہیں۔ بھٹکنے کی حاجت نہیں کلمہ شریف پڑھئے اور کامیاب ہو جائے۔

سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

جو تیرے در سے یار پھرتے ہیں
دربدریوں ہی خار پھرتے ہیں
اس گلی کا گدا ہوں میں جس میں
مانگتے تاجدار پھرتے ہیں

بیماری سے نجات: سید الطائفہ ہم قادریوں کے مرشد اعظم حضرت سیدنا جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ مکہ شریف کعبہ معظمہ کی زیارت کے لئے فریضۂ حج کی ادائیگی کے لئے تشریف لے جا رہے تھے۔ سفر جاری ہے ایک مقام پر سواری مکہ شریف کی جانب چلنے کی بجائے قسطنطنیہ کی جانب چل پڑی۔ بسیار کوشش پکڑنے کے باوجود سواری قسطنطنیہ کے شہر میں داخل ہو گئی۔ وہاں پہونچ کر دیکھتا ہوں کہ لوگ کثیر تعداد میں جمع ہیں اور آپس میں

محو کلام ہیں۔ معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ بادشاہ کی لڑکی پر دیوانگی کا دورہ پڑا ہے اور کسی طبیب کی تلاش کی جارہی ہے۔
حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھے لے چلو میں بادشاہ کی لڑکی کا علاج کردوں گا لوگ مجھے بادشاہ کے پاس لے گئے۔ جب شاہی محل کے دروازے پر پہونچا تو اندر سے آواز آئی۔ اے جنید! تو کب تک اپنی سواری کو ہمارے پاس آنے سے روکتا رہے گا۔ جب کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی مخلوق کا مسیحا بنایا ہے۔ (مسیحا مریض کے پاس آگیا) حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا ایک لڑکی حسن و جمال میں یکتائے روزگار زنجیر میں بندھی ہوئی ہے اور مجھ سے فریاد کررہی ہے کہ حضرت! میرے لئے دعاء کیجئے اور مجھے بچالیجئے۔ مجھے بیماری سے نجات دلا دیجئے مجھے بلا نے پکڑ لیا ہے۔ رحم کیجئے، کرم کیجئے۔
حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے بادشاہ کی لڑکی سے کلمہ شریف یعنی لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پڑھنے کو کہا۔ لڑکی نے بلند آواز سے کلمہ شریف پڑھا، کلمہ شریف پڑھتے ہی زنجیر ٹوٹ کر گر گئی اور بادشاہ کی لڑکی بلا سے نجات پاکر اسی وقت تندرست ہوگئی۔ بادشاہ اپنے سامنے یہ سب کچھ دیکھ کر حیران ہوا اور کہنے لگا۔ اے حضرت جنید بغدادی! رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کتنے پیارے اور اچھے حکیم ہو کہ ایک پل میں میری لڑکی کی بیماری دور کر کے اسے اچھا اور تندرست کر دیا۔ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے بادشاہ سے کہا تم بھی کلمہ شریف پڑھ لو، تمہارے دل سے کفر کی بیماری دور ہو جاؤ گی۔ بادشاہ نے کلمہ شریف پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔ کلمہ شریف کی برکت اور ایک ولی کی کرامت دیکھ کر کثیر تعداد میں لوگ مسلمان ہو گئے۔ (نزہۃ المجالس، ج ۱، ص ۱۶)

نہ ہو آرام جس بیمار کو سارے زمانے سے
اٹھا لے آئے تھوڑی خاک ان کے آستانے سے

اے ایمان والو! کلمہ شریف پڑھنے والے شیعہ بھی ہیں وہابی، دیوبندی، تبلیغی بھی ہیں مگر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے ولی کے سائے میں جو عبادت ہوتی ہے وہی قبول ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے ولی کا دامن ہاتھ میں ہو اور کلمہ شریف پڑھا جاتا ہے تو مومن کا ایمان تازہ ہوتا ہے اور کفر کا اندھیرا چھٹ جاتا ہے اور اسلام کا اجالا پھیل جاتا ہے
خوب فرمایا میرے مرشد اعظم، ہم شبیہ غوث اعظم، قطب عالم الشاہ مصطفےٰ رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

وصل مولیٰ چاہتے ہو تو وسیلہ ڈھونڈ لو
بے وسیلہ نجدیو ہرگز خدا ملتا نہیں

درود شریف:

جنت کی کنجی: عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَفَاتِيْحُ الْجَنَّةِ شَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ O

ترجمہ: معاذ ابن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی گواہی دینا جنت کی کنجی ہے۔ (مشکوٰۃ شریف، ص ۱۵)

گنہگار جنت میں: ہمارے حضور سراپا نور مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن ایک گنہگار لایا جائے گا جس کے ننانوے دفتر گناہوں سے بھرے ہوں گے اوران کی لمبائی حد نظر تک ہوگی پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو ان میں سے کسی چیز کا انکار کرتا ہے۔ گنہگار عرض کرے گا نہیں، پھر فرمایا جائے گا تیرے پاس کوئی عذر ہے، وہ گنہگار کہے گا میرے پاس کوئی عذر بھی نہیں، پھر رحم و کرم والا اللہ تعالیٰ فرمائے گا تیری ایک نیکی ہے۔ آج تجھ پر ظلم نہیں کیا جائے گا، اس وقت ایک پرچہ کاغذ کا نکالا جائے گا جس میں اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) لکھا ہوگا (خلوص دل محبت سے جو پڑھا تھا) اس پرچہ کو میزان کے ایک پلڑے میں رکھا جائے گا اور ننانوے دفتر گناہوں کے دوسرے پلڑے میں۔ گناہوں کا پلڑا ہلکا ہو جائے اور کلمہ والا پلڑا وزنی ہو جائے گا۔ اب وہ گنہگار عرض کرے گا اے میرے اللہ تعالیٰ ننانوے دفتر گناہوں کے مقابلے میں ایک کاغذ کے پرچے کی کیا حقیقت ہے؟ تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ میرے نام کے برابر کوئی چیز نہیں ہوسکتی۔ میرا نام سب سے وزنی اور بھاری ہے کلمہ شریف کی برکت سے گنہگار بخش دیا جائے گا۔ اور جنت کا دولہا بنا دیا جائے گا۔ (حاکم، مشکوٰۃ، ص ۴۸۶)

کلمہ شریف کے پڑھنے سے گناہ بخش دیئے گئے

ہمارے حضور پاک صاحب لولاک مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ ایک اعرابی (دیہاتی) صحابی حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میں بہت گنہگار ہوں (میں بہت گنہگار ہوں) تو ہمارے آقا رحمت ہی رحمت کرم ہی کرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اس اعرابی سے سوال کیا تیرے گناہ ستاروں سے زیادہ ہیں؟ اس اعرابی نے عرض کیا ہاں۔ پھر ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے دریافت فرمایا: کیا بارش کے قطروں سے بھی زیادہ تیرے گناہ ہیں، اس اعرابی نے جواب دیا، ہاں پھر ہمارے سرکار بے سہاروں کے مددگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے پوچھا، کیا درختوں کے پتوں سے زیادہ تیرے گناہ ہیں؟ تو اس دیہاتی نے جواب دیا

ہاں! پھر میرے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے پوچھا کیا تیرے گناہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بھی زیادہ ہیں تو اس سوال پر وہ اعرابی خاموش ہو کر رونے لگا۔ ہمارے پیارے نبی نے بڑی شفقت و محبت بھرے لہجے میں فرمایا، کلمہ شریف لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھ لے۔ اللہ تعالیٰ (کلمہ شریف کی برکت سے) تیرے تمام گناہ معاف فرما دے گا۔ (انیس الواعظین)

اے ایمان والو! کیا شان ہے کلمہ شریف کی، کیا رحمتیں، برکتیں ہیں کلمہ شریف کی۔ آیئے ہم سب مل کر بلند آواز سے ایک دوسرے کو گواہ بنا کر کلمہ شریف پڑھ لیں۔ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

حضرات! یقین ہے اور رحمت سے پوری امید ہے کہ اس پورے مجمع میں کسی نہ کسی کا کلمہ شریف پڑھنا۔ ہمارے پیارے اللہ تعالیٰ کو پسند ہوگا اور ضرور ہوگا اور ایک کے صدقے میں ہم سب رحم و کرم سے مالا مال کردیئے جائیں گے۔ رحمت کی صدا ہے۔

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کرئی سائل ہی نہیں
راہ دکھلائیں کسے رہروے منزل ہی نہیں

کلمہ پڑھنے سے ایمان تازہ ہوتا ہے

صحابی رسول حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ ہمارے آقا جنت کے دولہا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا

ایمان تازہ کرو، صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم ایمان کس طرح تازہ کریں؟ تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کثرت سے پڑھا کرو؟ (طبرانی)

کلمہ پڑھنے والے پر دوزخ حرام ہے

عبادہ ابن صامت صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ ہمارے آقا ابوالقاسم مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جو شخص سچے دل سے کلمہ شریف پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ حرام فرما دیگا۔

(مسلم، ج ۱، ص ۴٦، ترمذی، مشکوٰۃ، ص ۱۴)

کلمہ شریف بہترین صدقہ ہے: صحابی رسول حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ

ہمارے آقا کریم رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: تمہارے ہر عضو کا صدقہ ہے (ایک بار) سُبْحَانَ اللّٰہُ کہنا ایک صدقہ اور جب بھی کہو گے اَلْحَمْدُ لِلّٰہُ تمہارے لئے صدقہ ہے۔ جب بھی پڑھو گے اَللّٰہُ اَکْبَرُ تمہارے لئے صدقہ ہے۔ جب بھی بولو گے اور پڑھو گے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہُ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تمہارے لئے صدقہ ہے اور برائی سے منع کرنا بھی صدقہ ہے۔ اور چاشت کی دو رکعت نماز ان تمام کا عوض (یعنی بدلہ) بن جاتی ہے۔ (مسلم شریف، ج ۱، ص ۳۲۴، بیان صدقہ)

نصرانی مسلمان ہو گیا: امام خواجگاں حضرت خواجہ امام حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بابرکت بارگاہ میں ایک نصرانی شخص کبھی کبھی حاضری کے شرف سے باریاب ہوا کرتا تھا، کئی دن گزر گئے۔ خدمت اقدس میں حاضر نہ ہوا۔ حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس نصرانی شخص کے بارے میں لوگوں سے پوچھا تو معلوم ہوا کہ بستر مرگ پر حالت نزع میں ہے۔ حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس نصرانی شخص کے گھر پر تشریف لے گئے اور اس سے پوچھا؟

کَیْفَ حَالُکَ تیرا کیا حال ہے؟ نصرانی شخص عرض کرنے لگا۔ اے حضرت کیا بتاؤں میرا بُرا حال ہے۔ موت سر پر کھڑی ہے کوئی پرسان حال نہیں۔ دوزخ کی آگ کے شعلے بھڑک رہے ہیں۔ بچنے کی کوئی صورت نہیں۔ آج عدل کا ترازو قائم ہے مگر میرا دامن نیکی سے خالی ہے۔ اللہ تعالیٰ رحمٰن رحیم ہے غفور ہے، مگر میرے پاس کوئی حجت اور دلیل اور عذر نہیں۔ نگاہوں کے سامنے جنت نظر آ رہی ہے مگر جنت کو کھولنے کی کنجی میرے پاس نہیں ہے۔ یہ سارا غم کا واقعہ سن کر حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا۔ مت گھبراؤ تمہارے پاس جنت کی کنجی آنے والی ہے۔ یہ فرما کر حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر سے باہر جانے لگے تو نصرانی شخص نے عرض کی اے حضرت آپ تشریف لے جا رہے ہیں اور جنت کی کنجی میرے پاس آ گئی ہے اور کلمہ شریف یعنی اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہُ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پڑھا اور ہمیشہ کے لئے سو گیا، کچھ دنوں کے بعد حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شخص کو خواب میں دیکھا اور حال دریافت کیا وہ شخص عرض کرنے لگا کہ کلمہ شریف کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مجھے بخشش دیا اور اعلیٰ جنت میں اعلیٰ جگہ عطا فرمائی ہے اور اب میں جنت میں ہوں۔ (نزہۃ المجالس)

اے ایمان والو! کیا شان ہے کلمہ شریف کی اگر ہم غلامان مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہو کر کلمہ شریف صبح، شام، سوتے، جاگتے پڑھ لیا کریں تو ہم پر اللہ تعالیٰ کتنے کرم اور کامیابی کے دروازے کھول دے گا۔ آؤ ہم سب مل کر

ایک مرتبہ بلند آواز سے کلمہ شریف پڑھ لیں۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم

میرے مرشد اعظم قطب عالم حضور مفتی اعظم الشاہ مصطفےٰ رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوب فرماتے ہیں۔

ترا ذکر لب پر خدا دل کے اندر
یوں ہی زندگانی گزارا کروں میں

دم واپسی تک تیرے گیت گاؤں
محمد، محمد پکارا کروں میں

درود شریف:

عظیم بشارت: پیارے سنی بھائیو! عظیم بشارت اپنے پیارے نبی محبوب داور شافع محشر ساقی کوثر مصطفےٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے فرمودات کی روشنی میں سنیے اور کلمہ شریف سے محبت پیدا کیجئے۔

ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: جو شخص خلوص دل سے باوضو لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ مُـحَـمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمْ پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو بارہ کرامت کے مقامات عطا فرمائے گا۔

۱) موت کے وقت کلمہ شریف زبان پر جاری ہو جائے گا یعنی اسلام کی حالت میں انتقال کرے گا۔
۲) جان کنی کی سختی اس پر آسان ہوگی۔
۳) اس کی قبر روشن ہوگی۔
۴) منکر نکیر اس کے پاس اچھی شکل میں آئیں گے۔
۵) قیامت کے دن شہیدوں کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔
۶) عمل کے ترازو پر نیکیوں کا پلڑا بھاری ہوگا۔
۷) پل صراط پر بجلی کی طرح گزر جائے گا۔
۸) دوزخ کی آگ اس کے جسم پر حرام ہوگی۔
۹) شراب طہور سے نوازا جائے گا۔
۱۰) جنت میں اس کو ستر حوریں ملیں گی۔
۱۱) پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شفاعت اس کو نصیب ہوگی۔
۱۲) اللہ تعالیٰ کا دیدار اس کو نصیب ہوگا۔ (تذکرۃ الواعظین)

اے ایمان والو! سبحان اللہ! ماشاء اللہ۔ کیا، کیا برکات اور بہاریں ہیں کلمہ شریف کی کلمہ شریف کے پڑھنے سے دین اور دنیا کی ساری دولتیں اور نعمتیں اور سب کچھ عطا فرما دیئے گئے اس خوش نصیب کو۔ جس نے صدق دل سے کلمہ شریف پڑھا۔

پیارے سنی بھائیو! مجھے امید ہی نہیں یقین ہے کہ اب آپ حضرات کے قلب و ذہن میں کلمہ شریف کی برکت و رحمت کی بہاریں آگئی ہوں گی اور کلمہ شریف سے مزید محبت پیدا ہوگئی ہوگی اور اب آپ حضرات کلمہ شریف پڑھنے کی عادت بنالیں گے اور ضرور بنالیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ

ایک گزارش: اس بے علم و عمل اسیر خواجہ سگ رضا انوار احمد قادری رضوی کی ایک اہم گزارش قبول فرمائیں کہ جب بھی کلمہ شریف پڑھیں تو ساتھ میں درود شریف ضرور پڑھ لیا کریں۔

یعنی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے

ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے.

﴿۱۰﴾

شوال المکرّم

تیسرا جمعہ..................................پہلا بیان

سلام اور مصافحہ کی فضیلت واہمیت

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ ۝ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۝

وَاِذَا حُیِّیْتُمْ بِتَحِیَّةٍ فَحَیُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَاۤ اَوْ رُدُّوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ حَسِیْبًا ۝ (پ۵، ع۸)

ترجمہ: اور جب تمہیں کوئی کسی لفظ سے سلام کرے تو تم اس سے بہتر لفظ جواب میں کہو یا وہی کہہ دو، بیشک اللہ ہر چیز پر حساب لینے والا ہے۔ (کنزالایمان)

فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُیُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰۤی اَنْفُسِكُمْ تَحِیَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَیِّبَةً ؕ (پ۱۸ ع۱۴)

ترجمہ: پھر جب کسی گھر میں جاؤ تو اپنوں کو سلام کرو، ملتے وقت کی اچھی دعا اللہ کے پاس سے مبارک پاکیزہ۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

تمہید: اللہ ورسول جل شانہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ایمان والوں کو، مومنوں سے سلام کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور ہمارے پیارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی یہ بڑی ہی پیاری سنت ہے اور سلام میں بے شمار فوائد اور برکتیں ہیں اور سلام کرنا، ایک دعا بھی ہے۔ جس سے جان و مال، عزت وآبرو اور مال و دولت کی حفاظت بھی ہوتی ہے۔

سلام کو عام کرو! حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ محبوب خدا، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

حدیث شریف: لَا تَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ تُؤْمِنُوا وَلَا تُؤْمِنُوا حَتّٰی تَحَابُّوا اَوَلَا اَدُلُّکُمْ عَلٰی شَیْءٍ اِذَا فَعَلْتُمُوْهُ تَحَابَبْتُمْ ؟ اَفْشُوا السَّلَامَ بَیْنَکُمْ (صحیح مسلم، ج:۱، ص:۴۷، ترمذی شریف، ج:۵، ص:۵۲، ابوداؤد شریف، ج:۴، ص:۳۵۰)

یعنی تم جنت میں داخل نہیں ہوگے جب تک تم ایمان نہ لاؤ، اور تم مومن نہیں ہوگے جب تک آپس میں محبت نہ کرو۔ کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں کہ جس پر تم عمل کرو تو آپس میں محبت کرنے لگوگے، وہ یہ ہے کہ آپس میں سلام کو پھیلاؤ۔

حضرات! اس حدیث مبارکہ سے صاف طور پر معلوم ہوا کہ آپس میں سلام کرنے سے محبت بڑھتی ہے اور آپس میں محبت کرنا مومن کے لئے ضروری ہے اور مومن ہی جنت میں جائیں گے۔

عاشق مصطفیٰ امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

مومن وہ ہے جو ان کی عزت پہ مرے دل سے
تعظیم بھی کرتا ہے نجدی تو مرے دل سے

سب سے بہتر اسلام، سلام ہے: حدیث شریف: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آقا کریم، مصطفیٰ رحیم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے سوال کیا کہ اسلام میں سب سے بہتر کون سا عمل ہے؟ تو محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

تُطْعِمُ الطَّعَامَ، وَتَقْرَءُ السَّلَامَ عَلٰی مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَّمْ تَعْرِفْ (صحیح بخاری، ج:۱، ص:۱۳، صحیح مسلم، ج:۱، ص:۶۵)

یعنی تم کھانا کھلاؤ اور سلام کرو! جس کو پہچانتے ہو یا نہیں پہچانتے ہو۔

حضرات! آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے فرمان کی روشنی میں ثابت ہوا کہ کھانا کھلانا اور سلام کرنا (مومن، مومن کو) اسلام میں بہت ہی بہتر اور اچھا عمل ہے مگر آج کل کچھ لوگ ایسے بھی نظر آتے ہیں جو سلام تو خوب کرتے نظر آتے ہیں لیکن کھانا کھلانا، بزرگوں کی نیاز کرنا، اللہ والوں کا لنگر لٹانا، میلاد شریف، گیارہویں شریف، چھٹی شریف میں کھانا کھلانا تو دور کی بات ہے بلکہ اس کھانے کو ناجائز و بدعت بھی کہتے نظر آتے ہیں۔ اور ہم غلامان غوث و خواجہ و رضا، سنی مسلمان کبھی میلاد شریف کے نام پر، کبھی اپنے پیارے آقا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذکر شہادت کے موقع پر، کبھی گیارہویں شریف میں، کبھی چھٹی شریف میں نیاز و لنگر پکا کر خود کھاتے ہیں اور دوسروں کو بھی کھلاتے ہیں اور آپس میں سلام بھی کرتے ہیں اور دونوں باتوں پر عمل کرکے خوب خوب ثواب حاصل کرتے ہیں۔

سلام کا صحیح طریقہ: صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے حبیب ہم بیماروں کے طبیب، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو ان کا قد ساٹھ ہاتھ کا تھا۔ جب پیدا کیا تو یہ فرمایا کہ ان فرشتوں کے پاس جاؤ اور ان کو سلام کرو اور سنو کہ وہ تمہیں کیا جواب دیتے ہیں، کیوں کہ وہی تیرا اور تیری اولاد کا سلام ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے فرشتوں سے کہا اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ. تو انہوں نے جواب دیا: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللهِ . اور فرشتوں نے وَرَحْمَةُ اللّٰهِ کے الفاظ زیادہ کیا۔ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: جو شخص جنت میں جائے گا وہ حضرت آدم علیہ السلام کی صورت پر ہوگا اور اس کا قد ساٹھ ہاتھ لمبا ہوگا۔ (حضرت صدر الشریعہ، اسلامی اخلاق و آداب، ص:۱۰۳)

حضرات! معلوم ہوا کہ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ کہنا یہی صحیح اور سنت طریقہ ہے اور سلام کا جواب اس سے بہتر دینا چاہیے یعنی وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ O کہہ دیا تو بہتر ہو گیا جیسا کہ فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کے سلام کے جواب میں کہا: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ O

کام زیادہ ہوگا تو ثواب بڑھتا جائے گا

آقا کریم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص آیا اور اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ کہا...... آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اس کو جواب دیا، وہ بیٹھ گیا۔ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس کے لئے دس..... یعنی دس نیکیاں ہیں۔ پھر دوسرا شخص آیا اور اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ کہا..... آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے جواب دیا، وہ بیٹھ گیا۔ ارشاد فرمایا اس کے لئے بیس پھر تیسرا شخص آیا اور اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ کہا، اس کو جواب دیا اور وہ بیٹھ گیا۔ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اس کے لئے تیس..... اور حضرت معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ پھر ایک شخص آیا اس نے کہا اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ وَمَغْفِرَتُهٗ. آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اس کے لئے چالیس۔ اور فضائل اسی طرح ہوتے ہیں..... یعنی جتنا کام زیادہ ہوگا ثواب بھی بڑھتا جائے گا۔ (ترمذی شریف، ابوداؤد شریف، صدر الشریعہ، اسلامی اخلاق و آداب، ص:۱۰۸)

پہلے سلام کون کرے: آفتاب نبوت ماہتاب رسالت، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِيْ، وَالْمَاشِيْ، عَلَى الْقَاعِدِ، وَالْقَلِيْلُ عَلَى الْكَثِيْرِ O

(صحیح بخاری، ج:۵، ص:۲۳۰۱، صحیح مسلم، ج:۳، ص:۱۷۰۳)

یعنی سوار، پیدل چلنے والے کو سلام کرے اور پیدل چلنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے اور تھوڑے لوگ زیادہ تعداد والوں کو سلام کریں۔

اور حضرت امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دوسری روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ چھوٹا، بڑے کو سلام کرے۔

سلام میں پہل کرنے والا اللہ تعالیٰ کا مقرب بندہ ہے

اللہ کے حبیب، ہم بیماروں کے طبیب، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاللّٰهِ تَعَالٰى مَنْ بَدَاَهُمْ بِالسَّلَامِ (ابوداؤد شریف، ج:۳، ص:۳۰۱، بیہقی شعب الایمان، ص:۶، ص:۴۳)

حضرات! سلام میں پہل کرنے والا شخص بڑا ہی خوش نصیب ہوتا ہے کہ اللہ و رسول جل شانہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس خوش نصیب کو اپنی بارگاہ میں مقرب و مقبول بنا لیتے ہیں۔

آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بچوں کو سلام فرماتے

صحیح بخاری شریف اور صحیح مسلم شریف میں ہے کہ آقا کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بچوں کے سامنے سے گزرے اور بچوں کو سلام کیا۔ (صدر الشریعہ، اسلامی اخلاق و آداب، ص:۱۰۶)

حضرات! یہ حدیث شریف بتا رہی ہے کہ صرف بڑوں کو ہی سلام نہیں ہے بلکہ بچوں کو بھی سلام کرنا سنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہے۔

سلام کرنے میں نیت کیا ہو: حضرت صدر الشریعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ سلام کرنے میں یہ نیت ہو کہ اس کی عزت آبرو اور مال سب کچھ سلامت اور اس کی (یعنی اللہ تعالیٰ کی) حفاظت میں رہے۔ ان چیزوں کے خلاف نیت کرنا حرام ہے۔ (رد المحتار، بحوالہ اسلامی اخلاق و آداب، ص:۱۰۸)

صحابہ سلام کرنے کی نیت سے بازار جاتے تھے

خلیفہ اعلیٰ حضرت، حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ:

صرف اسی کو سلام نہ کرے جس کو پہچانتا ہو، بلکہ ہر مسلمان کو سلام کرے چاہے پہچانتا ہو یا نہ پہچانتا ہو۔ بلکہ بعض صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سلام کرنے کی نیت سے بازار جاتے تھے کہ زیادہ سے زیادہ لوگ ملیں گے اور زیادہ سلام کرنے کا موقعہ ملے گا۔ (اسلامی اخلاق و آداب، ص:۱۰۸)

حضرات! وہابی، دیوبندی، غیر مقلد، رافضی وغیرہ کو سلام کرنا ہر حال میں ناجائز وحرام ہے اور اگر مسلمان جان کر سلام کیا تو کفر ہے۔

بس اتنا یاد رکھئے کہ جو شخص ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو سلام کرنا جائز و درست سمجھتا ہے تو ہم اس کو سلام کریں گے اور جو شخص ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سلام کو ناجائز و حرام کہے گا ہم اس کو ہرگز، ہرگز سلام نہیں کریں گے۔

کافر کو سلام نہ کرے، اگر وہ سلام کرے تو جواب دے سکتا ہے

حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ کافروں کو سلام نہ کرے اور وہ سلام کریں تو جواب دے سکتا ہے۔ مگر جواب میں صرف عَلَیْکُمْ کہے۔

اور اگر ایسی جگہ گزرنا ہو جہاں مسلمان اور کافر دونوں ہوں تو اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہے اور مسلمانوں پر سلام کی نیت کرے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اَلسَّلَامُ عَلیٰ مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی کہے۔ (عالمگیری بحوالہ: اسلامی اخلاق وآداب، ص:۱۱۱)

اور لکھتے ہیں کہ کافر کو اگر حاجت کی وجہ سے سلام کیا مثلاً سلام نہ کرنے میں اس سے اندیشہ ہے تو حرج نہیں اور بقصد تعظیم کافر کو ہرگز، ہرگز سلام نہ کرے کہ کافر کی تعظیم کفر ہے۔ (درمختار، بحوالہ: اسلامی اخلاق وآداب، ص:۱۱۱)

نوٹ: سلام کس کو کرے اور کس کو نہ کرے۔ اور سلام کب کرے اور کب نہ کرے، اس کی تفصیلی معلومات حاصل کرنا ہے تو حضرت علامہ مفتی محمد امجد علی، صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کی کتاب اسلامی اخلاق وآداب میں سلام کے آداب و مسائل کا مطالعہ کرے۔

مصافحہ کرنے سے دونوں کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں

اللہ کے حبیب، ہم بیماروں کے طبیب، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَامِنْ مُسْلِمَیْنِ یَلْتَقِیَانِ، فَیَتَصَافَحَانِ، اِلَّا غُفِرَ لَھُمَا قَبْلَ اَنْ یَّفْتَرِقَا.

(صحیح بخاری، ج:۵، ص:۴۰، ۷۴، ابوداؤد، ج:۴، ص:۳۵۴)

یعنی جب بھی دو مسلمان آپس میں ملتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں تو دونوں کے جدا ہونے سے پہلے ہی ان کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

حضرات! اس حدیث شریف سے صاف طور پر ظاہر ہوا کہ سلام کرنا اور مصافحہ کرنا دونوں عمل سنت ہے۔
اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی خلوص و محبت کے ساتھ سلام و مصافحہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

سلام میں پہل کرنا، انبیائے کرام علیہم السلام کی سنت ہے

مولی المومنین حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے (بہت) چاہا کہ کوئی ایسا موقع ملے کہ میں آقا کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مجلس میں آنے یا جانے کے وقت سلام کروں لیکن (پوری زندگی میں) مجھے یہ موقع نہ ملا جب کبھی میں آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو سلام کرتا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پہلے ہی سلام کر دیتے تھے اور فرماتے ہیں کہ پہلے سلام کرنا تمام انبیائے کرام علیہم السلام کی سنت ہے۔ (بہشت بہشت)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سلام کرنے کا جذبہ: علماء بیان کرتے ہیں کہ محبوب مصطفیٰ، حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دن پختہ ارادہ کے ساتھ گھر سے نکلے کہ آج میں آقا کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو پہلے سلام کروں گا اور مسجد نبوی شریف کی دیوار سے چھپ کر کھڑے رہے کہ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حجرہ شریف سے مسجد شریف میں تشریف لائیں گے تو میں آگے بڑھ کر سلام کرلوں گا لیکن جب آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حجرہ شریف سے نکلے اور مسجد میں تشریف لائے، ابھی حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سوچ ہی رہے تھے کہ میں آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو آگے بڑھ کر سلام کروں کہ اس سے پہلے محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے محبوب خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سلام کیا۔ تو حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے قرار ہو گئے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے عرض کیا کہ ہم غلاموں کو بھی کبھی سلام کا موقع عطا فرما دیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سلام کرنا نیک کام ہے اگر نیکی کرنے میں، میں نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) پیچھے رہوں گا تو میری امت کا کیا حال ہوگا۔

اللہ اکبر! سلام میں پہل کرنا کتنی عظیم نیکی ہے اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہل کرنا چاہتے ہیں لیکن محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سلام کرنے میں پہل فرماتے ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ سلام میں پہل کرنے کا جذبہ رکھنا، حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مولی المومنین حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سنت ہے اور پہلے سلام کرنا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی سنت ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم کو بھی سلام میں پہل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اب بھی سلام میں پہل فرماتے ہیں

مشہور عاشق رسول، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ اب بھی کوئی عاشق، جب مواجہہ اقدس میں سنہری جالیوں کے سامنے۔ مزار انور پر حاضر ہوتا ہے۔ تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم غلام کے سلام کرنے سے پہلے اس کو سلام کرتے ہیں۔ (جذب القلوب)

حضرات! اب بھی، محبوب خدا، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فیض وکرم جاری ہے جیسا کہ پہلے ظاہری حیات میں جاری تھا۔

عاشق مصطفیٰ پیارے رضا اچھے رضا، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

برستا نہیں دیکھ کر ابر رحمت
بدوں پر بھی برسا دے برسانے والے

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

درود شریف:

سلام کرنے والے کو، ۹۰ نیکیاں ملتی ہیں

عالم ربانی حجۃ الاسلام، امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ جب دو مسلمان آپس میں ملتے ہیں تو پہلے سلام کرنے والے کو ۹۰ نیکیاں ملتی ہیں اور سلام کا جواب دینے والے کو، ۱۰ نیکی ملتی ہے۔ (کیمیائے سعادت)

حضرات! سلام میں پہل کرنے والے کو اللہ تعالیٰ، ۹۰ نیکی عطا فرماتا ہے اور سلام کا جواب دینے والے کو صرف، ۱۰ نیکی نصیب کرتا ہے۔

تو خوش نصیب ہے وہ مسلمان جو آگے بڑھ کر سلام کرتا ہے اور ۹۰ نیکیاں حاصل کر لیتا ہے۔

تین دن تک بات، چیت بند کر دینا، ناجائز ہے

مصطفیٰ جان رحمت، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ اپنے

بھائی سے تین دن تک ملاقات نہ کرے اور بات چیت بند رکھے اور ان دونوں میں بہتر وہ ہے جو سلام میں پہل کرے۔ (بخاری شریف)

حضرات! صحیح بخاری شریف کی اس حدیث شریف سے صاف طور پر معلوم ہوا کہ ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان سے، ایک بھائی کا دوسرے بھائی سے، شوہر کا بیوی سے، بیوی کا شوہر سے، دوست کا دوست سے تین دن سے زیادہ بات چیت بند کر کے رکھنا اور آپس میں ملاقات نہ کرنا، ناجائز و حرام ہے۔ اور ان دونوں میں اللہ و رسول جل شانہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں بہتر اور نیک وہ ہے جو پہلے سلام کرے۔

سلام کرنا گھر والوں کے لئے رحمت و برکت کا ذریعہ ہے

آقا کریم، مصطفیٰ رحیم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: یَا بُنَیَّ، اِذَا دَخَلْتَ عَلٰی اَھْلِکَ فَسَلِّمْ یَکُوْنُ بَرَکَۃً عَلَیْکَ وَعَلٰی اَھْلِ بَیْتِکَ (ابوداؤد شریف، مشکوٰۃ شریف، ص:۳۹۹)

یعنی اے میرے بیٹے جب تو اپنے گھر میں داخل ہو تو گھر والوں کو سلام کر، تاکہ تیرے اور گھر والوں کے لئے رحمت ہو۔

حضرات! اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ گھر میں داخل ہونے کے وقت سلام کرنا، گھر والوں میں اور گھر میں رحمت و برکت کا ذریعہ ہے۔

گھر میں داخل ہو، تو سلام کرو

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ محبوب خدا، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا دَخَلْتُمْ بَیْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰی اَھْلِہٖ وَاِذَا خَرَجْتُمْ فَاَوْدِعُوْا اَھْلَہٗ بِسَلَامٍ (بیہقی شریف، مشکوٰۃ شریف، ص:۳۹۹)

یعنی جب تم گھر میں داخل ہو تو گھر والوں کو سلام کرو اور جب گھر سے باہر نکلو تو گھر والوں کو سلام کرو۔

مومن کے گھر میں روح مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جلوہ فرما ہوتی ہے

مشہور محدث، حضرت علامہ ملا علی قاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ:

جب گھر میں داخل ہو تو گھر والوں کو سلام کیا کرو، سلام کرنے سے گھر میں برکت ہوتی ہے اور اگر (گھر میں کوئی نہ ہو) گھر خالی ہو تو (اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا تصور کر کے) اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ کہہ دیا کریں (یعنی یا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم آپ کو سلام ہو) اور حضرت ملّا علی قاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہر مومن کے گھر میں آقا کریم، محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی روح مبارک تشریف فرما رہتی ہے۔ (شرح شفاء)

سنا ہے آپ ہر عاشق کے گھر تشریف لاتے ہیں
میرے گھر میں بھی ہو جائے چراغاں یا رسول اللہ

حضرات! اس حدیث شریف سے، مشہور محدث کے بیان سے سورج کی روشنی سے زیادہ روشن اور ظاہر ہو گیا کہ ہر مومن کے گھر میں آقا کریم، مصطفیٰ رحیم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی روح مبارک جلوہ فرما رہتی ہے اور آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہم غلاموں کے گھروں میں نور کی خیرات اور رحم و کرم کی بھیک دینے اپنے غلاموں کے گھروں میں تشریف لاتے ہیں۔

مگر! مخالف نہیں مانے گا اور کہے گا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ایک ہیں اور مومن لاکھوں کروڑوں ہیں تو ایک جان کہاں کہاں جا سکتی ہے تو ملاحظہ فرمائیے۔

حضرت شاہ مینا کا جلوہ ہر پتے پر

علماء بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے ولی حضرت شاہ مینا رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہر لکھنؤ میں رہتے تھے اور ایک عالم آپ کی ذات سے فیض حاصل کرتا تھا۔ ایک مرتبہ کی بات ہے کہ ایک انگریز افسر اپنے چند پولس والوں کے ہمراہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس عیسائی حاکم نے قطب شہر حضرت شاہ مینا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اجازت لے کر پوچھنے لگا کہ میں نے کتابوں میں پڑھا یہ ہے کہ مسلمانوں کے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مرنے والے کی قبر میں آتے ہیں: کیا یہ صحیح ہے؟ تو حضرت نے فرمایا بالکل صحیح و درست ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو یہ طاقت عطا کی ہے کہ وہ ہر مرنے والے کی قبر میں تشریف لاتے ہیں۔ انگریز حاکم عیسائی افسر کو غصہ آگیا اور تیور بدلتے ہوئے کہنے لگا کہ مسلمان اپنے نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) سے جھوٹی محبت رکھتے ہیں۔ قطب وقت اللہ تعالیٰ کے ولی حضرت شاہ مینا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جلال میں آگئے اور ارشاد فرمایا کہ اس وقت کیا بج رہا ہے تو اس انگریز نے جواب دیا، دن کے بارہ بجے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ولی نے فرمایا کہ یہ جو سامنے پیپل کا

درخت نظر آرہا ہے اس کے پتوں کو غور سے دیکھ۔ جب انگریز افسر نے درخت کے پتوں کو بغور دیکھا تو حیرت میں پڑ گیا کہ حضرت شاہ مینا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سامنے بیٹھے ہیں اور ہر پتے پر بیٹھے نظر آرہے ہیں۔ تو حضرت کی یہ کرامت دیکھ کر کہنے لگا کہ آپ تو میرے سامنے بھی بیٹھے ہیں اور ہر پتے پر بیٹھے نظر آرہے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے ولی نے فرمایا: نادان؟ جب ایک امتی کی یہ شان ہے تو امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شان و عظمت کا کیا عالم ہوگا:

جب ان کے گدا بھر دیتے ہیں شاہان زمانہ کی جھولی
محتاج کا یہ عالم ہے مختار کا عالم کیا ہوگا۔
اس پار کا جب یہ عالم ہے تو اس پار کا عالم کیا ہوگا

درود شریف:

بیٹے کے سلام سے باپ، عذاب سے بچا

بزرگوں نے بیان کیا ہے کہ ایک شخص بڑا ہی گنہگار اور بدکار تھا لیکن اس کی عادت تھی کہ جب وہ گھر سے نکلتا تھا تو گھر والوں کو، اپنے بچوں کو سلام کرتا تھا ایک دن گھر سے نکلا، تجارت کی غرض سے باہر جا رہا تھا جب اس نے اپنے چھوٹے سے بچے کو سلام کیا تو بچے نے اپنی توتلی زبان سے وعلیکم السلام کہا اور اپنے باپ کے سلام کا جواب دیا۔ باپ سفر کو چلا گیا راستے میں ڈاکوؤں نے حملہ کر دیا تو وہ شخص دیکھتا ہے کہ ایک نورانی شکل کے بزرگ تشریف لے آئے اور ڈاکو ان کو دیکھ کر بھاگ گئے تو اس شخص نے اس بزرگ سے پوچھا کہ حضرت آپ کون ہیں؟ اور آپ اس مصیبت کے وقت کام آئے، اگر آپ نہ آتے تو ڈاکو مجھ کو ہلاک کر دیتے۔ تو ان بزرگ نے جواب دیا کہ میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے آیا ہوں اور اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا کہ جلدی جاؤ اور میرے بندے کو ڈاکوؤں سے بچاؤ اس لئے کہ جب یہ شخص گھر سے نکلا تھا تو اس نے اپنے چھوٹے سے بچے کو سلام کیا تھا۔ تو اس بچے نے بھی اپنے باپ کو سلام کا جواب دیا تھا۔ اور وعلیکم السلام کہا تھا۔ تو میری غیرت کو گوارا نہیں کہ جس کا چھوٹا سا بچہ اپنے باپ کو میری سلامتی میں دیکر بھیجے اور اس پر کوئی عذاب و مصیبت آئے تو میں نے بیٹے کے سلام کی برکت سے اس کے باپ کو ہر عذاب اور مصیبت سے محفوظ کر دیا ہے۔

گویا: چھوٹے سے بچے کے سلام نے باپ کو لٹنے اور قتل و غارت ہونے سے بچالیا۔ یہ ہے سلام کرنے کی برکت حضرات! جب بیٹے کے سلام کی یہ برکت ہے تو اگر ہم صبح و شام اپنے نبی مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

پر درودوسلام پڑھتے رہیں گے تو آقا کریم مصطفیٰ رحیم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے درود سلام کی برکت کا کیا عالم ہوگا۔ اور جب بیٹے کے سلام نے باپ کی جان بچائی تو محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر درودوسلام کی برکت سے جان بھی محفوظ رہے گی اور ایمان بھی سلامت رہے گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

میں وہ سنی ہوں جمیل قادری مرنے کے بعد
میرا لاشہ بھی کہے گا الصلوۃ والسلام

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿۱۰﴾

شوال المکرّم

تیسرا جمعہ..دوسرا بیان

تبرکات کی تعظیم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ O اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ O

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ O

اِذْهَبُوْا بِقَمِیْصِیْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰی وَجْهِ اَبِیْ یَاْتِ بَصِیْرًا ج (پ۱۳، رکوع۴)

ترجمہ: میرا یہ کرتا لے جاؤ، اسے میرے باپ کے منہ پر ڈالو ان کی آنکھیں کھل جائیں گی۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

تمہید: اے ایمان والو! اعلیٰ نسبت سے ادنیٰ اور بے برکت شئی اعلیٰ اور برکت والی ہو جایا کرتی ہے۔ اور شئی جس قدر اعلیٰ اور برکت والی ہوگی، اس کی نسبت و برکت بھی اسی قدر اعلیٰ ہوگی۔ مثال کے طور پر یہ ایک کپڑا ہے اور بڑا ہی قیمتی ہے مگر اس کپڑے کو کوئی بھی اپنی آنکھوں اور سینے سے نہیں لگاتا اور نہ چومتا ہے اور نہ ہی اپنے سر پر رکھتا ہے۔ اور ایک کپڑا وہ بھی ہے جسے جزودان بنا کر اللہ کی کتاب قرآن مجید پر چڑھایا گیا اور غلاف بنا کر اللہ کے گھر کعبہ پر ڈالا گیا جس کو ہر مومن آنکھوں اور سینوں سے لگاتا اور چومتا ہے اور وہ لوگ بھی چومتے نظر آتے ہیں جن کے مذہب میں چومنا، بوسہ دینا بدعت و شرک ہے۔

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب

اس برے مذہب پہ لعنت کیجئے

معلوم ہوا کہ کلام اللہ، قرآن مجید اور بیت اللہ کعبہ معظمہ کی نسبت کی وجہ سے کپڑے کا جزودان اور غلاف کعبہ چوما جاتا ہے اور ہر شخص جانتا ہے کہ ہم کپڑا نہیں چوم رہے ہیں بلکہ کتاب اللہ اور بیت اللہ کی تعظیم کر رہے ہیں اور اس کی نسبت کو چوم رہے ہیں۔

اب اس مختصر سی تمہید کے بعد میں آپ کو بتانا اور سمجھانا چاہوں گا کہ ہم سنی مسلمان کپڑا اور چادر نہیں چومتے ہیں بلکہ کپڑا اور چادر کی شکل میں نسبت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور نسبت حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور نسبت اولیاء اللہ کو چومتے ہیں۔

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

اے ایمان والو! حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام کی جدائی کے غم میں اس قدر روئے کہ آپ کی آنکھوں کی بینائی چلی گئی تھی اور آپ آنکھوں سے معذور ہو گئے تھے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنی قمیص بھیجی کہ لے جاؤ اور میرے باپ حضرت یعقوب علیہ السلام کے چہرے پر ڈال دو تو ان کی آنکھیں روشن ہو جائیں گی۔ اور جب حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص کو ان کی آنکھوں پر ڈالا گیا تو حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھیں روشن ہو گئیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ اِذْهَبُوا بِقَمِيصِي هٰذَا فَأَلْقُوهُ عَلَىٰ وَجْهِ أَبِي يَأْتِ بَصِيرًا ج (پ۱۳، رکوع ۴)

اے ایمان والو! جب حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص کی برکت کا یہ عالم ہے تو ہمارے آقا کریم جو یوسف علیہ السلام کے بھی نبی ہیں، ان کی قمیص مبارک کی برکت کا عالم کیا ہوگا۔

خوب فرمایا عاشق مصطفیٰ، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

اے ایمان والو! قرآن کریم میں ایک صندوق کا ذکر کیا ہے۔ جس کو تابوت سکینہ بھی کہتے ہیں، جو شمشاد کی لکڑی کا بنا ہوا تھا جس کی لمبائی تین ہاتھ اور چوڑائی دو ہاتھ کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس صندوق کو حضرت آدم علیہ السلام پر نازل فرمایا تھا، اس میں انبیاء کرام علیہم السلام کی تصویریں تھیں اور یہ صندوق ایک دوسرے کے پاس سے منتقل ہوتا ہوا حضرت موسیٰ علیہ السلام پر پہنچا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل کے پاس رہا، اس وقت اس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا، کپڑے اور نعلین مبارک اور حضرت ہارون علیہ السلام کا عمامہ اور عصا مبارک اور چند ٹکڑے الواح کے تھے۔ بنی اسرائیل اس صندوق کا ادب کرتے اور اس کو آگے رکھتے تو جنگ میں فتح پاتے اور اس کی برکت سے ان کی دعائیں قبول ہوتیں اور حاجتیں پوری ہوتی تھیں۔

لیکن! جب بنی اسرائیل کے حالات خراب ہو گئے اور ان میں بدعملی پیدا ہو گئی تو بنی اسرائیل سے یہ برکت والی صندوق چھین لی گئی اور پھر اس صندوق کی بے ادبی اور بے حرمتی کی گئی تو اللہ تعالیٰ نے ان بے ادبوں کو طرح طرح کے امراض و مصائب میں مبتلا کر دیا اور ان کی پانچ بستیاں تباہ و برباد ہو گئیں۔ (ملخصاً تفسیر خازن، مدارک، خزائن العرفان)

حضرات! کلام الٰہی سے یہ بات ظاہر اور ثابت ہوئی کہ اللہ والوں کے کپڑے اور تبرکات میں بہت برکتیں ہوتی ہیں اور ادب کرنے والا مالا مال اور نہال کر دیا جاتا ہے۔ اور بے ادب بیماریوں، اور بلاؤں میں گھر کر اپنی دنیا و آخرت برباد کر لیتا ہے۔ الامان والحفیظ۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے :

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖٓ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ بَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَ اٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ (پ۲، ع۱۶)

ترجمہ: نشانی یہ ہے کہ آئے تمہارے پاس تابوت جس میں تمہارے رب کی طرف سے دلوں کا چین ہے اور کچھ بچی ہوئی چیزیں معزز موسیٰ اور معزز ہارون کے ترکہ کی اٹھاتے لائیں گے اسے فرشتے۔ بیشک اس میں بڑی نشانی ہے تمہارے لئے اگر ایمان رکھتے ہو۔ (کنز الایمان)

آقا کریم کے وضو کے پانی میں برکت

حضرات! صحیح بخاری کی حدیث شریف سنئے اور آقا کریم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے تبرکات کی تعظیم و ادب کر کے صحابۂ کرام کی سنت و عادت پر عمل کر کے بے شمار برکات و حسنات کمائیے۔

حدیث شریف: قریش مکہ میں عروہ بن مسعود کو جو ابھی تک ایمان نہ لائے تھے، آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور صحابۂ کرام علیہم الرضوان کے حالات معلوم کرنے کے لئے بھیجا تھا۔

عروہ بن مسعود کو مدینہ طیبہ بھیجا، وہ آئے اور حالات دیکھ کر واپس ہوئے اور جا کر قریش کو بتایا کہ۔

اے قوم! خدا کی قسم بے شک میں قیصر و کسریٰ اور نجاشی اور بڑے بڑے بادشاہوں کے درباروں میں حاضر ہوا ہوں، خدا کی قسم میں نے کبھی کوئی ایسا بادشاہ نہیں دیکھا کہ اس کے اصحاب اس کی ایسی تعظیم کرتے ہوں۔ جیسا کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کے اصحاب، محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کی تعظیم کرتے ہیں۔ خدا کی قسم جب وہ تھوکتے ہیں اور رینٹھ کھنکار پھینکتے ہیں تو وہ ان کے اصحاب میں سے کسی نہ کسی کے ہاتھ پر ہوتا ہے، جس کو وہ اپنے منہ

اور جسم پر مل لیتے ہیں اور جب وہ ان کو حکم دیتے ہیں تو وہ سب کے سب تعمیل کے لئے دوڑ پڑتے ہیں۔

وَاِذَا تَوَضَّأَ کَادُوْا یَقْتَتِلُوْنَ عَلٰی وُضُوْئِہٖ (صحیح بخاری، ج:۱،ص:۳۱)

اور جب وہ وضو کرتے ہیں تو انکے وضو کے پانی کو حاصل کرنے کے لئے یوں گر پڑتے ہیں کہ گویا ابھی لڑ پڑیں گے۔

اے ایمان والو! معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کے نزدیک آقا کریم، مصطفیٰ جان رحمت، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وضو کے پانی کی بڑی قدر و منزلت تھی، کیونکہ صحابۂ کرام علیہم الرضوان جانتے تھے کہ یہ پانی جسم رحمت سے لگ کر بہت ہی برکت و نور والا ہو گیا ہے۔ اس لئے وہ پروانوں کی طرح ان پر نثار ہوتے اور ان کے حصول کی بہت کوشش کرتے اور یہ سب کچھ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے روبرو ہوتا تھا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم خود ان کو مشاہدہ فرماتے تھے مگر کبھی منع نہیں فرمایا بلکہ ان کے جذبات محبت کا احترام فرماتے۔

لہٰذا! سنیو! اپنے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بال شریف، پیرہن شریف، نعلین شریف اور تمام تبرکات کی خوب خوب قدر و عزت کر کے صحابۂ کرام علیہم الرضوان کے غلام بن جاؤ اور رحمت و برکت سے اپنے دامن کو بھر لو۔

آقا کریم کے وضو کا پانی اور حضرت بلال

حدیث شریف: حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے (حضرت) بلال کو دیکھا کہ انہوں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وضو کا پانی لیا اور لوگ اس پانی کو لینے کے لئے دوڑ رہے تھے، جس کو اس میں سے کچھ ملتا وہ اس پانی کو اپنے منہ پر ملتا۔

وَمَنْ لَّمْ یُصِبْ مِنْہُ شَیْئًا اَخَذَ مِنْ بَلَلِ یَدِ صَاحِبِہٖ (بخاری شریف، ج:۱،ص:۱۴۷)

اور جس کو کچھ (پانی) نہ ملتا وہ دوسرے کے ہاتھوں کی تری لے کر مل لیتا۔ (بخاری شریف، ج:۱،ص:۱۴۷)

حضرات! غور کیجئے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے عشق و محبت کا عالم کیا تھا۔ وہ لوگ جب آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وضو کے پانی کو لینے کے لئے جب دوڑتے رہے ہوں گے تو دیکھنے والا یہ فیصلہ کرنے پر مجبور ہو جاتا رہا ہوگا کہ جب جسم اقدس سے لگنے والے پانی کی قدر و منزلت کا جب یہ عالم ہے تو محبوب خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ذات گرامی سے محبت و عقیدت کا عالم کیا ہوگا۔

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

اور عاشق مصطفیٰ امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

اے عشق تیرے صدقے جلنے سے چھٹے سستے
جو آگ بجھا دے گی وہ آگ لگائی ہے

درود شریف:

آقا کریم کے دست اقدس کی برکت سے پانی میں شفا

حدیث شریف: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نماز فجر سے فارغ ہوتے تو مدینہ طیبہ کے بچے اپنے برتن جس میں پانی ہوتا، لے کر خدمت اقدس میں حاضر ہوتے۔ آپ ہر ایک برتن میں اپنا دست مبارک ڈبو دیتے۔

فَرُبَّمَا جَآئَهُ فِی الْغَدَاةِ الْبَارِدَةِ فَیَغْمِسُ یَدَهٗ فِیْهَا (مسلم شریف، ج ۲، ص: ۱۸۱۲، بیہقی شعب الایمان، ج: ۲، ص: ۱۵۴)

یعنی بعض وقت سردی ہوتی تب بھی آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنا دست اقدس پانی میں ڈبو دیتے۔

حضرات! وہ بچے اس پانی کو لے کر اپنے گھر جاتے اور وہ پانی تبرک سمجھ کر پیا جاتا۔ لہٰذا وہابی، دیوبندی کے فریب سے بچتے رہئے اور صحابۂ کرام علیہم الرضوان کی سنت پر چلتے رہئے انشاء اللہ تعالیٰ ٹھکانا جنت ہوگا۔

خوب فرمایا عاشق مصطفیٰ، اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

تیرے غلاموں کا نقش قدم ہے راہ خدا
وہ کیا بہک سکے جو یہ سراغ لے کے چلے

دست نور سے پانی میں نورانیت

حدیث شریف: ام المومنین حضرت زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں، اس وقت آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم غسل فرما رہے تھے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان کے چہرہ پر پانی چھڑکا۔

فَلَمْ یَزَلْ مَاءُ الشَّبَابِ فِیْ وَجْهِهَا حَتّٰی کَبُرَتْ وَعَجَزَتْ (الاستیعاب، ص: ۷۵۶)

تو ان کا چہرہ ایسا پرنور اور خوشنما ہوگیا کہ بڑھاپے میں بھی جوانی کی رونق ان کے چہرہ سے زائل نہ ہوئی۔

حضور کے پیرہن مبارک کی برکت

حضرت اسما بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس آقا کریم، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا جبہ شریف تھا۔

قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبِسُهَا فَنَحْنُ نَغْسِلُهَا لِلْمَرْضٰى يَسْتَشْفِيْ بِهَا

(مسلم، ج:۲، ص:۱۹۰، مسند احمد، ج۶، ص ۳۴۷)

وہ فرماتی ہیں کہ اس جبہ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پہنا کرتے تھے، ہم اسے دھو کر بغرض شفا بیماروں کو پلاتے ہیں اور شفا ہو جاتی ہے۔

آقا کریم نے قبر کو جنت کا ٹکڑا بنادیا

حدیث شریف: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب فاطمہ بنت اسد (حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ) کا انتقال ہوا تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تشریف لائے اور ان کے سر کے پاس بیٹھ کر فرمایا۔

يَرْحَمُكِ اللّٰهُ فَإِنَّكِ كُنْتِ اُمِّيْ بَعْدَ اُمِّيْ تَجُوْعِيْنَ وَتُشْبِعِيْنِيْ (حلیۃ الاولیاء، ج:۳، ص:۱۲۱)

یعنی اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے بے شک تم میری ماں کے بعد میری ماں تھیں، تم خود بھوکی رہتیں اور مجھے پیٹ بھر کھلاتیں۔

پھر! آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان کو غسل دینے کا حکم فرمایا اور غسل کے بعد اپنے قمیص مبارک میں کفن دیا۔ پھر! اسامہ بن زید ابو ایوب انصاری، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور ایک حبشی غلام کو بلا کر قبر کھودنے کا حکم دیا پھر آپ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے نماز جنازہ پڑھائی اور قبر پر تشریف لائے اور قبر کو کشادہ اور ہموار کرایا اور پھر خود قبر میں اتر کر لیٹ گئے اور فرمایا۔

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو زندہ ہے کبھی نہیں مرے گا۔ اے اللہ تعالیٰ میری ماں فاطمہ بنت اسد کو بخش دے اور اس کو اس کی قبر کا معاملہ آسان کر دے اور اس پر اس کی قبر کو کشادہ کر دے۔

بِحَقِّ نَبِيِّكَ وَالْاَنْبِيَاءِ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِيْ فَاِنَّكَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ (حلیۃ الاولیاء، ج:۳، ص:۱۲۱)

یعنی اپنے نبی (محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کے طفیل اور ان نبیوں کے طفیل جو مجھ سے پہلے ہوئے ہیں بے شک تو سب سے بڑا مہربان ہے۔

پھر! آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اِنَّمَا اَلْبَسْتُهَا قَمِيْصِىْ لِتُكْسٰى مِنْ حُلَلِ الْجَنَّةِ وَاضْطَجَعْتُ مَعَهَا لِيُهَوَّنَ عَلَيْهَاO (الاستیعاب، ج:۴،ص:۴۷۷)

یعنی میں نے اپنا قمیص اس لئے پہنایا تا کہ اللہ تعالیٰ اس کو (یعنی میری ماں کو) جنت کا حلہ پہنائے اور قبر میں اس لئے لیٹا کہ اس پر نرمی و آسانی ہو اور اس کو عزت و سکون حاصل ہو۔

مراد مصطفیٰ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اس خاتون کے ساتھ جو سلوک کرتے ہوئے دیکھا ہے وہ کسی اور کے ساتھ کرتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔

يَا عُمَرُ اَنَّ هٰذِهِ الْمَرْءَةَ كَانَتْ اُمِّىْ اَلَّتِىْ وَلَدَتْنِىْ O یعنی اے عمر یہ خاتون میری حقیقی ماں کی طرح تھی۔

اور فرمایا! کہ ابو طالب ہمیشہ احسان پرورش جتاتے اور یہ اس کو تہذیب اور شائستگی سکھاتی۔

پھر فرمایا! بے شک مجھے جبرئیل علیہ السلام نے میرے رب عزوجل کی جانب سے خبر دی ہے کہ یہ خاتون جنتی ہے

اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اَمَرَ سَبْعِيْنَ اَلْفًا مِّنَ الْمَلٰئِكَةِ يُصَلُّوْنَ عَلَيْهَا (المستدرک للحاکم، ج:۳،ص:۱۰۸)

یعنی بے شک اللہ تعالیٰ نے ستر ہزار فرشتوں کو اس پر نماز جنازہ پڑھنے کا حکم دیا ہے۔

اے ایمان والو! ہمارے پیارے آقا، مصطفیٰ کریم، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم خود قبر میں لیٹے تا کہ میرے جسم کی برکت سے قبر جنت کا باغ بن جائے اور میری ماں فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا قبر میں آتے ہی جنت کے باغ میں پہنچ جائے اور میں نے اپنا قمیص ان کو اس لئے پہنایا تا کہ میرے پہنے ہوئے کپڑے کی برکت سے قبر کے معاملات آسان ہو جائیں اور اس کے بدلے میں جنت کا لباس نصیب ہو جائے۔

حضور کی چادر نور کی برکت

حدیث شریف: حضرت مولانا روم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

ایک روز محبوب خدا، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ایک جنازہ میں شرکت فرما کر واپس لوٹے تو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کے کپڑوں کو ہاتھ لگا کر دیکھنے لگیں۔

تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ! تم کیا دیکھتی ہو؟ تو انہوں نے عرض کیا کہ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم قبرستان سے تشریف لا رہے تھے تو آسمان سے بارش ہو رہی تھی اور تعجب ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے کپڑے بھیگے نہیں۔

تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ! تم نے سر پر کیا اوڑھ رکھا ہے؟ تو انہوں نے عرض کیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی مبارک چادر۔

تو فرمایا اے عائشہ! اس چادر کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے تمہاری نگاہوں سے پردے ہٹا دیئے اور وہ رحمت کی بارش جو مجھ پر ہمیشہ برستی رہتی ہے اس کو تم نے دیکھ لیا۔ (مثنوی شریف دفتر اول)

حضرات! ہمارے پیارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے جسم نور سے لگنے والی چادر شریف کی برکت و نورانیت کا یہ عالم ہے کہ ہماری مقدس ماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اوڑھ لی تو آنکھوں سے حجابات اٹھ گئے اور غیب کی بات ظاہر ہو گئی اور رحمت کی نورانی بارش کو دیکھ لیا۔

حضرات! غور کیجئے کہ جب ملبوسات، پہنے ہوئے کپڑوں میں یہ برکت ہے کہ جو اوڑھ لے اس پر غیب ظاہر ہو جاتا ہے اور اس کی نگاہوں سے پردہ اٹھ جاتا ہے تو خود محبوب خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نگاہوں کا عالم کیا ہوگا۔

خوب فرمایا عاشق مصطفیٰ امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

اور فرمایا

جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آ گیا
اس نگاہ عنایت پہ لاکھوں سلام

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پیالے کی برکت

حدیث شریف: حضرت امام ابن مامون رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ایک پیالہ تھا۔

فَكُنَّا نَجْعَلُ فِيهَا الْمَاءَ لِلْمَرْضٰى فَيَسْتَشْفُوْنَ بِهَا (شفا شریف)

ہم اس میں پانی ڈال کر بغرض شفا بیماروں کو پلاتے تو شفا ہو جاتی۔

حدیث شریف: حضرت خداش بن ابی خداش رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس آقا کریم صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کا ایک پیالہ تھا جو انہوں نے حضور صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم سے لیا تھا۔

مراد مصطفیٰ، حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کبھی کبھی حضرت خداش رضی اللہ تعالی عنہ کے گھر تشریف لے جاتے تو ان سے وہی پیالہ طلب فرماتے، پیالے میں آب زمزم بھر کر پیتے اور اپنے چہرے پر چھینٹے مارتے۔ (اصابہ، کنز العمال)

اے ایمان والو! مراد مصطفیٰ، امیر المومنین، حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ اسلام میں بہت ہی سخت تھے۔ اگر تبرکات سے برکت حاصل کرنا درست نہ ہوتا تو حضرعمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ حضرت خداش رضی اللہ تعالی عنہ کے گھر جا کر آقا کریم صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کے پیالے میں پانی پینا اور اپنے چہرے پر ملنا یہ فعل ہرگز نہ کرتے۔

تو معلوم ہوا کہ آقا کریم، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کے کپڑے سے، پیالے سے، موئے مبارک سے اور تمام تبرکات سے فیض و برکت حاصل کرنا ناجائز و بدعت نہیں بلکہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ اور نیکوں کی سنت و عادت ہے۔

سرکار اعلیٰ حضرت، پیارے رضا، اچھے رضا، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں

تیرے غلاموں کا نقش قدم ہے راہ خدا
وہ کیا بھٹک سکے جو یہ سراغ لے کے چلے

لحد میں عشق رخ شہ کا داغ لے کے چلے
اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے

درود شریف:۔

حدیث شریف: حضرت عاصم رضی اللہ تعالی عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کا ایک عریض وعمدہ پیالہ دیکھا جو چوب نضار کا بنا ہوا تھا اور اس پر لوہے کا ایک حلقہ بنا ہوا تھا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ نے چاہا کہ لوہے کی جگہ سونے یا چاندی کا حلقہ بنائیں مگر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا کہ جس چیز کو محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے بنایا ہو اس کو تبدیل نہیں کرنا چاہیے۔

یہ سنکر حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ نے ویسے رہنے دیا اور فرمایا:

لَقَدْ سَقَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ ھٰذَا الْقَدَحِ اَکْثَرَ مِنْ کَذَا وَ کَذَا (بخاری شریف)

بے شک، یقیناً میں نے اس پیالے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو بارہا پانی پلایا ہے۔

حضرت امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس پیالے کو بصرہ میں دیکھا اور اس میں پانی بھی پیا ہے۔(شرح مناوی)

عصاء مبارک کی برکت

حدیث شریف: حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مجھ کو خالد بن سفیان بن بلیغ ہزلی کو قتل کرنے کے لئے بھیجا۔ میں جب اس کو قتل کر کے واپس بارگاہ کرم میں حاضر ہوا تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مجھ کو اپنا عصاء مبارک عطا فرما کر ارشاد فرمایا:

تَحْضُرُ بِھٰذِہٖ فِی الْجَنَّۃِ یعنی اس عصاء کے ساتھ جنت میں چلے جانا۔

وہ عصاء مبارک حضرت عبداللہ ابن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس رہا جب ان کے وصال کا وقت آیا تو انہوں نے وصیت کی کہ اس عصاء شریف کو میرے کفن میں رکھ کر میرے ساتھ دفن کر دینا چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

(زرقانی علی المواھب، بیہقی، حیاۃ الحیوان)

حدیث شریف: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں مدینہ طیبہ حاضر ہوا تو مجھے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملے اور انہوں نے فرمایا:

اِنْطَلِقْ اِلَی الْمَنْزِلِ فَاَسْقِیْکَ فِیْ قَدَحٍ شَرِبَ فِیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

(صحیح بخاری، ج:۲، ص:۲۶۷۳، بیہقی سنن کبری، ج:۵، ص:۳۳۹)

میرے ساتھ گھر چلیے میں آپ کو اس پیالے میں پلاؤں گا جس میں آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے پیا ہے۔

اے ایمان والو! صحابۂ کرام علیہم الرضوان کا ایمان وعقیدہ ملاحظہ فرمایئے کہ محبوب خدا، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا لب مبارک وہ منہ شریف جس کی ہر بات وحی الٰہی ہوا کرتی تھی۔

اعلیٰ حضرت، امام اہل سنت، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

وہ دہن جس کی ہر بات وحی خدا
چشمۂ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام

آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا لب پاک، منہ مبارک جس برتن اور پیالے سے مس ہوگیا، لگ گیا، تو حضرات صحابۂ کرام علیہم الرضوان کے نزدیک وہ برتن اور پیالہ بڑا برکت والا ہوگیا، صحابۂ کرام ایسے برتنوں اور پیالوں کو بطور تبرک اپنے پاس محفوظ رکھتے تھے اور دوسروں کو اس پیالے سے تبرک سمجھ کر پانی پلاتے اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین تبرک سمجھ کر پانی پیتے تھے جیسا کہ صحیح بخاری کی حدیث سے ظاہر اور ثابت ہوا مگر مومن کو سمجھانے اور بتانے کے لئے ایک حدیث شریف ہی کافی وشافی ہے مگر منافق کے لئے پورا دفتر بے کار ہے۔

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مگر مرد ناداں پر کلام نرم و نازک بے اثر

نبی کے عصاء کے ساتھ دفن کیا گیا

حدیث شریف: سرچشمۂ ولایت حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید وخلیفہ حضرت محمد بن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس محبوب خدا، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ایک عصاء مبارک تھا، جب ان کا انتقال ہوا تو ان کی وصیت کے مطابق وہ عصاء شریف حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ دفن کیا گیا۔ (بیہقی)

حضرات! صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے تبرکات سے فیض و برکت حاصل کرنے کو بدعت و ناجائز سمجھتے تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پیرہن شریف، پیالہ مبارک اور عصاء شریف کو اپنے پاس محفوظ نہیں رکھتے اور یہ وصیت نہیں کرتے کہ میرے وصال کے بعد عصا مبارک کو میری قبر میں رکھ دیا جائے جیسا کہ حضرت کی قبر میں آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا عصا مبارک رکھا گیا۔

حضرات! حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے تبرکات سے فیض و برکت حاصل کرنا سنیوں، بریلویوں ہی کا طریقہ نہیں ہے بلکہ یہ نورانی افعال حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی عادت وسنت ہیں۔

عصاء مبارک کی بے ادبی سے کینسر ہوگیا

حدیث شریف: (ایک بے ادب) جہجاہ غفاری نے ہمارے آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا عصاء مبارک! جو امیر المومنین حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست مبارک میں تھا، ان کے ہاتھ

سے چھین لیا اور اپنے گھٹنے پر رکھ کر توڑنے کی (ناپاک) کوشش کی تو لوگوں نے شور مچا کر اسے روک دیا مگر پھر بھی اس نے توڑ ڈالا (تو اس کو کیسی سزا ملی ملاحظہ فرمائیے) فَاَخَذَتْهُ الْاٰكِلَةُ فِیْ رُكْبَتِهٖ فَقَطَعَهَا وَمَاتَ قَبْلَ الْحَوْلِ (شفاء شریف، ج ۲، ص ۶۲۱)

یعنی اس کے گھٹنے پر پھوڑا نکلا جو ناسور بن گیا۔ (یعنی کینسر) جس کی وجہ سے اس کی ٹانگ کاٹ دی گئی اور ایک سال بھی نہ گزرا تھا کہ وہ مر گیا۔

اے ایمان والو! یاد رکھئے کہ بے ادبی کرنے والے کی تباہی و بربادی ضرور ہوتی ہے جیسا کہ آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے عصاء مبارک کی بے ادبی کرنے والا شخص جس پیر پر عصاء مبارک رکھ کر توڑا تھا اس پیر میں کینسر کا مرض ہو گیا اور وہ پیر کاٹا گیا۔

باادب بانصیب۔ بے ادب کم نصیب

نعلین شریف کا ادب

امام اہل سنت مجدد دین وملت، پروانۂ شمع رسالت، اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

طَبَقَةً فَطَبَقَةً شَرْقًا، غَرْبًا، عَجَمًا، عُرْبًا، علمائے دین اور ائمہ معتمدین نعل مطہر، حضور سید البشر، افضل الصلوٰۃ واکمل السلام کے نقشے، کاغذوں پر بناتے، کتابوں میں تحریر فرماتے آئے، اور انہیں بوسہ دینے، آنکھوں سے لگانے، سر پر رکھنے کا حکم فرماتے رہے، اور دفع امراض اور حصول اغراض میں اس سے توسل فرمایا کئے، اور بفضل الٰہی عظیم وجلیل برکات وآثار اس سے پایا کئے۔

علامہ ابوالیمن ابن عساکر، اور شیخ ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن خلف سلمی وغیرہما علماء نے اس باب سے مستقل کتابیں تصنیف کیں، اور علامہ احمد مقری کی فتح المتعال فی خیر النعال، اس مسئلہ میں اجمع وانفع تصانیف سے ہے۔ اور بھی دس بزرگوں کے اسما کو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تحریر کئے ہیں کہ ان سب (بزرگوں) نے نعلین شریف کو بوسہ دینے، سر پر رکھنے کا حکم واستحسان مذکور اور یہی مواہب الدنیہ، امام علامہ احمد قسطلانی وشرح مواہب علامہ زرقانی وغیرہما کتب جلیلہ میں مسطور۔ (تبرکات کے آداب وفضائل، ص ۳۲)

نعلین شریف کے فوائد و برکات

امام اہلسنت، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ۔

علما فرماتے ہیں: جس کے پاس یہ نقشہ متبرکہ ہو (۱) ظلم ظالمین، شر شیاطین اور چشم زخم حاسدین سے محفوظ رہے (۲) عورت دردزہ کے وقت اپنے داہنے ہاتھ میں لے آسانی ہو (۳) جو ہمیشہ پاس رکھے نگاہ خلق میں معزز ہو (۴) زیارت روضۂ مقدس نصیب ہو یا خواب میں زیارت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مشرف ہو۔ (۵) جس لشکر میں ہو نہ بھاگے (۶) جس قافلے میں ہو نہ لٹے (۷) جس کشتی میں ہو نہ ڈوبے (۸) جس مال میں ہو نہ چرے (۹) جس حاجت میں اس سے توسل کیا جائے پوری ہو۔ (۱۰) جس مراد کی نیت سے پاس رکھیں حاصل ہو۔ (۱۱) موضع درد و مرض پر اسے رکھ کر شفائیں ملی ہیں، مہلکوں، مصیبتوں میں اس سے توسل کر کے نجات و فلاح کی راہیں کھلی ہیں۔ (امام احمد رضا، تبرکات کے آداب و فضائل، ص: ۳۲)

حضرات! آقا کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے نعلین شریفین کے فیوض و برکات بے شمار ہیں اور جس قدر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گنائے ہیں اگر ہم اسی کو دل میں رکھ لیں اور نعلین شریفین کا ادب و احترام ملحوظ رکھیں تو یقیناً ہم کامیاب ہوں گے۔

جو سر پہ رکھنے کو مل جائے نعل پاک حضور
تو کہیں گے کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں

درود شریف:

دست پاک کی نسبت کا ادب: حدیث شریف: حضرت ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر کے اگلے حصے میں بالوں کا ایک گچھ تھا، جب وہ بیٹھتے اور اس کو چھوڑ دیتے تو وہ (بال کا گچھ) زمیں سے جا لگتا، انہیں کہا گیا کہ تم ان کو منڈوا کیوں نہیں دیتے تو فرمایا۔

لَمْ اَکُنْ بِالَّذِیْ اَحْلِقُهَا وَمَسَّهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ (شفاء شریف، ج:۲، ص:۴۳)

میں انہیں ہرگز نہیں منڈواؤں گا کیوں کہ ان پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ہاتھ مبارک لگا ہوا ہے۔

جسم مبارک کی نسبت کی تعظیم

حدیث شریف: حضرت ابن منکدر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد نبوی شریف کے صحن میں ایک خاص جگہ پر لوٹتے اور لیٹتے۔ ان سے سبب پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے اس جگہ پر محبوب خدا آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو سوتے ہوئے دیکھا ہے۔ (وفاء الوفاء، ص:......)

حدیث شریف: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیکھا گیا کہ وَاضِعًا يَدَهُ عَلىٰ مَقْعَدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْمِنْبَرِ ثُمَّ وَضَعَهَا عَلىٰ وَجْهِهٖ (شفاء شریف، ج:۲، ص۴۴)

منبر اقدس پر جو جگہ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بیٹھنے کی تھی وہاں اپنے ہاتھوں کو ملتے پھر اپنے منہ پر پھیر لیتے

منبر شریف کا ادب صدیق و عمر نے کیا

حدیث شریف: ہمارے حضور، سراپا نور، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے منبر شریف کے تین درجے تھے، آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سب سے اوپر کے درجے پر بیٹھتے تھے اور درمیانی درجہ پر اپنے پاؤں مبارک رکھتے۔ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وصال شریف کے بعد محبوب مصطفیٰ حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں بلحاظ ادب اوپر کے درجہ پر نہ بیٹھے بلکہ درمیانی درجہ پر بیٹھے اور پاؤں سب کے نیچے کے درجہ پر رکھا۔ حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال شریف کے بعد مراد مصطفیٰ، حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب خلیفہ ہوئے تو اوپر کی دونوں سیڑھیوں کو چھوڑ دیا اور سب سے نیچے کے درجہ پر بیٹھتے اور پاؤں زمین پر رکھتے۔ اس طرح مراد مصطفیٰ، حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور خلیفۂ اول حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹھنے کی جگہ کا ادب و احترام کیا اور حضرت عثمانِ غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ آیا تو انہوں نے منبر شریف کے درجات زیادہ کر دیئے۔ آپ نیچے کے تینوں درجوں کو چھوڑ کر اوپر کے بڑھائے ہوئے چوتھے درجہ پر کھڑے ہوئے۔ (کشف الغمہ، ص:......، وفاء الوفاء، ص......)

اے ایمان والو! محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے خلیفہ ہیں محبوب مصطفیٰ حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اور انہوں نے اس جگہ کا ادب ملحوظ رکھا جس جگہ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بیٹھا کرتے تھے اور مراد مصطفیٰ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس درجے پر نہ بیٹھے جس درجے پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

بیٹھا کرتے تھے اور اس درجہ پر بھی نہ بیٹھے جس درجے پر محبوب مصطفیٰ، حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھا کرتے تھے اور حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی جگہ پر بیٹھے اور نہ حضرت ابو بکر صدیق اکبر اور نہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹھنے کی جگہ پر بیٹھے بلکہ چوتھی سیڑھی سب سے اوپر قائم کیا اور پھر اس پر بیٹھے۔ گویا ان حضرات نے امت کو بہت ہی بہترین سبق سکھایا کہ ہم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ادب کرتے ہیں اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے غلاموں، نیکوں کا بھی ادب کرتے ہیں۔

حضرات! معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور نیکوں کا ادب و تعظیم کرنا بدعت و ناجائز نہیں بلکہ صحابۂ کرام و خلفائے راشدین کی عادت و سنت ہے۔

کیا ہی خوب فرمایا عاشق مصطفیٰ، محب صحابہ اور غلام اہل بیت، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

تیرے غلاموں کا نقش قدم ہے راہ خدا
وہ کیا بہک سکے جو یہ سراغ لے کے چلے

لحد میں عشق رخ شہ کا داغ لے کے چلے
اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے

درود شریف:

حضرات! اسلامی تاریخ میں ایسے بے شمار واقعات ہیں کہ صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور تابعین نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور ان کے بعد والوں نے اپنے بڑوں اور نیکوں کے ہاتھ اور پاؤں چومے ہیں اور برکتیں حاصل کی ہیں، ملاحظہ فرمایئے۔

صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ہاتھ کو بوسہ دیا

حدیث شریف: مسلمانوں کی ماں حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ محبوب خدا، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جب سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لے جاتے تو وہ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے لئے کھڑی ہو جاتیں۔ فَاَخَذَتْ بِيَدِهٖ وَقَبَّلَتْهُ وَاَجْلَسَتْهُ فِيْ مَجْلِسِهَا تو حضرت سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ہاتھ مبارک پکڑ کر اس کو چوم لیتیں اور اپنے بیٹھنے کی جگہ پر بٹھاتیں اور جب حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پاس حاضر ہوتیں تو مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کھڑے ہو جاتے۔ وَاَخَذَ بِيَدِهَا وَقَبَّلَهَا وَاَجْلَسَهَا فِيْ مَجْلِسِهٖ

اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہاتھ پکڑ کر بوسہ دیتے اور اپنی جگہ پر بٹھاتے۔ (امام بخاری الادب المفرد، ص: ۱۳۹،
ابوداؤد شریف، ج: ۲، ص: ۲۱۸، مشکوٰۃ شریف، ص: ۴۰۲، تحفۃ الطالبین، ص: ۳۱، مدارج النبوۃ، ج: ۲، ص: ۵۴۲)

اے ایمان والو! جنتی عورتوں کی سردار، حضرت امام حسن و حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی امی جان، محبوب خدا، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پیاری بیٹی حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی کھڑے ہو کر تعظیم کی اور ہاتھوں کو بوسہ دیا اور آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے کھڑے ہو کر بیٹی کے ساتھ اظہار محبت فرمایا اور ہاتھوں کو بوسہ دیا۔

حضرات! حدیث شریف سے روشن ہے کہ نبی دو عالم، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا ناجائز و بدعت نہیں ہے بلکہ سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سنت ہے۔

آقا کریم کا دست کرم صحابہ نے چوما

حدیث شریف: صحابی رسول حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ۔

قَبَّلْنَا يَدَاهُ۔ یعنی ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دست مبارک کو بوسہ دیا۔

(امام بخاری، الادب المفرد، ص: ۱۴۳، ابوداؤد شریف، ج: ۲، ص: ۲۱۸)

حدیث شریف: صحابی رسول حضرت اشج رضی اللہ تعالیٰ عنہ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے حَتّٰى اَخَذَ بِيَدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبَّلَهَا یہاں تک کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا دست مبارک پکڑ کر بوسہ دیا تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ اِنَّ فِيْكَ لَخُلُقَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ۔ یعنی تم میں دو عادتیں ایسی ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو پسند ہیں۔

(امام بخاری الادب المفرد، ص: ۸۶، مطبوعہ مصر)

حدیث شریف: حضرت ذارع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم مدینہ طیبہ میں آئے تو ہم نے اپنی سواریوں سے اترنے میں جلدی کی۔ فَنُقَبِّلُ يَدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِجْلَهٗ۔ یعنی ہم نے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ہاتھ اور پاؤں کو بوسہ دیا۔ (ابوداؤد شریف، ج: ۲، ص: ۲۱۸، مشکوٰۃ شریف، ص: ۴۰۲)

حدیث شریف: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما، ۱۱ ربیع الاول شریف کو آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں لشکر کے ساتھ رخصتی کی اجازت کی غرض سے حاضر ہوئے۔ اور آقا کریم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سرہانے کھڑے ہو گئے اور اپنے سر کو جھکا کر آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سر مبارک اور دست مبارک کا بوسہ لیا۔ (مدارج النبوۃ، ج:۲، ص:۴۸۶)

حضرات! صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اپنے پیارے آقا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی تعظیم میں کھڑے ہو جاتے اور سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ اور پاؤں کو چومتے بھی تھے۔

آقا کریم کے غسل کے پانی کی برکت

ہمارے حضور! سراپا نور، اللہ کے حبیب، ہم بیماروں کے طبیب، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وصال شریف کے بعد جب آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو غسل دیا گیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پلکوں کے نیچے اور ناف شریف کے گوشہ میں کچھ پانی جمع ہو گیا تھا۔ حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پانی کو اپنی زبان سے چوس لیا اور پی گئے۔ حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس پانی کی برکت سے میرا سینہ علم وآگہی کا خزینہ اور میرا حافظہ بہت مضبوط ہو گیا۔ (مدارج النبوۃ، ج ۲ ص ۱۴۵)

نیکوں کے ہاتھ اور پاؤں کو برکت کے لیۓ چومنا

حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ۔ رَاَیْتُ عَلِیًّا یُقَبِّلُ یَدَیِ الْعَبَّاسِ وَرِجْلَیْهِ۔
یعنی میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ اور پاؤں کو بوسہ دیتے ہوئے دیکھا۔

(امام بخاری، الادب المفرد، ص:۱۴۴، تنویر القلوب، ص:۲۰۰)

۲) عالم ربانی، حضرت امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ
ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مراد مصطفیٰ، امیر المؤمنین، حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست مبارک پر بوسہ دیا۔ (کیمیائے سعادت فارسی ص:۱۹۴، عوارف المعارف ۱۶۰)

۳) یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امام حسن بن علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بوسہ لیا۔
(تاریخ بغداد، ج:۹، ص:۹۴)

۴) عاشق رسول حضرت علامہ عبدالرحمٰن جامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رقمطراز ہیں کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آل رسول محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور پاؤں چوما۔ (شواہد النبوۃ، ص:۱۸۱)

۵) صاحب صحیح مسلم شریف امام و محدث حضرت مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے برکت کے حصول کے لئے حضرت امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیشانی کا بوسہ لیا اور پھر عرض کیا کہ آپ اجازت دیں تو میں آپ کے پاؤں کا بوسہ لوں۔ (ابن نقطہ، التقیید ج:۱ص:۳۳)

حضور غوث پاک کے دست پاک کو اولیاء نے چوما

ہم قادریوں کے قبر کے اجالا، آخرت کے سہارا، ہمارے پیر اعظم شیخ عبد القادر جیلانی، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ ۵۱۱ھ میں برہنہ پاؤں بغداد شریف کی طرف آرہا تھا کہ راستے میں مجھے ایک شخص جو نحیف البدن، بہت ہی کمزور، متغیر رنگ تھا ملا۔ اس نے میرا نام لے کر مجھے سلام کیا اور قریب آنے کو کہا۔ جب میں اس کمزور کے پاس پہونچا تو اس نے مجھے سہارا دینے کے لئے کہا اور میں نے اس کمزور کو سہارا دیکر کھڑا کر دیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے اس (بیمار) کا جسم صحت مند ہونے لگا اور اس کی شکل وصورت میں تر وتازگی نظر آنے لگی۔ میں دیکھ کر حیران ہوا تو اس نے مجھ سے کہا کہ کیا آپ مجھے پہچانتے ہیں؟ میں نے لاعلمی کا اظہار کیا تو وہ کہنے لگا انا الدین۔ میں دین اسلام ہوں۔ كُنْتُ قَدِمْتُ وَدَثَرْتُ فَاَحْيَانِي اللّٰهُ تَعَالىٰ بِكَ بَعْدَ مَوْتِي یعنی میں قریب المرگ ہو گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعہ مجھے پھر سے زندہ کیا۔ پھر میں وہاں سے بغداد کی جامع مسجد میں آیا تو ایک شخص نے مجھ سے ملاقات کی اور میرے جوتے کو پکڑ لیا اور مجھے يَا سَيِّدِيْ مُحْيِيُ الدِّيْنِ کہہ کر پکارا۔ پھر جب میں نماز پڑھنے لگا تو چاروں جانب سے لوگ آکر يُقَبِّلُوْنَ يَدِيْ میرے ہاتھ کو چومنے لگے اور يَا مُحْيِيُ الدِّيْنِ کہہ کر پکارنے لگے۔ اس سے قبل مجھے کسی نے اس لقب سے نہیں پکارا تھا۔ (بہجۃ الاسرار، ص:۵۴، قلائد الجواہر، ص:۵۷، نفحات الانس، ص:۲۶۰)

بادشاہوں نے حضور غوث پاک کے ہاتھ کو چوما

بادشاہ وقت اور امراء، وزراء، پیران پیر، دستگیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوتے تھے، اگر آپ حجرہ شریف میں تشریف فرما ہوتے تو اٹھ کر گھر تشریف لے جاتے، جب وہ حجرہ میں بیٹھ جاتے تو پھر دولت خانہ سے باہر تشریف لے جاتے تاکہ ان کے لئے آپ کو اٹھنا نہ پڑے۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سے گفتگو نہایت بے باکی سے فرماتے اور واضح الفاظ میں ان کو وعظ و نصیحت فرماتے تو وہ لوگ آپ کے سامنے عجز و انکساری سے بیٹھتے اور آپ کے مبارک ہاتھوں کو بوسہ دیتے۔ (بہجۃ الاسرار، ص:۸۶، قلائد الجواہر، ص:۱۹، سفینۃ الاولیاء، ص:۶۳)

اقطاب وابدال کی جماعت نے حضور غوث پاک کے ہاتھ کو چوما

علامہ محمد بن یحیٰ حلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی کتاب قلائد الجواہر شریف میں تحریر فرماتے ہیں کہ ابوالحسن علی بن ملایب الیقواس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ایک روز میں ایک بہت بڑی جماعت کے ہمراہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کے لئے روانہ ہوا اور سب لوگ اپنی مشکلات کی آسانی کے لئے دعا کرانے کی غرض سے حاضر ہوئے تھے۔

سب نے محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کی اور اپنی اپنی مشکلات کے حل کے لئے دعا کی درخواست کی اور ہم سب آگے بڑھے۔

وَقَبَّلْنَا یَدَیْهِ وَانْهَرَ الْجَمَاعَتُ اِلیٰ تَقْبِیْلِ یَدَیْهِ بِاَجْمَعِهِمْ۔ یعنی ہم سب لوگوں نے آپ کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور چاروں طرف سے لوگ آپ کی دست بوسی کے لئے آرہے تھے۔ (قلائدالجواہر، ص:۳۲، مطبوعہ مصر)

حضرات! اس نورانی واقعہ سے پتہ چلا کہ قطب وولی بھی ہمارے پیر اعظم، محبوب سبحانی، حضور غوث اعظم جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں دعا کے لئے اور مشکلات کے حل کے لئے حاضری دیا کرتے تھے۔ اس طرح دعا لیکر برکت حاصل کرتے تھے اور تعظیماً دست غوثیت کو چوم کر بھی برکت ورحمت حاصل کیا کرتے تھے۔

بے ادب بد نصیب کو خدا ہی جانے
با ادب بڑے خوش نصیب ہوتے ہیں

خواجہ عثمان ہارونی کے پاؤں کو خواجہ غریب نواز نے چوما

ہند کے راجہ، ہمارے پیارے خواجہ، عطائے رسول، سلطان الہند خواجہ معین الدین حسن چشتی، سنجری، ثم اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ جب میں اپنے شیخ، شیخ الاعظم حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا تو اپنے شیخ کے ہاتھوں اور پاؤں کا بوسہ دیا۔ (انیس الارواح، ص:۲)

حضرت خواجہ غریب نواز کے پاؤں کو خواجہ قطب الدین نے چوما

ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ، ہم غریبوں کے غمگسار، بے کسوں کے حامی ومددگار خواجہ معین الدین حسن چشتی

اجمیری، حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ: روز پنجشنبہ در مسجد جامع اجمیر دولت پابوس حاصل شد۔ یعنی جمعرات کے روز جامع مسجد اجمیر شریف میں میرے شیخ حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاؤں مبارک کو چومنے کا شرف حاصل ہوا۔ (اخبار الاخیار فارسی ص: ۳۲۔ دلیل العارفین مجلس ۹)

بابا فرید نے خواجہ قطب الدین کے ہاتھ کو چوما

حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید وخلیفہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رضی اللہ عنہ کے متعلق حضرت بابا فرید گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے شیخ حضرت قطب الدین بختیار کاکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست کرم کو بوسہ دیا۔ (اسرار الاولیاء فارسی، ص: ۸۰)

اے ایمان والو! روز روشن سے زیادہ ظاہر وثابت ہے کہ بزرگوں کے ہاتھ وپاؤں کو چومنا بدعت نہیں ،بلکہ سنت ہے۔

خود محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی پیاری بیٹی حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور بیٹی سے اپنی محبت کا اظہار کیا اور حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے والد گرامی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے لئے ادب کے طور پر کھڑی ہوئیں اور تعظیما دست اقدس کا بوسہ دیا اور یہ بتادیا کہ میں صرف جنتی ہی نہیں ہوں بلکہ تمام جنتی عورتوں کی سردار ہوں اور میری عادت وسنت یہ ہے کہ میں نبی دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے لئے تعظیما کھڑی ہوتی ہوں اور دست اقدس کو چومتی بھی ہوں۔

اسی طرح! صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے آقا کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے لئے کھڑے ہوکر تعظیم کی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھوں اور پاؤں کو بوسہ بھی دیا۔

اور اسی طرح! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بزرگ ونیک صحابہ رضی اللہ عنہم کی تعظیم وعزت کی اور ان کے ہاتھوں کو چوما۔

اور اسی طرح! تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اپنے سے بزرگ ونیک صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تعظیم کی اوران کے ہاتھ کو چوما۔

اور اسی طرح! ایک محدث نے دوسرے محدث، جیسے حضرت امام ومحدث مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ کو چوما۔

اور اسی طرح! ایک امام نے دوسرے امام، جیسے حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امام الائمہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عزت کی اور ان کی قبر پر جا کر فیوض و برکات حاصل کیے۔

اور اسی طرح! بڑے بڑے اولیاء کرام نے ہمارے پیر اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ادب کیا اور ان کے ہاتھ اور پاؤں کو چوما۔

اور اسی طرح! ہمارے پیارے خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عزت کی اور ان کے قدموں کا بوسہ دیا۔

اور اسی طرح! حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے شیخ، ہند کے راجہ، ہمارے پیارے خواجہ، عطائے رسول، حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عزت کی اور ان کے ہاتھوں کو چوما۔

اور اسی طرح! معجزۂ مصطفیٰ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے شیخ آل رسول احمدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تمام سادات کرام کی تعظیم و توقیر فرمائی اور ان کے ہاتھوں کو بوسہ دیا۔

اور اسی طرح! مفتی اعظم! علی الاطلاق مجدد ابن مجدد الشاہ مصطفیٰ رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سادات کی عزت کی اور ان کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔

اور اسی طرح! ہمارے شیخ ولی کامل، عالم ربانی حضرت مولانا، مفتی الشاہ بدرالدین احمد قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہم نے خود دیکھا کہ آل رسول اور بزرگوں کی خوب عزت کرتے اور ان کے ہاتھوں کو بوسہ دیتے تھے۔ (انوار احمد قادری رضوی)

تو معلوم ہوا کہ بڑوں کی عزت و ادب کے لئے کھڑا ہونا اور ان کے ہاتھ اور پاؤں کو چومنا، خرافات و بدعت نہیں بلکہ نیک کام اور سنت ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ نیک و بزرگ کی عزت و تکریم کرنا جنتی کا کام ہے، جہنمی کو ان نیک کاموں سے کیا غرض؟

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب
اس برے مذہب پہ لعنت کیجئے

بیٹھتے اٹھتے مدد کے واسطے
یا رسول اللہ کی کثرت کیجئے

درود شریف:

بزرگوں کے ہاتھ اور پاؤں کیوں چومے جاتے ہیں؟

سلسلہ چشتیہ کے عظیم الشان بزرگ ہمارے پیارے خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے مرید حضرت خواجہ بابا فریدالدین گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

مشائخ و درویشاں کہ دست بوسیدن می دہند نیت ایشاں ایں است کہ گردد، دریں دبہ مغفورے دست رسد تا یک دیگر آمرزیدہ گردیم ٥

یعنی ہم بزرگوں کے ہاتھ اس لئے چومتے ہیں کہ کسی بخشے ہوئے کا ہاتھ لگنے سے بخشش ہو جائے۔

اور ایک واقعہ تحریر فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک شخص کو اس کی موت کے بعد دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا؟ تو اس شخص نے جواب دیا کہ جو کچھ میں نے دنیا میں کیا تھا سب کچھ میرے سامنے لایا گیا۔ پھر فرشتوں کو حکم ہوا کہ اسے دوزخ میں لے جاؤ۔ اتنے میں حکم ہوا کہ اس نے فلاں روز دمشق کی جامع مسجد میں حضرت خواجہ شریف حاجی (ہمارے خواجہ کے مشائخ میں سے ہیں) کے ہاتھ کو بوسہ دیا تھا جس کی برکت سے اس کو بخشا جاتا ہے۔

اس کے بعد ارشاد فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن کئی گنہگار صرف ہاتھ چومنے کی برکت سے بخشے جائیں گے اور دوزخ سے نجات پائیں گے۔

اور فرماتے ہیں کہ ہر حال میں بزرگوں کی دست بوسی کرنی چاہئے تا کہ کسی بخشے ہوئے کے ہاتھ لگنے کی وجہ سے مغفرت ہو جائے۔

اور فرماتے ہیں کہ جس وقت لوگ آپس میں ایک دوسرے کے ہاتھ کو بوسہ دیتے ہیں تو ہزاروں رحمتیں ان پر نازل ہوتی ہیں اور جب وہ دست بوسی سے فارغ ہوتے ہیں تو تمام رحمتیں ان پر نثار ہوتی ہیں۔ (اسرار الاولیاء، ص:۷۶)

حضرات! کتنے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اپنے پیر و مرشد، اپنے دینی استاذ، اپنے ماں، باپ اور اپنے بزرگوں کی تعظیم و تکریم کرتے ہوئے کھڑے ہو جاتے ہیں اور ان کے ہاتھ اور پاؤں کو چوم کر سنت کا ثواب اور ہزاروں ہزار رحمتوں کے مستحق بن جاتے ہیں۔

حضرات! کچھ لوگ اس قدر بدنصیب ہوتے ہیں کہ کہتے پھرتے ہیں کہ ہم کسی امام اور عالم کا ہاتھ نہیں چومتے۔ وہ لوگ غور کریں کہ کتنی بڑی سعادت و نیکی سے محرومی ہوتی ہے۔

بے ادب بدنصیب کو خدا ہی جانے
باادب بڑے خوش نصیب ہوتے ہیں

اب! اختتام کی منزل ہے ایک حدیث شریف ملاحظہ کر لیجئے۔

ماں کے قدم کو چومنا کعبہ معظّمہ کو چومنا ہے

امام و محدث حضرت علامہ بدرالدین عینی حنفی، شارح بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث نقل فرماتے ہیں کہ بے شک ایک آدمی محبوب خدا، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے عرض کی کہ میں نے نذر مانی ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے ہمارے آقا کریم مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو مکہ مکرمہ کی فتح دی تو میں کعبہ معظمہ کی چوکھٹ کو بوسہ دوں گا۔ محبوب خدا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: فَقَالَ قَبِّلْ قَدَمَیْ اُمِّکَ وَقَدْ وَفَیْتَ نَذْرَکَ ٥ یعنی تم اپنی ماں کے دونوں پاؤں کو بوسہ دو۔ تمہاری نذر پوری ہو جائے گی۔ (عمدۃ القاری، ج:۲،ص:۸۲، مطبوعہ مصر)

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
اک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ۱۰ ﴾

شوال المکرّم

چوتھا جمعہ...پہلا بیان

مالک ومختار نبی ﷺ

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡمِ ○ اَمَّا بَعۡدُ!

فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ○

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ○

وَمَا نَقَمُوۡۤا اِلَّاۤ اَنۡ اَغۡنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوۡلُهٗ مِنۡ فَضۡلِهٖ ج (پ۱۰، ع۱۶)

ترجمہ: اور انہیں کیا برا لگا یہی نہ کہ اللہ ورسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کردیا۔ (کنزالایمان)

درودشریف:

استاذ زمن، حضرت مولانا حسن رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

اللہ، اللہ شہ کونین جلالت تیری
فرش کیا عرش پہ جاری ہے حکومت تیری

جھولیاں کھول کے بے سمجھے نہیں دوڑ آئے
ہمیں معلوم ہے دولت تیری، عادت تیری

تو ہی مُلک خدا، مِلکِ خدا کا مالک
راج تیرا ہے، زمانے میں حکومت تیری

اور عاشق مصطفیٰ، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہئے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی

اور فرماتے ہیں:

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

تمہید: ہم جس دور میں ہیں یہ بڑے فتنوں اور ہنگاموں کا دور ہے۔ اور سب سے بڑا فتنہ بدعقیدگی کا فتنہ ہے۔ وہابیت کا فتنہ ہے۔ دیوبندیت کا فتنہ ہے۔

اور تمام بدعقیدوں کا مذہب ومسلک یہ ہے کہ محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہمارے جیسے ایک انسان تھے اور وہ کسی چیز کے مالک ومختار نہیں تھے۔ معاذ اللہ تعالیٰ! یہ عقیدہ اور مذہب ومسلک قرآن کریم کا دیا ہوا نہیں ہے اور قرآن کریم کا دیا ہوا عقیدہ اور مذہب ومسلک کیا ہے، ملاحظہ فرمایئے۔

قرآن سے ثبوت کہ اللہ ورسول نے غنی کردیا

وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ج (پ۱۰،ع۱۶)

ترجمہ: اور انہیں کیا برا لگا یہی نہ کہ اللہ ورسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کردیا۔ (کنزالایمان)

حضرات! اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے کتنے واضح الفاظ میں بیان فرمادیا کہ اللہ تعالیٰ غنی (مالدار) فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بھی غنی کرتے ہیں یعنی دولتمند بنادیتے ہیں۔

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا، تیرا

دوسری آیت ملاحظہ فرمایئے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ (پ۱۰،ع۱۳)

ترجمہ: اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ ورسول نے ان کو دیا۔ (کنزالایمان)

حضرات! اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شان وعظمت کا خطبہ دیا کہ میں بھی دیتا ہوں اور میری عطا سے میرا محبوب، مصطفیٰ کریم بھی دیتا ہے۔

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہئے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی

قرآن سے ثابت ہے کہ اللہ ورسول نے نعمت دی

تیسری آیت ملاحظہ فرمایئے : اَنۡعَمَ اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَاَنۡعَمۡتَ عَلَیۡهِ (پ۲۲،ع۲)

ترجمہ: اور اے محبوب! یاد کرو جب تم فرماتے تھے اس سے جسے اللہ نے نعمت دی اور تم نے اسے نعمت دی۔ (کنزالایمان)

چوتھی آیت ملاحظہ فرمایئے: اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰهُ وَرَسُوۡلُهٗ (پ۶،ع۱۲)

ترجمہ: تمہارے دوست نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول (کنزالایمان)

حضرات! کتنا واضح اور روشن ارشاد پاک ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر احسان فرمایا اور اللہ تعالیٰ کے محبوب، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان پر احسان کیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو نعمت عطا فرمائی اور اللہ کے محبوب مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان کو نعمت عطا کی اور اللہ تعالیٰ بے شک تمہارا مددگار ہے مگر اللہ کے رسول مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بھی تمہارے مددگار ہیں۔

حضرات! بدعقیدوں کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ پر فتویٰ لگائیں کہ اللہ تعالیٰ بھی بریلوی عقیدے والا ہے۔ معاذ اللہ تعالیٰ بیشک اللہ تعالیٰ خود سے مددگار ہے اور ہمارے آقا کریم، مصطفیٰ رحیم، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی دین وعطا سے مددگار ہیں۔

عاشق مصطفیٰ اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

رب ہے معطی یہ ہیں قاسم
رزق اس کا ہے کھلاتے یہ ہیں

انا اعطینا کا لکوثر
ساری کثرت پاتے یہ ہیں

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک آپ نے سنا اور اپنے ایمان کو تازہ کیا۔ اب اللہ تعالیٰ کے محبوب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد پاک ملاحظہ فرمایئے اور اپنے ایمان کو خوب سے خوب تر مضبوط کیجئے۔

حدیث سے ثبوت کہ اللہ ورسول نے غنی کردیا

حدیث شریف:(۱) فَاَغۡنَهُ اللّٰهُ وَرَسُوۡلُهٗ (صحیح بخاری شریف، ج:۱،ص:۱۹۸)

ترجمہ: یعنی تو اللہ نے اس کو غنی کر دیا اور اللہ کے رسول نے بھی اس کو غنی کر دیا۔
حضرات! خود محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تو غنی دولتمند بناتا ہی ہے اور اللہ کے فضل سے اللہ کے رسول محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بھی غنی، مالدار، دولتمند بنا دیتے ہیں۔

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا، تیرا

حدیث سے ثبوت کہ اللہ و رسول مددگار ہیں

دوسری حدیث شریف ملاحظہ کیجئے: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مَوْلٰى مَنْ لَّا مَوْلٰى لَهٗ ۝ (ترمذی، ج:۲، ص:۳۱)
ترجمہ: یعنی اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مددگار ہیں اس کے جس کا کوئی مددگار نہ ہو۔
تیسری حدیث شریف ملاحظہ فرمائیے: ہمارے آقا کریم، مصطفیٰ رحیم، محبوب خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے غلام حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حق میں فرمایا:
اَحَبُّ اَهْلِیْ اِلَیَّ مَنْ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ وَاَنْعَمْتُ عَلَیْهِ۔ (ترمذی، ج:۲، ص:۲۲۳، مشکوٰۃ شریف، ص:۵۷۳)
یعنی مجھے اپنے گھر والوں میں سب سے زیادہ محبوب وہ ہے جس کو اللہ نے نعمت دی اور میں نے اس کو نعمت دی۔
مشہور محدث حضرت ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری اس حدیث پاک کی شرح میں فرماتے ہیں کہ
صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اللہ تعالیٰ نے نعمت بخشی اور اللہ تعالیٰ کے رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) نے نعمت بخشی۔ مگر یہاں مراد وہ ہے جس کی تصریح قرآن کریم میں بیان ہوئی کہ جب تو فرماتا تھا اس سے جس کو اللہ تعالیٰ نے نعمت دی۔
وَاَنْعَمْتَ عَلَیْهِ هُوَ زَیْدٌ یعنی اور اے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تو نے اسے نعمت دی وہ زید بن حارثہ ہے۔
حضرات! ان آیات کریمہ اور احادیث طیبہ سے صاف طور پر پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ تو حقیقی مالک ہے اور اللہ تعالیٰ کے بنانے سے ہمارے آقا کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بھی مالک ومختار ہیں۔ اور بے شک اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے دیئے سے ہمارے پیارے نبی، مالک ومختار رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بھی اپنے غلاموں کو عطا فرماتے ہیں۔

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا، تیرا

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہیے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیارے آقا، مصطفیٰ کریم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو ایک اور ایک اور بے مثل اور لاجواب بنایا ہے۔ اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جیسا کوئی ہوا ہے نہ ہوگا۔

عاشق مصطفیٰ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

تیرے خلق کو حق نے عظیم کہا تیری خلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا تیرے خالق حسن و ادا کی قسم

اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو بے مثل بنایا ہے تو اب قیامت تک ہمارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا مثل اور جواب ناممکن اور محال ہے۔

صوم وصال: ہمارے آقا کریم، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم صوم وصال یعنی بغیر افطار کئے روزے پر روزہ رکھتے تھے۔ یہ دیکھ کر صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی اسی طرح روزے رکھنا شروع کر دیئے جب کمزوری کے آثار ان میں نمایاں ہوئے تو آقا کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے انہیں صوم وصال یعنی بغیر افطار کے روزے پر روزہ رکھنے سے منع فرمایا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو صوم وصال سے منع فرمایا تو ایک شخص نے عرض کیا:

یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم آپ تو خود روزہ رکھتے ہیں۔

قَالَ وَاَيُّكُمْ مِثْلِىْ ؟ اِنِّىْ اَبِيْتُ يُطْعِمُنِىْ رَبِّىْ وَيَسْقِيْنِىْ (صحیح بخاری، ج:۱،ص:۲۶۳، صحیح مسلم، ج:۱،ص:۳۵۱)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، تم میں (یعنی میری طرح) میرے جیسا کون ہے؟ میں رات (اپنے رب تعالیٰ کے پاس) گزارتا ہوں میرا رب تعالیٰ مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔

حضرات! صحیح بخاری شریف اور صحیح مسلم شریف کی اس حدیث میں خود محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق اکبر، حضرت عمر فاروق اعظم، حضرت عثمان غنی ذوالنورین، حضرت مولیٰ علی شیر خدا اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمارہے ہیں کہ میں تمہاری مثل تمہاری طرح نہیں ہوں۔ اور تم میں سے کوئی بھی میری مثل۔ میری طرح نہیں ہے۔

حضرات! کیا صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم قرآن کریم کی اس آیت، اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ (پ۱۶، ع۳) نہیں پڑھتے تھے، کیا ان کو یہ آیت یاد نہیں تھی؟ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کیوں نہیں کہا کہ ہم سب آپ کے مثل اور آپ کی طرح ہیں۔

حضرات! معلوم ہوا کہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو بے مثل اور بے نظیر مانتے تھے اور اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ کا مفہوم ان کے نزدیک وہ نہیں تھا جو آج کل کے ہمسری و برابری کا دعویٰ کرنے والوں نے سمجھا ہے۔

ایمان والوں کو صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ایمان وعقیدہ سے سبق حاصل کرنا چاہئے۔

عاشق مصطفیٰ، اعلیٰ حضرت، پیارے رضا، اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

تیرا مسند ناز ہے عرش بریں، تیرا محرم راز ہے روح امیں
تو ہی سرور ہر دوسرا ہے شہا، تیرا مثل نہیں ہے خدا کی قسم

اے ایمان والو! اب وہابیوں، دیوبندیوں کا عقیدہ ملاحظہ کرلیجئے تا کہ آپ کو ان بدعقیدوں سے دور رہنے میں آسانی رہے۔

وہابیوں، دیوبندیوں کا عقیدہ

وہابیوں، دیوبندیوں کے پیشوا مولوی اسمٰعیل دہلوی لکھتے ہیں:

(۱) عقیدہ: سب انسان (نبی ہوں یا امتی) آپس میں بھائی ہیں۔ جو بڑا ہو وہ بڑا بھائی۔ اولیاء وانبیاء، امام زادہ، پیروشہید، سب انسان ہی ہیں اور عاجز (مجبور) بندے ہیں اور ہمارے بھائی ہیں اور ان کی تعظیم انسانوں کی طرح کرنا چاہئے۔ (تقویۃ الایمان، ص:۱۳۱)

(۲) عقیدہ: انبیاء اور اولیاء، اللہ کے روبرو ایک ذرۂ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔ (تقویۃ الایمان، ص:۱۱۹)

اللہ تعالیٰ بدعقیدوں کے برے عقیدے اور ان کے فتنوں سے محفوظ رکھے۔ آمین ثم آمین۔

ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم دو عالم کے بادشاہ ہیں

اللہ تعالیٰ نے ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو زمین اور آسمان، دونوں جہان کا بادشاہ بنایا ہے۔ ملاحظہ فرمایئے۔

حدیث شریف: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ محبوب خدا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

ہمارے دو وزیر آسمان میں ہیں (۱) حضرت جبرئیل علیہ السلام۔ (۲) حضرت میکائیل علیہ السلام۔

وَاَمَّا وَزِيْرَایَ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ فَاَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ (ترمذی شریف، ج۲، ص۲۰۹، مشکوۃ شریف، ص:۵۵۲)

یعنی اور دو وزیر زمین والوں میں (۱) حضرت ابوبکر (۲) حضرت عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) ہیں۔

حضرات! حدیث شریف سے صاف طور پر معلوم ہوا کہ ہمارے آقا کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اللہ کے فضل وعطا سے زمین کے بھی بادشاہ ہیں اور آسمان کے بھی بادشاہ ہیں۔ اور بادشاہ ہی کے وزیر ہوتے ہیں۔ اسی لئے آسمان میں حضرت جبرئیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام وزیر ہیں اور زمین میں محبوب مصطفیٰ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مراد مصطفیٰ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وزیر ہیں۔ خوب فرمایا استاذ زمن مولانا حسن رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

اللہ اللہ شہ کونین جلالت تیری
فرش کیا عرش پہ جاری ہے حکومت تیری

ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا بے مثل اختیار

مولیٰ المومنین حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! تم پر حج فرض کیا گیا، تم حج کرو! ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم کیا ہر سال حج فرض ہے؟ تو آقا کریم مصطفےٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خاموش رہے۔ حتیٰ کہ اس شخص نے تین مرتبہ یہی سوال کیا۔

قَالَ لَا وَلَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ ٥ (مسلم، ج:۱، ص:۴۳۲، ترمذی، ابن ماجہ، دارمی، احمد، مشکوۃ، ص:۲۱۳)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نہیں۔ اور اگر میں ہاں کہہ دیتا تو حج ہر سال فرض ہو جاتا۔

اور ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ اگر میں ہاں کہہ دوں تو ہر سال حج فرض ہو جائے اور پھر تم ہر سال حج نہ کرتے تو عذاب میں پڑ جاتے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جنت بانٹتے ہیں

شارح بخاری، حضرت امام قسطلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بخاری شریف کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں:

وَكُنْيَتُهُ اَبُو الْقَاسِمِ لِاَنَّهُ يَقْسِمُ الْجَنَّةَ بَيْنَ اَهْلِهَا (مواہب الدنیہ شریف، ج:۱،ص:۱۹۵)

یعنی ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی کنیت ابو القاسم ہے۔ اس لئے کہ آپ مستحقین کے درمیان جنت بانٹتے ہیں۔

حضرات! بانٹتا وہی ہے جو مالک ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب، ہمارے آقا کریم، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو جنت و دوزخ دونوں کا مالک بلکہ حق تو یہ ہے کہ ساری کائنات کا مالک بنایا ہے۔ ملاحظہ فرمایئے:

حضرت ربیعہ بن کعب کو جنت عطا کی

خادم رسول، حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ خدمت کے لئے رات کو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حجرہ شریف کی چوکھٹ پر سر رکھ کر سو جاتے تھے تاکہ دروازہ شریف کھلے تو میں اٹھ جاؤں اور وضو کا پانی وغیرہ خدمت اقدس میں پیش کر دوں۔ ایک مرتبہ حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محبوب خدا، محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو وضو کے لئے پانی پیش کیا اور وضو کرایا تو مالک جنت، مصطفےٰ جان رحمت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سَلْ يَا رَبِيْعَةُ. یعنی اے ربیعہ بن کعب جو مانگنا ہے مانگ لو۔ تو حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اَسْئَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ یعنی حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے جنت میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ مانگتا ہوں۔

یعنی یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک وآلک وسلم۔ جنت مانگتا ہوں اور جنت میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہوں یہ بھی مانگتا ہوں۔تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اَوْغَیْرَ ذٰلِکَ یعنی اس کے علاوہ اور بھی کچھ مانگ لو۔تو حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ مجھے جو مانگنا تھا وہ عرض کردیا۔تو محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اچھا، سجدہ کثرت سے کرتے رہو۔ (مسلم شریف، ج ا،ص ۱۹۳، مشکوٰۃ شریف ،ص:۷۶)

اے ایمان والو! حضرات! صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا یہ ایمان وعقیدہ تھا کہ ہمارے پیارے نبی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کی عطا سے جنت بھی دیتے ہیں اور جو مانگو وہ عطا فرماتے ہیں۔حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا یہ عقیدہ نہیں تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے مانگنا شرک وبدعت ہے بلکہ وہ تو اپنے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے عرض کرتے ہیں۔ اَسْئَلُکَ مُرَافَقَتَکَ فِی الْجَنَّۃِ یعنی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میں آپ سے جنت اور جنت میں آپ کی خدمت مانگتا ہوں۔(صحیح مسلم، ج:ا،ص:۱۹۳)

گویا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ایمان وعقیدہ تھا کہ ہمارے پیارے نبی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جنت کے مالک ومختار ہیں اور جس کو چاہتے ہیں جنت عطا فرمادیتے ہیں۔

گنہگاروں کو جنت سے کوئی روکے تو کیوں روکے
جو یہ جنت محمد کی تو یہ امت محمد کی ﷺ

اور! عاشق مصطفیٰ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب وہابی دور ہو
ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی ﷺ

آنکھ بھی دی اور جنت بھی عطا کردی

جنگ احد میں حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھ میں ایک دشمن کا نیزہ یا تیر پیوست ہوگیا۔جب اس تیر کو نکالا گیا تو ساتھ میں آنکھ کا ڈھیلا بھی باہر آگیا۔

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنکھ کا ڈھیلا ہاتھ میں لیا اور دوسرے ہاتھ سے آنکھ بند کئے ہوئے اللہ کے حبیب، بیماروں کے طبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے اور اپنی پھوٹی ہوئی آنکھ اور آنکھ کا ڈھیلا جو باہر ہوگیا ہے، آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو دکھایا اور سارا واقعہ بیان کیا تو آقا کریم، مصطفیٰ

رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے صحابی قتادہ سے فرمایا! اے قتادہ آنکھ چاہتے ہو یا جنت؟ تو حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم آنکھ تو میری مرضی سے دے دیجئے اور جنت اپنے کرم سے عطا فرما دیجئے۔

تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جنت کی بشارت دی اور اپنے دہن مبارک سے لعاب دہن شریف نکالا اور آنکھ کا ڈھیلا زخمی آنکھ میں رکھ کر لعاب دہن شریف لگا دیا تو حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اسی وقت میری دکھتی ہوئی آنکھ درست ہوگئی اور پہلے سے زیادہ روشن ہوگئی۔

(زرقانی علی المواہب، ج ۵، ص ۱۸۲، انوار محمدیہ ص ۲۹۷، شفا شریف، ج ۱، ص ۲۲)

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

برستا نہیں دیکھ کر ابر رحمت
بدوں پر بھی برسا دے برسانے والے

ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم دوزخ سے بچاتے ہیں

ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت عالیہ میں عرض کیا کہ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے چچا ابو طالب کو کیا نفع دیا؟ بیشک ابو طالب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی حمایت میں لوگوں سے لڑتے جھگڑتے تھے تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا وَجَدْتُهٗ فِيْ غَمَرَاتٍ مِّنَ النَّارِ فَاَخْرَجْتُهٗ اِلٰى ضَحْضَاحٍ (صحیح مسلم، ج ۱، ص ۱۱۵)

یعنی میں نے اسے (اپنے چچا ابو طالب کو) سر سے پاؤں تک آگ میں ڈوبا ہوا پایا تو میں نے نکال کر پاؤں تک کی آگ میں کر دیا۔

هُوَ فِيْ ضَحْضَاحٍ مِّنْ نَّارٍ وَلَوْلَا اَنَا لَكَانَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ (صحیح بخاری، ج ۱، ص ۵۴۸)

یعنی وہ (ابو طالب) پاؤں تک کی آگ میں ہے اگر میں نہ ہوتا تو وہ دوزخ کے سب سے نچلے طبقہ میں ہوتے۔

یعنی ابو طالب کا صرف پاؤں دوزخ کی آگ میں ہے، اگر ابو طالب میری بات مان جاتے اور میرا کلمہ پڑھ لیتے تو میں ابو طالب کو مکمل دوزخ کی آگ سے بچا لیتا۔

کس چیز کی کمی ہے مولیٰ تیری گلی میں
دنیا تیری گلی میں عقبیٰ تیری گلی میں

اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا ، تیرا

حضرات! اس حدیث شریف سے پتہ چلا کہ ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت اگر غیر مومن بھی کرتا ہے تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس کو بھی نوازتے ہیں اور اپنے کرم کی بھیک کچھ نہ کچھ اس کو عطا فرماتے ہیں۔

خوب فرمایا پیارے رضا، اچھے رضا، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے:

نجدی اس نے تجھ کو مہلت دی کہ اس عالم میں ہے
کافر و مرتد پہ بھی رحمت رسول اللہ کی

اور فرماتے ہیں:

سائلو ! دامن سخی کا تھام لو
کچھ نہ کچھ انعام ہو ہی جائے گا

آقا کریم، مومن گنہگاروں کو دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل فرمائیں گے

حضرت امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل فرماتے ہیں کہ محبوب خدا، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت وقوت سے گنہگار ایمان والوں کو خود اپنے ہاتھ سے دوزخ سے نکالیں گے اور جنت میں داخل فرمادیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ فَاُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ (صحیح بخاری، ج:۲،ص:۹۷)

یعنی میں ان کو دوزخ سے نکالوں گا اور پھر ان کو جنت میں داخل کروں گا۔

حضرات! کتنے واضح الفاظ میں محبوب خدا، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی قوت وطاقت کا اظہار فرمایا کہ میں اپنے گنہگار غلاموں کو دوزخ سے نکال لوں گا اور پھر ان کو جنت میں داخل کردوں گا۔

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا، تیرا

گنہگاروں کو جنت سے کوئی روکے تو کیوں روکے
جو یہ جنت محمد کی، تو یہ امت محمد کی ﷺ

حضرات! وہابیوں، غیر مقلدوں، دیوبندیوں کا عقیدہ بھی ملاحظہ کرتے چلئے تاکہ ان سے بچئے اور دوسروں کو بھی بچایئے۔

غیر مقلدوں، دیوبندیوں، تبلیغیوں کے امام، مولوی اسمٰعیل دہلوی لکھتے ہیں:

عقیدہ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ کچھ طاقت ہے نہ کچھ علم غیب۔ ان کی طاقت کا حال تو یہ ہے کہ اپنی جان تک کے بھی نفع ونقصان کے مالک نہیں تو دوسرے کو کیا نفع پہنچا سکتے؟ (تقویۃ الایمان، ص:۵۸)

اے ایمان والو! اب بھی نہ پہنچانو گے تو کب پہنچانو گے۔ کس قدر دریدہ دہنی اور بے ادبی وگستاخی، محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شان میں کی گئی اور آج بھی کی جارہی ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ

جب کہ! صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی حدیثوں سے صاف طور پر ثابت ہے کہ آقا کریم، مصطفیٰ رحیم، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مومن گنہگاروں کو دوزخ سے نکال لیں گے اور جنت میں داخل فرمائیں گے۔ اس طرح آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مومن سنی مسلمان کو نفع دیتے ہیں اور نقصان سے بچاتے ہیں اور منافق، وہابی کو نہ نفع دیں گے اور نہ دوزخ کی آگ سے بچائیں گے۔

اسی لئے تو اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمادیا ہے:

تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب وہابی دور ہو
ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا، تیرا

درود شریف:

ایک پیالہ دودھ، اور ستر صحابہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کئی روز سے کھانا نہیں کھایا تھا، شدت بھوک کی وجہ سے ایک دن راستے کے کنارے پر کھڑا ہو گیا جہاں سے لوگ گزرتے ہیں، شاید کسی کی نظر میرے اداس چہرے پر پڑے، وہ میرا حال معلوم کرے تو میں اس کو بتاؤں کہ میں بھوکا ہوں۔ اس طرح میری ضرورت پوری ہو جائے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے جو صاحب میرے سامنے سے گزرے وہ محبوب

مصطفیٰ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے تو میں نے ان کو سلام کیا اور قرآن کی ایک آیت کے متعلق پوچھا۔ حالانکہ مجھے وہ آیت یاد تھی مگر میرا مقصد یہ تھا کہ شاید وہ جواب دیتے وقت میرے اداس چہرے کو دیکھ کر رحم کھائیں اور مجھے کھانا کھلا دیں۔ مگر وہ نگاہ نیچی کیے ہوئے آیت بتا کر آگے بڑھ گئے اور میری طرف دیکھا تک نہیں۔

پھر! مراد مصطفیٰ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ گزرے تو میں نے آگے بڑھ کر ان کو سلام کیا اور آیت کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بھی نظر جھکائے، جھکائے جواب دیا اور آگے بڑھ گئے اور میری جانب دیکھا تک نہیں۔

ثُمَّ مَرَّبِیْ اَبُوالْقَاسِمِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَتَبَسَّمَ یعنی پھر میرے پاس سے آقا کریم ابوالقاسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم گزرے تو مجھے دیکھ کر مسکرا دیے اور فرمایا کہ ابو ہریرہ میرے ساتھ چلو، میں پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں تشریف لے گئے اور ارشاد فرمایا اے عائشہ! (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کھانے کا کوئی سامان ہے؟ تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ ایک انصاری نے دودھ کا پیالہ آپ کی خدمت عالیہ میں بھیجا ہے۔ ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم دودھ کا پیالہ لئے ہوئے باہر تشریف لائے اور فرمایا ابو ہریرہ! اہل صفہ کے پاس جاؤ اور سب کو بلا لاؤ۔ وہ سب بھی بھوکے ہیں۔ وہ بھی دودھ پی لیں گے۔ اس وقت اصحاب صفہ ستر لوگ تھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دل میں سوچا کہ یہ دودھ مجھے مل جاتا تو بہتر تھا۔ اس لئے کہ میں زیادہ مستحق تھا۔ یہ تھوڑا سا دودھ (ستر) اصحاب صفہ کو کس طرح کافی ہوگا؟ اور میرے لئے کچھ بھی نہیں بچے گا۔ لیکن اللہ اور اللہ کے رسول جل شانہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا حکم ماننے کے سوا کوئی چارہ بھی نہ تھا۔ چنانچہ میں اصحاب صفہ کے پاس گیا اور ان کو بلا لایا۔ وہ سب (ستر) اصحاب صفہ حاضر بارگاہ ہو گئے۔ تو آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ان سب کو دودھ پلاؤ۔ میں نے پیالہ لیا اور ان میں سے ایک کو دیا۔ جب وہ خوب سیر ہو کر دودھ پی چکے تو میں نے دوسرے کو دیا انہوں نے بھی خوب سیر ہو کر پیا۔ اس طرح ستر اصحاب صفہ سیر ہو کر جب دودھ پی چکے تو مالک ومختار نبی، مشفق ومہربان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے دودھ کا پیالہ لیا۔

فَنَظَرَ اِلَیَّ فَتَبَسَّمَ وَقَالَ بَقِیْتُ اَنَا وَاَنْتَ یعنی تو میرے جانب دیکھا اور مسکرا دیے اور فرمایا اب میں اور تم باقی رہ گئے۔

پھر! مجھے حکم دیا بیٹھ جاؤ اور دودھ پیو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بیٹھ گیا اور دودھ پینے لگا۔ دودھ پی لیا تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اور پیو۔ میں نے اور دودھ پیا۔ پھر سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

نے فرمایا: اِشْرِبْ یعنی اور پیو۔ تو میں نے عرض کیا:

وَالَّذِیْ بَعَثَکَ بِالْحَقِّ یعنی اس ذات کی قسم جس نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا۔ اب تو پینے کی بالکل گنجائش نہیں رہی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں پھر آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے وہ پیالہ لے لیا اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ بسم اللہ شریف پڑھ کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے دودھ نوش فرمایا اور ختم کر دیا۔ (بخاری شریف، ج:۲،ص:۹۵۵)

حضرات! ایک پیالہ دودھ میں ستر صحابۂ کرام نے شکم سیر ہو کر دودھ پیا اور پیالہ دودھ سے بھرا ہی رہا اور پھر محبوب خدا، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے بھی نوش فرمایا:

خوب فرمایا اعلیٰ حضرت، پیارے رضا، اچھے رضا، قادری رضا امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے:

کیوں جناب بو ہریرہ تھا وہ کیسا جام شیر
جس سے ستر صاحبوں کا دودھ سے منہ پھر گیا

حضرات! اللہ تعالیٰ نے ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو سارے عالم کا کل اختیار دے کر اس لئے بھیجا تھا کہ اگر ہماری قدرت اور ہمارے اختیارات کو کوئی دیکھنا چاہتا ہے تو میرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے اختیارات کو دیکھے، ان کی طاقت کو دیکھے، تو اس کو میری قدرت وطاقت خود بخود سمجھ میں آجائے گی۔

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا
دریا بہا دیئے ہیں در بے بہا دیئے ہیں

زبانِ مبارک کی برکت

حضرات! ہمارے آقا کریم مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی زبان نبوت سے جو نکل گیا وہ بات ہو کے رہی۔ ملاحظہ فرمائیے:

اللہ کے محبوب، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ایک چشمہ پر نزول فرمایا۔

حدیث شریف: فَقِیْلَ لَهٗ اِسْمُهٗ بَیْسَانُ وَمَائُهٗ مِلْحٌ فَقَالَ بَلْ هُوَ نُعْمَانُ وَمَائُهٗ طَیِّبٌ فَطَابَ

(شفاء شریف، ج:۱،ص:۲۱۸)

ترجمہ: یعنی صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ اے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس چشمہ کا نام بیسان اور اس کا پانی نمکین اور کھارا ہے۔ تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا (نہیں) بلکہ اس چشمہ کا نام

ہوا اور اس کا پانی میٹھا ہے تو وہ میٹھا ہو گیا۔

وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

حضرت عبد الرحمن بن ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حکم بن عاص، ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی مجلس میں آجاتا اور جب محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کلام فرماتے تو وہ منہ مار مار کر آپ کی نقل اتارا کرتا تھا۔

حدیث شریف: فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُنْ کَذَالِکَ فَلَمْ یَزَلْ یَخْتَلِجُ حَتّٰی مَاتَ (بیہقی، خصائص کبریٰ، ج:۲،ص:۷۹)

یعنی ایک دن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اس کو فرما دیا: ایسا ہی ہو جا۔ (بس وہ شخص ایسا ہی ہو گیا) اور مرتے دم تک منہ مارتا رہا۔

حضرات! اس حدیث شریف سے صاف طور پر پتہ چلا کہ ہمارے پیارے آقا، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے کرم فرما کر سیدھی نظر سے دیکھ لی تو ٹیڑھی تقدیر بھی سیدھی ہو گئی اور غضب کی نگاہ سے دیکھ لیا اور فرما دیا کہ تیرا منہ ٹیڑھا ہو جائے تو پھر ہمیشہ کے لئے منہ ٹیڑھا ہی ہو گیا۔

وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

اور! یہ بھی معلوم ہوا کہ جو شخص ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا دشمن اور گستاخ ہو اس کے لئے بد دعا کرنا اور یہ کہنا کہ اس کا منہ ٹیڑھا ہو جائے بالکل درست اور سنت ہے۔

دعائے ہلاکت: حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سامنے بائیں ہاتھ سے کھانا کھا رہا تھا تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اس کو فرمایا: داہنے ہاتھ سے کھا۔ تو اس نے کہا کہ داہنے ہاتھ سے نہیں کھا سکتا یعنی میرا داہنا ہاتھ بے کار ہے۔

قَالَ لَا اسْتَطَعْتَ مَامَنَعَهُ اِلَّا الْکِبْرُ قَالَ فَمَارَفَعَهَا اِلٰی فِیْهِ (مسلم شریف، ج:۲،ص:۱۷۲، مشکوٰۃ،ص:۵۳۶)

ترجمہ: یعنی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: جا، آج سے بے کار ہی رہے گا۔ اس نے یہ جھوٹا عذر صرف تکبر سے کیا تھا تو اس دن سے وہ ہاتھ بے کار ہو گیا کہ پھر کبھی منہ تک نہ آسکا۔

حضرات! اس حدیث شریف سے بھی پتہ چلا کہ جو لوگ آقا کریم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ عالیہ کے ناقد اور بے ادب ہیں ان کے لئے بربادی کی دعا کرنا اور ان کی خرابی کے لئے بددعا کرنا حدیث شریف سے ثابت اور سنت ہے۔

گستاخ رسول کے لئے بربادی کی دعا کرنا جائز ہے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص وحی لکھتا تھا تو وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا گستاخ اور مرتد ہوگیا اور مشرکوں سے مل گیا۔

فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْاَرْضَ لَا تَقْبَلُہٗ ۝

(صحیح بخاری، ج:....ص:.....صحیح مسلم، ج:.....ص...... مشکوٰۃ، ص:۵۳۵)

یعنی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اس کو زمین قبول نہیں کرے گی۔

لہٰذا جب وہ شخص مرگیا اور مشرکوں نے اسے دفن کیا تو زمین نے باہر پھینک دیا کئی دفعہ قبر کو گہرا کر کے دفن کیا گیا مگر وہ جب بھی دفن کر کے واپس لوٹتے تو قبر اس کو باہر پھینک دیتی۔

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ شخص قبر کے باہر ہی پڑا رہا، یہاں تک کہ اس کا جسم سڑ گل کر نیست و نابود ہوگیا مگر قبر نے قبول نہ کیا۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ، ص:۵۳۵)

وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں

اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

اے ایمان والو! صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی اس حدیث شریف سے واضح ہوگیا کہ دشمن رسول کا انجام بہت ہی برا ہے اور دشمن رسول کے لئے بربادی اور ہلاکت کی دعا کرنا بالکل درست بلکہ سنت ہے۔

خوب فرمایا عاشق مصطفیٰ، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے:

دشمن احمد پہ شدت کیجئے

ملحدوں کی کیا مروت کیجئے

غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل

یا رسول اللہ کی کثرت کیجئے

آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے لڑکی کو زندہ فرمایا

آقا کریم، محبوب خدا، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص آیا اور اس نے عرض کیا کہ میں نے اپنی چھوٹی سی بچی کو فلاں وادی میں پھینکا تھا تو آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس شخص کے ساتھ اس وادی میں تشریف لے گئے اور اس بچی کا نام لے کر پکارا، اے فلاں، اے بچی! اللہ تعالیٰ کے حکم سے مجھے جواب دے، تو وہ بچی لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ کہتی ہوئی نکلی تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: کہ بیشک تیرے ماں، باپ مسلمان ہو گئے ہیں۔ اگر پسند ہو تو میں تجھ کو ان کے پاس پہنچادوں۔

قَالَتْ لَاحَاجَةَ لِیْ فِیْهِمَا وَجَدْتُ اللّٰهَ خَیْرًالِّیْ مِنْهُمَا (شفاء شریف، ج:۱،ص:۲۱۱)

یعنی بچی نے کہا (یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم) مجھے ان کی حاجت نہیں، میں نے اللہ تعالیٰ کو ان سے بہتر پایا ہے۔

حدیث (۲): بیہقی نے حدیث شریف کو اس طرح روایت کی ہے کہ آقا کریم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ایک شخص کو دعوتِ اسلام دی تو اس نے عرض کیا میں اسلام اس وقت قبول کروں گا جب آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) میری بچی کو زندہ فرمادیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: مجھے اس کی قبر دکھاؤ۔ اس شخص نے آپ کو اپنی بچی کی قبر دکھائی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اس لڑکی کو آواز دی تو اس لڑکی نے کہا: لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ (یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم) میں حاضر ہوں۔ تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: کیا تو دنیا کی طرف آنا پسند کرتی ہے

فَقَالَتْ لَا وَاللّٰهِ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ وَجَدْتُ اللّٰهَ خَیْرًا لِّیْ مِنْ اَبَوَیَّ وَوَجَدْتُ الْاٰخِرَةَ خَیْرًا لِّیْ مِنَ الدُّنْیَا (شفاء شریف، ج:۱،ص:۲۱۱، مدارج النبوۃ، ج:۱،ص:۲۴۰، انوار محمدیہ، ص:۲۹۵)

یعنی بچی نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم! خدا کی قسم مجھے دنیا میں واپس آنا پسند نہیں، بے شک میں نے اپنے ماں، باپ سے اللہ تعالیٰ کو بہتر پایا اور دنیا سے آخرت کو بہتر پایا۔

حضرات! ان دونوں حدیثوں سے ثابت ہے کہ ہمارے سرکار احمد مختار، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمادیا تو اللہ تعالیٰ کے فضل وعطا سے بچی زندہ ہو گئی۔

وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

عرش تا فرش ہے جس کے زیر نگیں
اس کی قاہر ریاست پہ لاکھوں سلام

حضرات! اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندوں کو خاص کر انبیائے کرام اور رسولان عظام کو بڑی طاقت وقوت کا مالک بنایا ہے جیسا کہ قرآن کریم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طاقت وقوت کو بڑی شان کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ ملاحظہ فرمایئے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں: اَنِّیۡۤ اَخۡلُقُ لَکُمۡ مِّنَ الطِّیۡنِ کَہَیۡـَٔۃِ الطَّیۡرِ فَاَنۡفُخُ فِیۡہِ فَیَکُوۡنُ طَیۡرًۢا بِاِذۡنِ اللّٰہِ ۚ وَاُبۡرِیٴُ الۡاَکۡمَہَ وَالۡاَبۡرَصَ وَاُحۡیِ الۡمَوۡتٰی بِاِذۡنِ اللّٰہِ ۚ وَاُنَبِّئُکُمۡ بِمَا تَاۡکُلُوۡنَ وَمَا تَدَّخِرُوۡنَ فِیۡ بُیُوۡتِکُمۡ ط (پ۳،ع۱۳)

ترجمہ: میں تمہارے لئے مٹی سے پرند کی سی صورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرند ہو جاتی ہے اللہ کے حکم سے اور میں شفا دیتا ہوں مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو، اور میں مردے جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے، اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے اور جو اپنے گھروں میں جمع کر گئے ہو۔ (کنز الایمان)

اے ایمان والو! اللہ اکبر! جب اللہ تعالیٰ نے اس قدر شان وعظمت اور قوت وطاقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو عطا کیا ہے تو اپنے محبوب، مصطفیٰ جان رحمت، جان مسیحا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو کس قدر شان وعزت اور قوت وطاقت کا مالک بنایا ہوگا۔

خوب فرمایا عاشق مصطفیٰ، پیارے رضا، اچھے رضا، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے:

جس کے تلووں کا دھوون ہے آب حیات
ہے وہ جان مسیحا ہمارا نبی

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہئے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی ﷺ

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا مجھ سے مانگو

حدیث شریف: ہمارے آقا کریم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِذَا صَلَّیْتُمُ الظُّھْرَ فَقُوْمُوْا فَقُوْلُوْا اِنَّا نَسْتَعِیْنُ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ (نسائی، ج:۲، ص:۱۱۷)

یعنی جب ظہر کی نماز پڑھ چکو تو کھڑے ہو جاؤ اور پھر کہو کہ ہم اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے مدد مانگتے ہیں۔

حضرات! اس حدیث شریف سے پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت، نماز کے بعد مومن مسلمان کو اللہ تعالیٰ کے حبیب، ہم بیماروں کے طبیب، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مدد مانگنے کا حکم فرمایا ہے۔ اسی وجہ سے ہم سنی مسلمان غلامان غوث وخواجہ ورضا ہر نماز کے بعد اپنے رخ کو مدینہ طیبہ کی جانب کر لیتے ہیں اور اپنے مشفق و مہربان نبی رحیم وکریم رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں عرض کرتے ہیں:

برستا نہیں دیکھ کر ابر رحمت
بدوں پر بھی برسا دے برسانے والے

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

درود شریف:

دوسری بات: اس حدیث شریف میں خود محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھ سے مدد مانگو۔ اس فرمان سے صاف طور پر ظاہر اور ثابت ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے مدد مانگنا اور یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم کہنا بدعت وشرک نہیں ہے بلکہ سنت ہے۔

اللہ تعالیٰ خود اپنے محبوب، مصطفیٰ سے مدد مانگنے کا حکم دیتا ہے

مشہور بزرگ، حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ توریت شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ ھَاجِرَۃَ تَلِدُ وَیَکُوْنُ مِنْ وَّلَدِھَا مَنْ یَّدُہٗ فَوْقَ الْجَمِیْعِ مَبْسُوْطَۃً اِلَیْہِ بِالْخُشُوْعِ ۝

(تحفہ اثنا عشریہ، ص:۲۶۵)

یعنی بے شک ہاجرہ کی اولاد ہوگی اور اس کی اولاد میں وہ شخص ہوگا جس کا ہاتھ سب کے ہاتھ سے بلند تر ہوگا اور سب کے ہاتھ اس کی جانب عاجزی سے پھیلے ہوں گے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

لا و رب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا
بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی

حضرت شاہ، مولانا عبدالعزیز محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے لکھتے ہیں کہ ظاہر ہے کہ حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد میں اس شان کا شخص کہ جس کے ہاتھ سب سے بلند تر ہوں اور تمام زمانہ اس کے سامنے عاجزی سے جھکے سوائے محمد بن عبداللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے کسی وقت کوئی نہیں ہوا۔ (تحفۂ اثنا عشریہ، ص:۲۶۵)

صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایت: آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

اِنِّیْ اُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ (صحیح بخاری، ج:۲،ص:۵۵۸، صحیح مسلم، ج:۲،ص:۲۵۰)

یعنی بیشک مجھے زمین کے تمام خزانوں کی چابیاں دی گئیں۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔

اُوْتِیْتُ خَزَائِنَ الْاَرْضِ (صحیح بخاری، ج:۲،ص:۱۰۴۲، صحیح مسلم، ج:۲،ص:۲۴۳)

یعنی مجھے زمین کے تمام خزانے دیئے گئے۔

حدیث شریف: ماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آقا کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

یَاعَائِشَۃُ لَوْ شِئْتُ لَسَارَتْ مَعِیَ جِبَالُ الذَّھَبِ (مشکوٰۃ شریف، ص:۵۲۱)

یعنی اے عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اگر میں چاہوں تو میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چلا کریں

صحیح مسلم شریف کی روایت ہے: محبوب خدا، مصطفیٰ رحیم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

اُعْطِیْتُ الْکَنْزَیْنِ الْاَحْمَرَ وَالْاَبْیَضَ (مشکوٰۃ شریف، ص:۵۱۲)

یعنی مجھے سونے اور چاندی کے خزانے عطا کیے گئے۔

حضرات! اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو سب کچھ عطا فرمادیا اور اپنی ساری خدائی کا مالک بنادیا مگر محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شان بندگی دیکھئے کہ کھجور کی چٹائی بستر ہے اور پیوند لگے کپڑے لباس اور جو کی موٹی اور کھردری روٹی خوراک۔

عاشق مصطفیٰ، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

کل جہاں ملک اور جو کی روٹی غذا
اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے تابع فرمان سورج ہے

ہمارے سرکار، دوعالم کے مالک ومختار محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا قبضہ واختیار سورج پر ہے ملاحظہ ہو۔

حدیث شریف: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَرَ الشَّمْسَ فَتَاَخَّرَتْ سَاعَةً مِّنْ نَّھَارٍ. (طبرانی معجم، مواہب لدنیہ، انوار محمدیہ ص:۲۷۲)

ترجمہ: یعنی بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے سورج کو حکم دیا (کہ رک جائے) تو وہ دن کی ایک ساعت کے لئے ٹھہر گیا۔

اللہ اکبر! کیا شان مصطفیٰ ہے آقا کریم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی کہ حکم ہوا تو سورج پلٹ آیا اور ٹھہر بھی گیا

عرش تا فرش ہے جس کے زیر نگیں
اس کی قاہر ریاست پہ لاکھوں سلام

آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے اشارے سے چاند دوٹکڑے ہوگیا

حبیب یمنی نے محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے کہا: اگر آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) نبی ہیں تو چاند کے دوٹکڑے کر کے دکھائیں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنی انگلی کے اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے فرمادیئے اور ارشاد فرمایا: گواہ رہنا۔ چاند کے دونوں ٹکڑے اتنے فاصلے پر ہو گئے تھے کہ حرا پہاڑ ان کے درمیان نظر آرہا تھا۔ (صحیح بخاری، ج:۱، ص ۵۴۶)

حضرات! اتنا واضح اور عظیم الشان معجزہ دیکھ کر بھی کفار ومشرکین ایمان نہ لائے اور کہہ دیا کہ یہ تو جادو ہے تو اگر آج کل کے وہابی، دیوبندی اور صلح کلی اگر ہمارے آقا کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سورج کو لوٹانے اور چاند کو دو ٹکڑے کرنے کی قوت وطاقت کو تسلیم نہیں کرتے، یہ تو بغیر دیکھے چودہ سو برس بعد کی بات ہے اور کفار مکہ تو آنکھ سے دیکھتے تھے اور انکار کرتے تھے۔

خوب فرمایا عاشق مصطفیٰ، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے:

سورج الٹے، پاؤں پلٹے، چاند اشارے سے ہو چاک
اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہمارے پیارے آقا مصطفیٰ کریم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہر چیز کے مالک ومختار ہیں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا قبضہ ہر شی پر ہے، ملاحظہ ہو۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

حدیث شریف: اُوْتِیْتُ مَفَاتِیحَ کُلِّ شَیْءٍ (مسند احمد، خصائص کبریٰ، ج:۱، ص:۱۹۵)

ترجمہ: یعنی مجھے ہر چیز کی کنجیاں دے دی گئیں۔

استاذ زمن، مولانا حسن رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

کنجی تمہیں دی اپنے خزانوں کی خدا نے
محبوب کیا، مالک و مختار بنایا

درود شریف:

انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہوئے

صلح حدیبیہ کے دن جب صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سخت پیاسے ہوئے تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہم پیاس سے نڈھال ہیں اور پانی نہیں ہے۔ تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے برتن میں جس میں تھوڑا پانی تھا، اپنے دست مبارک کو رکھ دیا۔

فَجَعَلَ الْمَاءُ یَفُوْرُ مِنْ اَصَابِعِهٖ کَاَمْثَالِ الْعُیُوْنِ یعنی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی مبارک انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہو گئے۔

تمام صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے پانی سے وضو کیا اور خوب سیراب ہو کر پیا۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ اس دن آپ لوگ کتنے آدمی تھے؟ تو انہوں نے جواب دیا۔

لَوْ کُنَّا مِائَۃَ اَلْفٍ لَکَفَانَا اگر ہم ایک لاکھ کی تعداد میں بھی ہوتے تو وہ پانی ہمارے لئے کافی ہوتا۔

مگر اس دن ہم پندرہ سو آدمی تھے۔ (صحیح بخاری، ج:۲،ص:۸۹۸)

خوب فرمایا عاشق مصطفیٰ، پیارے رضا، اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے:

نور کے چشمے لہرائیں دریا بہیں
انگلیوں کی کرامت پہ لاکھوں سلام

اور فرمایا!

انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر
ندیاں پنجاب رحمت کی ہیں جاری واہ ،واہ

ٹوٹی ہوئی پنڈلی درست ہوگئی: حضرت عبد اللہ بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ابو رافع یہودی (جو آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا سخت ترین دشمن تھا) کو قتل کر کے اس کے مکان سے اترنے لگے تو سیڑھی سے گر گئے اور ان کی پنڈلی ٹوٹ گئی تو انہوں نے اسی وقت گرم، گرم اپنے عمامہ سے باندھ لیا اور اپنے رفقاء کے ساتھ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا حال بیان کیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اپنا پاؤں پھیلاؤ۔ تو میں نے اپنا پاؤں پھیلا دیا۔

فَمَسَحَهَا فَكَاَنَّمَا لَمْ اَشْتَكِهَا قَطُّ ۝

تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے دست مبارک پھیر دیا تو میری پنڈلی ایسی درست ہوگئی کہ جیسے کبھی وہ ٹوٹی ہی نہ تھی۔ (صحیح بخاری، ج:۲،ص:۵۷۷)

حضرت علی کے سینہ کو علم و معرفت کا خزینہ بنا دیا

سرچشمۂ ولایت، مولی المومنین، حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مجھے یمن میں گورنر بنا کر بھیجنا چاہا تو میں نے عرض کیا کہ:

وَاِنِّیْ لَا اَعْلَمُ کَثِیْرًا مِنَ الْقَضَاءِ ۝ (ابن ماجہ، ص:۱۶۷)

یعنی میں قضا (فیصلے کرنا) نہیں جانتا تو مقدمات کے فیصلے وغیرہ کیسے کروں گا؟ تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ یہ سنکر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنا دست مبارک میرے سینے پر مارا اور فرمایا کہ اے اللہ اس کے دل کو ہدایت پر قائم رکھ اور اس کی زبان کو حق پر ثابت رکھ!

قَالَ فَوَالَّذِیْ فَلَقَ الْحَبَّةَ فَمَاشَکَکْتُ فِیْ قَضَاءٍ بَیْنَ الْاِثْنَیْنِ O

(ابن ماجہ، ص ۱۶۷، خصائص کبریٰ، ج:۲، ص:۷۳)

یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم اس وقت سے تا دمِ حیات فریقین کے فیصلے کرنے میں ایک ذرہ کے برابر بھی مجھے غلطی کا شبہ نہیں ہوا۔

حضرات! ہمارے سرکار، احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دست مبارک کا یہ اثر ہوا کہ حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہتر فیصلہ کرنے والا اصحابِ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں کوئی نہ تھا۔

ہاتھ جس سمت اٹھا غنی کر دیا
موج بحر سماحت پہ لاکھوں سلام

حضرت ابوہریرہ کا ذہن قوی کر دیا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں حاضر رہا کرتے تھے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اسی وجہ سے میں آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے بہت زیادہ حدیثیں سنا کرتا تھا مگر کچھ دیر کے بعد حدیثوں کو بھول جایا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ بارگاہ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں حاضر ہوا تو میں نے عرض کیا اے آقا کریم! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے آپ کی حدیثیں بہت سنتا ہوں۔ مگر سب بھول جاتا ہوں۔ تو آقا کریم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

اُبْسُطْ رِدَائَکَ یَااَبَاھُرَیْرَۃَ (صحیح بخاری، ج:۱، ص:۵۱۴) یعنی اے ابو ہریرہ اپنی چادر پھیلاؤ۔

تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چادر پھیلا دی اور میرے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے دونوں خالی ہاتھوں کو ملا کر چادر میں انڈیل دیا اور فرمایا:

ضُمَّہٗ اِلٰی صَدْرِکَ یَااَبَاھُرَیْرَۃَ (صحیح بخاری، ج:۱، ص:۵۱۴، ۵۱۵)

یعنی اے ابو ہریرہ اپنی چادر سمیٹ کر اپنے سینے سے لگالو۔

حضرات! حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے چادر کو اپنے سینے سے لگالیا اور فرماتے ہیں کہ:

مَا نَسِيْتُ بَعْدُ شَيْئًا سَمِعْتُهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۝

(صحیح بخاری، ج:۱،ص:۵۱۴، ۵۱۵، مسلم شریف، ج:...،ص....)

یعنی اس کے بعد سے میں نے جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے سنا اس میں سے کچھ بھی نہ بھولا۔ (یعنی زیر، زبر بھی نہ بھولا)

حضرات! ہمارے آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ہاتھ بظاہر خالی ہیں اور اسی دست کرم سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چادر میں ڈالا مگر صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سمجھ گئے کہ بظاہر ہاتھ خالی ہیں مگر آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قوت حافظہ عطا فرمادیا، جب ہی تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے سنا، سب یاد رہا اور اس میں سے کچھ بھی نہ بھولا۔

مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

درود شریف:

صحابہ کا عقیدہ کہ نبی دیتے ہیں

صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا ایمان وعقیدہ تھا کہ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم عطا فرماتے ہیں اور نعمت ودولت کو گھٹانے اور بڑھانے کی بھی طاقت وقوت رکھتے ہیں، ملاحظہ ہو۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے آقا کریم مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ وعدہ فرمایا ہے کہ وہ میری امت میں سے چار لاکھ آدمیوں کو بغیر حساب کے جنت میں داخل کردے گا۔ یہ سن کر محبوب مصطفیٰ، حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا:

زِدْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم اس سے زیادہ کردیجئے۔ ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے پھر اپنی دونوں ہتھیلیوں کو ملا کر فرمایا: اچھا تو اللہ تعالیٰ اس طرح دونوں چلو بھر کے میری امت کو جنت میں داخل فرمائے گا۔

محبوب مصطفیٰ حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر عرض کیا:

زِدْنَا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ۔ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم اور زیادہ کردیجئے۔
اتنے میں مراد مصطفیٰ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے۔ اے حضرت ابوبکر چھوڑ و! یعنی اب بس کرو۔ اس طرح تو لوگ عمل کرنا چھوڑ دیں گے۔ حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:
وَمَا عَلَیْکَ اَنْ یُّدْخِلَنَا اللّٰہُ کُلَّنَا الْجَنَّۃَ. یعنی (اے عمر) اگر اللہ تعالیٰ ہم سب کو یوں ہی جنت میں داخل کردے تو تیرا کیا بگڑتا ہے۔

تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا
اِنَّ اللّٰہَ اِنْ شَآءَ اَنْ یُّدْخِلَ خَلْقَہُ الْجَنَّۃَ بِکَفٍّ وَّاحِدٍ یعنی اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو اپنی ساری مخلوق کو اپنے ایک ہی چلو سے جنت میں داخل فرمادے۔ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَدَقَ عُمَرُ ۝
تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ عمر نے سچ کہا۔ (مشکوٰۃ شریف، ص:۴۸۶)

حضرات! محبوب مصطفیٰ حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو تمام صحابۂ کرام میں سب سے افضل و اعلیٰ شان کے مالک ہیں ان کا یہ عقیدہ ہے کہ ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اللہ کی عطا سے نعمت ودولت تقسیم فرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت ودولت میں بھی کمی وزیادتی کرنے کا اختیار رکھتے ہیں۔

خوب فرمایا استاذ زمن مولانا حسن رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے:

دکھائی جائیگی محشر میں شان محبوبی
کہ آپ ہی کی خوشی آپ کا کہا ہوگا
خدائے پاک کی چاہیں گے اگلے پچھلے خوشی
خدائے پاک خوشی ان کی چاہتا ہوگا

حضرت جابر کے دونوں بچوں کو زندہ فرمادیا

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ خندق کھود رہے تھے کہ خندق کھودتے کھودتے خندق کے بیچ میں ایک بہت بڑی چٹان آگئی کہ اس چٹان کا توڑنا ضروری ہوگیا تھا کیونکہ اسی چٹان کو پل بنا کر دشمن مدینہ میں آسکتا تھا اور اس چٹان کے توڑنے کا ہمیں کوئی راستہ نظر نہیں آتا اور سارے صحابہ اس کو توڑنے سے عاجز آگئے اور وہ چٹان نہ ٹوٹی۔ میرے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کہ وہ چٹان کہاں ہے اور

چٹان کے پاس آکر تیشہ، کودال اپنے دست مبارک میں لیا اور ایک مرتبہ تیشہ، کودال کو اس چٹان پر مارا تو پوری چٹان ریزہ ریزہ ہو کر بکھر گئی اور چٹان ریت اور بالو کی طرح بن گئی۔ (صحیح بخاری، ج:۲،ص:۵۸۸)

خوب فرمایا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے:

جس کو بار دو عالم کی پروا نہیں

ایسے بازو کی قوت پہ لاکھوں سلام

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے تیشہ مارا تو چادر شریف اوڑھے ہوئے تھے، وہ چادر کریم بھی ہاتھوں کے ساتھ اوپر اٹھ گئی تو میں نے دیکھا کہ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے بھوک کی وجہ سے شکم ناز پر پتھر باندھ رکھا ہے۔ جب حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ منظر دیکھا۔

فَلَمْ اَصْبِرْ عَلٰی نَفْسِیْ یعنی تو مجھے اپنے آپ پر قابو نہ رہا۔ (صحیح بخاری، ج:۲،ص:۵۸۸)

اور میں اپنے گھر گیا اور اپنی بیوی سے سارا ماجرا بتایا اور کہا کہ گھر میں کچھ کھانے کی چیز ہے؟ تو بیوی نے جواب دیا کہ گھر کے اندر صرف ایک سیر جو ہے اور بکری کا چھ مہینے کا بچہ ہے اور اس کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: میں بکری کے بچہ کو ذبح کرتا ہوں اور تم چکی سے آٹا تیار کرو۔ وہ آٹا تیار کرنے لگیں اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بکری کے بچہ کو ذبح کیا تو اس وقت آپ کے دو چھوٹے چھوٹے فرزند بھی وہیں موجود تھے جنہوں نے بکری کے بچہ کو ذبح ہوتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ جب حضرت جابر تشریف لے گئے تو وہ دونوں بچے چھری لے کر چھت پر چلے گئے۔

مشہور بزرگ حضرت مولانا جامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ بڑے لڑکے نے چھوٹے بھائی سے کہا کہ آؤ میں بھی تمہارے ساتھ ایسا ہی کروں جیسا کہ ہمارے والد نے اس بکری کے بچہ کے ساتھ کیا ہے۔ بڑے بھائی نے چھوٹے کو باندھا اور حلق پر چھری چلا دی اور نادانی سے اس کو ذبح کر دیا اور اس کا سر جدا کر کے اس کو اٹھایا۔ جوں ہی حضرت جابر کی بیوی نے اس کو دیکھا تو وہ اس کے پیچھے دوڑی، وہ اس کے خوف سے چھت سے گرا اور مر گیا۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی نے اس وقت چیخ و پکار اور واویلا نہ کیا تاکہ آقا کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پریشان و غمگین نہ ہوں اور دعوت بے مزہ نہ ہو جائے، نہایت صبر و استقلال سے دونوں بچوں کو اندر لا کر ان پر کپڑا ڈال دیا اور کسی کو ان کے حال کی خبر نہ کی یہاں تک کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی نہ بتایا۔ اگرچہ دل صدمہ سے خون کے آنسو رو رہا تھا، اس کے باوجود چہرہ کو تازہ اور شگفتہ رکھا اور کھانا وغیرہ پکایا اور غیب داں

آقا، مشفق ومہربان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تشریف لائے اور کھانا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سامنے رکھا گیا۔ اسی وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام آگئے کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جابر سے کہو کہ اپنے فرزندوں کو لائے تاکہ وہ بچے آپ کے ساتھ کھانا کھانے کا شرف حاصل کرسکیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اپنے دونوں فرزندوں کو لاؤ! وہ فوراً آئے اور بیوی سے پوچھا کہ بچے کہاں ہیں؟ بیوی نے کہا کہ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے کہو کہ وہ موجود نہیں ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا فرمان آیا ہے کہ ان کو جلدی بلاؤ! غم کی ماری بیوی رو پڑی اور کہا: اے جابر اب میں ان کو نہیں لاسکتی۔ حضرت جابر نے فرمایا: بات کیا ہے؟ روتی کیوں ہو۔ بیوی نے اندر لے جا کر سارا ماجرا سنایا اور کپڑا اٹھا کر بچوں کو دکھایا تو وہ بھی رونے لگے اور دونوں بچوں کو لا کر آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے قدموں میں رکھ دیا۔ اس وقت گھر سے چیخ و پکار کی آوازیں آنے لگیں۔ اللہ تعالیٰ نے جبریل امین علیہ السلام کو بھیجا اور فرمایا اے جبریل میرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے کہو کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آپ دعا فرمائیں، میں ان کو زندہ کردوں گا۔ ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے دعا فرمائی۔ وہ دونوں بچے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اسی وقت زندہ ہوگئے۔ (مدارج النبوۃ، شواہد النبوۃ للجامی، ص:۸۴)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ تمام مہاجرین وانصار صحابۂ کرام جو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ آئے تھے کھا کر فارغ ہوگئے اور اس کے بعد ہم نے کھانا پورے محلّہ میں تقسیم کیا۔ اسی طرح دوسرے دن پورے محلّہ میں کھانا تقسیم کیا، اسی طرح تیسرے دن بھی کیا مگر کھانا باقی رہا تو میں نے تیسرے دن برتن کو کھول کر دیکھ لیا تو گوشت کا برتن پہلے کی طرح بھرا ہوا تھا اور آٹے کا برتن بھی بھرا ہوا تھا۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رات آتے آتے سارا گوشت اور سارا آٹا ختم ہوگیا۔ تو میں آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا اور سارا ماجرا بیان کیا تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اگر تم نے اس کو کھول کر دیکھا نہ ہوتا تو تم زندگی بھر کھاتے رہتے اور وہ کھانا ختم نہ ہوتا۔

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہئے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی

وصال شریف کے بعد بھی مدد فرماتے ہیں

ہمارے آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ظاہری حیات طیبہ میں صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جو مانگتے

تھے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اللہ تعالیٰ کی عطا سے ہر سائل کا سوال پورا فرماتے اور ان کی مدد فرماتے تھے۔ اسی طرح آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وصال شریف کے بعد بھی صحابہ کرام اور بزرگان دین اپنی دینی اور دنیوی ضرورتوں کے لئے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مرقدِ نور، مزار اقدس پر حاضر ہوتے اور اپنے سوال عرض کرتے تو محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ان کے سوالوں کو پورا کرتے اور ان کی مدد فرماتے اور دربار نور سے فیضان کا یہ سلسلہ صبح قیامت تک جاری وساری رہے گا۔ ملاحظہ فرمائیے۔

مشہور عاشق رسول ! حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی مقبول ترین کتاب، جذب القلوب الی دیار المحبوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ۔

حضرت ابوبکر اقطع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں مدینہ طیبہ میں آیا اور پانچ دن گزر گئے کھانے کا ایک دانہ بھی نہیں چکھا تھا، چھٹے روز مرقد نور، قبر کریم پر حاضر ہوا اور عرض کیا۔ (یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میں آپ کا مہمان ہوں) اس کے بعد (قبر کریم کے قریب عرض کرتے کرتے میں سو گیا) تو میں نے خواب میں دیکھا کہ محبوب خدا۔ آقا کریم مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تشریف لائے۔ حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ داہنی جانب ہیں اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بائیں جانب ہیں اور حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے تھے، مجھ سے کہتے ہیں کہ اٹھو محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تشریف لے آئے۔ میں آگے بڑھا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پیشانی مبارک کا بوسہ دیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مجھ کو ایک روٹی دی میں نے کھالی، جب میں بیدار ہوا تو ایک ٹکڑا روٹی کا میرے ہاتھ میں بچا ہوا تھا۔ (جذب القلوب، ص: ۲۴۰)

بعد وصال روپیہ دیا: حضرت احمد بن محمد صوفی کہتے ہیں کہ میں تین مہینے تک جنگل میں پھرتا رہا میرے بدن کی کھال پھٹ گئی تھی میں مدینہ طیبہ آیا اور مرقد نور، قبر کریم پر حاضر ہوا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دونوں ساتھیوں کو سلام عرض کر کے سو گیا۔ تو میں نے محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں۔ اے احمد! تو آگیا، کیا حال ہے۔ میں نے عرض کیا (یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میں بھوکا ہوں اور آپ کا مہمان ہوں) تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ ہاتھ کھول۔ میں نے ہاتھ پھیلا دیئے تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے چند درہم (یعنی روپے) میرے ہاتھ میں دیئے۔ جب میں خواب سے بیدار ہوا تو وہ روپے میرے ہاتھ میں موجود تھے۔ میں بازار گیا۔ گرم گرم، تازہ تازہ کھانا، روٹی اور فالودہ خریدا پھر میں جنگل کو چلا گیا۔ (جذب القلوب، ۲۴۰، ۲۴۱)

خوب فرمایا عاشق مصطفیٰ، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے:

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہیے دینے والا ہے سچا ہمارا نبی

رب ہے معطی یہ ہیں قاسم رزق اس کا کھلاتے یہ ہیں

ٹھنڈا ٹھنڈا ، میٹھا میٹھا پیتے ہم ہیں پلاتے یہ ہیں

حضرت صدیق اکبر نے فرمایا کہ رسول اللہ مالک ہیں

آقائے کائنات مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے محبوب، ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں فرمایا: مَا نَفَعَنِیْ مَالٌ قَطُّ مَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَبِیْ بَکْرٍ فَبَکٰی اَبُوْ بَکْرٍ وَ قَالَ ھَلْ اَنَا وَمَالِیْ اِلَّا لَکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ (تاریخ الخلفاء، ص:۳۶، الصواعق المحرقہ، ص:۷۲)

یعنی مجھے نہیں نفع دیا کسی مال نے کبھی جو ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے مال نے مجھے نفع دیا۔

محبوب مصطفیٰ حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (جب یہ سنا) تو روئے اور عرض کیا کہ میری جان اور مال کا مالک آپ کے سوا کون ہے یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم)

حضرات! اس حدیث شریف سے صاف ظاہر اور ثابت ہے کہ محبوب مصطفیٰ، حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی جان اور مال کا مالک، محبوب خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو جانا اور مانا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو مالک ومختار جاننا اور ماننا، حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت ہے اور محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی محبت کے صلہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مالک ومختار بنا دیا، ملاحظہ ہو۔

نبی کا غلام مالک ومختار ہوتا ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت ابوبکر صدیق اکبر اور حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے روضۂ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی حاضری دی تو حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محبوب مصطفیٰ حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہا کہ آپ آگے ہوں اور روضۂ اقدس کا دروازہ کھولیں۔ حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، اے علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ آگے ہوں تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں اس شخص سے آگے کس طرح ہو سکتا ہوں جس کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے یہ کلمات فرمائے ہوں

یعنی جس وقت قیامت کا دن ہوگا، جنت کا رضوان فرشتہ جنت ودوزخ کی کنجیاں لے آئے گا اور کہے گا اے ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اللہ تعالیٰ تم کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے یہ جنت ودوزخ کی کنجیاں ہیں۔

اِبْعَثْ مَنْ شِئْتَ اِلَی الْجَنَّةِ وَابْعَثْ مَنْ شِئْتَ اِلَی النَّارِ (نور الابصار، ص:۹)

یعنی جس کو چاہو جنت میں داخل کرو اور جس کو چاہو دوزخ میں بھیج دو۔

اللہ اکبر!

جب تک بکا نہ تھا تو کوئی پوچھتا نہ تھا
تم نے خرید کر مجھے انمول کر دیا

حضرات! جو اللہ کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا عاشق اور غلام ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت کا بھی مالک ومختار بنا دیتا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے خلیفہ اور غلام ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے اتنی بڑی شان عطا کی کہ جس کو چاہیں جنت میں داخل فرمادیں۔ تو مجھے یہ بتانا ہے کہ جب خلیفہ کی شان کا یہ عالم ہے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شان و بزرگی کا عالم کیا ہوگا۔

جب ان کے گدا بھر دیتے ہیں شاہان زمانہ کی جھولی
محتاج کا جب یہ عالم ہے تو مختار کا عالم کیا ہوگا

درود شریف:

حضرت عمر کی حکومت دریا پر: مصر کے لوگ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ گورنر مصر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا جب تک ہم مصر والے ایک نوجوان لڑکی، ہر سال دریائے نیل میں نہ ڈالیں تو دریا جاری نہیں ہوتا۔ ہمارا یہ دستور قدیم زمانہ سے چلا آرہا ہے۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ یہ جاہلیت کی رسم ہے اسے چھوڑ دو۔ لوگوں نے اس سال نوجوان لڑکی دریا میں نہیں ڈالا تو دریا سوکھ گیا۔ دریا کی حالت کو دیکھ کر مصر کے لوگ مصر چھوڑنے پر مجبور ہو گئے۔ گورنر مصر نے ان سارے حالات کی خبر امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دی، حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریائے نیل کے نام خط لکھا۔

مِنْ عَبْدِ اللّٰہِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اِلٰی نِیْلِ مِصْرِ یعنی یہ خط اللہ کے بندے عمر بن خطاب کی جانب سے دریائے نیل کے نام ہے۔

خط کا مضمون یہ تھا: اے دریائے نیل! اگر تو اپنی مرضی سے بہتا ہے تو ہرگز جاری نہ ہو اور اگر اللہ تعالیٰ کے

حکم سے جاری ہوتا ہے تو میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرتا ہوں کہ وہ تجھ کو جاری فرمادے۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ خط مصر کے گورنر کے پاس بھیجا کہ اس خط کو دریائے نیل میں ڈال دینا۔

چنانچہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ خط رات کے وقت دریائے نیل میں ڈالا گیا۔ صبح لوگوں نے دیکھا کہ پہلے سے زیادہ سولہ گز گہرا پانی دریا میں بہہ رہا تھا اور آج تک یہ دریا خشک نہ ہوا۔ (تاریخ الخلفاء، ص:۹۰)

زلزلہ جاتا رہا: مراد مصطفیٰ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں ایک دن زلزلہ آیا تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی اور پھر زمین پر زور سے اپنے درے سے مارا اور فرمایا کیا میں نے تیرے اوپر انصاف نہیں کیا؟ پھر بھی تو لرز رہی ہے۔ تو فوراً زمین کا زلزلہ ختم ہو گیا اور زمین ٹھہر گئی۔ (تاریخ الخلفاء)

اور! مولوی اشرف علی تھانوی نے بھی اپنی کتاب جمال الاولیاء میں حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس طاقت وقوت کو بیان کیا ہے۔ (جمال الاولیاء، ص:۷۰)

اے ایمان والو! مراد مصطفیٰ، حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حکومت دریا پر اور زمین پر بھی نظر آرہی ہے۔ تو مجھے کہنا یہ ہے کہ جب غلام کی شان وشوکت کا یہ عالم ہے تو دوعالم کے مالک ومختار محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شان وعظمت کا عالم کیا ہوگا۔

جب ان کے گدا بھر دیتے ہیں شاہان زمانہ کی جھولی
محتاج کا جب یہ عالم ہے تو مختار کا عالم کیا ہوگا

حضرت عثمان غنی نے دوبار جنت خرید لی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

اِشْتَرٰی عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجَنَّةَ مَرَّتَيْنِ يَوْمَ رُوْمَةَ وَيَوْمَ جَيْشِ الْعُسْرَةِ (حاکم تاریخ الخلفاء، ص:۱۱۸، الصواعق المحرقۃ، ص:۱۰۸)

یعنی حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے جنت خرید لی۔ بیر رومہ کے دن اور جیش عسرہ کے روز۔

حضرات! اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو جنت کا مالک بنایا ہے کیوں کہ بیچتا وہی ہے جو مالک ہوتا ہے اور حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جنت خرید کر جنت کے مالک ہو گئے

عاشق مصطفیٰ سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب وہابی دور ہو
ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی

اور فرماتے ہیں!

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محبّ میں نہیں میرا، تیرا

حضرت علی جنت ودوزخ تقسیم کریں گے

آقا کریم، محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

يَا عَلِيُّ اَنْتَ قَسِيْمُ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (دارقطنی۔الصواعق المحرقہ،ص:۱۲۴)

یعنی اے علی! تم جنت ودوزخ کو تقسیم کروگے قیامت کے دن۔

حضرات! ہمارے آقا کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بشارت سنا کر یہ بتا دیا کہ میرے رب تعالیٰ نے مجھے بہت ہی بڑی شان وعزت سے نوازا ہے میرے غلاموں کی یہ شان ہے کہ وہ قیامت کے دن جنت تقسیم کررہے ہوں گے۔

عرش حق ہے مسند رفعت رسول اللہ کی
دیکھنی ہے حشر میں عزت رسول اللہ کی

اور!

جب ان کے گدا بھر دیتے ہیں شاہان زمانہ کی جھولی
محتاج کا جب یہ عالم ہے تو مختار کا عالم کیا ہوگا

غلاموں کی حکومت پانی پر

حضرات! جب تک ہم آقا کریم، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا غلام بن کے رہے۔ کائنات

ہماری غلام رہی، جب سے ہم نے مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی غلامی چھوڑی غیروں کے غلام بن گئے۔ جو خدا کے سامنے جھکتا ہے۔ کائنات اس کے سامنے جھکتی ہے اور جو خدا کے سامنے نہیں جھکتا تو وہ سب کے سامنے جھکتا ہے۔ جب تم خدا کے بن جاؤ خدا تمہارا۔ تم رسول اللہ کے بن جاؤ، رسول اللہ تمہارے۔ اور جب اللہ ورسول تمہارے تو دونوں جہان تمہارے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے غلام بنے، بولو! ان کی یہ شان ہوئی یا نہ ہوئی؟ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریائے نیل کو خط لکھا یا نہ لکھا اور دریا نے ان کا کہنا مانا یا نہ مانا؟ مانا کیوں! اس لئے کہ وہ مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا کہنا مانتے تھے تو دریا بھی ان کا کہنا مانتا تھا، ملاحظہ کیجئے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایران فتح کرنے کے لئے بھیجا۔ راستے میں آ گیا دریائے دجلہ۔ ایرانیوں نے دوسری طرف دریا کے مورچے بنا لئے کہ جو بھی تیرتا ہوا آگے آئے بس تیر مارتے جاؤ اور ان کی لاشوں کو دریائے دجلہ میں بہاتے جاؤ اور دریائے دجلہ کا پانی مسلمانوں کے خون سے سرخ کردو۔ ہزاروں کی تعداد میں ایرانیوں نے دریا کے کنارے کمانوں پر تیر چڑھا کر لیٹ گئے۔

حضرت سعد جو امیر لشکر تھے، لشکر سے فرمایا تم جانتے ہو ہمارے پاس کشتیاں نہیں ہیں۔ دریا پار کرنا ہے، بولو کیا کریں؟ مسلمان مجاہدوں نے کہا ہم اپنے امیر کا حکم ماننا جانتے ہیں، ہمیں حکم دیجئے کشتیاں نہیں تو کیا، آپ حکم دیں ہم دریا میں کود جائیں گے۔ فرمایا: میں وہ امیر نہیں ہوں کہ تمہیں کہہ دوں، آگے بڑھ جاؤ اور خود پیچھے بیٹھ جاؤں۔

حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا سب سے آگے میں لڑتا ہوں گھوڑا آگے دوڑایا، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دائیں طرف آگئے اور حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بائیں جانب آگئے۔ یہ تین سوار آگے تھے باقی سب پیادے اور سوار پیچھے تھے۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: یا اللہ تعالیٰ! تیرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے غلام تیرے نام کا بول بالا کرنے نکلے ہیں، دریا پار کرنا ہے، ہمارے پاس کوئی کشتی نہیں ہے، اس دریا کو ہمارے لئے مسخر کردے۔ یہ کہہ کر گھوڑے کو دریا میں ڈال دیئے، آگے، آگے یہ تین تھے، پیچھے سارا لشکر، وہ دریا پر اس طرح دوڑتے چلے جارہے تھے جیسے روڈ پر ہم اور آپ دوڑتے جاتے ہیں۔ ڈاکٹر اقبال نے کہا ہے:

دشت تو دشت ہے دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحر ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

ادھر یہ پانی کی سطح پر گھوڑے دوڑاتے جارہے ہیں، ان کے سم بھی پانی میں نہیں بھیگے، ادھر ایران والوں نے دیکھا تو ڈر کر میدان چھوڑ کر بھاگنے لگے اس طرح سب فرار ہو گئے اور ایران پر پرچم اسلام لہرانے لگا۔

کی محمد سے وفا تونے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز کیا لوح و قلم تیرے ہیں

حضرات! جس وقت دریا پار کر گئے تو حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا بھائیو! کسی کی کوئی چیز دریا میں گری تو نہیں؟ ایک بوڑھے صحابی نے کہا میرا ایک مٹی کا پیالہ دریا میں گر گیا ہے۔ تو انہوں نے یہ نہیں کہا کہ مٹی کا پیالہ تھا کہاں گیا ہوگا اس کا کیا پتہ؟ نہیں! بلکہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریا کے کنارے پر کھڑے ہو کر کہا اے دریا! ہمارے ایک مجاہد کا پیالہ گر گیا ہے وہ پیالہ دیدے۔ اتنا کہنا تھا کہ پانی میں ایک بھنور پیدا ہوئی اور کسی غیبی طاقت نے اس پیالے کو باہر پھینک دیا۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پیالہ پکڑ کر بوڑھے مجاہد کو دے دیا۔

کی محمد سے وفا تونے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

درود شریف:

حضرات! آقا کریم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی غلامی اور فرمانبرداری کی شان ملاحظہ کیجئے کہ ان کی حکومت دریا پر، ان کا قبضہ پانی پر، جہاں جاتے ہیں ساری خدائی ان کے تابع فرمان نظر آرہی ہے۔ جب غلاموں کی شان کا یہ عالم ہے تو آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شان و بزرگی کا عالم کیا ہوگا۔

جب ان کے گدا بھر دیتے ہیں شاہان زمانہ کی جھولی
محتاج کا جب یہ عالم ہے تو مختار کا عالم کیا ہوگا

حضور غوث اعظم کی حکومت دریائے دجلہ پر

مشہور بزرگ حضرت عدی بن مسافر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ دریائے دجلہ میں اتنا خطرناک سیلاب آگیا کہ شہر بغداد کے غرق ہونے کا خطرہ پیدا ہو گیا۔ اہل بغداد فریاد کے لئے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ اپنا عصا لے کر اٹھے اور دریا کے کنارے جا کر اپنا عصا دریا کی پرانی

حد پر گاڑ دیا اور فرمایا کہ اے دجلہ! خبردار! اپنی حد سے آگے نہ بڑھنا۔ اس کے بعد فوراً ہی دجلہ کی طغیانی ختم ہونے لگی اور آہستہ آہستہ پانی اپنی اصلی حد پر پہنچ کر ٹھہر گیا۔ (بہجۃ الاسرار)

حضرات! ہمارے پیر، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے کہ:

وَلَوْ اَلْقَيْتُ سِرِّىْ فِىْ بِحَارٍ

لَصَارَ الْكُلُّ غَوْرًا فِى الزَّوَالِ

یعنی اگر میں اپنا راز دریا پر ڈال دوں تو اس کا پانی زمین میں جذب ہو کر خشک ہو جائے۔

تو جب ولیوں اور پیروں کے سردار کی شان کا یہ عالم ہے تو امام الانبیاء اور سید الرسل محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شان و بزرگی کا کیا عالم ہوگا۔

جب ان کے گدا بھر دیتے ہیں شاہانِ زمانہ کی جھولی
محتاج کا جب یہ عالم ہے تو مختار کا عالم کیا ہوگا

خواجہ کی حکومت انا ساگر پر: بہت مشہور واقعہ ہے کہ ہند کے راجہ، ہمارے خواجہ، سلطان الہند، عطائے رسول، خواجہ معین الدین حسن چشتی سنجری، اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم سے انا ساگر کا پورا پانی ایک پیالہ میں آگیا تھا اور پیالہ کا پانی پھر ساگر میں ڈال دیا تو پورا ساگر بھر گیا اور لبریز ہو گیا، کیا مطلب؟ کہ جب ولی اللہ خواجہ کی شان کا یہ عالم ہے تو رسول اللہ، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شان و بزرگی کا عالم کیا ہوگا۔ (اہل سنت کی آواز ۲۰۰۸ء، ص ۳۵)

جب ان کے گدا بھر دیتے ہیں شاہانِ زمانہ کی جھولی
محتاج کا جب یہ عالم ہے تو مختار کا عالم کیا ہوگا

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
اک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ۱۰ ﴾

شوال المکرّم

چوتھا جمعہ...دوسرا بیان

سچی توبہ کی فضیلت و برکت

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ O اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ O

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ O

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَی اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ط (پ۲۸،ع۱۹)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ کی طرف ایسی توبہ کرو جو آگے کو نصیحت ہو جائے۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

توبہ کے آنسوؤں نے جہنم بجھا دیا
توبہ بڑی سپر ہے گنہگار کے لئے

عاشقِ مصطفیٰ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

یا الٰہی رحم فرما مصطفیٰ کے واسطے
یا رسول اللہ کرم کیجئے خدا کے واسطے

مشکلیں حل کر شہ مشکل کشا کے واسطے
کر بلائیں رد شہید کربلا کے واسطے

میرے پیر حضور غوث اعظم کے واسطے
میرے خواجہ حضور غریب نواز کے واسطے
میرے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے واسطے
میرے مرشد اعظم حضور مفتی اعظم ہند کے واسطے
میرے آقائے نعمت بدر ملت اور دریا شاہ کے واسطے
(رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)

اور! کسی نے کہا ہے:

عصیاں سے کبھی ہم نے کنارہ نہ کیا
لیکن تو نے دل آزردہ ہمارا نہ کیا
ہم نے کی جہنم کی بہت تدبیریں مگر
تیری رحمت نے کبھی اس کو گوارا نہ کیا

تمہید! حضرات! اللہ تعالیٰ نے آیت مبارکہ میں ارشاد فرمایا کہ اے ایمان والو! سچی توبہ کرو۔ اور دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِیْعًا اَیُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ O (پ۱۸، ع۱۰)

ترجمہ: اور اللہ کی طرف توبہ کرو اے مسلمانو! سب کے سب اس امید پر کہ تم فلاح پاؤ۔ (کنزالایمان)

حضرات! اللہ و رسول جل شانہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا بڑا کرم اور احسان عظیم ہے کہ گنہگاروں، خطا کاروں کو گناہ کے عیب اور خطا کی ناپاکی سے پاک وصاف ہونے کے لئے ایک کارآمد اور بڑا ہی کامیاب نسخہ عطا فرمایا ہے وہ ہے توبہ!!

رحمت کی صدا! لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ط (پ۲۴، ع۳)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ (کنزالایمان)

اللہ تعالیٰ کی رحمت کی شان

حدیث شریف! آقا کریم مصطفیٰ رحیم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ کرم میں ایک شخص آیا جو کمبل

اوڑھے ہوئے تھا۔ اس نے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میں ایک جھاڑی کے پاس سے گزرا تو میں نے اس جھاڑی میں چڑیا کے بچوں کی آواز سنی تو میں نے انہیں پکڑ لیا اور اپنے کمبل میں چھپالیا، اتنے میں ان کی ماں آگئی وہ میرے سر پر چکر کاٹنے لگی، میں نے اس کے سامنے وہ بچے کھول دیئے وہ ان پر گر پڑی تو میں نے ان سب کو اپنے کمبل میں لپیٹ لیا وہ سب میرے پاس ہیں تو آقا کریم مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ان سب کو زمین پر رکھ دو۔ میں نے ان سب کو زمین پر رکھ دیا تو ان کی ماں ان سے چمٹی ہوئی تھی تب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کیا تم ان چوزوں کی ماں کی اپنے بچوں سے اس قدر محبت پر تعجب کرتے ہو۔

فَوَالَّذِیْ بَعَثَنِیْ بِالْحَقِّ اَللّٰہُ اَرْحَمُ بِعِبَادِہٖ مِنْ اُمِّ الْاَفْرَاخِ بِفِرَاخِھَا (ابوداؤ شریف، مشکوۃ شریف، ص:۲۰۸)

یعنی قسم ہے اس ذات کی جس نے حق کے ساتھ مجھے مبعوث فرمایا۔ اللہ تعالیٰ بندوں پر اس سے زیادہ مہربان ہے، جتنی بچوں کی ماں چوزوں پر مہربان ہے۔

اس کے بعد! آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اس شخص سے فرمایا کہ جاؤ! ان سب کو جہاں سے لائے تھے وہاں چھوڑ آؤ۔

حضرات! ماں کو بھی اپنے بچے سے اتنی محبت نہیں ہوتی ہے جتنی محبت اللہ تعالیٰ کو اپنے بندے سے ہوتی ہے اسی لئے! تو بار، بار رحمت خدا آواز دیتی ہے کہ میرے بندو! میرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے غلامو! توبہ واستغفار کرو، تا کہ میں تم کو بخش دوں۔

توبہ کے آنسوؤں نے جہنم بجھا دیا
توبہ بڑی سپر ہے گناہ گار کے لئے

حضرات! توبہ سے صرف گناہ نہیں مٹتے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ توبہ کے ذریعہ گناہ بھی مٹاتا ہے اور گناہ کے برابر نیکیاں بھی عطا فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے!

فَاُولٰٓئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِھِمْ حَسَنٰتٍ ط (پ۱۹، ع۴)

ترجمہ: تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا۔ (کنزالایمان)

یعنی اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کے گناہوں کو صرف مٹاتا اور معاف ہی نہیں کرتا بلکہ ان کے گناہوں کو مٹا کر ان کے بدلے میں نیکیاں عطا فرماتا ہے۔

رحمت کی بارش سب پر ہوتی ہے

مولی المومنین، حضرت مولا علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک شخص نے سوال کیا کہ کیا گناہگار کے لئے بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت میں حصہ ہے؟ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو برتن منگوائے ایک پاک وصاف اور دوسرا گندہ و کیچڑ آلود تھا۔ آپ نے فرمایا کہ ان دونوں کو اگر بارش میں رکھا جائے تو بتاؤ یہ دونوں ہی پانی سے بھر جائیں گے یا پاک وصاف برتن تو پانی سے بھر جائے گا اور گندہ کیچڑ آلود خالی رہ جائے گا؟ اس شخص نے جواب دیا کہ بارش ہوگی تو دونوں ہی بھر جائیں گے۔ تو حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

كَذَالِكَ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعُمُّ الطَّائِعَ وَالْعَاصِيَ (تحفۃ الطالبین)

یعنی اسی طرح اللہ تعالیٰ کی رحمت بھی ہر نیک و بد کے لئے عام ہے۔

برستا نہیں دیکھ کر ابر رحمت

بدوں پر بھی برسا دے برسانے والے

اللہ تعالیٰ نے شیطان کو جواب دیا: حدیث شریف: محبوب خدا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان نے اللہ تعالیٰ سے کہا کہ اے رب! مجھے تیری عزت کی قسم! جب تک تیرے بندے زندہ رہیں گے میں انہیں گمراہ کرتا رہوں گا، ان سے گناہ کے کام کرواتا رہوں گا۔

تو ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو جواب دیا:

وَعِزَّتِيْ وَجَلَالِيْ وَارْتِفَاعِ مَكَانِيْ لَا اَزَالُ اَغْفِرُ لَهُمْ مَا اسْتَغْفَرُوْنِيْ (مشکوۃ شریف، ص:۱۹۶)

یعنی مجھے میری عزت وجلال اور بلندی کی قسم کہ میں اپنے بندوں کو بخشتا رہوں گا جب تک وہ مجھ سے توبہ واستغفار کرتے رہیں گے۔

حضرات! اللہ تعالیٰ کی بخشش ومحبت پر قربان جاؤ کہ وہ ہم پر کس قدر رحیم وکریم ہے کہ شیطان اگر ہمارا دشمن ومخالف ہے تو اللہ تعالیٰ ہمارے لئے مہربان اور مددگار ہے۔

گنہ رضا کا حساب کیا، وہ اگرچہ لاکھوں سے ہوں سوا

مگر اے کریم تیرے عفو کا، نہ حساب ہے نہ شمار ہے

توبہ کا دروازہ ہر وقت کھلا رہتا ہے

حدیث شریف: آقا کریم مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا دست کرم رات کے گنہگاروں کے لئے صبح تک اور دن کے گنہگاروں کے لئے رات تک دراز رہتا ہے۔ (صحیح مسلم، ج:۲،ص:۳۵۸، مکاشفۃ القلوب،ص:۱۱۳)

توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے گناہ ہی نہیں کیا

حدیث شریف: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهٗ (ابن ماجہ،ص:۳۱۳، مشکوۃ شریف،ص:۲۰۶)

یعنی گناہ کرنے والا ایسا ہو جاتا ہے جیسے اس نے گناہ ہی نہیں کیا تھا۔

سچی توبہ کسے کہتے ہیں: مراد مصطفیٰ، امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ توبۃ النصوح یعنی سچی توبہ یہ ہے کہ توبہ کے بعد پھر آدمی گناہوں کی طرف نہ لوٹے جیسے نکلا ہوا دودھ پھر تھن میں واپس نہیں ہوتا۔ (غنیۃ الطالبین)

لہٰذا جب بھی مومن اپنے گناہوں سے سچی توبہ کرتا ہے تو گناہوں سے پاک وصاف ہو جاتا ہے۔ تو اب اسے چاہئے کہ اپنی توبہ کا خیال رکھتے ہوئے پھر گناہ کے قریب نہ جائے۔

حدیث شریف: آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے۔

توبہ مقبول نہیں ہوئی: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ قیامت کے دن بہت سے لوگ ایسے ہوں گے جو خود کو تائب سمجھ کر آئیں گے مگر ان کی توبہ قبول نہیں ہوگی اس لئے کہ انہوں نے توبہ کے دروازہ کو شرمندگی سے مستحکم نہیں کیا تھا۔ توبہ کرنے کے بعد گناہ کرنا نہیں چھوڑا تھا۔

اور فرمایا! کہ گناہوں کو بھول جانا بہت خطرناک بات ہے۔ ہر عقل مند کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے نفس کا محاسبہ کرتا رہے اور اپنے گناہوں کو نہ بھولے۔ (مکاشفۃ القلوب،ص:۱۱۶)

گناہ پر شرمندہ ہونا، توبہ ہے

ہم قادریوں کے قبر کے اجالا، آخرت کے سہارا، ہمارے پیر، شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رقم طراز ہیں کہ آقا کریم، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ (گناہ پر) ندامت اور شرمندگی توبہ ہے۔

اور فرمایا! کہ جس شخص نے گناہ کیا پھر اس پر شرمندہ ہوا، تو شرمندگی اس گناہ کا کفارہ ہے

اور! حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ توبہ کے چار ستون (پلّر) ہیں۔ (۱) زبان سے معافی مانگنا۔ (۲) دل سے نادم و شرمندہ ہونا۔ (۳) تمام اعضاء کو ہر قسم کے گناہ سے روکے رکھنا۔ (۴) یہ نیت رکھنا کہ آئندہ کبھی بھی گناہ نہیں کروں گا اور یہ بھی فرمایا کہ توبۃ النصوح یعنی سچی توبہ یہ ہے کہ جس گناہ سے توبہ کی ہے اس کی طرف پھر نہ لوٹے۔ (غنیۃ الطالبین، ص:۲۵۹)

حضرات! حدیث شریف سے صاف طور پر ظاہر اور ثابت ہو گیا کہ دل سے شرمندہ اور نادم ہونا ہی اصل توبہ ہے۔ اب رہی یہ بات کہ لوگ کان پکڑتے ہیں اور اپنے گالوں پر طمانچے لگاتے ہیں تو اس کا ثبوت کتابوں میں کہیں بھی نہیں نظر آتا۔

توبہ کرتا ہے پھر گناہ کرتا ہے: ہمارے پیر، روشن ضمیر، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ گناہ سے توبہ کرنے والا بے گناہ کی طرح ہو جاتا ہے۔

اور! گناہ سے توبہ کر کے پھر توبہ کو توڑ کر گناہ کرنے والا پھر رب تعالیٰ سے توبہ و معافی مانگنے والا گویا اپنے رب تعالیٰ سے مذاق کرتا ہے۔ (غنیۃ الطالبین، ص:۲۵۹)

گناہ سے دل پر ایک کالا دھبہ پڑ جاتا ہے

ہمارے پیر اعظم، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، میں نے کسی چیز کو طلب کرنے میں اتنا حسین اور تاثیر میں اتنا تیز نہیں پایا۔ جتنی پرانے گناہ کے لئے نئی نیکی ہوتی ہے۔

بلاشبہ! نیکیاں گناہوں کو مٹا دیتی ہیں۔ یہ فرمان! نصیحت حاصل کرنے والوں کے لئے ایک عظیم نصیحت ہے۔ جب کوئی بندہ گناہ کرتا ہے تو گناہ سے دل میں ایک سیاہ نقطہ پیدا ہو جاتا ہے اور وہ توبہ کرتا ہے گھبرا کر اللہ تعالیٰ

کی طرف رجوع کرتا ہے اور استغفار کرتا ہے۔ تو اس وقت وہ نقطہ دل سے صاف ہو جاتا ہے۔ اگر وہ توبہ، گریہ و زاری اور استغفار نہیں کرتا ہے تو گناہ بالائے گناہ، داغ پر داغ تہ بہ تہ ہو جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ تمام دل سیاہ ہو کر مردہ ہو جاتا ہے۔ (غنیۃ الطالبین، ص:۲۵۸)

اللہ تعالیٰ کو توبہ پسند ہے: اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ O (پ۲، ع۱۱)

ترجمہ: بے شک اللہ پسند کرتا ہے توبہ کرنے والوں کو اور پسند رکھتا ہے ستھروں کو۔ (کنز الایمان)

حدیث شریف: صحیح مسلم شریف کی روایت ہے کہ آقا کریم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرو اور اس سے بخشش طلب کرو۔

فَاِنِّيْ اَتُوْبُ فِي الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ (مسلم شریف)

یعنی میں تو دن میں سو مرتبہ توبہ کرتا ہوں۔

اور! حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آقا کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ

وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ اَكْثَرَ سَبْعِيْنَ مَرَّةً (صحیح بخاری، ج:۲، ص:۹۹۳)

یعنی اللہ تعالیٰ کی قسم میں دن بھر میں ستر مرتبہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ و استغفار کرتا ہوں۔

منزل عشق میں تسلیم و رضا مشکل ہے
جن کے رتبے ہیں سوا، ان کو سوا مشکل ہے

حضرات! نیکوں اور اچھوں کی توبہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشی کے لئے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں درجات کی بلندی کے لئے ہوتی ہے اور! گناہگاروں اور بدوں کی توبہ گناہوں اور خطاؤں سے معافی کے لئے ہوتی ہے۔

الغرض! توبہ کی اصل اور بنیاد گناہوں سے ندامت اور شرمندگی ہے۔ ملاحظہ کیجئے۔

سچی توبہ کی برکت سے شراب، دودھ بن گئی

مراد مصطفیٰ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت کا واقعہ ہے کہ ایک شرابی شراب پی کر، شراب کے نشے میں دھت ہو کر چلا آ رہا ہے اور شراب کی بوتل بھی ساتھ میں ہے، اُدھر سے امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لا رہے ہیں۔ شرابی حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھ لیتا ہے اور شراب کی بوتل کو بغل میں چھپا لیتا ہے۔ اور دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نادم و شرمندہ ہو کر عرض کرتا ہے کہ یا

منان وستار مولی مجھے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے سامنے شرمندہ ہونے سے بچالے اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے درے سے بھی بچالے۔ میں تیری بارگاہ میں نادم وشرمندہ ہوں اور کبھی بھی شراب نہ پیوں گا ادھر حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ بھی شرابی کے قریب پہنچ گئے اور شرابی کو دیکھا اور اس نے شراب کی رنگین بوتل جو چھپائی تھی اس حرکت کو بھی دیکھ لیا تھا۔ امیر المومنین نے پر جلال آواز میں فرمایا کہ تو نے شراب پی رکھی ہے۔ اور شراب کی بوتل کو بھی چھپا رکھا ہے۔ مجھ سے ڈرتا ہے اور جس کے حکم سے شراب حرام ہے اس اللہ تعالی سے ڈر۔ اس شرابی کی حالت خراب تھی۔ ڈرتے۔ ڈرتے شراب کی بوتل باہر نکالی مگر اس کی توبہ قبول ہو چکی تھی۔ تو شراب کی بوتل میں رنگین شراب نہیں ہے بلکہ شراب کی جگہ دودھ ہے۔ شرابی حیرت میں ہے کہ بوتل میں شراب بھرنے والا میں، شراب کی رنگین بوتل کو لانے والا میں، اور جب بغل میں چھپایا تھا تو بھی شراب تھی۔ آخر ماجرا کیا ہے اور ادھر حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ بھی بڑی حیرت میں ہیں کہ ابھی ابھی میں نے خود، دیکھا تھا تو اس بوتل میں رنگین شراب تھی اب! اس بوتل میں دودھ کہاں سے آ گیا۔ اتنے میں غیبی آواز آئی اے عمر تعجب نہ کرو! یہ میرے بندے کی سچی توبہ کی برکت ہے کہ میں نے شراب کو دودھ بنا دیا ہے۔ (ملخصا مثنوی مولانا روم)

حضرات! یہ ہے سچی توبہ کی برکت کہ جب بندہ اللہ تعالی کی بارگاہ کرم میں نادم وشرمندہ ہو کر سچی توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالی اس کی توبہ کو قبول فرما کر اس کی سچی توبہ کی برکت سے رنگین شراب کو پاک وصاف دودھ بنا دیتا ہے۔

توبہ کے آنسوؤں نے جہنم بجھا دیا
توبہ بڑی سپر ہے گنہگار کے لئے

سچی توبہ کی برکت سے مٹی، سونا بن گئی

حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ تعالی عنہ، ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ عطائے رسول، سلطان الہند حضور غریب نواز رضی اللہ تعالی عنہ کے مشائخ کرام میں سے ہیں۔ آپ کا مقام و مرتبہ گروہ اولیاء میں بہت ہی بلند و بالا ہے آپ کی توبہ کا واقعہ اس طرح ہے۔ حضرت فضیل رضی اللہ تعالی عنہ ایک مشہور ڈاکو تھے۔ بے شمار ڈاکو آپ کے ساتھ کام کرتے تھے اور آپ تمام ڈاکوؤں کے سردار تھے۔ ایک مرتبہ رات کے وقت جنگل میں ایک قافلہ ٹھہرا اور اس قافلہ میں ایک شخص رات میں آیت کریمہ تلاوت کر رہا تھا کہ اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُھُمْ لِذِکْرِ اللّٰہِ (پ۲۷، ع۱۸)

ترجمہ: کیا؟ ایمان والوں کو ابھی وہ وقت نہ آیا کہ ان کے دل جھک جائیں اللہ کی یاد کے لئے۔ (کنز الایمان)

اس آیت کا حضرت فضیل کے دل پر اس قدر اثر ہوا کہ ڈاکہ ڈالنے رہزنی کرنے اور تمام گناہوں سے توبہ کرلی۔ جب سچی توبہ کرلی تو اپنے تمام ساتھیوں یعنی ڈاکوؤں کو بلایا اور رو رو کر سب ساتھیوں کو بتانے لگے کہ اب فضیل اپنے رب تعالیٰ سے ڈرنے لگا ہے اور میں نے رہزنی اور تمام گناہوں سے توبہ کرلی ہے۔ لہٰذا! میرا راستہ اور ہے اور تم سب کا راستہ اور ہے تو! سچی توبہ کی پہلی برکت یہ ظاہر ہوئی کہ تمام ساتھیوں نے بھی ڈاکہ زنی اور تمام گناہوں سے توبہ کی اور سب نے ایک ساتھ بیک آواز کہا کہ اے حضرت فضیل ابھی تک رہزنی اور ڈاکہ زنی میں آپ ہمارے سردار تھے اور اب توبہ کرنے میں بھی آپ ہمارے سردار ہیں۔ حضرت فضیل نے ساتھیوں سے فرمایا کہ جس کے ساتھ ہم نے لوٹ مار کی ہے جہاں تک ہو سکے ان سے معافی مانگ لینا چاہئے۔ معلوم ہوا کہ پاس میں ایک گاؤں ہے جس میں ایک یہودی رہتا ہے کچھ ہی عرصہ ہوا ہے ہم نے اس کا قافلہ لوٹا تھا۔

چنانچہ! حضرت فضیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس گاؤں میں یہودی کے گھر پہنچے، یہودی دیکھ کر گھبرا گیا کہ فضیل ڈاکو آگیا۔ مگر فضیل کی آنکھوں میں آنسو تھے یہودی حضرت فضیل کو روتا ہوا دیکھ کر کہنے لگا کہ فضیل کیا بات ہے؟ تم روتے کیوں ہو؟ حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اپنے گناہوں سے شرمندہ ہوں اور تم سے معافی کے لئے آیا ہوں۔ وہ یہودی توریت شریف کا جانکار تھا۔ اس نے توریت شریف میں پڑھا تھا کہ جو مسلمان اپنے گناہوں سے سچی توبہ کرلے گا تو وہ اگر مٹی کو ہاتھ لگا دے گا تو وہ مٹی سونا بن جائے گی۔ تو اس یہودی نے کہا کہ اے فضیل ہم نے قسم کھائی تھی کہ ہم تم سے بدلہ لیں گے لیکن تم معافی کے لئے آئے ہو تو سب معاف کردوں گا مگر تم نے جو میری سونے کی اینٹیں غصب کی تھیں وہ واپس کردو ہم تم کو معاف کردیں گے۔ حضرت فضیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا سونے کی اینٹیں تو ختم ہو چکی ہیں میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ تو یہودی نے کہا کہ اے فضیل تم جنگل جاؤ اور مٹی کی اینٹ بنا کر لے آؤ میں سونا سمجھ کر رکھ لوں گا۔ حضرت فضیل ابن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ جنگل پہنچے مٹی کو پانی سے گوندھا اور اینٹ تیار کی جب اینٹ سوکھ کے تیار ہوگئی تو حضرت فضیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان مٹی کی اینٹوں کو ایک بوری میں بھرا اور لا کر یہودی کے حوالے کیا یہودی نے جب بوری کے منہ کو کھولا تو دیکھتا ہے کہ اس بوری میں مٹی کی اینٹ کی جگہ سب سونے کی اینٹیں ہیں حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے سارے ساتھی حیرت میں ہیں کہ مٹی کو پانی سے گوندھا ہم نے اور اینٹ تیار کرکے بوری میں بھرا ہم نے اور بوری کو لے کر آئے بھی ہم تھوڑی دیر کے لئے بھی یہ بوری نگاہوں سے غائب نہیں ہوئی۔ پھر اس میں سونے کی اینٹ کیسے؟

تو غیبی آواز آئی کہ اے فضیل! تمہاری سچی توبہ کی برکت ہے کہ ہم نے مٹی کو سونا بنا دیا ہے۔ حضرت فضیل بن

عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ روتے رہے اور اللہ تعالیٰ کے کرم و احسان کو یاد کرتے رہے اور آپ کی سچی توبہ کی ایک برکت یہ ظاہر ہوئی کہ یہودی نے بھی آپ کے ہاتھ پر توبہ کی اور مسلمان ہوگیا۔ ملخصا (کشف المحجوب، ص:۱۵۳، ملخصا، تذکرۃ الاولیاء، ص:۵۱)

توبہ کے آنسوؤں نے جہنم بجھا دیا
توبہ بڑی سپر ہے گناہ گار کے لئے

درود شریف:

حضرت بشر حافی کی توبہ: گروہ اصفیاء کے سردار حضرت بشر حافی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کشف و کرامت میں بہت مشہور تھے اور اپنے زمانے کے اولیاء میں منفرد مقام رکھتے تھے۔ آپ کی توبہ کا واقعہ اس طرح ہے کہ آپ کے پاس شراب کی فیکٹری تھی آپ شراب بناتے تھے اور شراب پیتے بھی تھے ایک مرتبہ شراب کے کارخانہ سے گھر کو جا رہے تھے کہ راستے میں ایک کاغذ کا ٹکڑا ملا جس پر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم لکھا ہوا تھا۔ کاغذ کے اس ٹکڑے کو بڑے ادب و احترام سے اٹھایا اور اپنے رب تعالیٰ کے نام کو چوما اور اس کاغذ کو عطر سے معطر کیا اور ایک بلند مقام پر رکھ دیا۔ بس اللہ تعالیٰ کو ان کا یہ ادب اس قدر پسند آیا کہ اللہ تعالیٰ کے کرم سے ان کے دل کی دنیا بدل گئی اور جب وہ اپنے مکان سے شراب کے کارخانہ میں آئے اور اپنے مخصوص آرامگاہ میں سو گئے، خواب میں بشارتیں آنے لگیں اور ایک مرد درویش کو حکم ہوا کہ بشر کے پاس جاؤ اور میرا سلام کہو اور میرا پیغام بشر کو سنا دو کہ جس ہونٹ نے میرے نام کا بوسہ لیا ہے اب میں اس ہونٹ اور منہ سے ناپاک شراب نہیں پینے دوں گا اس درویش نے حضرت بشر کے شراب خانہ کے دروازہ پر جا کر دستک دی کہ میں اللہ تعالیٰ کا قاصد ہوں اور اللہ تعالیٰ نے بشر کو سلام کہا ہے اور پیغام بھیجا ہے کہ میں اپنے بشر کو اب شراب نہیں پینے دوں گا حضرت بشر اپنے بستر سے اٹھے اور دروازہ پر قاصد سے ملے۔ قاصد نے کہا کہ اے بشر میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے آیا ہوں اور تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کا سلام لایا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہ پیغام ہے کہ اب! میں ان ہونٹوں سے ناپاک شراب کو نہیں لگنے دوں گا جن ہونٹوں نے میرے نام کو بوسہ دیا ہے اور اس منہ میں پلید شراب کو نہیں جانے دوں گا جس منہ نے میرے نام کو چوما ہے۔ بس حضرت بشر پر وجد کی کیفیت طاری ہوگئی اور بار، بار یہ کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے سلام کہا ہے میرے رب تعالیٰ نے مجھے سلام کہا ہے۔ اور بے خودی کے عالم میں ننگے پیر جنگل کی طرف چلے گئے سچی توبہ کی اور اللہ کے ولی ہوگئے۔

توبہ کے آنسوؤں نے جہنم بجھا دیا
توبہ بڑی سپر ہے گناہ گار کے لئے

حضرات! حافی کا معنیٰ ننگے پیر والا حضرت بشر حافی رضی اللہ تعالیٰ عنہ زندگی بھر ننگے پیر رہے۔ (۱) آپ فرمایا کرتے تھے کہ جس وقت میرے پاس اللہ کا سلام آیا تھا اس وقت میں ننگے پیر تھا اس لئے اب میں ننگے پیر رہنا پسند کرتا ہوں۔ (۲) اور آپ سے یہ بھی فرماتے ہوئے سنا گیا کہ زمین اللہ تعالیٰ کا بچھایا ہوا فرش ہے اور شاہی فرش پر جوتے پہن کر چلنا ادب کے خلاف ہے۔

بزرگوں نے بیان کیا ہے! کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت بشر حافی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ادب کو اس قدر پسند فرمایا اور قبول کیا کہ جنگل میں یا جہاں بھی حضرت بشر حافی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رہتے تھے وہاں کے چرندو پرند اور گائے، بیل تمام جانوروں کو حکم دیدیا کہ اس جگہ پاخانہ، پیشاب نہ کرنا، جہاں میرا بشر رہتا ہے۔ کہیں میرے بشر کا پاؤں گندہ نہ ہو جائے۔ (ملخصا کشف المحجوب،ص:۱۶۳، ملخصا تذکرۃ الاولیاء،ص:۶۹)

حضرات! حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت بشر حافی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گناہ پر نادم وشرمندہ ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سچی توبہ کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے گناہوں کو معاف فرما کر گروہ اولیاء کی سرداری عطا فرمادی۔

توبہ کے گناہوں نے جہنم بجھا دیا
توبہ بڑی سپر ہے گنہگار کے لئے

اور! توبہ کرنے والے کو، پچھلے گناہوں سے توبہ کرکے نیک بننے والے کو، شرابی جواری نے توبہ کی اور نمازی اور حاجی بن گیا تو اس کو طعنہ نہیں دینا چاہئے کہ سوچوہا کھا کے چلی بلی حج کرنے۔ معاذ اللہ تعالیٰ۔ ملاحظہ کیجئے۔

توبہ کرنے والے کو طعنہ دینا بڑا گناہ ہے

پیروں کے پیر، حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ۔

محبوب خدا، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ارشاد پاک ہے کہ جو شخص کسی (توبہ کرنے والے) مسلمان کو اس کے پچھلے گناہ کی وجہ سے اس کو طعنہ دیتا ہے، تو وہ طعنہ دینے والا شخص اس وقت تک دنیا سے نہیں جائے گا جب تک وہ طعنہ دینے والا اس گناہ میں مبتلا نہ ہو جائے اور ذلیل ورسوا نہ ہو جائے۔ (ملخصا، غنیۃ الطالبین،ص:۲۶۵)

حضرات! بڑے پیر، روشن ضمیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیان کی ہوئی حدیث شریف سے پتہ چلا کہ بڑے سے بڑا گنہگار خطا کار، جب اپنے گناہوں اور خطاؤں سے توبہ کرکے نیک وصالح ہو جائے تو اس کے

پچھلے گناہوں کی وجہ سے اس کو طعنہ نہیں دینا چاہئے ورنہ اللہ تعالیٰ طعنہ دینے والے شخص کو اسی گناہ میں مبتلا کر کے اس کو ذلیل ورسوا فرمادے گا، اللہ تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھے۔ آمین ثم آمین۔

حضرات! توبہ اور دعاء کو مقبول بنانے کے لئے ضروری ہے کہ ہم اسی طرح توبہ ودعاء کریں جیسا کہ ہمارے بزرگوں نے ہم کو بتایا ہے۔

اول وآخر درود شریف: مراد مصطفیٰ، امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب بھی دعاء مانگی جائے تو اول وآخر درود شریف پڑھ لینا چاہئے، تاکہ اللہ تعالیٰ، محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے درود شریف کی برکت سے بندے کی دعا کو شرف قبولیت عطا فرمادے۔

لہٰذا! جب بھی ہم توبہ واستغفار کریں تو پہلے آقا کریم، محبوب خدا، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر درود شریف پڑھ لیا کریں اور یقین رکھیں کہ درود شریف کی برکت سے ہماری توبہ ضرور قبول ہوجائے گی۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

حضرات! اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرنا اور خوب رونا بہت ہی پسندیدہ عمل ہے۔ ملاحظہ ہو۔

حدیث شریف: آقا کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن پڑھو، اور روؤ، اگر رونا نہ آئے تو رونے والے شخص جیسا چہرہ بناؤ۔ (ابن ماجہ، ص:۳۰۹)

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی رو، رو کر توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ

حضرت آدم علیہ السلام جب جنت سے دنیا میں تشریف لائے تو تین سو برس تک اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں روتے اور گڑگڑاتے رہے اور توبہ کرتے رہے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول نہ کی۔

لیکن جب حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کرم میں یوں عرض کیا کہ یارب **اَسْئَلُکَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ اَنْ تَغْفِرَلِیْ** یعنی اے رب تعالیٰ تیرے محبوب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے طفیل مجھے معاف فرمادے۔

تو! اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو بخش دیا اور ان کی توبہ قبول فرمالی۔

(امام بیہقی دلائل النبوۃ، روح البیان، ص:۲۳۰)

حضرات! محبوب کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے نام پاک کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول کی۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے بغیر محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے نہ کسی کو بخشا ہے اور نہ قیامت تک بخشے گا۔

وصلِ مولیٰ چاہتے ہو تو وسیلہ ڈھونڈ لو
بے وسیلہ نجدیو! ہر گز خدا ملتا نہیں

حضرت ابولبابہ کی توبہ: حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ایک پوشیدہ راز فاش کر دیا تو اللہ ورسول جل شانہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ناراض ہو گئے اور ان کے حق میں آیت کریمہ نازل ہوئی اور حضرت لبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ابھی میرے قدم اپنی جگہ سے ہٹے بھی نہیں تھے کہ میرے ضمیر نے مجھے جھنجھوڑا کہ بلاشبہ اس وقت میں نے اللہ ورسول جل شانہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی امانت میں خیانت کی ہے۔ (یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے یہودیوں کو قتل کرنے کے بارے میں فرمایا تھا اور یہ راز کی بات تھی جس کو حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہودیوں کو بتا دیا) چنانچہ حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اس گناہ کے تصور سے لرز گئے اور اپنے اس گناہ پر نادم وشرمندہ ہو کر مدینہ طیبہ حاضر ہوئے اور اپنے آپ کو مسجد نبوی شریف کے ایک ستون میں رسی سے باندھ لیا اور قسم کھالی کہ جب تک اللہ تعالیٰ میری توبہ قبول نہ فرمائے گا اور آقا کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنے دست مبارک سے مجھے نہیں کھولیں گے۔ خدا کی قسم نہ میں کچھ کھاؤں گا نہ پیوں گا چنانچہ چھ دن چھ رات تک حضرت لبابہ مسجد کے ستون میں بندھے رہے، نمازوں اور انسانی حاجتوں کے وقت ان کی بیوی صاحبہ ان کو کھول دیا کرتی تھیں پھر وہی ان کو باندھ دیا کرتی تھیں۔ بھوک، پیاس کی شدت سے ان کی قوت سماعت جاتی رہی اور آنکھوں کی روشنی میں بھی کمی آگئی اسی حالت میں ایک رات جب کہ سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ میں تشریف فرما تھے۔ صبح صادق کے وقت آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو ناگہاں، ہنسی آگئی۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم اللہ تعالیٰ آپ کے دانتوں کو ہمیشہ ہنستا رکھے اس وقت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو ہنسی کیوں آرہی ہے؟ تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اے ام سلمہ! میں اس خوشی میں ہنس رہا ہوں کہ ابولبابہ کی توبہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول ہوگئی۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اجازت لے کر حجرے کے دروازہ پر کھڑے ہو کر بہ آواز بلند فرمایا کہ اے ابولبابہ! تمہیں بشارت مبارک ہو کہ تمہاری توبہ قبول ہوگئی ہے۔

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی آواز سننا تھا کہ لوگ اپنے گھروں سے نکل آئے اور مسجد نبوی شریف کی طرف دوڑ پڑے اور حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ستون سے کھولنے لگے۔ مگر حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نے روتے ہوئے بھرائی ہوئی آواز میں فرمایا کہ خبردار! ہرگز، ہرگز کوئی مجھے نہ کھولے۔ خدا کی قسم جب تک خود آقا کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مجھے اپنے دست مبارک سے نہ کھولیں گے۔ میرے مجرم و گنہگار دل کو تسلی نہیں ہوسکتی کہ میرے رب تعالیٰ نے میری خطا کو معاف فرما دیا ہے اور میری توبہ کو قبول فرمالیا ہے چنانچہ لوگ ہٹ گئے اور حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فجر کی نماز کے وقت تک بندھے رہے اور لوگ ان کے اردگرد کھڑے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی آمد کا انتظار کرتے رہے۔ یہاں تک کہ مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جب مسجد نبوی میں نماز فجر کے لئے تشریف لائے تو ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بڑی ہی پیار کی نگاہ سے دیکھا اور مسکرایا اور اپنے دست کرم سے حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رسیوں کو کھول دیا۔ (صاوی، ج:۱،ص:۱۳۲)

خوب فرمایا عاشق مصطفیٰ، پیارے رضا، اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

جس کی تسکیں سے روتے ہوئے ہنس پڑیں
اس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام

حضرات! حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے گناہ و خطا ہو گیا تو سیدھے اپنے آقا کریم، مصطفیٰ رحیم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور مسجد نبوی شریف کے ستون سے اپنے آپ کو باندھ لیا کیوں کہ وہ جانتے تھے کہ اللہ کریم نے گناہ گار بندوں کو محبوب رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ کرم میں آنے کا حکم دیا ہے۔

آیت: جَآءُوْکَ فَاسْتَغْفَرُو اللّٰهَ (پ۵،ع۶)

مجرم بلائے آئے ہیں جاؤک ہے گواہ
پھر رد ہو کب یہ شان کریموں کے در کی ہے

اور وہ یہ بھی جانتے تھے کہ۔

بخدا، خدا کا یہی ہے در، نہیں اور کوئی مفر، مقر
جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

حضرات! حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توبہ اس قدر قبول ہوئی کہ اب کتنا بڑا کوئی خطا کار گنہگار کیوں نہ ہو مسجد نبوی شریف میں ستون لبابہ کے پاس جا کر توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مقبول توبہ کی برکت سے اس کی توبہ کو قبول فرمالیتا ہے۔

مزارانور کی حاضری سے گناہ معاف ہوجاتے ہیں

ایک اعرابی صحابی جب مدینہ طیبہ میں آقا کریم مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مزار انور واقدس پر حاضر ہوئے تو محبت کا یہ عالم تھا کہ قبر شریف کے اردگرد کی مٹی کو اپنے سر پر ڈالنے لگے پھر بڑے ہی درد بھرے انداز سے رو، رو کر عرض کرنے لگے یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جو کچھ خدائے تعالیٰ کا پیغام لائے۔ ہم نے اس کو پڑھا، اور اس پر ایمان لائے یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم آپ پر اللہ تعالیٰ نے جو کتاب نازل فرمائی ہے اس میں یہ آیت بھی ہے وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ (پ۵،ع۶)

تو یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میں نے گناہ کر کے بے شک اپنی جان پر ظلم کیا ہے۔ لہٰذا میں اللہ تعالیٰ کے فرمان جاؤک پر عمل کرتے ہوئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم کے دربار میں اپنے گناہوں کی مغفرت کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ اس لئے یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میرے رب تعالیٰ سے میرے گناہوں کی بخشش کرادیجئے تو مزار انور، قبر اقدس سے آواز آئی کہ اے اعرابی تو بخش دیا گیا۔ (خزائن العرفان، ص:۱۰۵)

حضرات! ہمارے آقا کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنی ظاہری حیات میں بھی اپنے غلاموں کو نجات و بخشش کا مژدہ سناتے تھے اور آج قبر کریم میں آرام فرما ہیں اور اپنے خطا کار غلاموں کو نوازتے ہیں اور مغفرت ونجات کی خوشخبری دیتے ہیں۔

دوسری بات! اس حدیث شریف سے یہ معلوم ہوئی کہ صحابہ کرام اپنے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ظاہری حیات میں بھی یارسول اللہ کہہ کر پکارتے تھے۔ اور وصال کے بعد بھی یارسول اللہ! کہتے تھے تو یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم کہنا شرک و بدعت نہیں بلکہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی عادت وسنت ہے۔

بیٹھتے اٹھتے مدد کے واسطے
یا رسول اللہ کی کثرت کیجئے

غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل
یا رسول اللہ کی کثرت کیجئے

اللہ والوں کے پاس جانے سے بھی توبہ قبول ہو جاتی ہے

بنی اسرائیل میں ایک شخص بڑا ہی گنہگار و خطا کار تھا، جس نے سو آدمیوں کو قتل کیا تھا المختصر یہ ہے کہ توبہ کی غرض سے اللہ والوں کے پاس جا رہا تھا کہ راستے ہی میں اس گنہگار کا انتقال ہو گیا عذاب کے فرشتے اور رحمت کے فرشتے دونوں اس کے پاس پہونچتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے کہ زمین کو ناپا جائے اگر اللہ والوں کی بستی سے قریب ہے تو رحمت کے فرشتے لے جائیں اور اس کو جنت میں داخل کر دیں اور اگر اپنے گھر سے قریب ہے تو عذاب کے فرشتے اس کو عذاب دیں۔ جب زمین ناپی گئی تو اللہ والوں کی بستی سے قریب تھا تو اس کی توبہ قبول ہو گئی اور اس شخص کو اللہ والوں کے قریب ہونے کی وجہ سے رحمت کے فرشتوں نے معاف کر دیا اور وہ جنت میں داخل کیا جائے گا۔ (مولانا روم، مثنوی شریف، مسلم شریف، ج:۲، ص:۷۰۴، مشکوۃ شریف، ص:۲۰۳)

صحبت کی برکت سے ایک گویا محدث بن گیا

ہمارے پیر حضور غوث اعظم، شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہر کوفہ کی ایک گلی سے گزر رہے تھے کہ ایک فاسق کے گھر میں بہت سے اوباش جمع تھے اور شراب پی جا رہی تھی، ان لوگوں میں ایک گانے والا بھی تھا جس کا نام زادان تھا وہ بربط پر عمدہ آواز سے گا رہا تھا۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی عمدہ آواز کو سن کر فرمایا کیسی اچھی آواز ہے کاش یہ شخص اپنی عمدہ آواز سے قرآن مجید کی تلاوت کرتا تو کتنا اچھا ہوتا پھر آپ چلے گئے۔ زادان نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز سن لی تھی لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون صاحب تھے لوگوں نے بتایا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے صحابی حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ زادان: نے کہا یہ کیا کہہ رہے تھے۔ تو لوگوں نے بتایا کہ وہ کہہ گئے ہیں کہ کتنی عمدہ آواز ہے کاش گانے کی بجائے قرآن مجید کی تلاوت کی جاتی تو کتنا اچھا ہوتا یہ سنتے ہی زادان: کے دل پر خوف و ہیبت طاری ہو گئی اور اسی وقت بربط کو توڑ ڈالا اور دوڑتا، بھاگتا ہوا حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور رونے لگا۔ آپ نے زادان کو گلے لگا لیا اور اس کے ساتھ خود بھی رونے لگے اور فرمایا، میں کیسے اس سے محبت نہ کروں جس سے اللہ تعالیٰ کو محبت ہے، اس کے بعد زادان نے گانے بجانے سے توبہ کر لی اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں رہنے لگا۔ یہاں تک کہ قرآن پاک پڑھ لیا اور اتنا علم حاصل کیا کہ

امام بن گیا۔ چنانچہ حضرت زادان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہت سی حدیثیں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہیں۔ (غنیۃ الطالبین، ص: ۲۶۲)

حضرات! مسلم شریف کی حدیث اور حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیان سے صاف طور پر ظاہر ہے کہ سو آدمیوں کے قاتل کی توبہ کو اللہ والوں کے قریب ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ قبول فرما کر جنت کا حقدار بنا دیتا ہے اور ایک گانے بجانے والا ایک صحابی کی صحبت کی برکت سے تمام گناہوں سے توبہ کر لیتا ہے اور دین کا امام اور محدث بنتا نظر آتا ہے۔

سبحان اللہ! سبحان اللہ! تو معلوم ہوا کہ اللہ والوں کے قریب جا کر توبہ کرنے سے بہت جلد توبہ قبول ہو جاتی ہے اور سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

صحبت صالح ترا، صالح کند........یعنی نیک کی صحبت نیک بنا دیتی

صحبت طالح ترا۔ طالح کند........اور برے کی صحبت برا بنا دیتی

اللہ تعالیٰ ہم کو بھی نیکوں کی صحبت میں رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

بے حساب گناہ سچی توبہ سے معاف ہو جاتے ہیں: محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اگر آدمی کے گناہ ساتوں آسمانوں، زمینوں اور پہاڑوں کے برابر (یا اس سے بھی زیادہ ہوں تو) اللہ تعالیٰ سچی توبہ کرنے والے کو اپنی رحمت سے بخش دیتا ہے۔ (مکاشفۃ القلوب، ص: ۱۱۷)

سچی توبہ کی برکت: اللہ تعالیٰ کے حبیب ہم بیماروں کے طبیب، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جب بندہ (سچی) توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔ محافظ فرشتے اس کے ماضی کے گناہوں کو بھول جاتے ہیں۔

اس کے جسم کے اعضاء اس کی خطاؤں کو بھول جاتے ہیں۔ زمین کا وہ ٹکڑا جس پر اس نے گناہ کیا ہے اور آسمان کا وہ حصہ جس کے نیچے اس نے گناہ کیا ہے اس کے گناہوں کو بھول جاتے ہیں۔ جب وہ شخص قیامت کے دن آئے گا تو اس کے گناہوں پر گواہی دینے والا کوئی نہیں ہوگا۔ (مکاشفۃ القلوب، ص: ۱۱۵)

حدیث شریف: حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ مخلوق کی پیدائش سے چار ہزار سال پہلے عرش پر لکھا تھا کہ اِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰی O (پ۱۶، ع۱۳)

یعنی جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک عمل کئے میں اسے بخشنے والا ہوں۔ (مکاشفۃ القلوب،ص:۱۱۵)

حضرات! حدیث شریف کی روشنی میں سمجھئے کہ سچی توبہ کا کتنا بلند مقام ہے کہ توبہ کرنے والے کے تمام گناہوں کو اللہ تعالیٰ معاف فرما کر اس کو بخش دیتا ہے۔

توبہ کے آنسوؤں نے جہنم بجھا دیا
توبہ بڑی سپر ہے گنہگار کے لئے

حضرات! (۱) سچی توبہ کرنے سے برائیاں، نیکیوں میں بدل جاتی ہیں۔ (قرآن کریم)

(۲) سچی توبہ عذاب سے بچاتی ہے۔ (قرآن کریم)

(۳) سچی توبہ کرنے سے بخشش ہوتی ہے اور جنت ملتی ہے۔ (قرآن کریم)

(۴) سچی توبہ کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ محبت فرماتا ہے۔ (قرآن کریم)

(۵) سچی توبہ کرنے والے سے اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوتا ہے۔ (مشکوۃ شریف،ص:۲۰۲)

(۶) سچی توبہ کرنے سے رزق بڑھتا ہے اور غم دور ہو جاتے ہیں (مشکوۃ شریف،ص:۲۰۴)

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ۱۱ ﴾

ذی القعدہ شریف

پہلے جمعہ کا بیان

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام

بحیثیت خلیل اللہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِهِ الْکَرِیْمِ وَ عَلٰی اٰلِهِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاهِرِیْنَ وَاَصْحَابِهِ الْمُکَرَّمِیْنَ وَابْنِهِ الْکَرِیْمِ الْغَوْثِ الْاَعْظَمِ الْجِیْلَانِیْ الْبَغْدَادِیْ وَابْنِهِ الْکَرِیْمِ الْخَوَاجِهِ الْاَعْظَمِ الْاَجْمِیْرِیْ اَجْمَعِیْنَ ۝

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرَاهِیْمَ خَلِیْلًا ۝ (پ۵، رکوع ۱۴)

ترجمہ: اور اللہ نے ابراہیم کو اپنا گہرا دوست بنایا۔ (کنز الایمان)

درود شریف:

ہمارے پیارے رسول محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے جد کریم حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش بابل کے شہر میں نمرود مردود کے دور سلطنت میں ہوئی

نمرود بادشاہ کی حکومت پوری دنیا پر تھی۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ چار ایسے بادشاہ گزرے ہیں جن کی بادشاہت پوری دنیا پر تھی۔ ان چاروں میں دو بادشاہ مومن تھے اور دو بادشاہ کافر تھے۔ مومنوں میں ایک حضرت سکندر ذوالقرنین علیہ الرحمہ اور دوسرے حضرت سلیمان علیہ السلام تھے اور کافروں میں ایک بخت نصر اور دوسرا بادشاہ نمرود مردود تھا۔ (معارج النبوۃ، ص ۳۱۰)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہمارے پیارے نبی احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم دونوں عالم کے بادشاہ ہیں۔

خوب فرمایا سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

جس کو شایاں ہے عرش خدا پر جلوس
ہے وہ سلطان والا ہمارا نبی
اپنے مولیٰ کا پیارا ہمارا نبی
دونوں عالم کا دولہا ہمارا نبی

درود شریف:

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیدائش کا وقت قریب آیا، تو آپ کی والدہ ماجدہ نمرود بادشاہ کے ڈر سے ایک تہ خانہ میں چلی گئیں۔ جو آپ کے والد ماجد نے شہر سے دور تیار کیا تھا۔ اسی تہ خانہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے اور وہیں رہے۔ روزانہ آپ کی والدہ اس تہ خانہ میں تشریف لاتیں اور دودھ پلا کر واپس آجاتیں۔ آپ بہت جلد بڑھ رہے تھے۔ ایک ماہ میں اتنا بڑھتے تھے جتنا دوسرے بچے ایک سال میں بڑھتے ہیں۔ (معارج النبوۃ، ص ۳۱۰)

ایک روایت کے مطابق جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر شریف تیرہ برس یا سترہ برس کی ہوئی تو ایک روز حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی والدہ سے سوال کیا کہ میرا رب کون ہے؟ یعنی میرا پالنے والا کون ہے؟ تو والدہ نے جواب دیا میں ہوں۔ پھر سوال کیا کہ تمہارا رب (پالنے والا) کون ہے؟ تو والدہ نے جواب دیا تھا تمہارے والد ہیں۔ آپ نے فرمایا میرے والد کا رب (پالنے والا) کون ہے؟ تو آپ کی والدہ نے فرمایا خاموش رہو اور کوئی جواب نہ دے سکیں اور اپنے شوہر سے جا کر کہا کہ جس لڑکے کی نسبت جو مشہور ہے کہ وہ زمین والوں کے دین کو بدل دے گا وہ فرزند یہی ہے اور ساری گفتگو اپنے شوہر کو بتایا اور جب حضرت ابراہیم علیہ السلام تہ خانہ سے باہر تشریف لائے تو اس وقت سورج غروب ہوا اور آسمان پر ستارہ طلوع ہوا تو آپ نے دیکھا کہ قوم کے لوگ شرک میں مبتلا ہیں تو آپ نے باطل پرستی کا انکار کیا اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر استدلال فرمایا جس کو قرآن کریم نے بیان کیا۔

اور فرمایا اے لوگو! چاند و سورج اور ستارے معبود نہیں ہیں جو کبھی ڈوبے اور پھر نکلے اور ڈوبنے والا ہمارا خدا نہیں ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چاند و سورج اور ستاروں کی پرستش کے خلاف بیزاری کا اعلان کیا اور ایک خدا کی وحدانیت کو ماننے اور اللہ وحدہٗ لاشریک کی عبادت و بندگی کی دعوت پیش کی۔

آپ کا چچا آزر بت بناتا اور بیچتا تھا

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے چچا آزر سے فرمایا

يٰٓاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِىْ عَنْكَ شَيْئًا ۝ (پ۱۶، رکوع ۶)

ترجمہ: اے میرے باپ کیوں ایسے کو پوجتا ہے جو نہ سنے، نہ دیکھے اور نہ کچھ تیرے کام آئے۔ (کنزالایمان)

آپ کا چچا آزر لا جواب ہو گیا اور کہا اے ابراہیم اگر یہ بُت تیری رسالت اور تیرے خدا کی وحدانیت کی گواہی دیدیں تو میں تم پر ایمان لے آؤں گا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعاء کی تو تمام بتوں سے یہ آواز آئی۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِبْرَاهِيْمُ خَلِيْلُ اللّٰهِ۔ آزر نے جب یہ معجزہ دیکھا تو کہنے لگا۔ اے ابراہیم (علیہ السلام) تو بڑا جادوگر ہے۔ اور ایمان نہ لایا۔ (معارج النبوت ص۔۳۱۹)

حضرات! نمرود کی قوم کا سال میں ایک عید کا دن ہوتا تھا جس کو وہ لوگ میلے کے طور پر مناتے تھے۔

ایک روز جوان کے میلہ کا دن تھا۔ عمدہ لباس پہن کر میلے میں جاتے اور قسم قسم کے لہو ولعب میں مشغول ہو جاتے۔ واپس ہو کر بت خانہ میں جاتے اور بتوں کی پوجا کرتے۔

اللہ کے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دیکھا کہ سب میلے میں جا چکے ہیں اور بت خانے میں بت اکیلے رہ گئے ہیں۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کلہاڑی لی اور تمام بتوں کو توڑ ڈالا اور ایک بڑے بت کے کندھے پر کلہاڑی رکھ کر چلے گئے۔ جب نمرود کی قوم کے لوگ میلے سے واپس ہوئے اور بت خانہ میں جا کر اپنے بتوں کی بدحالی دیکھی تو سب بھڑک گئے اور کہا کہ یہ کام ابراہیم (علیہ السلام) کا ہے اسی نے ہمارے بتوں کے ساتھ یہ معاملہ کیا ہے۔

جب یہ واقعہ نمرود کو بتایا گیا تو نمرود مردود نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بلایا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے تو نمرود کو سجدہ نہیں کیا جو اس کے دربار میں ہر آنے والے کا طریقہ تھا۔ تو نمرود نے آپ سے کہا کہ تم نے مجھے سجدہ نہیں کیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا میں اپنے رب تعالیٰ کے علاوہ کسی کو سجدہ نہیں کرتا ہوں۔

تو نمرود نے کہا تیرا رب کون ہے؟

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: رَبِّىَ الَّذِىْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۙ قَالَ اَنَا اُحْيٖ وَاُمِيْتُ ؕ (پ۳، رکوع ۳)

ترجمہ: میرا رب وہ ہے کہ جلاتا اور مارتا ہے بولا میں جلاتا اور مارتا ہوں۔ (کنزالایمان)

چنانچہ نمرود نے دو قیدیوں کو بلایا، ایک قیدی جو رہا ہونے والا تھا اس کو مار دیا اور جو قتل ہونے والا تھا اس کو رہا کردیا اور کہا میں نے اس کو زندہ کردیا۔ اے ابراہیم (علیہ السلام) دیکھو میں بھی زندہ کرتا ہوں اور مارتا ہوں۔

حضرات! حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جان لیا کہ نمرود بڑا بے وقوف اور نادان ہے۔ اب اس کے سامنے ایسی دلیل پیش کی جائے جس سے ظالم نمرود بے بس اور لاچار ہوئے۔ اور اس کی جھوٹی خدائی کا بھانڈا پھوٹ جائے۔ اس لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک ایسی دلیل قائم فرمائی جس کا کوئی جواب نمرود کے پاس نہ تھا۔ اس کو قرآن کریم بیان فرماتا ہے: قَالَ اِبْرٰهِیْمُ فَاِنَّ اللّٰهَ یَاْتِیْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِیْ كَفَرَ (پ۳، رکوع۳)

ترجمہ: ابراہیم نے فرمایا۔ تو اللہ سورج کو لاتا ہے پورب سے، تو اس کو پچھم سے لے آ، تو ہوش اُڑ گئے کافر کے۔ (کنزالایمان)

نمرود مردود غصہ میں آکر کہنے لگا اے ابراہیم (علیہ السلام) تو نے ہی ہمارے بتوں کو توڑا ہے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اس بڑے بُت سے پوچھو جس کے کندھے پر کلہاڑی رکھی ہوئی ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ اسی بڑے بت نے ناراض ہو کر تمام بتوں کو توڑ دیا ہے تو نمرود نے جواب دیا کہ تمہیں خوب معلوم ہے کہ یہ بت سنتے نہیں۔ اور بولتے نہیں، تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: قَالَ اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَنْفَعُكُمْ شَیْــٴًـا وَّ لَا یَضُرُّكُمْ ○ (پ۱۷، رکوع۵)

ترجمہ: کہا تو کیا؟ اللہ کے سوا ایسے کو پوجتے ہو جو نہ تمہیں نفع دے اور نہ نقصان پہونچائے۔ (کنزالایمان)

خلاصہ! یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی گفتگو کا نمرود مردود کے پاس کچھ جواب نہ تھا۔ اس لئے عاجز و شرمندہ ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو قید کر دیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام پر نارِ نمرود گلزار ہو گئی

نمرود نے اپنے خاص لوگوں سے مشورہ کیا کہ ابراہیم (علیہ السلام) کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔ مشورہ میں طے ہوا کہ آپ کو آگ کے شعلوں میں زندہ ڈال کر جلا دیا جائے۔

نمرود مردود نے حکم دیا کہ ایک پتھر کی تیس گز لمبی اور بیس گز چوڑی ایک چہار دیواری تیار کی جائے اور ہر چھوٹے، بڑے مرد، عورت اس چہار دیواری میں لکڑیاں جمع کریں۔ اور جو اس حکم کی نافرمانی کرے گا اس کو بھی

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ اسی آگ میں ڈال دیا جائے گا۔ کفار ومشرکین نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دشمنی اور نمرود مردود کو خوش کرنے کے لئے اس جوش وخروش کے ساتھ لکڑیاں جمع کیں۔ ایک ماہ کامل تک لکڑیاں جمع کی جاتی رہیں۔ جب چہار دیواری لکڑیوں سے بھرگئی تو ان میں آگ لگا دی گئی۔ آگ کے شعلے آسمان کو چھونے لگے۔ اگر کوئی پرندہ آگ کے اوپر سے گزرتا تو جل کر راکھ ہو جاتا تھا۔ آگ کی گرمی اور حرارت سے شہر کے لوگ پریشان ہونے لگے اور آبادی کے لوگوں کا اپنے گھروں میں رہنا دشوار ہو گیا تھا۔

جب آگ اپنے پورے شباب پر آگئی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام منجنیق کے ذریعہ آگ میں ڈالے جارہے تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا:

يَا اِبْرَاهِيْمُ أَلَكَ حَاجَةٌ : یعنی اے ابراہیم علیہ السلام کوئی حاجت ہو تو بتایئے جبرائیل خدمت کے لئے حاضر ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: نَعَمْ اَمَّا اِلَيْكَ فَلاَ ہاں حاجت تو ہے مگر اے جبرائیل علیہ السلام تم سے کوئی حاجت نہیں ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی۔ آپ؛ کو جس سے حاجت ہے اس سے طلب کرو۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا : عِلْمُهٗ بِحَالِيْ حَسْبِيْ مِنْ سُوَالِيْ یعنی وہ میرے حال کو خوب جانتا ہے اور وہ میرے سوال سے باخبر ہے اور وہی میرے لئے کافی ہے گویا حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمار ہے تھے۔

جانتا ہے وہ میرا رب جلیل
آگ میں جاتا ہے اب اس کا خلیل

اب حضرت ابراہیم علیہ السلام آگ کے قریب پہونچ چکے تھے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے۔ يَا نَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّ سَلاَمًا عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ ۝ (پ۱۷، رکوع۵)

ترجمہ: اے آگ ہو جا ٹھنڈی اور سلامتی ابراہیم پر۔ (کنزالایمان)

رب تعالیٰ کا حکم سنتے ہی آگ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر گلزار ہو گئی۔

نمرود مردود بلند مکان پر چڑھ کر دیکھنے لگا کہ حضرت ابراہیم (علیہ السلام) ہلاک اور آگ میں جل کر راکھ ہو گئے ہوں گے۔ جب دیکھا تو آگ کے تمام شعلے پھول بن چکے تھے اور تمام آتش کدہ گل گلزار بنا ہوا تھا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام فرشتوں کے جھرمٹ میں پھولوں کے تخت پر جلوہ گر تھے۔ پوچھا اے ابراہیم علیہ السلام کس طرح اس آگ سے بچ کر اس ناز ونعمت میں پہونچ گئے ہو تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ یہ میرے رب تعالیٰ کے فضل سے ہے۔ (معارج النبوۃ، ص ۳۲۶)

نمرود کی بیٹی کا ایمان لانا

حضرات! جب نمرود کی بیٹی رغفہ نے بلند مکان سے دیکھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام صحیح وسالم ہیں اور نار نمرود گلزار بنا ہوا ہے تو رغفہ کے دل میں ایمان پیدا ہو گیا اور اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اجازت لیکر کلمہ پڑھتے ہوئے یعنی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلُ اللّٰهِ۔ پڑھتے ہوئے بلند مکان سے نار نمرود میں کود گئی۔ سلامتی سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئی اور اپنے ایمان کو تازہ کیا پھر سلامتی سے اپنے باپ کے پاس چلی گئی۔ جب نمرود نے اپنی بیٹی کا ایمان اور پھر اس کا بلند مکان سے آگ میں جانا اور آگ سے سلامت رہنا مشاہدہ کیا۔ بڑا تعجب میں پڑا مگر لوگوں کی ملامت سے ڈرتے ہوئے اپنے باطل دین پر قائم رہا۔ اگر چہ اس کے سامنے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین کی حقانیت آفتاب سے زیادہ ظاہر ہو چکی تھی۔ پہلے تو لڑکی کو پیار ومحبت سے سمجھایا کہ دین ابراہیم سے پھر جائے مگر نیک بیٹی اپنے سچے دین سے نہ پھری تو اب اس کو طرح طرح کی تکلیف پہونچانے کا ارادہ کیا اور اس کے ہاتھوں اور پیروں کو باندھ کر سخت دھوپ میں گرم ریت پر لٹا دیا۔ ادھر دریائے رحمت جوش میں آیا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے رغفہ کو اس کے ظالم باپ نمرود مردود کے ظلم سے چھڑا کر حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس لے آئے۔ کچھ مدت کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کا نکاح اپنے بیٹے مدین کے ساتھ کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس سعادت مند لڑکی سے بیس فرزند بطنا بعد بطن پیدا فرمائے جو سب کے سب مسند نبوت پر فائز ہوئے۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذٰلِكَ (معارج النبوت، ص ۳۳۷)

اے ایمان والو! نمرود مردود کی بیٹی رغفہ کلمہ شریف پڑھتے ہوئے بلند مکان سے کود کر نار نمرود میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس پہونچتی ہیں تو وہ بھی آگ سے محفوظ رہتی ہیں۔ یہ ہے کلمہ شریف کی برکت اور نبی کی محبت کا اثر۔ اگر ہم بھی کلمہ شریف پڑھنا اپنی عادت بنالیں اور پیارے نبی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے سچی محبت کریں تو بروز قیامت کلمہ شریف کی برکت اور پیارے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی رحمت سے دنیا کی ہر بلا ومصیبت کی آگ سے اور قیامت کے دن دوزخ کی آگ سے محفوظ رہیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

نبی کے دشمن کا برا انجام: نمرود مردود بڑا ظالم وسفاک بادشاہ تھا۔ اپنے کو خدا کہلواتا تھا اس کا سجدہ کیا جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی گرفت بہت مضبوط ہے۔ اللہ تعالیٰ ظالموں اور سرکشوں کو ڈھیل دیتا ہے۔ اور وہ اس چھوٹ اور ڈھیل کو اپنی کامیابی سمجھتے ہیں اور جب ظلم وگناہ حد سے زیادہ بڑھ جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کا عذاب آ کر رہتا ہے۔

ایک روایت کے مطابق نمرود کی عمر ایک ہزار سال سے زیادہ تھی اور تین سو سال تک بیمار نہ پڑا تھا۔ اس نے سمجھ لیا کہ اگر میں بندہ ہوتا تو ضرور بیمار ہوتا۔ اس کے سرکش اور ظالم ہونے کے بہت سے اسباب تھے۔ ایک وجہ یہ بھی تھی جو وہ بیمار نہیں ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کی بجائے خود کو خدا کہلوانے لگا اور جھوٹا خدا بن بیٹھا۔

اللہ تعالیٰ نے اس کی جھوٹی خدائی کا بھانڈا پھوڑنے کے لئے ایک لنگڑے مچھر کو بھیجا۔ جو اس کے ناک کے راستے سے دماغ میں چلا گیا اور اس کو کاٹنے لگا۔ نمرود سخت پریشان ہوا۔ ایک لنگڑے مچھر کے عذاب سے بچنے کی اس کے پاس کوئی تدبیر نہ تھی۔ دن و رات درد و کرب میں مبتلا رہنے لگا۔ حکماء سے علاج کراتا مگر "مرض بڑھتا گیا۔ جوں جوں دوا کی" اس کے ہلاک و برباد ہونے کا وقت قریب آ گیا۔ ایک ماہر حکیم جو غالباً اس کے ظلم و ستم سے پریشان اور اس کی جھوٹی خدائی سے آگاہ تھا۔ اس نے مشورہ دیا کہ بادشاہ! ایک پرانے چمڑے کے جوتے سے آپ کے سر پر مالش کیا جائے تو ہوسکتا ہے کہ آپ کے سر کا درد کچھ کم ہو جائے اور آپ کو آرام نصیب ہو۔

حکم ہوا کہ پرانا چمڑے کا جوتا لایا جائے۔ جوتا حاضر کیا گیا اور ایک شخص کو متعین کیا گیا کہ اس پرانے جوتے سے نمرود کے سر پر مالش کیا کرے۔ جب جوتا نمرود کے سر پر پڑنے لگتا۔ تو مچھر دماغ کے ایک کونے میں بیٹھ جاتا اور تکلیف و درد کم ہو جاتا اور نمرود سمجھتا کہ بیماری کا علاج ہو رہا ہے۔ پھر مچھر دماغ میں کاٹتا پھر جوتے سے اس کے سر کو پیٹا جاتا پھر درد کم ہو جاتا۔ اسی طرح جوتا سر پر پڑتا رہا یہاں تک کہ سر پھٹ گیا اور دماغ باہر آ گیا اور اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دشمن اور جھوٹا خدا نمرود، ذلت و رسوائی کے ساتھ تڑپ، تڑپ کر مر گیا۔

حضرات! یہ ہے اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دشمن کا بُرا انجام۔

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دشمن نمرود کا کتنا برا حال ہوا۔ آپ حضرات نے دیکھ لیا اور آج بھی جو لوگ نبی سے دشمنی کرتے ہیں اور نبی پر طرح طرح کا اعتراض کرتے نظر آتے ہیں وہ لوگ بھی کسی نہ کسی بڑی بیماری میں مبتلا ملیں گے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے، انبیائے کرام اور اولیائے کرام سے عداوت و دشمنی سے بچنا لازم و ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کی عداوت و دشمنی سے بچائے اور ان سے محبت و عقیدت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ ثم آمین

حضرت ابراہیم علیہ السلام بابل سے شام تشریف لے گئے

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بابل سے شام کی طرف ہجرت فرمائی۔ آپ کے ہمراہ حضرت سارہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں۔ پہلے آپ حراں میں مقیم ہوئے کچھ دن کے بعد مصر کی طرف ہجرت فرمائی۔ وہاں کا بادشاہ بڑا ظالم اور فاسق تھا۔ اس کی عادت تھی کہ جس کی شادی ہوتی وہ دولہن اس کے سامنے پیش کی جاتی اگر اسے پسند آتی تو اپنے پاس رکھ لیتا ورنہ واپس بھیج دیتا۔ اس بدبخت بادشاہ نے ہر جانب آدمی مقرر کر رکھے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ آپ کی بیوی حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں جو حسین وجمیل تھیں۔ بادشاہ کو خبر دی گئی کہ ایک مسافر کے ساتھ ایک عورت ہے جو بڑی حسین وجمیل ہے۔ ظالم بادشاہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنے پاس بلالیا۔ ظالم بادشاہ حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیکھتے ہی آپ پر فریفتہ ہوگیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو باہر رہنے دیا اور حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بند کمرے میں لے گیا۔ اللہ تعالیٰ نے کمرہ کے در و دیوار کو شیشہ کی طرح کردیا کہ آپ کو کمرے کے اندر کے سب حالات نظر آتے تھے۔ جب ظالم بادشاہ نے خیال فاسد سے اپنا ہاتھ حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف بڑھایا تو اس کا ہاتھ خشک ہوگیا۔ ظالم بادشاہ توبہ کرنے لگا اور مجبور ہوکر آپ سے معافی مانگی اور آپ سے دعا کی درخواست کی۔ آپ نے دعا فرمائی۔ اس کا ہاتھ درست ہوگیا۔ پھر شیطان نے وسوسہ ڈالا اور آپ کی طرف ظالم نے ہاتھ دراز کیا تو پھر اس کا ہاتھ خشک ہوگیا۔ اسی طرح جب اس کی نیت خراب ہوتی اور آپ کی طرف ہاتھ بڑھاتا تو اس کا ہاتھ خشک ہوجاتا۔ ظالم بادشاہ کہنے لگا کہ میرے لئے دعا کرو اور میں معافی مانگتا ہوں کہ کبھی بھی بری نیت نہیں کروں گا اور آپ کو کوئی تکلیف نہ دوں گا۔ آپ نے دعا کی تو اس کا ہاتھ درست ہوگیا۔ یہ سارا قصہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کمرے سے باہر ملاحظہ فرما رہے تھے۔ ظالم بادشاہ نے حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یہ کرامت دیکھ کر اپنی ایک نیک و پارسا کنیز حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں دیدیا۔ اور حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی نیک کنیز حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنے شوہر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو سپرد کردیا۔ اب حضرت ابراہیم علیہ السلام وہاں سے ملک شام تشریف لاتے ہیں اور ارض مقدس میں سکونت پذیر ہوجاتے ہیں۔ حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ابھی تک کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ اس لئے حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی نیک و پارسا کنیز حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنے شوہر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بخش دی۔

رَدَّ اللّٰهُ كَيْدَ الْكَافِرِ اَوِ الْفَاجِرِ فِيْ نَحْرِهٖ وَاَخْدَمَ هَاجَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا (بخاری شریف، ج۱، ص۴۷۴)

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی پیدائش

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام ملک شام میں ارض مقدس پر آباد ہو گئے۔ بیس سال کا عرصہ گزر گیا آپ کے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی۔

رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ٥ (پ۲۳، رکوع ۷) یعنی اے رب تعالیٰ مجھے نیک بیٹا عطا فرما۔

دردمند دل سے اخلاص کے ساتھ نکلی ہوئی دعا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول ہوئی۔

در کریم سے بندے کو کیا نہیں ملتا
جو مانگنے کا طریقہ ہے اس طرح مانگو

چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بڑھاپے میں آپ کی بیوی حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن پاک سے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پیدا ہوئے۔ جن کو جد امجد حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور ذبیح اللہ کے مبارک لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

شہر مکہ کا وجود میں آنا اور تعمیر کعبہ

ظاہری بات ہے کہ جو بچہ بڑھاپے میں اور بڑی دعاؤں اور التجاؤں کے بعد پیدا ہوا ہوگا وہ بچہ ماں، باپ کی نظر میں کتنا عزیز اور کس قدر زیادہ پیارا ہوگا۔

حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے پیارے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو اپنی گود میں بٹھاتیں اور پیار کرتیں تو حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنی گود کو خالی دیکھ کر رشک کرنے لگیں اسی وجہ سے آپ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ حضرت ہاجرہ اور ان کے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو یہاں سے کہیں دور مقام پر چھوڑ آؤ۔ اصل میں یہ راز و حکمت ہے۔ شہر مکہ کے وجود میں آنے کا اور اللہ تعالیٰ کے گھر کعبہ معظمہ کی تعمیر کا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایک سبب پیدا فرما دیا تھا۔

چنانچہ وحی نازل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ اے ابراہیم (علیہ السلام) حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو اس سرزمین پر چھوڑ آؤ۔ جو اب مکہ معظمہ کے نام سے مشہور ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بیوی حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور اپنے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام

کو اپنے ہمراہ لیکر ملک شام سے کعبہ معظمہ کے نزدیک اس مقام پر چھوڑا جہاں آج زم زم کا چشمہ ہے۔ یہاں اس وقت نہ کوئی آبادی تھی نہ کوئی چشمہ۔ نہ سایہ دار درخت تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی نیک بخت بیوی حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ایک توشہ دان کھجوروں کا اور ایک برتن پانی کا دیکر واپس تشریف لانے لگے تو حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آواز دی اور عرض کی اے میرے سرتاج اَیْنَ تَذْهَبُ وَتَتْرُكُنَا بِهٰذَا الْوَادِی الَّذِی لَیْسَ فِیْهِ اِنْسٌ وَلَا شَیْءٌ ۞

یعنی اے ابراہیم علیہ السلام! آپ کہاں تشریف لے جارہے ہیں۔ ہمیں اس وادی میں اکیلے اور تنہا چھوڑ کر، جس میں نہ کوئی انسان ہے اور نہ ہی اور کوئی چیز۔ آپ نے کوئی جواب نہ دیا اور نہ ہی توجہ فرمائی۔ حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے چند مرتبہ یہی سوال کیا مگر کوئی جواب نہ آیا تو عرض کی کہ اے ابراہیم علیہ السلام کیا اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپ مجھے اس وادی میں اکیلے اور تنہا چھوڑ کر جارہے ہیں تو آپ نے فرمایا۔ ہاں میں اپنے رب تعالیٰ کے حکم سے ایسا کر رہا ہوں تو حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا۔

اِذًا لَّا یُضَیِّعُنَا رَضِیْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّعَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ ۞

یعنی جب رب تعالیٰ کا حکم ہے تو پھر کچھ خوف نہیں اللہ تعالیٰ خود ہی حفاظت فرمائے گا اس پر میرا بھروسہ ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام وہاں سے چلتے وقت دعا کرتے ہیں

رَبَّنَا اِنِّیْ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِیْ اِلَیْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ یَشْكُرُوْنَ ۞ (پ۱۳، رکوع ۱۸)

ترجمہ: اے میرے رب! میں نے اپنی کچھ اولاد ایک نالے میں بسائی جس میں کھیتی نہیں ہوتی، تیرے حرمت والے گھر کے پاس، اے میرے رب! اس لئے کہ وہ نماز قائم رکھیں تو تو لوگوں کے کچھ دل ان کی طرف مائل کردے اور انہیں کچھ پھل کھانے کو دے، شاید وہ احسان مانیں۔ (کنز الایمان)

آب زم، زم کا چشمہ: کچھ دنوں تک حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کھجوروں اور پانی سے گزارہ کیا اور اپنے فرزند کو دودھ پلاتی رہیں۔ جب وہ پانی ختم ہوگیا۔ پیاس کی شدت ہوئی اور چھاتی سے دودھ خشک ہوگیا تو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا حلق مبارک پیاس کی شدت سے سوکھ گیا۔ ننھے شیر خوار بچے کی جان جانے کا خطرہ پیدا ہوگیا۔ تو حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پانی کی تلاش میں پہلے صفا پہاڑی پر تشریف لے گئیں اور چاروں طرف نظر کیا

مگر کسی طرف بھی پانی نظر نہ آیا تو صفا پہاڑی سے دوڑیں اور مروہ پہاڑی پر تشریف لائیں اور چاروں طرف دیکھتی رہیں کہ پانی کہیں مل جائے مگر کسی طرف بھی پانی کا نام ونشان تک نہ ملا۔ اسی طرح حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سات مرتبہ صفا سے مروہ پہاڑی پر دوڑیں۔ اور آپ پلٹ پلٹ کر اپنے شیر خوار بچے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی طرف بھی دیکھتی رہتی تھیں کہ کوئی موذی جانور میرے بیٹے کو گزند نہ پہونچادے اور جب بھی نظر کرتیں تو دیکھتی تھیں کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے ہاتھ اور پیر ہل رہے ہیں مگر جب ساتویں مرتبہ مروہ پہاڑی سے حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے پیارے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو دیکھا تو ان کے قدموں کے رگڑنے کی جگہ صاف شفاف پانی کا چشمہ اُبل رہا تھا۔ حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دوڑتی ہوئی آتی ہیں۔ اور پانی کے چشمہ کے چاروں طرف ریت اور مٹی رکھ کر پانی کو روکتی ہیں اور کہتی جاتی ہیں زم۔ زم یعنی اے پانی ٹھہر جا، ٹھہر جا۔

ہمارے پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس پانی کو زم زم یعنی اے پانی ٹھہر جا نہ کہتیں تو یہ پانی ساری دنیا کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے کافی ہوتا۔

اے ایمان والو! حقیقت میں زم زم کوئی نام نہیں ہے۔ زم زم کے معنی ہیں ٹھہر جا کے، اور یہ کوئی نام نہیں ہوتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی نیک بندی حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زبان مبارک نے اس پانی کے متعلق زم زم فرمایا تو اب قیامت تک کے لئے اس پانی کا نام زم زم ہی پڑ گیا۔

گویا نیک بندے یا نیک بندی کی زبان سے جو لفظ نکل جاتا ہے اسے اللہ تعالیٰ مقبول انام بنا دیتا ہے۔

درود شریف:

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا صفا پہاڑی سے مروہ اور مروہ پہاڑی سے صفا تک دوڑنا اس قدر پسند فرمایا کہ صفا اور مروہ پہاڑی کو اپنی نشانی قرار دے دیا۔

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ط (پ۲، رکوع ۳)

ترجمہ: بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں سے ہیں۔ (کنز الایمان)

صفا اور مروہ کو نشانی کیوں بنایا گیا؟

اس لئے کہ ان دونوں پہاڑیوں پر اللہ تعالیٰ کی نیک بندی کا قدم پڑ گیا ہے۔ اس لئے اب وہ جگہ عام جگہوں سے ممتاز ہو کر اللہ تعالیٰ کی نشانی قرار پائی۔

حضرات! جب قدم پڑ گیا تو وہ جگہ برکت و رحمت والی ہو گئی۔ تو اس قبر کی عظمت و بزرگی اور رحمت و برکت کا کیا عالم ہوگا جس قبر میں اللہ تعالیٰ کا نیک بندہ یا نیک بندی آرام کر رہے ہوں اور پھر تربت پاک مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی عظمت و برکت کا اندازہ کون لگا سکتا ہے جس میں خود محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جلوہ فرما ہیں۔ اسی لئے عاشق مصطفیٰ حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

پیش نظر وہ نو بہار سجدے کو دل ہے بے قرار

روکئے سر کو روکئے ہاں یہی امتحان ہے

حضرات! اللہ تعالیٰ کو اپنی نیک بندی کا دوڑنا اس قدر پسند آیا کہ ہر حاجی کو قیامت تک کے لئے صفا و مروہ کے درمیان دوڑنے کا حکم دیدیا تاکہ دنیا والے میرے محبوں اور نیکوں کی قدر و منزلت کو پہچان لیں اور جان لیں کہ میری نیک بندی ہاجرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) تو ضرورت کے وقت دوڑی تھیں لیکن آج ہر حاجی صفا و مروہ کے درمیان بغیر ضرورت دوڑتے ہیں اور یہی اللہ تعالیٰ کا حکم بھی ہے تاکہ میری نیک بندی ہاجرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی سنت باقی رہے اور ان کی دوڑنے کی وہ ادا زندہ اور جاری رہے اور اگر کسی حاجی نے حضرت ہاجرہ کی اس سنت پر عمل نہیں کیا یعنی سعی نہیں کی تو اس کا حج مکمل نہیں ہوا۔

اجالے اپنی یادوں کے ہمارے ساتھ رہنے دو

نہ جانے کس گلی میں زندگی کی شام ہو جائے

درود شریف:

آب زم زم کی فضیلت: اے ایمان والو! آب زم زم بڑی فضیلت و برکت والا ہے۔ زم زم کے پانی کو انبیائے کرام اور اولیائے عظام نے نوش فرمایا ہے اور خود ہمارے پیارے آقا محبوب خدا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے پیا اور اس کی فضیلت و برکت کو اپنی مبارک زبان سے بیان فرمایا۔ ملاحظہ فرمائیے۔

حدیث شریف: ہمارے سرکار احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے کھڑے کھڑے ڈول سے زم زم پیا اور باقی جو بچا اسے زم زم کے کنویں میں ڈال کر آب زم زم کو مزید برکت والا بنا دیا۔

(ترمذی شریف، تاریخ مکہ، ج ۲، ص ۳۰۳، کنز العمال، ج ۱۲، ص ۱۰۲)

آب زم زم تبرک کے لئے لے جانا سنت ہے

حج کے موقعہ پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آب زم زم مشکیزوں اور برتنوں میں بھر کر ساتھ لے گئے تھے۔ عرصے تک وہ پانی بیماروں کو پلاتے رہے اور ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے سہل بن عمر کے ذریعہ آب زم زم کے دو مشکیزے مدینہ منورہ منگوائے۔ (ترمذی شریف، تاریخ مکہ، ج ۲، ص ۲۰۳)

اے ایمان والو! ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا آب زم زم کو ساتھ لے جانا اور پھر مکہ شریف سے مدینہ منورہ منگوانا اور آب زم زم کو شفا کے لئے بیماروں کو پلانا۔ یقیناً آب زم زم کی فضیلت و برکت کو ثابت کرتا ہے۔

آب زم زم پیٹ بھر کے پینا سنت ہے

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا بیشک آب زم زم بھوک کے لئے غذا ہے۔ اور بیماری کے لئے شفا ہے اور ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہم میں اور منافقوں میں یہ فرق ہے کہ ہم آب زم زم کو پیٹ بھر کر پیتے ہیں اور منافق پیٹ بھر کر نہیں پیتے۔ (مسلم شریف، ابن ماجہ، حدیث ۳۰۶۱، ص ۲۲۰، کنز العمال، ج ۱۲، ص ۱۰۲، مشکوٰۃ شریف)

آب زم زم جس مقصد کے لئے پیو گے کامیابی ہے

حضور رحمت عالم مختار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا آب زم زم جس نیت سے پیا جائے گا اللہ تعالیٰ اس میں کامیابی عطا فرمائے گا۔ اگر تم زم زم کے پانی کو حصول شفا کی نیت سے پیو گے تو اللہ تعالیٰ شفا بخشے گا اگر تم آب زم زم (بھوک کی حالت میں) پیٹ بھرنے کے لئے پیو گے تو اللہ تعالیٰ پیٹ بھر دے گا یہ پانی حضرت جبرائیل علیہ السلام کی ٹھوکر اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے قدم مبارک کی برکت سے جاری ہوا ہے۔ (ابن ماجہ، ص ۲۲۰، کنز العمال، ج ۱۲، ص ۱۰۱، حاکم)

ہمارے پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں آب زم زم پیتے وقت جو دعا کی جاتی ہے اللہ تعالیٰ قبول فرمالیتا ہے۔

حدیث شریف میں جس دعا کا ذکر ہے وہ یہ ہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ عِلْمًا نَافِعًا وَّرِزْقًا وَّاسِعًا وَّعَمَلًا مُّتَقَبَّلًا وَّشِفَآءً مِّنْ کُلِّ دَآءٍ ۝ یعنی اے اللہ تعالیٰ میں تجھ سے علم نافع اور رزق کی کشادگی اور مقبول عمل اور ہر بیماری سے شفاء کا طلبگار رہوں۔ (بہار شریعت، ح ۶، ص ۶۸)

اب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وہ دعا قبول ہوئی۔ قبیلۂ جرہم کے کچھ لوگ تجارت کی غرض سے ملک شام جارہے تھے راستہ وہی تھا دیکھا کہ کچھ پرندے منڈلا رہے ہیں۔ یقیناً اس جگہ پانی ہے جب قریب آئے تو دیکھا کہ ایک عورت ہے اور اس کی گود میں ایک ننھا سا بچہ ہے قبیلہ جرہم کے لوگ سنسان جنگل میں تنہا عورت اور اس کی گود میں بچہ کو دیکھ کر حیران وششدر رہ گئے اور دیکھا کہ اس خاتون کے قریب صاف وشفاف پانی کا چشمہ جاری ہے تو قبیلہ کے لوگوں نے حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس جگہ قیام کرنے کی اجازت مانگی۔ حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اجازت عطا فرمادی وہ سب آباد ہو گئے اس طرح مکہ معظمہ کا شہر وجود میں آیا۔ (معارج النبوۃ،ص ۳۳۹)

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ۱۱ ﴾

ذی القعدہ شریف

دوسرے جمعہ کا بیان

شہر مکہ کی فضیلت

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ ○ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ○ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ○ (پ۳۰، رکوع۱۵)

ترجمہ: مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے شہر مکہ کی قسم یاد فرمائی۔ اللہ تعالیٰ کا کسی شہر کی قسم یاد فرمانا اس شہر کی عظمت وبزرگی کو ظاہر فرماتا ہے۔ اب ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو شہر مکہ کی قسم یاد فرمائی ہے تو اس کی وجہ اور بنیاد کیا ہے؟ کیا مکہ شہر میں خانۂ کعبہ ہے۔ اس لئے اس کی قسم یاد فرمائی یا مکہ شہر میں حجر اسود اور مقام ابراہیم جنتی پتھر ہیں اس لئے اس کی قسم یاد فرمائی یا مکہ شہر میں آب زم زم کا کنواں ہے صفا و مروہ کی پہاڑیاں ہیں یا عرفات ومزدلفہ کے مقدس میدان اور غار حرا و غار ثور ہیں؟ تو جواب ملے گا، نہیں ہرگز نہیں یہ قسم میں نے ان کے سبب یاد نہیں فرمائی ہے۔

بلکہ میں نے قسم اس لئے یاد فرمائی ہے:

وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ○ ترجمہ: کہ اس شہر میں (اے محبوب) تم تشریف فرما ہو۔ (کنزالایمان)

اے میرے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم! میں نے اس شہر مکہ کی قسم اس لئے یاد فرمائی ہے کہ مقدس زمین نے تیرے قدموں کے بوسہ لینے کا شرف حاصل کیا ہے۔

خوب فرمایا عاشق مصطفیٰ، پیارے رضا، اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

کھائی قرآں نے خاک گزر کی قسم

اس کف پا کی حرمت پہ لاکھوں سلام

حضرات! شہر مکہ جس کی زمین نے محبوب خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علی والہ وسلم کے قدموں کا بوسہ لیا۔ اسے اُم القریٰ، سید البلاد اور بلد امین کا لقب حاصل ہوا۔ اللہ تعالیٰ کو وہ زمین اتنی پسند آئی کہ اس کو زیارت گاہ عالم بنا دیا اور اس زمین کو اپنے مقدس گھر خانہ کعبہ کے لئے منتخب فرمایا۔ ارشاد ہے:

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝ (پ ۴، رکوع ۱)

ترجمہ: بے شک سب میں پہلا گھر، جو لوگوں کی عبادت کو مقرر ہوا وہ ہے جو مکہ میں ہے۔ برکت والا اور سارے جہاں کا راہ نما۔ (کنز الایمان)

حدیث شریف: (۱) حضرت عبداللہ بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، میں نے اپنے پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو مکہ مکرمہ کے مقام حزورہ پر کھڑے ہوئے دیکھا اور آپ سرزمین مکہ کے متعلق فرما رہے تھے۔ خدا کی قسم! تو اللہ تعالیٰ کی ساری زمین میں افضل ہے اور اللہ تعالیٰ کو پیاری ہے۔ اگر میں تجھ سے نکالا نہ جاتا تو کبھی نہ نکلتا۔ (ابن ماجہ، مشکوۃ شریف)

حدیث شریف: (۲) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہمارے حضور رحمت و برکت والے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مکہ مکرمہ سے فرمایا: تو کیسا پاکیزہ شہر ہے اور تو مجھے بہت پیارا ہے۔ (ترمذی، مشکوۃ شریف)

اے ایمان والو! مکہ معظمہ کا شہر نزول قرآن اور ظہور اسلام کا مقدس مرکز ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ولادت اسی شہر میں ہوئی۔ بے شمار انبیائے کرام اور رسولان عظام خانہ کعبہ کی زیارت کے لئے اس شہر معظم میں تشریف لائے۔ کعبہ شریف کے ارد گرد تین سو انبیائے کرام کی مقدس قبریں ہیں۔ رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان ستر انبیائے کرام کی قبریں ہیں اور حطیم کے اندر جو خانہ کعبہ کا حصہ ہے اس میں میزاب رحمت کے نیچے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ ماجدہ حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر ہے۔ مکہ شریف کے قبرستان جنت المعلیٰ سے قیامت کے دن ایسے ستر ہزار انسان اٹھائے جائیں گے جو بغیر حساب و کتاب کے جنت میں داخل کئے جائیں گے اور ان میں سے ہر ایک ستر، ستر ہزار گنہگاروں کی شفاعت کرے گا۔ ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمک رہے ہوں گے۔ (تاریخ مکہ، ج ۱، ص ۶۷)

تعمیر کعبہ: تعمیر کعبہ کے متعلق مختلف روایات ہیں، ایک روایت کے مطابق اللہ تعالیٰ کے حکم سے سب سے پہلے تعمیر کعبہ فرشتوں نے کی اور پھر فرشتوں نے کعبہ کا طواف کیا۔ جب حضرت آدم علیہ السلام جنت سے زمین پر اترے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ مکہ شریف گئے اور کعبہ کی تعمیر فرمائی۔ طوفان نوح علیہ السلام کے بعد کعبہ شریف کی جگہ ایک سرخ ٹیلہ سا رہ گیا تھا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ طوفان نوح (علیہ السلام) کے وقت اللہ تعالیٰ نے کشتی نوح (علیہ السلام) کا رخ مکہ شریف کی طرف پھیر دیا تھا۔ جس میں اسی (۸۰) مرد و زن سوار تھے۔ اس کشتی نے رات و دن کعبہ شریف کا طواف کیا۔ (تفسیر ابن کثیر، ج ۲، ص ۴۴۷)

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے طوفان نوح (علیہ السلام) کے چار سو سال کے بعد اللہ تعالیٰ کے حکم سے تعمیر کعبہ کیا

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کے پیارے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے کعبہ شریف کی تعمیر کے سلسلے میں کھدائی شروع کی تو کعبہ کی بنیاد ظاہر ہوگئی۔

تعمیر کعبہ میں استعمال ہونے والے پتھر فرشتے پانچ پہاڑوں، جبل طور سینا، طور زیتون، کوہ لبنان، کوہ جودی اور حرا پہاڑی سے لائے۔

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پتھر دیتے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کعبہ تعمیر کرتے تھے۔

(تاریخ مکہ مکرمہ، ج ۲، ص ۴۳، تفسیر مظہری، ج ۲، ص ۲۲۴)

تاریخ مکہ مکرمہ میں ہے کہ تعمیر کے بعد مختلف زمانوں میں کعبہ معظمہ کی تعمیر ہوتی رہی ہے۔ قبیلہ جرہم، عمالقہ، قصی بن کلاب، قریش، عبداللہ بن زبیر اور حجاج بن یوسف نے بھی کعبہ تعمیر کی۔ (تاریخ مکہ مکرمہ، ج ۲، ص ۴۳)

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے تعمیر کعبہ کے وقت دعا مانگی۔ اللہ تعالیٰ اس کا ذکر قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ O (پ ۱ رکوع ۱۵)

ترجمہ: اور جب اٹھاتا تھا ابراہیم (علیہ السلام) اس گھر کی نیویں اور اسماعیل (علیہ السلام) یہ کہتے ہوئے اے رب ہمارے! ہم سے قبول فرما بیشک تو ہی ہے سنتا جانتا۔ (کنزالایمان)

اے ایمان والو! حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام جب تعمیر کعبہ کر رہے تھے تو اسی وقت یہ بھی دعا مانگی کہ

اے ہمارے رب! اپنے محبوب رسول، نبی آخر الزماں محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو ہماری نسل میں پیدا فرما اور یہ شرف و بزرگی ہمیں نصیب فرما۔ قرآن کریم ارشاد فرماتا ہے

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ٥

ترجمہ: اے رب ہمارے! اور بھیج ان میں ایک رسول انہیں میں سے کہ ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انہیں خوب ستھرا فرمائے۔ بیشک تو ہی ہے غالب حکمت والا۔ (کنز الایمان)

خلیل و ذبیح علیہما السلام کی دعا قبول ہوئی آپ دونوں کی نسل پاک سے اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیارے رسول پیارے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا

اَنَا دَعْوَةُ اَبِىْ اِبْرَاهِيْمَ وَبَشَارَةُ عِيْسٰى ٥ یعنی میں اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں۔ (مسند امام احمد، تفسیر ابن کثیر، ج ۲، ص ۱۸۴)

کعبہ معظّمہ کی شان و عظمت

حدیث شریف ۱: کعبہ پر پہلی نظر پڑتے ہی جو دعا کی جائے مقبول ہے۔ (کنز العمال، ج ۳، ص ۴۵۸)

حدیث شریف ۲: ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اَلنَّظْرُ اِلَى الْكَعْبَةِ عِبَادَةٌ یعنی کعبہ کو دیکھنا عبادت ہے۔ (کنز العمال، کتاب العمل، ج ۳، ص ۴۵۸)

حدیث شریف ۳: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی ایک سو بیس رحمتیں ہر دن کعبہ معظّمہ پر نازل ہوتی ہیں جن میں سے

سِتُّوْنَ لِلطَّائِفِيْنَ یعنی ساٹھ رحمتیں کعبہ کے طواف کرنے والوں پر۔

وَاَرْبَعُوْنَ لِلْمُصَلِّيْنَ اور چالیس رحمتیں وہاں نماز پڑھنے والوں پر۔

وَعِشْرُوْنَ لِلنَّاظِرِيْنَ اور بیس رحمتیں کعبہ کو دیکھنے والوں پر نازل ہوتی ہیں۔ (بیہقی فضائل ج ۱۰۵۰)

مسجد کعبہ میں ایک نماز، ایک لاکھ نماز کے برابر ہے

حدیث شریف ۴: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے سرکار امت کے غمخوار رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔

وَصَلٰوۃٌ فِیْ مَسْجِدِیْ خَمْسِیْنَ اَلْفَ صَلٰوۃٍ وَصَلٰوتُہٗ فِیْ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ بِمِئَۃِ اَلْفِ صَلٰوۃٍ یعنی مدینہ منورہ کی میری مسجد میں پچاس ہزار کا ثواب ہے اور مکہ مکرمہ کی مسجد حرام میں ایک لاکھ نمازوں کا ثواب ہے۔ (ابن ماجہ، ج ا، ص ۱۰۲، مشکوۃ، ص ۷۲)

درِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علی والہ وسلم پر کعبہ کی حاضری

حدیث ۵: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ کعبہ کے کعبہ محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت کے دن کعبہ کو سجا کر میری قبر انور کے پاس لایا جائے گا۔

فَتَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَامُحَمَّدُ ٥ یعنی کعبہ عرض کرے گا یا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم آپ پر سلام ہو۔ تو میں اس کو جواب میں کہوں گا۔

وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ یَابَیْتَ اللّٰہِ ٥ سلام ہو تجھ پر اے اللہ کے گھر۔

پھر ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کعبہ سے فرمائیں گے کہ اے کعبہ! میرے بعد میری امت تیرے ساتھ کیسے پیش آئی؟ تو کعبہ کہے گا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم آپ کی امت میں سے جو میرے پاس آیا تھا بروز قیامت میں اس کی کفایت و شفاعت کروں گا اور جو میرے پاس نہیں آیا تو آپ اس کی کفایت و شفاعت کریں۔ (درمنثور، ج ا، ص ۱۳۷)

حجر اسود جنتی پتھر ہے

اے ایمان والو! حجر اسود جنتی پتھر ہے جو کعبہ معظمہ کے جنوب مشرق کونے میں نصیب ہے اور لوگوں کے گناہوں کو چوستے چوستے کالا پڑ گیا۔

حدیث شریف ۱: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے رسول مصطفےٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا حجر اسود جنت سے آیا ہے۔

وَاَبْیَضُ مِنَ اللَّبَنِ O اور دودھ سے زیادہ سفید تھا اسے لوگوں کے گناہوں نے سیاہ کردیا۔ (ترمذی، ج۱،ص۱۷۷، مشکوۃ)

حدیث ۲: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہمارے آقا رحمت وبرکت والے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ رب کعبہ کی قسم اللہ تعالیٰ حجر اسود کو قیامت کے دن اٹھائے گا۔

لَہٗ عَیْنَانِ یَبْصُرُ بِھِمَا وَلِسَانٌ یَّنْطِقُ بِہٖ O یعنی اس کی دو آنکھیں ہوں گی۔ جن سے وہ دیکھتا ہوگا اور اس کی ایک زبان ہوگی جس سے وہ بولتا ہوگا۔

جس نے اس کو چوما ہوگا اس کے متعلق گواہی دے گا۔ (ترمذی، ابن ماجہ، ج۲،ص۲۱۱)

حدیث شریف ۳: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ہمارے سرکار امت کے غمخوار نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو شخص حجر اسود کے پاس ایمان کے ساتھ حاضر ہوتو حجر اسود قیامت کے دن اس شخص کی شفاعت کرے گا۔ (درمنثور، کنز العمال، ج۱۲،ص۹۸)

حدیث شریف ۴: جلیل القدر محدث امام عبدالرزاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث شریف نقل کی ہے کہ حجر اسود کے قریب مسلمان خلوص نیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے جو بھی دعا مانگے وہ اسے مل کر رہے گا۔ (مصنف عبدالرزاق)

حدیث شریف ۵: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے رسول محبوب خدا مصطفےٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حجر اسود کے پاس تشریف لائے اور اپنے مبارک ہونٹوں سے بہت دیر تک حجر اسود کا بوسہ لیتے رہے۔ حجر اسود کے قریب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو روتے ہوئے دیکھا تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا! اے عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) یہی جگہ ہے جہاں رویا اور آنسو بہایا جاتا ہے۔ (ابن ماجہ، ج۲،ص۲۱۱)

حدیث شریف ۶: امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حجر اسود کا بوسہ لیا اور فرمایا کہ میں جانتا ہوں تو ایک پتھر ہے نہ تو نفع دے سکتا ہے اور نہ نقصان پہونچا سکتا ہے۔ اگر میں نے اپنے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو تجھے بوسہ لیتے نہ دیکھتا تو میں تجھے کبھی بھی بوسہ نہ لیتا۔

(مسلم ج۱،ص۴۱۳، ابن ماجہ، ج۲،ص۲۱۱، بخاری، ج۱،ص۲۱۷)

حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو قریب ہی کھڑے تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گفتگو سن کر فرمایا۔ اے عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں نے اپنے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ حجر اسود نفع بھی دیتا ہے اور نقصان بھی۔ جب مومن حجر اسود کو چومتا ہے تو حجر اسود اس مومن کو نفع دیتا ہے کہ اس کے گناہوں کو چوس لیتا ہے اور جب کافر حجر اسود کو ہاتھ لگاتا ہے تو اس کو نقصان پہونچاتا ہے۔ یعنی مومن کے گناہوں کو کافر کی طرف منتقل کر دیتا ہے۔

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بات کو سن کر رو پڑے اور ارشاد فرمایا: میں اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں اس دن سے کہ عمر رہے اور علی کا سایہ نہ رہے۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

(تاریخ مکہ، ج ۲، ص ۱۲۰۹، المستدرک، ج ۱، ص ۴۵۷، فتح الباری، ج ۳، ص ۴۶۲)

اس روایت کو تبلیغی جماعت کے امیر مولوی محمد زکریا اور دیوبندی جماعت کے مولانا، مولوی محمد عبد المعبود دیوبندی نے نقل کیا ہے۔ (فضائل حج، ص ۱۰۸)

اے ایمان والو! ذاتی طور پر یعنی بذات خود نفع اور نقصان دینا یہ شان صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ہے اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت وقوت سے حجر اسود بھی نفع اور نقصان پہونچانے کی شان رکھتا ہے۔ بس اسی طرح انبیائے کرام اور اولیاء کرام کا بھی معاملہ ہے کہ یہ حضرات ذاتی طور پر یعنی بذات خود بغیر اللہ تعالیٰ کی بخشش وعطا کے نہ نفع دے سکتے ہیں اور نہ ہی نقصان۔

لیکن اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت وقوت سے ہر نبی اور ہر ولی نفع بھی دے سکتے ہیں اور نقصان بھی پہونچا سکتے ہیں جیسے ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے غلاموں کی مدد فرماتے ہیں اور ہمارے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مریدوں کو اور ہمارے آقا سرکار امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے عاشقوں کی اور ہمارے مالک ومختار نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنے ہر امتی کی مدد فرماتے ہیں اور نفع بھی دیتے ہیں اور نقصان سے بچاتے بھی ہیں۔

بدنصیب ہیں وہ لوگ جو حجر اسود کی طاقت وقوت کو تو مانتے ہیں مگر انبیائے کرام علیہم السلام اور اولیائے عظام علیہم الرضوان کی طاقت وقوت کا انکار کرتے ہیں۔

خوب فرمایا سرکار اعلیٰ حضرت پیارے رضا، اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہئے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی

درود شریف:

اسی طرح کی بات حضرت علامہ امام احمد قسطلانی نے ارشاد الساری، ج ۳، ص ۱۰۵۶ پر۔ حضرت علامہ بدرالدین عینی نے فتح الباری، ج ۳، ص ۴۶۲ پر اور ملا علی قاری نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، ج ۵، ص ۳۲۵ پر تحریر فرمایا ہے کہ۔

بذات خود ذاتی طور پر کسی کی مدد کرنا یہ شان اللہ تعالیٰ کی ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کی عطا و بخشش سے نفع اور نقصان پہونچانا اور لوگوں کی مدد کرنا یہ شان ہر نبی اور ہر ولی کو حاصل ہے مگر مانے گا مومن اور منافق انکار کرے گا۔

ہمارے آقا کے سلام کی رحمت و برکت

والے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اعلان نبوت سے پہلے جب بھی میں کعبہ معظمہ میں تشریف لاتا تو حجر اسود ہی وہ پتھر ہے جو مجھے پہچانتا تھا اور مجھے سلام کرتا تھا۔

اے ایمان والو! اپنے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سلام کی عظمت و برکت کو اچھی طرح جان لو کہ حجر اسود ایک پتھر ہو کر میرے پیارے نبی اور پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو پہچانتا تھا اور آپ پر سلام پڑھتا تھا تو اللہ تعالیٰ کا انعام و اکرام حجر اسود جنتی پتھر کو یہ ملا کہ جب تو میرے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو سلام کرتا تھا تو اب میرے محبوب کے امتی، کعبہ کا طواف کرنے والے، ہر چکر میں تجھے قیامت تک سلام کرتے رہیں گے۔

ایک پتھر کو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ محبت کرنے کا اتنا بڑا صلہ دیا گیا، اور ہم تو مومن، مسلمان۔ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے کلمہ پڑھنے والے امتی ہیں اگر ہم محبت و عقیدت کے ساتھ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر

درود وسلام پڑھتے رہیں گے تو اللہ تعالیٰ اس کا عظیم صلہ وبدلہ ہم کو دونوں جہاں میں برکت ورحمت اور بخشش ونجات وجنت کی شکل میں نصیب فرمائے گا۔

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام
مصطفےٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

بزرگوں کے ہاتھ، پاؤں چومنے کا ثبوت

احادیث کریمہ اور بزرگوں کے اقوال بیان کئے جاتے ہیں تا کہ ان بددینوں اور گمراہوں کے لئے دلیل قائم ہو جائے جو بزرگان دین اور مشائخ عظام کے ہاتھ پاؤں کے چومنے کو ناجائز وحرام سمجھتے ہیں، بلکہ شرک وکفر بھی کہہ دیتے ہیں۔

حدیث شریف ۱: حضرت وازع بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم اپنے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔

فَاَخَذْنَا بِيَدِهٖ وَرِجْلَيْهِ وَقَبَّلْنٰهَا ٥ یعنی ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دست مبارک اور پائے اقدس کا بوسہ لیا۔ (الادب المفرد، امام بخاری، ص:۴۳۷)

حدیث شریف ۲: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں۔ فَقَبَّلْنَا يَدَاهُ ٥ ہم نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ہاتھ مبارک کو چوما۔ (ابوداؤد شریف، ج:۲، ص:۳۲۶، الادب المفرد، ص:۴۳۶)

حدیث شریف ۳: حضرت زارع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم اپنے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت مبارکہ میں مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور اپنی سواریوں سے جلدی سے اترنے لگے۔

فَنُقَبِّلُ يَدَا رَسُوْلِ اللّٰهِ وَرِجْلَيْهِ ٥ تو ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ہاتھ اور پاؤں مبارک کو بوسہ دیا۔ (ابوداؤد، ج:۲، ص:۳۶۳، مشکوۃ شریف، ص:۴۰۲)

حدیث شریف ۴: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ خاتون جنت حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب اپنے ابا جان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں آتیں تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ان

کے لئے کھڑے ہو جاتے اور ان کا ہاتھ پکڑتے۔ انہیں چومتے اور اپنے پاس بٹھاتے اور جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنی پیاری بیٹی سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لے جاتے تو حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کی تعظیم کے لئے کھڑی ہو جاتیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا دست مبارک پکڑتیں اور اسے بوسہ دیتیں اور اپنی جگہ پر بٹھاتیں۔ (ابوداؤد، ج:۲، ص:۳۶۲، مشکوٰۃ، ص:۴۰۲)

حدیث شریف ۵: امام المحدثین حضرت قاضی عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور علامہ ابن عابدین شامی حنفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث نقل کی۔ حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور معجزہ طلب کیا کہ یہ درخت جو بہت پرانا ہے اس کو آپ اپنے پاس بلالیں اگر یہ درخت آپ کے پاس آگیا تو میں آپ پر ایمان لے آؤں گا تو ہمارے پیارے رسول، مختار نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اس اعرابی سے فرمایا تو اس درخت کے پاس جا اور اس سے کہہ کہ یَاأَیُّهَا الشَّجَرُ اَنَّ مُحَمَّدًا یَدْعُوْکَ ۝ اے درخت! تجھے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بلاتے ہیں۔

درخت کے پاس اعرابی پہنچا اور اس نے درخت کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا حکم سنایا تو درخت داہنے اور بائیں جھکا اور اپنی جڑوں کے ساتھ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ۝

اعرابی نے عرض کیا۔ اب آپ اس کو حکم فرمائیں کہ یہ درخت اپنی جگہ واپس چلا جائے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حکم دیا وہ درخت اپنی جگہ واپس لوٹ گیا۔ یہ عظیم الشان معجزہ دیکھ کر اعرابی مسلمان ہو گیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک ولک وسلم مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ کو سجدہ کروں تو ہمارے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اے اعرابی! اگر میری شریعت میں اللہ کے علاوہ کسی کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔

پھر اعرابی نے عرض کیا: فَاْذَنْ لِیْ اَنْ اُقَبِّلَ یَدَیْکَ وَرِجْلَیْکَ فَاَذِنَ لَهٗ ۝ یعنی آپ مجھے اجازت دیں کہ آپ کے ہاتھ، پیر مبارک کو چوموں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اس اعرابی کو اپنے ہاتھ اور پیر مبارک کو چومنے کی اجازت دی۔ (شفاء شریف، ج:۱، ص:۲۹۹)

اے ایمان والو! اس حدیث شریف سے دست بوسی اور سجدہ کا فرق واضح ہو گیا کہ سجدہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ جائز نہیں ہے اور بزرگوں کے ہاتھ اور پیر کو چومنا جائز و حلال ہے بلکہ سنت سے ثابت ہے۔

حدیث شریف ۶: حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سر مبارک اور دست مبارک کو بوسہ دیا۔ (مدارج النبوۃ، ج:۲، ص:۶۹۴)

حدیث شریف ۷: حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

رَاَیْتُ عَلِیًّا یُقَبِّلُ یَدَیِ الْعَبَّاسِ وَرِجْلَیْهِ ۝ میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں اور پاؤں کو چومتے دیکھا۔ (الادب المفرد، امام بخاری، ص:۴۳۷)

حدیث شریف ۸: حضرت تمیم بن سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب ملک شام تشریف لائے تو حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کا استقبال کیا اور ان سے مصافحہ کر کے ہاتھوں کو بوسہ دیا۔ (کنز العمال، ج:۹، ص:۲۲۰، شرح مسلم، ج:۳، ص:۴۹۷)

حدیث شریف ۹: علامہ ابن کثیر دمشقی نے نقل کیا کہ حضرت ثابت تابعی نے خادم رسول حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا۔ تم نے کبھی اپنا ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے مس کیا تھا۔ فرمایا۔ ہاں: تو حضرت ثابت تابعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا مجھے اپنا ہاتھ دو تا کہ اس کو چوموں۔

فَقَبَّلَهَا یعنی حضرت ثابت تابعی نے حضرت انس صحابی کے ہاتھ کو چوم لیا۔

(البدایہ والنہایہ، ج:۹، ص:۹۰، الادب المفرد، ص:۴۳۶)

محدث جلیل علامہ بدرالدین عینی تحریر فرماتے ہیں کہ نیک وصالح بزرگوں کے ہاتھ، پاؤں کو چومنا باعث برکت اور مستحسن فعل ہے۔ (عمدۃ القاری، ج:۹، ص:۲۴۱)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ عالم دین اور عادل بادشاہ کا ہاتھ چومنا جائز ہے۔

(فتاویٰ عالمگیری، ج:۴، ص:۲۵۰، فتاویٰ عبدالحی، ج:۳، ص:۱۲۰)

علمائے دیوبند کے نزدیک بھی بزرگوں کے ہاتھ، پاؤں چومنا جائز ہے

مولوی رشید احمد گنگوہی نے فتویٰ دیا کہ دین دار لوگوں کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا درست ہے اور ان کے پاؤں کو چومنا بھی درست ہے۔ حدیث سے ثابت ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ص:۴۵۹)

فتاویٰ دار العلوم دیوبند میں ہے۔ عالم وصوفی پابند شریعت کا ہاتھ چومنا جائز ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند، ج:۱،ص:۲۶)

اے ایمان والو! صحابۂ کرام، تابعین عظام اور بزرگوں کے اقوال وبیانات اور ان کی زندگی سے صاف طور پر واضح اور ثابت ہوگیا کہ نیک وصالح کے ہاتھ پاؤں چومنا صرف جائز ہی نہیں بلکہ حصول برکت ورحمت کا سبب ہے۔ مخالف اہلسنت دیوبندی، وہابی اور تبلیغی جماعت کے مولویوں نے بھی اللہ والوں کے ہاتھ چومنا اور ان کے لئے تعظیماً کھڑا ہونا جائز ودرست لکھا جیسا کہ حوالہ گزرا۔

مگر افسوس صد افسوس! کہ آج کل کے وہابی، دیوبندی اور تبلیغی اللہ والوں کی عزت وخدمت کو اور ان کے ہاتھ چومنے کو ناجائز بلکہ شرک تک کہہ دیتے ہیں۔ کم سے کم اپنے گھر کے مولویوں کی بات مان لیتے تو ایک مستحسن فعل کو ناجائز اور شرک نہ کہتے۔

اللہ تعالیٰ ہدایت نصیب فرمائے اور ہم سنیوں کو اپنے بزرگوں کے ہاتھ، پاؤں چومنے اور ان کی تعظیم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

مقام ابراہیم: مقام ابراہیم بھی جنتی پتھر ہے۔ جس پر کھڑے ہوکر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ معظمہ کی تعمیر فرمائی۔ جب کعبہ کی دیوار اونچی اٹھتی تو یہ پتھر خود بخود اونچا ہو جاتا اور خود بخود نیچا ہو جاتا تھا۔ یہ معجزہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدس مبارک کا ہے۔

اس پتھر یعنی مقام ابراہیم پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دونوں قدموں کے نشان ظاہر ہوگئے جو آج تک موجود ہیں

حضرات! اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب بندوں سے تعلق ونسبت رکھنے والی ہر چیز سے پیار ومحبت ہوتی ہے کہ ایک پتھر جس کو اللہ تعالیٰ کے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاؤں سے چھو جانے کا شرف مل گیا تو وہ پتھر اللہ تعالیٰ کو اس قدر محبوب وپسندیدہ ہوگیا کہ مسلمانوں کو قیامت تک کے لئے حکم دے دیا کہ اس کو اپنی نماز کے لئے مصلیٰ بنالو۔ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى (پ۱، رکوع ۱۵)

ترجمہ: اور ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ۔ (کنز الایمان)

اور قرآن کریم میں ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ج (پ۴، رکوع ۱)

ترجمہ: اس میں کھلی نشانیاں ہیں ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ۔ (کنز الایمان)

فتاویٰ دار العلوم دیو بند میں ہے۔ عالم وصوفی پابند شریعت کا ہاتھ چومنا جائز ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم دیو بند، ج:۱،ص:۶۶)

اے ایمان والو! صحابۂ کرام، تابعین عظام اور بزرگوں کے اقوال وبیانات اور ان کی زندگی سے صاف طور پر واضح اور ثابت ہو گیا کہ نیک وصالح کے ہاتھ پاؤں چومنا صرف جائز ہی نہیں بلکہ حصول برکت ورحمت کا سبب ہے۔ مخالف اہلسنت دیو بندی، وہابی اور تبلیغی جماعت کے مولویوں نے بھی اللہ والوں کے ہاتھ چومنا اور ان کے لئے تعظیما کھڑا ہونا جائز ودرست لکھا جیسا کہ حوالہ گزرا۔

مگر افسوس صد افسوس! کہ آج کل کے وہابی، دیو بندی اور تبلیغی اللہ والوں کی عزت وخدمت کو اور ان کے ہاتھ چومنے کو ناجائز بلکہ شرک تک کہہ دیتے ہیں۔ کم سے کم اپنے گھر کے مولویوں کی بات مان لیتے تو ایک مستحسن فعل کو ناجائز اور شرک نہ کہتے۔

اللہ تعالیٰ ہدایت نصیب فرمائے اور ہم سنیوں کو اپنے بزرگوں کے ہاتھ، پاؤں چومنے اور ان کی تعظیم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

مقام ابراہیم: مقام ابراہیم بھی جنتی پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ معظمہ کی تعمیر فرمائی۔ جب کعبہ کی دیوار اونچی اُٹھتی تو یہ پتھر خود بخود اونچا ہو جاتا اور خود بخود نیچا ہو جاتا تھا۔ یہ معجزہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدس مبارک کا ہے۔

اس پتھر یعنی مقام ابراہیم پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دونوں قدموں کے نشان ظاہر ہو گئے جو آج تک موجود ہیں

حضرات! اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب بندوں سے تعلق ونسبت رکھنے والی ہر چیز سے پیار ومحبت ہوتی ہے کہ ایک پتھر جس کو اللہ تعالیٰ کے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاؤں سے چھو جانے کا شرف مل گیا تو وہ پتھر اللہ تعالیٰ کو اس قدر محبوب وپسندیدہ ہو گیا کہ مسلمانوں کو قیامت تک کے لئے حکم دے دیا کہ اس کو اپنی نماز کے لئے مصلیٰ بنالو۔ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِیْمَ مُصَلًّی (پ۱، رکوع۱۵)

ترجمہ: اور ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ۔ (کنز الایمان)

اور قرآن کریم میں ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

فِیْهِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِیْمَ ج (پ۴، رکوع۱)

ترجمہ: اس میں کھلی نشانیاں ہیں ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ۔ (کنز الایمان)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ اپنے نیک و پیارے بندوں سے کس قدر محبت و پیار فرماتا ہے کہ جس جگہ پر نیک و صالح کا قدم پڑ جائے تو اس جگہ کو مصلی بنانے کا حکم ہوتا ہے تو جب نیکوں کے قدم کی برکت و رحمت کا یہ عالم ہے تو خود نیک و صالح کی عظمت و بزرگی کا کیا عالم ہوگا۔

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ۱۱ ﴾

ذی القعدہ شریف

تیسرے جمعہ کا بیان

حج کی فضیلت واہمیت

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ۝ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ لِلّٰہِ ط (پ۲، رکوع۸)

ترجمہ: اور حج اور عمرہ اللہ کے لئے پورا کرو۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

اللہ تعالیٰ کے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام جب کعبہ معظمہ کی تعمیر سے فارغ ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اعلان حج کا حکم دیدیا۔

وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ (پ۱۷، رکوع۱۱)

ترجمہ: اور لوگوں میں حج کی عام ندا کردے۔ (کنزالایمان)

اللہ تعالیٰ کا حکم پا کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ شریف کے جبل ابوقبیس پر کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کا گھر کعبہ تعمیر کر دیا ہے۔ اے لوگو! کعبہ کا حج اور اس کی زیارت کے لئے آؤ۔

ایک روایت کے مطابق اللہ تعالیٰ کی جانب سے عام اعلان کا حکم سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا، اے مولائے کریم میرے بندے ساری دنیا میں آباد ہیں، میری آواز کہاں تک پہونچے گی، تو اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ آواز دینا اے ابراہیم! تیرا کام ہے اور پوری دنیا کے انسانوں تک آواز کو پہونچا دینا میرا کام ہے۔ آپ کی اس آواز کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے زمین و آسمان۔ شمال و جنوب مشرق و مغرب میں رہنے والی تمام مخلوق نے سنا۔ یہ صدا چار دانگ عالم میں گونج گئی۔ نہ صرف دنیا میں موجود انسانوں کے کانوں میں یہ آواز پہونچی بلکہ عورتوں کے ارحام اور مردوں کے اصلاب میں جو بچے تھے انہوں نے بھی یہ آواز سنی۔ قیامت تک پیدا

ہونے والے انسانوں کی روحوں نے بھی اللہ تعالیٰ کے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ اعلان سنا اور جس نے اس اعلان ابراہیمی پر لبیک کہی۔ اسے ہی حج کی سعادت نصیب ہوگی اور جتنی بار جس نے لبیک کہی ہے اتنی مرتبہ وہ شخص حج کرے گا۔ (تاریخ مکہ، روح البیان شریف)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد: اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ۞ فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ج وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ط وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ط وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِىٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۞ (پ۴، رکوع۱)

ترجمہ: بے شک سب میں پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کو مقرر ہوا وہ ہے جو مکہ میں ہے برکت والا اور سارے جہان کا راہنما، اس میں کھلی نشانیاں ہیں ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ، اور جو اس میں آئے امان میں ہو اور اللہ کے لئے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا ہے جو اس تک چل سکے اور جو منکر ہو تو اللہ تعالیٰ سارے جہان سے بے پرواہ ہے۔ (کنز الایمان)

حج زندگی میں ایک بار فرض ہے

شاہ طیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ارشاد:

حدیث شریف ۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے رسول مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے خطبہ پڑھ لیا اور فرمایا اے لوگو! تم پر حج فرض کیا گیا۔ لہٰذا حج کرو ایک شخص نے عرض کی۔ کیا ہر سال؟ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والہ وسلم۔ تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے سکوت فرمایا۔ انہوں نے تین بار یہ کلمہ کہا۔ ارشاد فرمایا اگر میں ہاں کہہ دیتا تو تم پر (ہر سال حج کرنا) واجب ہو جاتا اور تم سے نہ ہو سکتا پھر فرمایا جب تک میں کسی بات کو بیان نہ کروں تم مجھ سے سوال نہ کرو اگلے لوگ کثرت سوال اور پھر انبیائے کرام کی مخالفت سے ہلاک ہوئے۔ لہٰذا جب میں کسی بات کا حکم دوں تو جہاں تک ہو سکے اسے کرو اور جب میں کسی بات سے منع کروں تو اسے چھوڑ دو۔ (صحیح مسلم شریف، ج۱، ص۴۳۲)

اے ایمان والو! خوب غور سے سنو اور یاد رکھو کہ ہمارے سرکار احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اے لوگو! تم پر حج فرض کیا گیا۔ وہ کون لوگ ہیں جن کو آقائے کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مخاطب کر کے فرما رہے ہیں وہ ایمان والے ہیں۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان ہیں۔ معلوم ہوا کہ حج بے ایمان، بدعقیدہ پر فرض نہیں ہے بلکہ صرف خوش عقیدہ مومن، مسلمان پر فرض ہے۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ پوچھنے والے نے کہا کہ کیا ہر سال حج فرض ہے؟ تو ہمارے حضور سراپا نور مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے سکوت فرمایا یعنی خاموش رہے۔ حتی کہ پوچھنے والے نے تین بار سوال کیا۔ کیا ہر سال حج فرض ہے؟ تو ہمارے رسول مالک ومختار نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اگر میں ہاں کہہ دیتا تو تم پر ہر سال حج کرنا فرض ہو جاتا۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ قادر و قیوم نے اپنے محبوب رسول احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو محتاج و مجبور نہیں بنایا بلکہ دین ہو یا دنیا ہر چیز کا مالک ومختار بنایا ہے۔

خالق کل نے آپ کو مالک کل بنادیا
دونوں جہاں ہیں آپ کے قبضہ واختیار میں

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی زینت عرش وکعبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو ایسی شان وشوکت عطا کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اگر ہاں فرمادیتے تو ہر سال حج کرنا فرض ہو جاتا۔ لیکن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سکوت وخاموشی نے امت کو ایک بڑی دشواری اور مشکل سے بچالیا۔ کبھی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا بولنا امت کو دشواری سے بچاتا ہے اور کبھی خاموش رہنا بچالیتا ہے۔

خوب فرمایا عاشق مصطفیٰ پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

وہ دہن جس کی ہر بات وحی خدا
چشمۂ علم وحکمت پہ لاکھوں سلام

حج کرنے والا ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسے آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے

حدیث شریف ۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے سرکار احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، جس نے حج کیا اور رفث (فحش کلام) نہ کیا اور فسق نہ کیا تو گناہوں سے پاک ہو کر ایسا لوٹا جیسے اس دن کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ (بخاری، مسلم، ج ۱، ص ۴۳۶)

حج مقبول کا ثواب جنت ہے

حدیث شریف ۳: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ عمرہ سے عمرہ تک ان گناہوں کا کفارہ ہے جو درمیان میں ہوئے اور حج مبرور کا ثواب جنت ہی ہے۔ (بخاری، مسلم، ج۱، ص ۴۳۶)

حج پچھلے گناہوں کو مٹا دیتا ہے

حدیث شریف ۴: حضرت ابن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حبیب امت کے طبیب مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ حج ان تمام گناہوں کو دفع کر دیتا ہے جو پیشتر ہوئے ہیں۔
(صحیح مسلم شریف، ج۱، ص ۷۶)

حج کمزوروں کے لئے جہاد ہے

حدیث شریف ۵: حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ہمارے سرتاج زینت عرش و کعبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ حج کمزوروں کے لئے جہاد ہے۔ (ابن ماجہ شریف، ج۲، ص ۱۲۷)

اے ایمان والو! چودہ سو برس پہلے ہمارے رسول مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تھا کہ کمزوروں کے لئے حج کرنا ایسا ہے جیسے جہاد کرنا ہے اور آج کے دور میں جہاں بے شمار سہولتیں اور آسانیاں ہیں مگر ہم دیکھتے ہیں کہ آج بھی حج کرنا آسان نہیں ہے۔ اچھے اچھے کو پسینہ آ جاتا ہے گویا حج کرنا جہاد کرنا ہے۔

حج و عمرہ سے محتاجی دور ہو جاتی ہے اور دولت مند ہو جاتا ہے

حدیث شریف ۶: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آفتاب رسالت ماہتاب نبوت مصطفےٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ حج و عمرہ محتاجی اور گناہوں کو ایسے دور کرتے ہیں جیسے بھٹی لوہے اور چاندی اور سونے کے میل کو دور کرتی ہے اور حج مبرور کا ثواب جنت ہی ہے۔ (ترمذی شریف، ابن ماجہ، ج۲، ص ۲۱۳)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے تمام رحمت و برکت اور روزی و جنت کے تمام خزانوں کا قاسم ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو بنایا ہے اور قاسم نعمت و جنت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اعلان فرمایا ہے کہ حج و عمرہ سے محتاجی و مفلسی ختم ہو جاتی ہے اور تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ گویا حج و عمرہ کرنے والا گناہوں سے پاک اور غنی و دولت مند ہو جاتا ہے۔

رمضان شریف میں عمرہ کرنا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ حج کرنا ہے

حدیث شریف ۷: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ مکے کے سرکار، مدینے کے تاجدار مصطفےٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: رمضان شریف میں عمرہ کرنا میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے۔ (بخاری، مسلم، ج ۱، ص ۴۰۹)

اے ایمان والو! ہوسکے تو رمضان شریف میں عمرہ کرو۔ اس لئے کہ رمضان شریف میں جس شخص نے عمرہ کیا گویا اس شخص نے اللہ کے محبوب رسول، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ حج کیا اور اس عمرہ کا ثواب پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے۔

حاجی چار سو کی شفاعت کرائے گا

حدیث شریف ۸: حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے سرکار امت کے غمخوار شفیع روز شمار احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا حاجی اپنے گھر والوں میں چار سو کی شفاعت کرے گا اور گناہوں سے ایسا نکل جائے گا جیسے اس دن ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ (ترغیب و ترہیب، ج ۲، ص ۱۲۶)

اے ایمان والو! حدیث شریف آپ حضرات نے سن لی کہ ایک حاجی چار سو افراد کی بخشش کرائے گا۔ جب ایک حاجی کو اللہ تعالیٰ نے ایسا اختیار عطا فرمایا ہے تو ہمارے خواجہ، ہند کے راجہ حضور غریب نواز اور ہمارے پیر اعظم حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور پھر ہمارے پیارے رسول سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو کس قدر اختیار و قوت عطا کیا ہوگا تو یقیناً ہمارے سرکار احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بے حساب گناہگاروں کی شفاعت و بخشش فرمائیں گے۔

خوب فرمایا عاشق مصطفیٰ پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

پیش حق مژدہ شفاعت کا سناتے جائیں گے
آپ روتے جائیں گے ہم کو ہنساتے جائیں گے

وسعتیں دی ہیں خدا نے دامن محبوب کو
جرم کھلتے جائیں گے اور آپ چھپاتے جائیں گے

درود شریف:

پیدل حج کرنے والے کو ہر قدم پر سات کروڑ نیکیاں ملتی ہیں

حدیث شریف ۹: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہمارے آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جو مکہ سے پیدل حج کو جائے یہاں تک کہ مکہ واپس آجائے۔ اس کے لئے ہر قدم پر سات سو نیکیاں حرم شریف کی نیکیوں کے مثل لکھی جائیں گی۔ پوچھا گیا حرم کی نیکیوں کی کیا مقدار ہے؟ فرمایا ہر نیکی ایک لاکھ نیکی ہے تو اس حساب سے ہر قدم پر سات کروڑ نیکیاں ملتی ہیں۔ (ابن خزیمہ، حاکم، ترغیب ترہیب، ج ۲، ص ۱۶۶)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے صدقے وہ دن نصیب فرمائے کہ آپ حج کے لئے مکہ شریف جائیں تو مکہ مکرمہ سے منیٰ وعرفات حج کے لئے پیدل جائیں اور عرفات سے مزدلفہ اور منیٰ اور پھر مکہ شریف پیدل آئیں کہ اللہ تعالیٰ ہر قدم پر سات کروڑ نیکیاں عطا فرماتا ہے۔

حاجی کی دعا سے بخشش ہو جاتی ہے

حدیث شریف ۱۰: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ شفیع محشر محبوب داور، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ (حج کی برکت سے) حاجی کی مغفرت ہو جاتی ہے اور حاجی جس شخص کے لئے استغفار و بخشش کی دعا کرے اس شخص کی بھی مغفرت و بخشش ہو جاتی ہے (مگر ایمان والا ہونا شرط ہے)

(بزار، طبرانی، ترغیب ترہیب، ج ۲، ص ۱۶۷)

حج کے لئے نکلا اور مر گیا تو قیامت تک حج کا ثواب

حدیث شریف ۱۱: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آفتاب نبوت ماہتاب رسالت پیارے مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو شخص حج کے لئے نکلا اور مر گیا تو قیامت تک اس کے لئے حج کرنے کا ثواب لکھا جائے گا اور جو عمرہ کے لئے نکلا اور مر گیا تو اس شخص کے لئے قیامت تک عمرہ کا ثواب لکھا جائے گا۔ (ابو یعلیٰ، بحوالہ بہار شریعت، ح ۶، ص ۶)

حدیث شریف ۱۲: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ہمارے سرکار امت کے غمخوار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو شخص حج یا عمرہ کے لئے نکلا اور مر گیا اس کی پیشی نہیں ہوگی اور نہ اس کا حساب ہوگا اور اس سے کہا جائے گا تو جنت میں داخل ہو جا۔ (طبرانی، ابو یعلیٰ، دار قطنی، بیہقی، ترغیب ترہیب، ج ۲، ص ۱۷۸)

طاقت ہوتے ہوئے حج نہ کرنے والا یہودی یا عیسائی ہو کر مرے گا

حدیث شریف ۱۳: امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے آقا مشفق ومہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو شخص استطاعت وطاقت رکھتے ہوئے بھی حج نہ کرے تو ہوسکتا ہے کہ یا تو یہودی ہو کر مرے یا عیسائی ہو کر مرے۔ (مشکوۃ شریف، ص ۲۲۲، ترمذی، ج ۱، ص ۱۶۷)

حاجی سے ملنا اور دعا کروانا سنت ہے

حدیث شریف ۱۴: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جب تم حاجی سے ملو تو اسے سلام کرو اور مصافحہ کرو۔ حاجی کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے اس سے دعا کراؤ۔ اس لئے کہ وہ بخشا ہوا ہے۔ (مشکوۃ شریف، ص ۲۲۳)

اے ایمان والو! حج ۹ ہجری میں فرض ہوا۔

مسئلہ: (۱) حرام مال سے حج کرنا ناجائز وحرام ہے۔ حج کو جانے کے لئے جس سے اجازت لینا واجب ہے بغیر اس کی اجازت کے جانا مکروہ ہے۔ مثلاً ماں، باپ اگر اس کی خدمت کے محتاج ہوں اور اگر ماں باپ نہ ہوں تو یہی حکم دادا، دادی کا بھی ہے۔ یہ حکم فرض کا ہے اور اگر نفل ہو تو مطلقاً ماں، باپ کی اطاعت کرے۔

(در مختار بحوالہ بہار شریعت، ح ۶، ص ۷)

مسئلہ: (۲) عورت جوان ہو یا بڑھیا اگر بغیر محرم یا شوہر کے حج کو گئی تو گنہگار ہوئی۔ مگر حج کرے گی تو حج ہو جائے گا۔ یعنی فرض ادا ہو جائے گا۔ (بہار شریعت، ح ۶، ص ۱۴)

دعا: ہم رب تعالیٰ جواد وکریم، رحمٰن ورحیم مولیٰ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں بیت اللہ شریف کا بار بار حج اور کعبے کے کعبہ روضہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پاک بارگاہ کی حاضری بار بار نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ۱۱ ﴾

ذی القعدہ شریف

چوتھے جمعہ کا بیان

فضائل مدینہ منورہ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ ○ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ○ (پ۵، رکوع ۶)

ترجمہ: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ تعالیٰ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ (کنز الایمان)

درود شریف:

اے ایمان والو! شہر مدینہ منورہ کی حاضری خوش نصیب مسلمان کو عطا ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ وہ دن لائے جب ہم سب مدینہ شریف حاضر ہوں تو ہم پر لازم ہے کہ شہر محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ادب واحترام ہر قدم پر ملحوظ رکھیں اور ہم سانس بھی لیں تو ادب کے ساتھ۔ آواز پست ہو، نگاہ نیچی ہو، سر جھکا ہو۔ دست بستہ ادب واحترام کا مجسمہ بن کر حاضری کا شرف حاصل کریں۔

سنبھل کر پاؤں رکھنا حاجیو شہر مدینہ ہے
کہیں ایسا نہ ہو کہ سارا سفر بیکار ہو جائے

اور عاشق مصطفیٰ پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا
ارے سر کا موقعہ ہے او جانے والے

مدینہ کے خطے خدا تجھ کو رکھے
غریبوں فقیروں کو ٹھہرانے والے

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

مدینہ شریف کا مقام و مرتبہ: ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے تخت پر سوار ہو کر ساری دنیا کا گشت کر رہے تھے۔ آپ کے ساتھ اس زمانے کے انبیاء و علماء تھے اور تخت کے کنارہ پر جنات کھڑے تھے۔ تخت برابر اڑ رہا تھا۔ ایک ایسا مقام آیا جہاں پہونچ کر حضرت سلیمان علیہ السلام نے تخت کو نیچے اترنے کا حکم دیا اور تمام حاضرین کو حکم دیا کہ یہ زمین پیدل چل کر طے کرو؟ سب نے حکم کی تعمیل کی اور پیدل چلنے لگے۔ خود حضرت سلیمان علیہ السلام بھی پیدل چلنے لگے۔ جب اس زمین کا سفر پورا ہو گیا تو اس میدان سے نکل کر تخت پر سوار ہو گئے اور تخت پرواز کرنے لگا۔ حاضرین میں سے کسی نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! حضرت سلیمان علیہ السلام آپ نے اس زمین اور میدان کا اس قدر ادب و احترام کیوں کیا اور آپ نے پیدل چل کر اس زمین اور میدان کو کیوں طے کیا؟ آخر اس زمین کے ادب و احترام کی وجہ کیا ہے؟

تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا، ابھی یہ جگہ جنگل ہے۔ ایک زمانہ آئے گا اس جگہ پر ایک شہر آباد ہو گا۔ اس شہر کا نام مدینہ منورہ ہو گا۔ اس شہر میں اللہ تعالیٰ کا پیارا اور آخری نبی امام الانبیاء احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنی زندگی کا آخری زمانہ گزاریں گے اور اسی زمین پر آپ کا وصال ہو گا۔ اور اسی زمین میں آپ مدفون ہوں گے، جہاں آپ کی تربت بنائی جائے گی (جو کعبہ اور بیت المقدس اور عرش اعظم سے بھی افضل و اعلیٰ ہو گی) اس لئے اس زمین اور میدان کا ادب بجالایا۔ (ملخصاً) (روح البیان شریف)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس وقت اپنے زمانے میں ہمارے نبی سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی تشریف آوری سے ایک ہزار سال پہلے اس زمین اور چٹیل میدان کا ادب و احترام کرتے نظر آتے ہیں جب ہمارے مدینے والے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس زمین میں تشریف نہیں لائے تھے اور نہ ہی اس چٹیل میدان میں شہر محبوب مدینہ منورہ آباد ہوا تھا تو حضرت سلیمان علیہ السلام اس زمین پر پیدل، باادب چلتے نظر آتے ہیں۔

تو اگر آج حضرت سلیمان علیہ السلام مدینہ منورہ میں آجائیں جہاں آقائے دوجہاں محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آرام فرماں ہیں تو ان کے ادب و احترام کا کیا عالم ہو گا۔

خوب فرمایا حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

حسرت ملائکہ کو جہاں وضع سر کی ہے — اللہ اکبر اپنے قدم اور یہ خاک پاک

او تپاؤں رکھنے والے یہ جا چشم و سر کی ہے — ہاں ہاں رہ مدینہ ہے غافل ذرا تو جاگ

اے ایمان والو! شہر پاک، مدینہ منورہ میں اپنے پیارے نبی رحمت و برکت والے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

کی پرنور بارگاہ کی حاضری کے لئے ایمان والے تڑپتے اور مچلتے رہتے ہیں اور اپنے پیارے رب، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعاء کرتے ہیں۔

الٰہی دکھا دے وہ مدینہ کیسی بستی ہے
جہاں پر رات دن مولیٰ تیری رحمت برستی ہے

اور جب ایک عاشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم شہر پاک محبوب، مدینہ منورہ میں حاضری کا شرف حاصل کرلیتا ہے اور وہاں کے دن ورات کے انوار وبرکات اپنی ماتھے کی آنکھوں سے دیکھ لیتا ہے اور شہر محبوب کی گلی اور کوچے کا نظارہ کرلیتا ہے تو بس اسی شہر محبوب میں جینے اور مرنے کی آرزو اور تمنا کرنے لگتا ہے۔

عاشق مصطفیٰ امام اہلسنت سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یوں بیان فرماتے ہیں:

رخصت قافلہ کا شور غش سے ہمیں اٹھائے کیوں
سوتے ہیں ان کے سایہ میں کوئی ہمیں جگائے کیوں
پھر کے گلی گلی تباہ ٹھوکریں سب کی کھائے کیوں
دل کو جو عقل دے خدا تیری گلی سے جائے کیوں

حضرات! شہر محبوب مدینہ منورہ وہ عظمت وبزرگی اور رحمت وبرکت کی جگہ ہے جہاں جنت بھی ہے اور مالک جنت بھی۔ جہاں رحمت ہی رحمت ہے اور رحمۃ للعلمین بھی ہیں۔ اسی لئے تو یار غار و یار مزار حضرت ابوبکر صدیق اکبر۔ اور حضرت عمر فاروق اعظم۔ حضرت عثمان غنی ذوالنورین۔ حضرت مولیٰ علی شیر خدا۔ حضرت بلال حبشی اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے مکہ مکرمہ میں زندگی کے سارے اسباب وسامان چھوڑ کر مکہ مکرمہ سے ہجرت کرکے شہر محبوب مدینہ منورہ میں اپنے پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مبارک قدموں کے سایہ میں سکونت پذیر ہوگئے اور ان میں سے اکثر آج تک قرب محبوب میں آرام فرماں ہیں۔

محبوب رب عرش ہے اس سبز قبہ میں
پہلو میں جلوہ گاہ عتیق وعمر کی ہے

حضرات! اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں شہر مکہ مکرمہ کی قسم یاد فرمائی ہے (جس کا بیان فضائل شہر مکہ میں گزر چکا ہے) جس کی وجہ بھی قرآن کریم میں واضح طور سے بیان کردی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب رسول

صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا قدم ناز اس شہر میں پڑ گیا ہے تو شہر مکہ اس قدر فضیلت و بزرگی والا ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے شہر مکہ کی قسم یاد فرمائی۔ تو مجھے عرض یہ کرنا ہے کہ محبوب کا قدم مبارک شہر مکہ میں پڑا اور محبوب کا قدم زمین مکہ سے لگا۔ مگر ہمیشہ کے لئے محبوب کا قدم مبارک مکہ مکرمہ میں نہیں رہا۔

لیکن مدینہ منورہ کو یہ شرف و برتری حاصل ہے کہ قدم محبوب اس زمین میں صرف پڑا ہی نہیں بلکہ محبوب خدا محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا جسم نور و رحمت مدینہ منورہ کی پاک زمین میں موجود ہے اور محبوب خدا بنفس نفیس چودہ سو برس سے آج تک اسی پاک زمین میں آرام فرما ہیں تو اب مدینہ منورہ کی فضیلت و بزرگی کا کیا عالم ہوگا۔

اسی راز و حکمت کو عاشق مصطفیٰ پیارے رضا، اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں

پیش نظر وہ نو بہار سجدے کو دل ہے بیقرار
روکئے سر کو روکئے ہاں یہی امتحان ہے

درود شریف:

(۱) شہر محبوب کی بزرگی اور نیکی

مسجد نبوی میں دو رکعت نماز کا ثواب حج کامل کا ثواب ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں۔ ہمارے محبوب و مہربان نبی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو شخص مسجد نبوی میں دو رکعت نماز ادا کرے تو وہ شخص حج کامل کا ثواب پاتا ہے اور جو شخص مسجد قبا میں دو رکعت نماز پڑھے تو اس شخص کو عمرہ کا ثواب حاصل ہوتا ہے۔ (بیہقی شریف، جذب القلوب، ص ۱۷)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی مسجد نبوی شریف میں کس قدر رحمت و برکت رکھی ہے کہ اس میں مومن، سنی مسلمان دو رکعت نماز ادا کرے گا تو حج کامل کا ثواب پائے گا اور وہ شخص جتنی مرتبہ بھی دو دو رکعت نماز پڑھتا رہے گا تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے اس شخص کو ہر دو رکعت پر حج کامل کا ثواب حاصل ہوتا رہے گا۔

اور شیخ محقق لکھتے ہیں کہ مکہ مکرمہ میں پورے سال میں صرف ایک حج ہے اور ہمارے مشفق و مہربان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے شہر پاک مدینہ طیبہ میں ہر دن کئی حج کا ثواب حاصل کیا جا سکتا ہے۔ (جذب القلوب، ص ۱۷)

حضرات! محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے شہر پاک مدینہ طیبہ کو جو بزرگی اور برتری حاصل ہے وہ دنیا کے کسی شہر حتیٰ کہ مکہ مکرمہ کو بھی حاصل نہیں۔

عاشق مصطفیٰ پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

طیبہ نہ سہی افضل مکہ ہی بڑا زاہد
ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے

شہر مدینہ طیبہ

حدیث شریف ۱: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا مدینہ منورہ کے راستوں پر فرشتے مقرر ہیں اس میں طاعون اور دجال داخل نہیں ہوسکتا۔

(بخاری، ج ۱، ص ۲۵۲ مسلم شریف، ج ۱، ص ۴۴۴، جذب القلوب، ص ۲۷)

حضرات! مدینہ طیبہ وہ پیارا اور عظمت و برکت والا شہر ہے جس کی ہر گلی اور کوچہ میں اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو مقرر فرمادیا ہے جو مدینہ طیبہ کی پاسبانی اور حفاظت کرتے ہیں۔

دنیا کے بادشاہوں کے شہروں کی حفاظت و چوکیداری کے لئے انسان چوکیداری کرتے ہیں مگر محبوب خدا سلطان دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے شہر پاک مدینہ طیبہ کی پاسبانی اور چوکیداری اللہ تعالیٰ کی نوری مخلوق فرشتے کرتے ہیں۔

عجب رنگ پر ہے بہار مدینہ
کہ سب جنتیں ہیں نثار مدینہ

نہ جنت، نہ جنت کی گلیوں میں دیکھا
مزہ جو مدینے کی گلیوں میں دیکھا

درود شریف:

مدینہ کی تکلیف پر جو صبر کرے شفاعت پائے گا

حدیث شریف ۲: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی رحمت شفیع امت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ مدینہ کی تکلیف و شدت پر میری امت میں سے جو کوئی صبر کرے قیامت کے دن میں اس کا شفیع ہوں گا۔ (مسلم شریف، ج ۱، ص ۴۴۴)

حدیث شریف ۳: حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ مدینہ لوگوں کے لئے بہتر ہے۔ اگر جانتے۔ مدینہ کو جو شخص بطور اعراض چھوڑے گا اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اسے لائے گا جو اس سے بہتر ہوگا اور مدینہ کی تکلیف و مشقت پر جو ثابت قدم رہے گا روز قیامت میں اس کا شفیع یا شہید ہوں گا۔ (صحیح مسلم شریف، ج ۱، ص ۴۴۰)

مدینہ میں مرنے والا شفاعت پائے گا

حدیث شریف ۴: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جس سے ہو سکے کہ مدینہ میں مرے تو مدینہ ہی میں مرے کہ جو شخص مدینہ میں مرے گا میں اس کی شفاعت کروں گا۔ (ترمذی، ج ۲، ص ۲۲۹، ابن ماجہ، ص ۲۲۵، مشکوٰۃ، ص ۲۴۰)

اے ایمان والو! ہمارے سرکار امت کے غمخوار مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تو اپنی امت کے سارے گنہگار مومنوں کی شفاعت فرمائیں، مگر مدینہ طیبہ میں مرنے والوں کے لئے خاص شفاعت فرمائیں گے۔

اور مدینہ طیبہ میں مرنے والا مرتے ہی جنت میں داخل کر دیا جاتا ہے۔

عاشق مصطفیٰ پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

طیبہ میں مر کے ٹھنڈے چلے جاؤ آنکھیں بند
سیدھی سڑک یہ شہر شفاعت نگر کی ہے

درود شریف:

عاشق رسول شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ اسلام کے فتوحات کے زمانہ میں جتنے شہروں پر اسلام کا غلبہ اور قبضہ ہوا وہ سب تلواروں کی طاقت سے حاصل کئے گئے حتیٰ کہ مکہ مشرفہ کی فتح بھی تلوار سے ہوئی۔ مگر مدینہ منورہ بغیر جنگ و جدال اور بغیر تلوار کے اسلام کے دامن میں آیا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ پسند نہیں فرمایا کہ جو شہر میرے محبوب رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا مسکن اور آخری آرام گاہ ہو وہاں لڑائی، جھگڑا ہو اور تلوار چلے۔ (جذب القلوب، ص ۲۹)

محبوب خدا کا محبوب مدینہ

حدیث شریف ۵: ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مدینہ شریف کے لئے دعاء کی:

اَللّٰھُمَّ حَبِّبْ اِلَیْنَا الْمَدِیْنَۃَ کَحُبِّنَا مَکَّۃَ اَوْ اَشَدَّ ۝ اے اللہ تعالیٰ مدینہ کو میرے لئے محبوب بنا جیسے ہم کو مکہ محبوب ہے بلکہ اس زیادہ (مدینہ کو محبوب بنادے) (بخاری، ج ۱، ص ۲۵۳، مسلم، ج ۱، ص ۴۴۳، موطا امام مالک، مشکوٰۃ ۲۳۹)

حدیث شریف ۶: ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم شہر مدینہ طیبہ سے اپنی محبت والفت کو ظاہر کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

مَا عَلَی الْاَرْضِ بُقْعَۃٌ اَحَبُّ اِلَیَّ اَنْ یَّکُوْنَ قَبْرِیْ ۝ روئے زمین میں اس ٹکڑے (یعنی مدینہ طیبہ) سے زیادہ کوئی ٹکڑا محبوب نہیں جس میں میری قبر ہوگی۔ (مشکوٰۃ شریف، ص ۲۴۱)

مدینہ منورہ کے لئے دعائے برکت

حدیث شریف ۷: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب مدینہ منورہ کے لوگ پہلا پھل دیکھتے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں لے کر حاضر ہوتے اور ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس پھل کو قبول فرمانے کے بعد دعا مانگتے۔

اے اللہ! ہمارے پھلوں میں برکت عطا فرما۔

وَبَارِکْ لَنَا فِیْ مَدِیْنَتِنَا اور اے اللہ تعالیٰ! ہمارے مدینہ میں برکت عطا فرما۔

اور فرماتے اے اللہ تعالیٰ! حضرت ابراہیم علیہ السلام تیرے بندے، تیرے خلیل اور تیرے نبی تھے۔

وَاِنِّیْ عَبْدُکَ وَنَبِیُّکَ ۝ اور اے اللہ تعالیٰ! میں تیرا بندہ (اور تیرا حبیب) اور تیرا نبی ہوں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کے لئے دعا کی تھی اور میں ان کی دعاؤں سے زیادہ مدینہ طیبہ کے لئے دعا کرتا ہوں۔ اس دعا کے بعد ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم وہ پھل کسی چھوٹے بچے کو عطا فرمادیتے۔ (مسلم شریف، ج ۱، ص ۴۴۲، مشکوٰۃ شریف)

اے ایمان والو! چلو مدینہ طیبہ چلو۔ کہ اس شہر پاک میں ہمارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی دعاؤں کی برکتیں آٹھوں پہر برستی رہتی ہیں۔ کچھ نہ کچھ ان رحمتوں اور برکتوں کے چھینٹے ہم کو نصیب ہو ہی جائیں گے۔ اور اس حدیث پاک سے یہ بھی پتہ چلا اور معلوم ہوا کہ ہر نئی نعمت ودولت کے ملنے پر سب سے پہلے اپنے بزرگوں کی بارگاہ میں اس میں سے کچھ نذرانہ ضرور پیش کرنا چاہئے تاکہ صحابہ کرام کی سنت پر عمل ہوجائے اور سنت کی برکت سے ہمارے مال ودولت میں اضافہ ہوتا رہے۔

(۲) محبوب کے محبوب شہر کی فضیلت

حدیث شریف ۸: مدینہ کی مٹی میں شفاء ہے۔ ہمارے سرکار مدینے کے مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:
وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِیْ اَنَّ فِیْ غُبَارِهَا شِفَآءٌ مِّنْ کُلِّ دَآءٍ○ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ مدینے کی مٹی میں ہر بیماری کے لئے شفاء ہے۔ (وفاء الوفاء، ج۱، ص ۴۷، کتاب العمل، ج ۴، ص ۵۰۱)

مدینہ کی مٹی کوڑھ کی بیماری کو دور کر دیتی ہے: حضرت ثابت ابن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار مدینہ مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:
غُبَارُ الْمَدِیْنَةِ شِفَآءٌ مِّنَ الْجُذَامِ ○ مدینہ کے گرد وغبار جذام یعنی کوڑھ کی بیماری کے لئے شفاء ہے۔
(زرقانی علی المواہب، ج ۸، ص ۳۳۶، جامع الفوائد، ص ۲۰۱)

عاشق مدینہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعض لوگوں کے حالات تحریر فرماتے ہیں کہ جن کو برص یعنی کوڑھ کی بیماری تھی ان لوگوں نے مدینہ طیبہ کی پاک مٹی کو اپنے بیمار جسم سے مَلا تو وہ لوگ کوڑھ کی بیماری سے شفا پا گئے اور ٹھیک اور تندرست ہو گئے۔ (جذب القلوب، ص ۲۷)

نہ ہو آرام جس بیمار کو سارے زمانے سے
اٹھا لے جائے تھوڑی خاک ان کے آستانے سے

اور شاعر مشرق اقبال فرماتے ہیں۔

خیرہ نہ کر سکا مجھے جلوۂ دانش فرنگ
سرمہ ہے میری آنکھ کا خاک مدینہ ونجف

شیخ محقق کا تجربہ: عاشق مدینہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا تجربہ اور مشاہدہ بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔

کہ جس زمانے میں مدینہ پاک کا قیام میرے لئے باعث شرف تھا۔ میرے پیروں میں ورم ہوا کہ اطباء نے اس بیماری کو بالاتفاق ہلاکت و بربادی کی علامت قرار دیا۔ میں نے مدینہ طیبہ کی پاک مٹی سے اپنا علاج کیا اور تھوڑے ہی دنوں میں سہولت اور آسانی کے ساتھ آرام ہو گیا۔ (جذب القلوب، ص ۲۸)

دیوبندی مولوی صاحب کی بھی سن لیجئے: مولوی عاشق الٰہی دیوبندی لکھتے ہیں کہ سفر حج میں میرے

چچا بھی میرے ساتھ تھے۔ میرے چچا کے منہ میں ورم آگیا اور وہ مہلک مرض میں مبتلا ہو گئے۔ میں نے اپنے چچا کی یہ پریشانی مولوی خلیل احمد انبیٹھوی دیوبندی کو بتائی تو انہوں نے کہا، گھبراؤ نہیں سرکار کے روضہ شریف کے قریب سے مٹی لے لو اور منہ پر مل دو۔ میں نے نماز ظہر سے فارغ ہو کر مٹی حاصل کی اور چچا کے چہرے پر ملی اس خاک مدینہ نے اکسیر سے زیادہ کام کیا۔ اس کی برکت سے میرے چچا کو شفا حاصل ہو گئی۔ (تذکرۃ الخلیل، ص ۳۹۴، تاریخ مدینہ، ص ۷۳)

اے ایمان والو! خوب غور کرو اور ان بے ایمان دیوبندیوں کو پہچانو! کہ کتنے نمک حرام اور احسان فراموش ہیں کہ جب بلا و مصیبت میں گرفتار ہوتے ہیں تو بدعت وشرک کا نعرہ بھول جاتے ہیں جیسا کہ ان دیوبندیوں کا عقیدہ ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی نبی یا ولی سے مدد مانگنا شرک ہے۔ (تقویۃ الایمان، ص ۸۳)

یہاں تو مدد بھی لی تو میرے مختار نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے در پاک کی مٹی سے مدد لی اور شفا حاصل کی۔ مگر پھر بھی ایمان نہیں لائے کہ جب دیار پاک کی مٹی میں اس قدر مدد وشفا پہونچانے کی طاقت ہے تو اللہ تعالیٰ کی بخشش وعطا سے محبوب خدا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو مدد وشفا دینے کی کس قدر طاقت وقوت ہوگی۔

حضرات! ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم رحمت عالم ہیں۔ دشمنوں کو بھی اپنی رحمت سے حصہ عطا فرما دیتے ہیں جیسا کہ دیوبندی مولوی صاحب کو اپنی جوار کرم کی مٹی سے شفا عطا فرما دیا۔ مگر مومن وفادار اور منافق غدار میں فرق ہے کہ مومن وفادار اپنے پیارے نبی، رحمت وبرکت والے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ابر کرم کی بارش میں دنیا میں بھی نہاتے ہیں اور بروز قیامت بھی سیراب ہوں گے۔ لیکن منافق غدار ومشرک اور کافر صرف اور صرف دنیا میں کچھ حصہ پائیں گے اور قیامت کے دن ہر نعمت ودولت سے محروم کر دیئے جائیں گے۔

خوب فرمایا مومن وفادار اہلسنت کے سردار امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب وہابی دور ہو
ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی

نجدی اس نے تجھ کو مہلت دی کہ اس عالم میں ہے
کافر ومرتد پہ بھی رحمت رسول اللہ کی

درود شریف:

مدینہ طیبہ کے گردوغبار کی فضیلت

حدیث شریف ۹: شیخ محقق علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ آفتاب رسالت، ماہتاب نبوت مصطفی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جب کہیں باہر سے مدینہ طیبہ میں تشریف لاتے تو جو گردوغبار آپ کے چہرۂ انور پر پڑجاتا اس کو صاف نہ فرماتے اگر صحابہ کرام میں سے کوئی شخص اپنے چہرہ اور سر کو گردوغبار کی وجہ سے چھپاتا تو آپ منع فرماتے اور ارشاد فرماتے کہ خاک مدینہ میں شفا ہے۔ (جذب القلوب، ص۲۲)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ وہ دن دکھائے کہ ہم سب بھی مدینہ طیبہ جائیں اور اے کاش کہ مدینہ طیبہ کے پاک گردوغبار ہمارے سر اور چہرے پر پڑے ہوں تو ہرگز ہم ان پیارے رحمت و نور والے گردوغبار کو جھٹکاریں نہیں اور نہ ہی صاف کریں بلکہ ان کو اپنے چہرے اور جسم پر مل لیں۔ اگر بیماری ہوگی تو شفا نصیب ہو جائیگی اور ہمارے چہرے روشن اور بارونق بھی ہو جائیں گے۔

حضرات! شہر پاک محبوب، مدینہ طیبہ کی زمین کی مٹی بھی رحمت و شفا والی ہے۔ یہ بزرگی اور برتری صرف مدینہ طیبہ کو حاصل ہے جو دنیا کے کسی شہر کو نصیب نہیں۔

طیبہ نہ سہی افضل مکہ ہی بڑا زاہد
ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے

(۳) مدینہ طیبہ کے پھلوں میں شفا ہے

حدیث شریف ۱۰: حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ مدینہ منورہ کے شہر پاک کے تمام پھلوں میں شفا ہے۔ (بخاری، مسلم، جذب القلوب، ص۲۸)

عجوہ کھجور کی فضیلت

حدیث ۱: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے:

كَانَ اَحَبُّ التَّمْرَاءِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّم اَلْعَجْوَةُ.

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو تمام قسم کے کھجوروں میں عجوہ کھجور زیادہ پسند تھا۔

حدیث ۲: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ عجوہ کھجور کی اصلیت اس درخت سے ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے لگایا تھا۔ (جذب القلوب، ص ۲۸)

حدیث ۳: عجوہ جنت کے کھجوروں میں سے ہے اور یہ زہر کا تریاق ہے۔ (ابن ماجہ، ج ۲، ص ۲۴۷، مشکوٰۃ شریف)

عجوہ کھجور میں شفا ہے

حدیث ۴: سرکار مدینہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو شخص سات عدد عجوہ کھجور نہار منہ (صبح کو) کھائے اس پر زہر اور جادو اثر نہ کرے۔ (بخاری، ج ۲، ص ۸۱۹، مسلم، ج ۲، ص ۱۸۱، جذب القلوب، ص ۲۸)

اے ایمان والو! مدینہ طیبہ کی تمام قسم کی کھجوروں میں خاص کر عجوہ کھجور میں جو برکات اور شفا ہیں وہ سب ہمارے حضور سراپا رحمت ونور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دست رحمت کی نسبت سے ہیں اور آپ کی دعاؤں کی برکت سے ہیں۔

عاشق مصطفیٰ، امام اہلسنت سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

وہ دعا جس کا جوبن بہار قبول
اس نسیم اجابت پہ لاکھوں سلام

جس کے ہر خطہ میں ہے موج نور کرم
اس کف بحر ہمت پہ لاکھوں سلام

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

درود شریف:

حضرات! محبوب پاک کے شہر پاک مدینہ طیبہ دنیا کے تمام شہروں پر یہ شرف اور فضیلت رکھتا ہے کہ اس زمین کے پھلوں میں بھی رحمت وشفا ہے جو کسی زمین کو نصیب نہیں۔

طیبہ نہ سہی افضل مکہ ہی بڑا زاہد
ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے

(۴) مدینہ طیبہ کی ہواؤں میں شفا ہے

عاشق مدینہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ مدینہ طیبہ میں جو ہوائیں چلتی ہیں وہ خوشبودار ہوتی ہیں اور ان ہواؤں میں رحمت وشفا ہے ملخصاً (جذب القلوب، ص ۲۱)

حضرات! محبوب پاک کے شہر پاک مدینہ طیبہ کو اللہ تعالیٰ نے جس قدر عزت وعظمت سے نوازا ہے دنیا کے دوسرے شہروں کو کہاں نصیب کہ اس شہر پاک میں چلنے والی ہواؤں میں اللہ تعالیٰ نے برکت اور شفا کی تاثیر عطا فرمادی ہے۔

طیبہ نہ سہی افضل مکہ ہی بڑا زاہد
ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کا فضل عظیم جس وقت آپ پر برس پڑے اور آپ کو محبوب پاک کے شہر پاک مدینہ طیبہ کے صبح وشام اور دن ورات کی بہاروں میں اس کے پاک اور خوشبودار ہواؤں کے پُر کیف جھوکوں میں کچھ ساعتیں گزارنے کا موقعہ میسر آجائے تو رحمت وشفا والی پاک ہواؤں سے خوب خوب مستفید اور فیض یاب ہونے کی کوشش کرنا چاہئے اور کسی بے ایمان اور بدعقیدہ شخص کی گمراہ کرنے والی کسی بات پر کان نہیں دھرنا چاہئے ورنہ ایمان سے بھی ہاتھ دھونا پڑ سکتا ہے اور حاصل ہونے والی نعمت ودولت سے بھی آپ محروم ہوسکتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنے امن وپناہ میں رکھے۔ آمین ثم آمین۔

مدینہ طیبہ مکہ شریف سے افضل واعلیٰ ہے

پہلی دلیل

محبوب کا قیام مدینہ طیبہ میں: اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی اور محبوب رسول مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ میں قیام وآرام فرمانے کا حکم عطا کیا۔ ہم ایمان والے عاشقوں کے لئے یہی دلیل ہے کہ مکہ سے مدینہ طیبہ افضل ہے۔ اس لئے کہ اگر اللہ تعالیٰ کو مدینہ طیبہ کی زمین اور اس کا شہر پسند اور محبوب نہ ہوتا تو شہر مدینہ طیبہ میں اپنے پیارے نبی محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو قیام وآرام فرمانے کا حکم نہ دیتا۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مدینہ طیبہ اس قدر محبوب اور پسندیدہ ہے کہ اپنے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو مدینہ طیبہ میں بسنے اور آخری آرام گاہ بنانے کا حکم عطا فرمادیا۔

اِذالْحَبِیْبُ لَایَخْتَارُ لِحَبِیْبِہٖ اِلَّامَاھُوَ اَحَبُّ وَاَکْرَمُ عِنْدَہٗ ٥ یعنی محبوب نہیں پسند کرتا ہے اپنے محبوب کے لئے مگر وہ چیز جو محبوب کے نزدیک سب سے زیادہ بہتر اور پسندیدہ ہو۔ (جذب القلوب، ص ۱۸)

حضرات! محبِّ حقیقی اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب اعظم رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے قیام وسکون اور آخری آرام گاہ کے لئے جس پیاری زمین اور جس مبارک شہر کو پسند فرمایا وہ دنیا کی تمام زمینوں اور شہروں میں سب سے بزرگ اور افضل ہے۔ اس روایت سے صاف طور پر ظاہر اور ثابت ہوگیا کہ مدینہ طیبہ، مکہ مکرمہ سے افضل ہے۔

حدیث شریف: مکہ کے سرکار۔ مدینے کے سردار، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے جب مکہ شریف سے ہجرت کا ارادہ کیا تو دعا مانگی۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ اِنْ اَخْرَجْتَنِیْ مِنْ اَحَبِّ الْبُقَاعِ اِلَیَّ فَاسْکُنِّیْ فِیْ اَحَبِّ الْبُقَاعِ اِلَیْکَ ٥

یعنی اے اللہ تعالیٰ! اگر تو مجھ کو میری بہت پسندیدہ جگہ (مکہ) سے باہر لاتا ہے تو میری سکونت اور قیام کے لئے ایسی جگہ منتخب فرما جو تیرے نزدیک تمام مقامات میں محبوب ترین مقام ہو۔ (مستدرک، جذب القلوب، ص ۱۸)

عاشق مدینہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث شریف کو بیان فرمانے کے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ ہمارے مشفق ومہربان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی دعا یقیناً قبول ہوئی جس کی برکت سے یہ مقام (یعنی مدینہ طیبہ) تمام مقامات میں افضل ترین ہوگیا اور اسی وجہ سے فتح مکہ کے بعد بھی ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں قیام وسکونت کو پسند نہیں فرمایا بلکہ مدینہ طیبہ ہی کے قیام وآرام کو پسند کیا۔ (جذب القلوب، ص ۱۸)

حضرات! صاف طور پر ظاہر اور ثابت ہوگیا کہ مدینہ طیبہ، مکہ شریف سے افضل واعلیٰ ہے۔

دوسری دلیل

شیخ محقق کا فیصلہ: عاشق مدینہ مشہور بزرگ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ہر مومن اور مسلمان کو چاہئے کہ نسبت وتعلق کا خیال ولحاظ رہے اور محبت کے مشرب پر قائم رہا جائے۔

ایمان والوں کو اس عقیدے پر قائم رہنا چاہئے کہ خالق ومالک اللہ تعالیٰ کی فضیلت کے بعد ساری فضیلت خالق ومالک کے محبوب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے لئے ہے اور ہر شخص پر واجب ہے کہ وہ شخص ہر چیز پر ہر وجہ اور ہر جہت سے محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہی کو فضیلت دے۔ اس میں کچھ بھی لحاظ وپاس نہ کرے۔ اور سارے عالم کی چیزوں میں الگ الگ جو فضیلت ہے اس کی وجہ بھی نسبت وتعلق ہی ہے۔ اس بات پر

انبیائے کرام، رسولان عظام اور جملہ صحابہ کرام ومحدثین وائمہ دین اور اولیاء وعلماء و بزرگان دین کا بالاجماع اتفاق ہے کہ محبوب خدا پیارے مصطفےٰ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو جو تعلق اور نسبت اللہ تعالیٰ کی ذات پاک سے حاصل ہے اور آپ کو جو مقام ودرجہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ملا ہے وہ مقام ودرجہ اور نسبت وتعلق نہ کعبہ معظمہ کو حاصل ہے اور نہ ہی عرش اعظم کو ملا ہے۔ ملخصا۔ (جذب القلوب، ص۱۴)

فدائے مصطفےٰ سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

زہے عزت واعتلائے محمد
کہ ہے عرش حق زیر پائے محمد

میں قربان کیا پیاری پیاری ہے نسبت
یہ آن خدا وہ خدائے محمد ﷺ

اور فرماتے ہیں:

کعبہ بھی ہے انہیں کی تجلی کا ایک ظل
روشن انہیں کے عکس سے پتلی حجر کی ہے

ہوتے کہاں خلیل و بنا کعبہ و منیٰ
لولاک والے صاحبی سب تیرے گھر کی ہے

جس چیز کو جتنی نسبت اور تعلق محبوب خدا مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ حاصل ہے اتنی ہی زیادہ اس چیز کی فضیلت ہے۔ اگر مکہ مکرمہ آپ کی جائے پیدائش ہے تو مدینہ طیبہ آپ کا دارقرار اور قیامت تک کے لئے آرام گاہ ہے۔ ظاہر اور ثابت ہوگیا کہ مدینہ طیبہ مکہ مکرمہ سے افضل واعلیٰ ہے۔ ملخصاً (جذب القلوب، ص۱۹)

تیسری دلیل

مدینہ میرا حرم ہے: مسلم شریف کی روایت ہے کہ اَلْمَدِیْنَةُ حَرَمٌ مدینہ طیبہ حرم ہے اور طبرانی شریف کی حدیث میں ہے کہ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

حَرَمُ اِبْرَاهِیْمَ مَکَّةُ وَحَرَمِیْ اَلْمَدِیْنَةُ ٥ یعنی حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا حرم مکۃ المکرمہ ہے اور حضرت محمد مصطفےٰ حبیب اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا میرا حرم مدینہ طیبہ ہے۔ (مسلم شریف)

حضرات! حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی امت کے امام ونبی ہیں۔ اور ہمارے آقا پیارے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جملہ انبیائے کرام ورسولان عظام اور تمام اولین وآخرین حتیٰ کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہم السلام کے بھی امام اور نبی ہیں۔

خوب فرمایا سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے:

خلق سے اولیاء اولیاء سے رسل
اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی
کروں انبیاء سے عرض کیوں مالکو
کیا نبی ہے تمہارا ہما نبی
سب سے اعلیٰ واولیٰ ہمارا نبی
سب سے بالا و والا ہمارا نبی

حضرات! خوب اچھی طرح ثابت اور ظاہر ہوگیا کہ ہمارے پیارے آقا محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت ابراہیم علیہ السلام سے افضل واعلیٰ ہیں تو افضل واعلیٰ رسول مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا حرم پاک مدینہ طیبہ بھی افضل واعلیٰ ہے مکہ مکرمہ سے۔

چوتھی دلیل

ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے آل واصحاب اور اکابر بزرگان دین جو جملہ برکات وکرامات کے جامع ہیں وہ سب مدینہ طیبہ میں آرام فرما ہیں یہ ساری خوبیاں مدینہ طیبہ کے پاک شہر کی زمین کو حاصل ہیں جو مکہ مکرمہ میں نہیں ہیں۔

شیخ محقق فرماتے ہیں۔ میرا مذہب تو یہ ہے کہ مکان کی قدر ومنزلت اور اس کی شان وشوکت مکان کے مکین کی وجہ سے ہوتی ہے۔ مگر ان لوگوں کے لئے جو عشق ومحبت رکھتے ہیں

خدا کی قسم سچی محبت اور پختہ عقیدت کے حسن وجمال کے ساتھ باطنی لذتیں جو قلب وجگر کی آنکھوں سے حاصل ہوتی ہیں وہ اسی شہر پاک مدینہ طیبہ میں ہیں جو کسی دوسرے شہر میں دیکھی نہ سنی۔ البتہ بعض دوسری جگہوں میں جو چمک اور نورانیت نظر آتی ہے وہ اسی مقام کا حسن وزیبائی ہے اور اسی جگہ یعنی مدینہ طیبہ کے انوار وتجلیات اور

برکات وحسنات ہیں جو بعض دوسرے مقامات پر نظر آتے ہیں اور اس درگاہ کے خادم وخاکسار ہیں جو دوسرے مقامات پر سوئے ہوئے ہیں۔ آرام کررہے ہیں۔ (جذب القلوب، ص ۱۰)

خوب فرمایا عاشق مصطفیٰ پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

حرم و طیبہ وبغداد جدھر کیجئے نگاہ
جوت پڑتی ہے تری نور ہے چھنتا تیرا

آسمان خوان، زمیں خوان، زمانہ مہمان
صاحب خانہ لقب کس کا ہے تیرا تیرا

حضرات! ثابت ہوا کہ مدینہ طیبہ، مکہ شریف سے افضل واعلیٰ ہے۔

درود شریف:

﴿ پانچویں دلیل ﴾

اکابر صحابہ کے نزدیک مدینہ طیبہ مکہ شریف سے افضل ہے: امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمر اور بھی دوسرے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی جماعت اور امام مالک واکثر علمائے مدینہ کا مذہب یہی ہے کہ مدینہ طیبہ کو مکہ شریف پر فضیلت دیتے ہیں۔

ان کی دلیل یہ ہے کہ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اس شہر شریف کی یعنی مدینہ طیبہ کی جتنی زیادہ محبت ہے اس قدر محبت کسی دوسرے شہر کی نہیں ہے۔ اسی شہر پاک مدینہ طیبہ میں آپ نے اقامت فرمائی۔ اور اسی شہر پاک مدینہ طیبہ میں آپ نے تمام فتوحات حاصل کیں۔ اسی شہر پاک مدینہ طیبہ میں اسلام کو طاقت وقوت ملی اور یہیں سے دین کی تبلیغ واشاعت عمل میں آئی۔ اور یہی شہر پاک مدینہ طیبہ کی پاک زمین تمام برکات وحسنات کا سرچشمہ اور جملہ کمالات ظاہر وباطن کا معدن اور سعادت عظمیٰ اور نعمت کبریٰ کا مبدا ہے اور سب سے بڑی فضیلت وبزرگی کی خاص وجہ یہ ہے کہ محبوب خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا مزار شریف اور قبر پاک شہر پاک مدینہ طیبہ میں ہے جو مکہ شریف کو نصیب نہیں ہے شہر پاک مدینہ طیبہ کی اس بزرگی اور برتری کا کوئی نعمت بلکہ دنیا اور آخرت کی ساری نعمتیں مل کر بھی مقابلہ اور برابری نہیں کرسکتیں۔

اور کوئی عمل فرائض وواجبات کے بعد مزار پاک وقبر پاک کی زیارت کی برابری نہیں کرسکتا۔

احادیث صحیحہ سے ثابت ہیں کہ ہر جان کی پیدائش اس مٹی سے ہے جس میں وہ دفن ہوتا ہے یعنی جہاں اس کی قبر بنی ہے اس سے ثابت ہو جاتا ہے کہ محبوب خدا ہمارے پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مدینہ طیبہ کی جس زمین میں آرام کر رہے ہیں اسی زمین پاک کی مٹی سے آپ کی پیدائش عمل میں آئی۔ اور وہ پاک اور عظمت والی مٹی مکہ شریف کی نہیں بلکہ مدینہ طیبہ کی ہے اور اسی طرح آل واصحاب اور دوسرے بزرگان دین علیہم الرحمۃ والرضوان جو شہر پاک مدینہ طیبہ میں اپنے مشفق ومہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سایہ کرم میں سو رہے ہیں ان کے نفوس پاک بھی اسی پاک مٹی سے بنے تھے۔ اور مدینہ منورہ کے لئے یہ فضیلت وشرافت کافی ہے۔ صاف طور پر ظاہر اور ثابت ہو گیا کہ مدینہ طیبہ مکہ شریف سے افضل واشرف ہے۔ (جذب القلوب، ص ۱۵)

سرکار اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

اے مدعیو ! خاک کو تم خاک نہ سمجھے
اس خاک میں مدفوں شہ بطحا ہے ہمارا
ہم خاک اڑائیں گے جو وہ خاک نہ پائی
آباد رضا جس پہ مدینہ ہے ہمارا

درود شریف:

چھٹی دلیل

مکہ میں اندھیرا چھا گیا اور مدینہ روشن ہو گیا: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ جب آفتاب نبوت ماہتاب رسالت مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مکہ شریف سے ہجرت کی تو مکہ میں اندھیرا چھا گیا اور جب مدینہ طیبہ میں تشریف لائے تو مدینہ طیبہ میں ایسی روشنی ظاہر ہوئی کہ وہاں کا ذرہ ذرہ روشن اور منور ہو گیا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا مدینہ میرا مسکن ہے اور مدینہ ہی میں میری قبر بھی ہوگی۔ (مشکوٰۃ، ص ۵۴۶)

مکہ کی فضیلت پر دلیل دی جا سکتی ہے: کوئی کہہ سکتا ہے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

مَكَّةُ خَيْرُ بِلَادِ اللّٰهِ ٥ یعنی مکہ اللہ تعالیٰ کے تمام شہروں میں بہتر ہے۔

اور دوسری روایت میں ہے : وَمَكَّةُ اَحَبُّ اَرْضِ اللّٰهِ ٥ اور مکہ اللہ تعالیٰ کی زمین میں پسندیدہ ہے

تو حضرت شیخ محقق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مدینہ طیبہ کی افضلیت کو اجاگر کرتے ہوئے جواب تحریر فرماتے ہیں کہ ہمارے سرکار مدینے کے مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا یہ ارشاد پاک مدینہ طیبہ کی فضیلت سے بہت پہلے ابتدا میں تھا مگر اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ جو فضیلت و بزرگی مدینہ طیبہ کی ظاہر فرمائی اس حدیث شریف کے بعد کی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو خبر دی کہ مکہ مکرمہ کو جو برکت حاصل ہے اس سے دُگنی برکت بلکہ اس سے زیادہ برکت وثواب مدینہ طیبہ کو حاصل ہے۔ (جذب القلوب، ص ۱۷)

طیبہ نہ سہی افضل مکہ ہی بڑا زاہد
ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے

ساتویں دلیل

مدینہ طیبہ بہتر ہے مکہ سے: حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اَلْمَدِیْنَۃُ خَیْرٌ مِّنْ مَّکَّۃَ ٥ یعنی مدینہ طیبہ بہتر ہے مکہ مکرمہ سے۔

(طبرانی، معجم کبیر، کنز العمال، ج ۱۲، ص ۱۰۴)

حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ناراض ہو کر ڈانٹتے ہوئے عبداللہ بن عباس مخزومی سے فرمایا کہ تم کہتے ہو کہ مکہ افضل ہے مدینہ سے اور اسی طرح تین مرتبہ فرمایا۔

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس گفتگو سے صاف صاف ظاہر ہے کہ مکہ شہر پر مدینہ شہر افضل ہے۔ (مؤطا امام مالک)

آٹھویں دلیل

مدینہ طیبہ سے کس قدر محبت ہے: ہمارے پیارے آقا مشفق ومہربان نبی مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جب کسی سفر سے مدینہ طیبہ واپس تشریف لاتے اور جب مدینہ منورہ کے قریب پہونچتے تو اپنی سواری کو حرکت دیکر تیز کر دیتے تھے۔

اور ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مدینہ طیبہ کی محبت میں بے چین ہو جاتے کہ میں کسی طرح جلد سے جلد مدینہ طیبہ میں داخل ہو جاؤں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا قلب مبارک مدینہ طیبہ میں پہونچ کر سکون وقرار پاتا۔

حدیث شریف میں ہے کہ ہمارے سرکار مدینے کے تاجدار مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں سے جو لوگ سب سے پہلے ہماری شفاعت کے شرف کو حاصل کریں گے وہ لوگ اہل مدینہ ہیں اس کے بعد اہل مکہ۔ (جذب القلوب، ص۲۲)

حضرات! اس حدیث شریف کی روشنی میں فیصلہ ہوگیا کہ مدینہ طیبہ مکہ شریف سے افضل واعلیٰ ہے۔

نویں دلیل

مدینے میں مرنے کی دعا مانگنا سنت ہے: حدیث شریف میں ہے کہ نبی رحمت شفیع امت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنے رب تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا مانگتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ لَا تَجۡعَلۡ مَنَایَانَا بِمَکَّۃَ ٥ یعنی اے اللہ تعالیٰ مجھے مکہ میں موت نہ دے بلکہ مجھے مدینہ طیبہ میں موت عطا فرما۔

اور ایک روایت میں آیا ہے کہ تمام روئے زمین پر مدینہ طیبہ کے سوا کوئی زمین کا حصہ ایسا نہیں ہے کہ میں جس میں اپنی قبر کو پسند کروں۔ (جذب القلوب، ص۲۲۔۲۳)

اللہ اکبر! اللہ اکبر!! کیا شان ہے مدینہ طیبہ کی۔

سبز گنبد کی بہاروں میں وہ زیبائی ہے
عرش اعظم بھی مدینے کا تمنائی ہے

حضرات! واضح اور روشن ثبوت موجود ہے کہ مدینہ طیبہ مکہ شریف سے افضل واعلیٰ ہے۔

دسویں دلیل

حضرت عمر فاروق اعظم کا مدینے میں مرنے کی دعا: روایت ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر یہ دعا کیا کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ ارۡزُقۡنِیۡ شَھَادَۃً فِیۡ سَبِیۡلِکَ وَاجۡعَلۡ مَوۡتِیۡ فِیۡ بَلَدِ رَسُوۡلِکَ ٥ اے اللہ تعالیٰ مجھے اپنی راہ میں شہادت نصیب فرما اور میری موت اپنے رسول کے شہر مقدس میں مقدر فرما۔ (بخاری شریف، ج۱، ص۲۵۳)

اے ایمان والو! بخاری شریف کی حدیث شریف جو بیان کی گئی اس سے صاف طور پر ظاہر ہے کہ مدینہ طیبہ کی قدر و منزلت اس قدر بلند و بالا ہے کہ مراد مصطفیٰ خلیفہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت عمر فاروق اعظم

رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ مدینہ طیبہ میں موت آنے کی یعنی مرنے کی دعا کیا کرتے تھے۔ آپ کی یہ دعا قبول ہوئی اور مدینہ طیبہ میں جام شہادت نوش کیا اور مدینہ طیبہ میں قبر مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے قریب پہلوئے یار غار حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں مدفون ہوئے۔

حضرات! امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ شریف میں مرنے کی دعا نہیں مانگتے ہیں بلکہ اپنے محبوب و مہربان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے شہر پاک مدینہ طیبہ میں موت آنے کی آرزو اور تمنا کرتے نظر آتے ہیں جس سے صاف طور پر ظاہر اور ثابت ہو گیا کہ مدینہ طیبہ مکہ شریف سے افضل و اعلیٰ ہے۔

کیا پیاری ترجمانی فرمائی ہے۔ عاشق مدینہ پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

جس خاک پہ رکھتے تھے قدم سید عالم
اس خاک پہ قرباں دل شیدا ہے ہمارا

اور فرماتے ہیں۔

مفلسو! ان کی گلی میں جا پڑو
باغ خلد اکرام ہو ہی جائے گا

سائلو! دامن سخی کا تھام لو
کچھ نہ کچھ انعام ہو ہی جائے گا

درود شریف:

گیارہویں دلیل

مدینہ طیبہ ہی میں حیات و موت کی آرزو: مشہور عاشق رسول، مدینہ منورہ کے معروف عالم، مالکی مسلک کے امام حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تقریباً چالیس سال بلکہ ساری زندگی مدینہ طیبہ میں بسر فرمائی۔ صرف ایک مرتبہ فریضۂ حج کی ادائیگی کے لئے مکہ مکرمہ حاضر ہوئے۔ حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے صرف ایک بار حج زندگی میں فرض تھا وہ میں نے ادا کر لیا۔ اب باقی زندگی محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے محبوب شہر میں گزارنا چاہتا ہوں۔ اس لئے اس شہر پاک سے باہر کہیں نہیں جاتا ہوں اور حج کے لئے مکہ مکرمہ بھی نہیں جاتا ہوں۔ کہیں مجھے موت نہ آجائے اور شہر پاک، مدینہ طیبہ چھوٹ نہ جائے اور میری آرزو اور تمنا ہے کہ شہر پاک مدینہ طیبہ ہی میں موت آئے اور اسی شہر پاک میں دفن کیا جاؤں۔ ملخصاً (جذب القلوب، ص ۴۳)

سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ یوں بیان فرماتے ہیں۔

جس خاک پہ رکھتے تھے قدم سید عالم
اس خاک پہ قربان دل شیدا ہے ہمارا

حضرات! حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتنے بڑے عاشق رسول اور بزرگ امام وعالم ہیں جو جہان علم میں پوشیدہ نہیں۔ تو ایسے عظیم الشان بزرگ وامام اور عالم کا شہر پاک، مدینہ طیبہ میں موت ودفن کی آرزو اور تمنا کرنا اور اس خواہش کی تکمیل کے لئے جدوجہد کرتے ہوئے شہر پاک مدینہ طیبہ سے باہر نہ جانا ان کا یہ فعل وعمل لاریب۔ لاکلام ثابت کرتا ہے کہ مدینہ طیبہ مکہ شریف سے افضل واشرف ہے۔

بارہویں دلیل

مدینہ ظاہر وباطن کی میل کو دور کردیتا ہے: ہمارے پیارے مصطفیٰ محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اَلْمَدِیْنَةُ تَنْفِیْ خُبْثَ الرِّجَالِ كَمَا يَنْفِي الْكِيْرُ خُبْثَ الْحَدِيْدِ ٥ یعنی مدینہ طیبہ لوگوں کے میل اور گندگی کو دور کردیتا ہے جیسے لوہار کی بھٹی کی آگ لوہے کے میل اور زنگ کو دور کردیتی ہے۔ (بخاری، ج ۱، ص ۲۵۳)

دوسری روایت: اِنَّهَا طَيِّبَةٌ تَنْفِي الذُّنُوْبَ كَمَا يَنْفِي الْكِيْرُ خُبْثَ الْفِضَّةِ ٥ یعنی بے شک مدینہ پاک ہے اور گناہوں سے ایسا پاک وصاف کردیتا ہے جیسے سنار کی بھٹی کی آگ چاندی کے میل کو صاف کردیتی ہے۔ (بخاری شریف، ج ۱، ص ۲۵۳)

اور حضرت شیخ محقق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مدینہ طیبہ کے برکات وحسنات جو ذکر کئے گئے ہیں کسی خاص زمانے کے لئے مخصوص نہیں ہیں بلکہ ہر زمانے کے لئے ہیں حتیٰ کہ قیامت تک کے لئے ہیں۔ (جذب القلوب، ص ۲۳)

حضرات! کلام اپنے منتہیٰ کو پہونچا حقیقت روز روشن کی طرح عیاں اور ظاہر ہوگئی کہ ہر طرح سے ہر حال میں مدینہ طیبہ مکہ شریف سے افضل واعلیٰ ہے۔ عشق ومحبت کے متوالے، مدینے کے دیوانے، پیارے رضا، اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عشق میں ڈوبا ہوا شعر سن لیجئے جو میرے امام کا اور ہم غلامان رضا کا بھی یہی آخری فیصلہ ہے۔

طیبہ نہ سہی افضل مکہ ہی بڑا زاہد ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے
اے عشق ترے صدقے جلنے سے چھٹے سستے جو آگ بجھادے گی وہ آگ لگائی ہے

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب رسول مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نگاہ میں مدینہ طیبہ کی جو فضیلت و بزرگی ہے اس میں سے کچھ اور بلکہ بہت کم اور مختصر بیان کر دیا ہے جو ایمان والے عاشقوں کے لئے بہت کچھ ہے مگر بے ایمان و بدعقیدہ کے لئے جب محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہی کچھ نہیں ہیں تو ان کے شہر پاک کی عظمت و بزرگی کو وہ کیا جانیں گے۔

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب اعظم، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وال وسلم کا عاشق بنائے۔ آمین ثم آمین۔

امام مالک کا ادب: مشہور واقعہ ہے کہ حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چالیس سال مدینہ طیبہ میں زندگی بسر کی مگر بول و براز نہیں کیا۔ یعنی پیشاب، پاخانہ نہیں کیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ جب آپ کو حاجت ہوتی تو مدینہ طیبہ کے دور دراز علاقوں میں پہاڑیوں اور جنگلات میں تشریف لے جاتے مگر جس جگہ پر رفع حاجت کے لئے بیٹھنا چاہتے تو خیال آتا کہ یہ محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا جوار و علاقہ ہے کہیں اس مقام پر میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مبارک قدم نہ پڑے ہوں بس یہ خیال مبارک آپ کو بے چین و بے قرار کر دیتا اور حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بغیر فراغت کے واپس تشریف لے آتے تھے اور اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چالیس سال تک شہر محبوب (مدینہ طیبہ) میں قائم اور سلامت رکھا اور حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بغیر بول و براز کے ساری عمر مدینہ طیبہ میں گزار دی۔

حضرات! ایک خاص حکمت ذہن نشیں فرمالیں کہ تمام عالم اسباب کا محتاج ہے جس کے بغیر چارہ نہیں مگر اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے۔ اسباب کا پیدا فرمانے والا ہے وہ رب تعالیٰ کسی سبب و ذریعہ کا محتاج نہیں ہے اس کی شان تو یہ ہے کہ وہ ہر شئی اور تمام اسباب سے بے نیاز و بے پرواہ ہے جو بندہ اس سبب و ذریعہ کے بغیر زندہ و سلامت نہیں رہ سکتا، مگر اللہ تعالیٰ قادر مطلق چاہ لے تو اپنے بندہ کو بغیر اس سبب اور ذریعہ کے بھی زندہ اور سلامت رکھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت و کرامت کا ظہور حضرت امام مالک کے لئے ہوا۔

تو اب ظاہر اور ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ اپنی خاص قدرت و کرامت کا ظہور اس شخص کے لئے فرما دیتا ہے جو شخص اس کے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا عاشق اور دیوانہ ہوتا ہے۔

دیوانگی عجب چیز ہے سیماب
یہ اس کا کرم ہے جسے دیوانہ بنالے

درود شریف:

ایک واقعہ: یہ بھی مشہور واقعہ ہے کہ حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدم میں مدینہ طیبہ کا ایک کانٹا چبھ گیا تو بار بار شہر محبوب کے اس کانٹے کو چومتے اور چلنے میں سنبھل سنبھل کر قدم رکھتے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ کانٹا میرے قدم سے نکل جائے۔ آپ کی اس حالت کو دیکھ کر کسی نے آپ سے کہہ دیا کہ حضرت! جب اس کانٹے کی وجہ سے آپ تکلیف میں ہیں اور آپ کو چلنا پھرنا دشوار ہو گیا ہے دھیرے ۔ دھیرے سنبھل سنبھل کر چلتے ہیں تو کانٹا کو قدم سے نکال کیوں نہیں دیتے۔ اتنا سننا تھا کہ عشق بھڑک اٹھا، محبت تڑپ اٹھی اور جواباً ارشاد فرمایا کہ یہ شہر محبوب کا کانٹا ہے جو نکالنے کے لئے نہیں ہے بلکہ قلب وجگر میں جگہ دینے کے لئے ہے۔ کاش! شہر محبوب کا یہ کانٹا میرے قلب وجگر میں چبھ جاتا تو کتنا بہتر ہوتا۔

اور حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اے لوگو! بروز قیامت جب میرا رب تعالیٰ مجھ سے پوچھے گا کہ مالک! تو میرے پاس آیا ہے تو میرے لئے کیا لایا ہے تو میں عرض کروں گا، میرے رحمٰن ورحیم پروردگار۔ میں تیرا بندہ مالک تیری بے نیاز بارگاہ میں تیرے محبوب پاک کے شہر محبوب، مدینہ طیبہ کا ایک کانٹا لایا ہوں۔ مجھے امید واثق اور یقین کامل ہے کہ شہر محبوب کے کانٹے کے وسیلہ سے میرا رحمٰن ورحیم اور کریم مولیٰ تعالیٰ خوش اور راضی ہو کر مجھ کو جنت کا حقدار بنا دے گا۔

خوب فرمایا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

اے عشق ترے صدقے جلنے سے چھٹے سستے
جو آگ بجھا دے گی وہ آگ لگائی ہے

اے ایمان والو! حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ معمولی شخصیت کا نام نہیں ہے۔ آپ کی ذات کو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں عظیم مقام ومرتبہ حاصل ہے۔ اور بزرگان دین کے نزدیک محبوب امام اور عاشق صادق ہیں جب ان کی محبت اور عقیدت شہر محبوب کے ایک کانٹے کے ساتھ اس قدر زیادہ ہے تو فیصلہ کیجئے کہ حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر ونگاہ میں مدینہ کے آقا محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی قدر ومنزلت، عزت وحرمت اور محبت وعقیدت کا کیا عالم ہوگا۔

امام اہلسنت سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے۔

ان کی حرم کے خار کشیدہ ہیں کس لئے
آنکھوں میں آئیں سر پہ رہیں دل میں گھر کریں

اور فرماتے ہیں۔

پھول کیا دیکھوں میری آنکھوں میں
دشت طیبہ کے خار پھرتے ہیں

اور ہمارے مرشد اعظم قطب عالم حضور مفتی اعظم الشاہ مصطفےٰ رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

یہ کیسے یہ گل و غنچے ہوں خوار آنکھوں میں
بسے ہوئے ہیں مدینے کے خار آنکھوں میں
نظر میں کیسے سمائیں گے پھول جنت کے
کہ بس چکے ہیں مدینے کے خار آنکھوں میں

اور استاذ زمن مولانا حسن رضا بریلوی فرماتے ہیں۔

مبارک رہے عندلیبو تمہیں گل
ہمیں گل سے بہتر ہے خار مدینہ

درود شریف:

حضرت امام مالک مدینے کی در و دیوار کو چومتے تھے

یہ بھی ایک مشہور واقعہ ہے کہ حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ طیبہ کی گلی و کوچے سے گزرتے تو شہر محبوب کی پرانی عمارتوں کی دیواروں کو بوسہ دیتے اور چومتے۔ کسی نے پوچھ لیا کہ آپ کی ذات بہت بلند و بالا ہے۔ آپ امت کے پیشوا اور امام ہیں آپ کا ہر عمل بندگان خدا کے لئے روشن مینارہ ہے اور وسیلۂ ہدایت ہے۔ آپ ان قدیم اور بوسیدہ دیواروں کو کیوں چومتے ہیں؟ ان کو بوسہ دینے کی کیا وجہ ہے؟

تو حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا یہ مدینہ طیبہ کے راستے ہیں اور یہ دیواریں ان راستوں کے قریب ہیں جب ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ان راستوں سے گزرے ہوں گے تو میرے سرکار مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا جسم پاک اور جسم پاک کا پیرہن مبارک و کپڑا شریف کبھی نہ کبھی ان دیواروں سے مس ہوا ہوگا اس لئے میں ان مبارک دیواروں کو چومتا ہوں۔ پوچھنے والے نے کہا کہ آپ دین و شریعت کے امام و پیشوا ہیں دین مجھ سے زیادہ جانتے ہیں تو بتایئے کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی عادت شریفہ راہ چلنے میں کیسی تھی؟

یہ تو بچوں کی عادت ہوتی ہے کہ دیواروں سے کھیل کرتے ہوئے گزرتے ہیں تو حضرت امام مالک جواب دیتے ہیں کہ میں نے مانا کہ ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا جسم پاک اور پیرہن مبارک ان دیواروں سے مس نہیں ہوا ہوگا لیکن جب ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ان راہوں سے گزرے ہوں گے تو آپ کی پیاری نظر و نگاہ نے ان دیواروں کو ضرور دیکھا ہوگا تو پھر پوچھنے والے نے کہا کہ امام صاحب! ہمارے نبی مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جب راستہ چلتے تھے تو سر جھکا ہوتا تھا اور نگاہیں نیچی کر کے چلتے تھے تو آپ بتائیے کہ جب سر جھکا ہوگا اور نگاہیں نیچی ہوں گی تو دیواروں پر نگاہ کیسے پڑی ہوگی؟ تو جواباً حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ تمہارے کہنے کے مطابق ہم نے مان لیا اور تسلیم کرلیا کہ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا نہ جسم مبارک اور نہ ہی کپڑا مبارک ان دیواروں سے لگا ہے اور نہ ہی مس ہوا ہے اور نہ ہی ان دیواروں پر نگاہ و نظر پڑی ہے لیکن تم کو یہ تو تسلیم کرنا پڑے گا اور ماننا پڑے گا کہ جب ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ان راہوں سے ان دیواروں کے قرب سے گزرے ہوں گے تو ان دیواروں نے ہمارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو ضرور بہ ضرور دیکھا ہوگا۔

لہٰذا ہم تو ان کو بوسہ دے رہے ہیں اور چوم رہے ہیں جن دیواروں نے ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا دیدار کیا ہے۔

اے ایمان والو! حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت والفت، عقیدت وعشق سے لبریز داستان آپ حضرات نے سماعت فرمائی کہ حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے پیارے آقا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے اس قدر عشق ومحبت کرتے تھے کہ شہر محبوب مدینہ طیبہ کی درودیوار کو چومتے ہیں اور بوسہ دیتے نظر آتے ہیں مگر آج تک کسی امام یا محدث یا ولی یا بزرگ نے حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس عمل کو نہ برا کہا اور نہ ہی اپنی کتابوں میں اس کو برا لکھا۔ لیکن آج کل کچھ بدعقیدے، ایمان کے لٹیرے یہ بکواس کرتے پھرتے ہیں کہ انگوٹھا چومنا بدعت وناجائز ہے اور اگر ان سے سوال کیا جائے کہ محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا نام پاک افضل ہے یا مدینہ طیبہ کی درودیوار تو ماننا اور کہنا پڑے گا کہ محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا نام پاک افضل واعلیٰ ہے۔

تو ثابت ہوگیا کہ جب مدینہ شریف کے درودیوار چومنا جائز ودرست ہے تو سرکار مدینہ مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا نام پاک سن کر انگوٹھا چومنا بھی بدرجہ اولیٰ جائز ودرست ہے۔

اے ایمان والو! اگر کوئی بدعقیدہ شخص نام پاک کے چومنے کو بدعت وناجائز کہے تو اس بدعقیدہ شخص سے سوال کیجئے اور اس سے پوچھئے کہ بدعت وناجائز کام کو ہمارے اسلاف، بزرگان دین نے اپنی کتابوں میں لکھ دیا

ہے تاکہ امت بدعت وناجائز کام سے بچتی رہے تو صحابہ کرام سے لیکر ائمہ ومحدثین، اولیائے امت وعلمائے دین کا کوئی قول بتایئے ان کی کسی کتاب کو دکھا دیجئے جس میں یہ لکھا ہو کہ نام پاک کو سن کر انگوٹھا چومنا بدعت وناجائز ہے مگر شرط یہ ہے کہ اللہ والے جنتی بزرگوں کی کتاب کا حوالہ چاہئے۔ قیامت تو آسکتی ہے مگر ایسی کسی کتاب کا حوالہ نہیں دے سکتے جس میں نام پاک سن کر انگوٹھا چومنے کو بدعت وناجائز لکھا گیا ہو بلکہ بزرگان دین کی کتابوں میں اس بات کا حوالہ ضرور ملے گا کہ نام پاک سن کر انگوٹھا چومنا سنت ومستحب ہے۔

جیسا کہ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ نام پاک سن کر انگوٹھا چوم کر آنکھوں سے لگانا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت ہے اور جس فعل وامر کا ثبوت حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ظاہر وثابت ہو جائے تو مزید اور کسی ثبوت کی ضرورت نہیں۔ امت کو عمل کے لئے کافی ہے۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ)

اے ایمان والو! بڑے اطمینان اور سکون کے ساتھ اور کافی وضاحت اور بے شمار دلائل کے ساتھ آپ حضرات کو معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور صحابہ کرام وائمہ دین ومحدثین عظام اور اولیائے کرام وعلمائے ذوی الاحترام کے اقوال وافعال سے سورج کی روشنی سے زیادہ ظاہر اور ثابت ہو گیا کہ مدینہ طیبہ مکہ شریف سے افضل واعلیٰ ہے۔

آقائے نعمت مجدد دین وملت، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

گل طیبہ کی ثنا گاتے ہیں
نخل طوبیٰ پہ چہکنے والے

طیبہ نہ سہی افضل مکہ ہی بڑا زاہد
ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اور بحر بیکراں کے لئے

﴿ ۱۲ ﴾

ذی الحجہ شریف

پہلا جمعہ .... پہلا بیان

حاجیو آؤ! شہنشاہ کا روضہ دیکھو

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِہِ الْکَرِیْمِ وَ عَلٰی اٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاھِرِیْنَ وَاَصْحَابِہِ الْمُکَرَّمِیْنَ وَابْنِہِ الْکَرِیْمِ الْغَوْثِ الْاَعْظَمِ الْجِیْلَانِیِّ الْبَغْدَادِیِّ وَابْنِہِ الْکَرِیْمِ الْخَوَاجِہِ الْاَعْظَمِ الْاَجْمِیْرِیِّ اَجْمَعِیْنَ ۝

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ۝ (پ۵، رکوع ۶)

ترجمہ: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ تعالیٰ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

مدینہ طیبہ میں مسجد نبوی شریف کے متصل ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حجرہ ہے جس حجرے پر اب گنبد خضریٰ ہے۔ اسی سبز گنبد میں ہمارے مشفق نبی، مہربان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی قبر انور ہے۔ جس میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آرام فرما ہیں۔ اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پہلو میں حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ لیٹے ہوئے ہیں۔

عاشق مصطفیٰ امام احمد رضا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

محبوب رب عرش ہے جلوہ گر اس سبز قبہ میں
پہلو میں جلوہ گاہ عتیق و عمر کی ہے

قبر انور تمام روئے زمین سے افضل ہے

حضرت امام قاضی عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس بات میں علماء کے درمیان کسی قسم کا اختلاف نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی قبر شریف کی جگہ تمام روئے زمین سے افضل واعلیٰ ہے۔ (شفا شریف، ج ۲، ص ۷۵)

قبر انور، کعبہ اور عرش سے بھی افضل ہے: حضرت علامہ شہاب الدین خفاجی، حضرت علامہ محمود آلوسی بغدادی، حضرت علامہ ملا علی قاری، حضرت علامہ قسطلانی، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین تحریر فرماتے ہیں کہ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی قبر انور کا وہ حصہ جو آپ کے جسم انور کے ساتھ متصل ہے کعبہ معظمہ اور عرش عظیم سے بھی اعظم وافضل ہے۔

(نسیم الریاض، ج ۳، ص ۵۳۲، مواہب لدنیہ، مرقات ج ۲، ص ۱۹۰، تاریخ مدینہ، ص ۵۲، روح المعانی، ج ۱۳، ص ۱۱۲)

حضرات! معتمد ومستند بزرگان دین ائمہ ومحدثین کے اقوال سے روز روشن کی طرح عیاں اور ظاہر وثابت ہو گیا کہ ہمارے پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی قبر شریف کا وہ حصہ جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے جسم نور سے متصل ہے۔

"قبر انور، عرش اور کعبہ اور آٹھوں خلد سے افضل ہے"

عاشق رسول مولانا شاہ امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

کعبہ وعرش میں کہرام ہے ناکامی کا
آہ کس بزم میں ہے جلوۂ یکتائی دوست

اور فرماتے ہیں۔

حاجیو! آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو

اور فرماتے ہیں۔

ہشت خلد آئیں وہاں کسب لطافت کو رضا
چار دن برسے جہاں ابر بہارا ن عرب

درود شریف:

قبر انور کی زیارت اور در نور کی حاضری

مشہور بزرگ عاشق مدینہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ

بزرگان دین نے قبر انور کی زیارت کی سعادت کے حصول کا قصد فرمایا اور بارگاہ نور کی حاضری کا شرف حاصل کیا امام الاولین والآخرین، سید الانبیاء والمرسلین، رحمۃ للعلمین، محبوب رب العلمین، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دربار نور کی حاضری اور قبر انور کی زیارت علمائے دین کے نزدیک بالاتفاق قولاً وفعلاً بہترین سنت اور مؤکد ترین مستحبات میں سے ہے۔

حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ محبوب خدا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے قبر نور کی زیارت ایک متفق علیہ سنت اور مرغوب فضیلت ہے اور بعض علمائے مالکیہ در نور کی حاضری اور قبر نور کی زیارت کو واجب کہتے ہیں۔

اور حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک بارگاہ نور کی حاضری اور قبر نور کی زیارت مؤکد ترین مستحبات بلکہ قریب واجب ہے۔ (جذب القلوب، ص ۲۲۴)

چلو عاشقو! گنبد خضریٰ کی بہاروں میں چلو!

محبوب خدا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے محبوب امتی، عاشق مصطفیٰ، مجدد اعظم امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے در نور کی حاضری اور قبر نور کی زیارت کے آداب اپنی کتاب ''انوار البشارۃ'' میں تحریر فرمایا ہے۔ انوار البشارۃ کی تلخیص پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو

غور سے سن تو رضا کعبہ سے آتی ہے صدا
میری آنکھوں سے میرے پیارے کا روضہ دیکھو

۱) زیارت اقدس قریب بواجب ہے

بہت لوگ دوست بن کر طرح طرح ڈراتے ہیں۔ راہ میں خطرہ ہے۔ وہاں بیماری ہے۔ خبردار کسی کی نہ سنو!

اور ہر گز محرومی کا داغ لے کر نہ پلٹو۔ جان ایک دن جانی ضرور ہے، اس سے کیا بہتر کہ ان کی راہ میں جائے۔
اور تجربہ ہے کہ جو ان کا دامن تھام لیتا ہے اسے اپنے سائے کرم میں آرام سے لے جاتے ہیں کسی طرح کا کھٹکا نہیں رہتا۔ والحمدللہ۔

پیارے رضا فرماتے ہیں۔

ہم کو تو اپنے سائے میں آرام سے لائے
حیلے بہانے والوں کو یہ راہ ڈر کی ہے
شکر خدا کہ آج گھڑی اس سفر کی ہے
جس پر نثار، جان فلاح وظفر کی ہے

۲) حاضری میں خالص زیارت اقدس کی نیت کرو

یہاں تک کہ امام ابن الہمام فرماتے ہیں۔ اس بار مسجد شریف کی نیت بھی شریک نہ کرے۔ اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

اس کے طفیل حج بھی خدا نے کرادیئے
اصل مراد حاضری اس پاک در کی ہے

۳) راستے بھر درود شریف وذکر شریف میں ڈوب جاؤ۔

۴) جب حرم مدینہ نظر آئے۔ بہتر یہ ہے کہ پیدل چلو۔ روتے۔ سر جھکائے آنکھیں نیچی کئے اور ہو سکے تو ننگے پاؤں چلو۔

پیارے رضا، اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

اللہ اکبر اپنے قدم اور یہ خاک پاک
حسرت ملائکہ کو جہاں وضع سر کی ہے
حرم کی زمین اور قدم رکھ کے چلنا
ارے سر کا موقعہ ہے او جانے والے

جب گنبد خضریٰ پر نظر پڑے درود وسلام کی کثرت کرو۔

۵) جب شہر اقدس تک پہونچو تو جلال و جمال محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے تصور میں غرق ہو جاؤ۔

۶) مسجد شریف کی حاضری سے پہلے تمام ضروریات سے، بہت جلد فارغ ہو جاؤ جن کی وجہ سے دل و دماغ کے بٹنے کا اندیشہ ہو۔ ان کے علاوہ کسی بیکار بات میں مشغول نہ ہو۔ وضو اور مسواک کرلو۔ اور غسل کر کے بہتر سفید و پاکیزہ کپڑے پہن لو۔ اور کپڑے نئے ہوں تو بہتر ہے۔ سُرمہ اور خوشبو لگا لو اور مشک افضل ہے۔

۷) اب فوراً در نور آستانہ اقدس کی طرف نہایت خشوع و خضوع سے متوجہ ہو۔

اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

محبوب رب عرش ہے اس سبز قبہ میں
پہلو میں جلوہ گاہ عتیق و عمر کی ہے

معراج کا سماں ہے کہاں پہونچے زائرو
کرسی سے اونچی کرسی اسی پاک در کی ہے

رونا نہ آئے تو رونے کا منہ بناؤ اور دل کو بزور رونے پر لاؤ اور اپنی سنگ دلی سے مشفق و مہربان آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی طرف التجا کرو۔

۸) جب مسجد شریف کے دروازہ پر حاضر ہو صلوٰۃ و سلام عرض کر کے تھوڑا ٹھہرو جیسے سرکار سے حاضری کی اجازت مانگتے ہو۔ بسم اللہ کہہ کر سیدھا پاؤں پہلے رکھ کر ہمہ تن ادب ہو کر داخل ہو۔

۹) اس وقت جو ادب و تعظیم فرض ہے۔ ہر مسلمان کا دل جانتا ہے۔ آنکھ، کان، زبان، ہاتھ، پاؤں، دل سب کو خیال غیر سے پاک کرو۔
مسجد اقدس کے نقش و نگار کو نہ دیکھو۔

۱۰) اگر کوئی ایسا شخص سامنے آجائے۔ جس سے سلام، کلام ضروری ہو تو جہاں تک ہو سکے بچو۔ ورنہ ضرورت سے زیادہ نہ بڑھو۔ پھر بھی دل سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہی کی طرف ہو۔

۱۱) ہرگز۔ ہرگز مسجد اقدس میں کوئی بات چلا کر نہ نکلے۔

۱۲) یقین جانو کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سچی، حقیقی، و دنیاوی۔ جسمانی حیات کے ساتھ ویسے ہی زندہ ہیں۔ جیسے وصال شریف سے پہلے حیات تھے۔ ان کی اور تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی موت صرف وعدۂ خدا کی تصدیق کو ایک آن کے لئے تھی۔ ان کا انتقال صرف نظر عوام سے چھپ جانا ہے۔

پیارے رضا امام احمد فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

امام محمد بن حاج مکی مدخل ج ا، ص ۲۱۵ میں اور امام احمد قسطلانی مواہب لدنیہ میں اور ائمہ دین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین فرماتے ہیں۔

محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی حیات ووفات میں اس بات میں کچھ فرق نہیں کہ وہ اپنی امت کو دیکھ رہے ہیں اور ان کی حالتوں ونیتوں کو اور ان کے ارادوں وان کے دلوں کے خیالوں کو پہچانتے ہیں اور سب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر ایسا روشن ہے جس میں اصلا۔ پوشیدگی نہیں۔

امام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تلمیذ امام محقق ابن الہمام منسک متوسط میں اور ملا علی قاری مکی اس کی شرح مسلک متقسط میں فرماتے ہیں۔

بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تیری حاضری، اور تیرے کھڑے ہونے، اور تیرے سلام، بلکہ تیرے تمام افعال واحوال، اور کوچ وقیام سے آگاہ ہیں۔

امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

ان کو درود جن کو کس بے کساں کہیں
ان پر سلام جن کو خبر بے خبر کی ہے

۱۳) اگر جماعت قائم ہو تو شریک ہو جاؤ کہ اس میں تحیۃ المسجد بھی ادا ہو جائے گی ورنہ اگر غلبہ شوق مہلت دے اور اس وقت کراہت نہ ہو تو دو رکعت تحیۃ المسجد وشکرانہ حاضری دربار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم صرف قل یا اور قل سے بہت ہلکی مگر رعایت سنت کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے نماز پڑھنے کی جگہ جہاں اب وسط مسجد کریم میں محراب نبی ہے اور وہاں جگہ نہ ملے تو جہاں تک ہو سکے اس کے نزدیک نماز ادا کرو پھر سجدۂ شکر میں گرو اور دعا کرو کہ الٰہی اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ادب اور اپنا ادب قبول فرما۔ آمین

۱۴) اب کمال ادب میں ڈوبے ہوئے گردن جھکائے، آنکھیں نیچی کیے، لرزتے، کانپتے، گناہوں کی ندامت سے پسینہ پسینہ ہوتے حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے عفو وکرم کی امید رکھتے، حضور والا کی پائیں یعنی مشرق کی طرف سے مواجہہ عالیہ میں حاضر ہو کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مزار انور میں روبقبلہ جلوہ فرما ہیں

اس سمت سے حاضر ہو کے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نگاہ بیکس پناہ تمہاری طرف ہوگی اور یہ بات تمہارے لئے دونوں جہان میں کافی ہے۔ والحمدللہ۔

۱۵) اب کمال ادب وہیبت وخوف وامید کے ساتھ زیر قندیل اس چاندی کی کیل کے سامنے جو حجرۂ مطہرہ کی جنوبی دیوار میں چہرۂ انور کے مقابل لگی ہے کم از کم چار ہاتھ کے فاصلے سے قبلہ کو پیٹھ اور مزار انور کو منہ کرکے نماز کی طرح ہاتھ باندھے کھڑے ہو۔ لباب وشرح لباب، واختیار شرح مختار، اور فتاویٰ عالمگیری وغیرہا معتمد کتابوں میں اس ادب کی تصریح فرمائی کہ یَقِفُ کَمَا فِی الصَّلٰوۃِ ۔حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سامنے ایسا کھڑا ہو جیسا نماز میں کھڑا ہوتا ہے یہ عبارت عالمگیری واختیار کی ہے اور لباب میں فرمایا وَاضِعًا یَمِیْنَہٗ عَلٰی شِمَالِہٖ ۔ دست بستہ داہنا ہاتھ بائیں پر رکھ کر کھڑا ہو۔ (فتاویٰ عالمگیری، ج۱، ص۲۶۵، لباب، ص۵۰۸)

۱۶) خبردار! جالی شریف کو بوسہ دینے یا ہاتھ لگانے سے بچو کہ خلاف ادب ہے بلکہ چار ہاتھ کے فاصلے سے زیادہ قریب نہ جاؤ یہ ان کی رحمت کیا کم ہے کہ تم کو اپنے حضور بلایا۔ اپنے مواجہہ اقدس میں جگہ بخشی۔ ان کی نگاہ کریم اگرچہ ہر جگہ تمہاری طرف تھی۔ اب خصوصیت اور اس درجہ قرب کے ساتھ ہے۔ والحمدللہ۔

۱۷) الحمدللہ! اب کہ دل کی طرح تمہارا منہ بھی اس پاک جالی کی طرف ہوگیا۔ جو اللہ عزوجل کے محبوب عظیم الشان صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی آرام گاہ ہے۔ نہایت ادب ووقار کے ساتھ، باآواز حزیں وصورت درد آگیں ودل شرمناک وجگر چاک، چاک معتدل آواز سے نہ بلند وسخت (کہ ان کے حضور آواز بلند کرنے سے عمل اکارت ہوجاتے ہیں)

نہ نہایت نرم وپست کہ سنت کے خلاف ہے اگرچہ وہ تمہارے دلوں کے خطروں تک سے آگاہ ہیں۔ جیسا کہ ابھی تصریحات ائمہ سے گزرا مکمل آداب وتسلیم بجالاؤ اور عرض کرو

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَیْرَ خَلْقِ اللّٰہ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا شَفِیْعَ الْمُذْنِبِیْنَ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ وَاُمَّتِکَ اَجْمَعِیْنَ

۱۸) جہاں تک ممکن ہو اور زبان یاری دے اور ملال وکسل (یعنی سستی وکاہلی) نہ ہو، صلوٰۃ وسلام کی کثرت

کرو۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے اپنے اور اپنے ماں، باپ، پیر، استاد، اولاد، عزیزوں، دوستوں اور سب مسلمانوں کے لئے شفاعت مانگو، بار بار عرض کرو۔ اَسْئَلُکَ الشَّفَاعَةَ یَارَسُوْلَ اللّٰہُ ٥

ہو سکے تو سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وہ اشعار جو یقیناً محبوب و مقبول ہیں درنور پر عرض کریں۔

سرکار ہم گنواروں میں طرز ادب کہاں
ہم کو تو بس تمیز یہی بھیک بھر کی ہے

مانگیں گے مانگیں جائیں منہ مانگی پائیں گے
سرکار میں نہ لا ہے نہ حاجت اگر کی ہے

تجھ سے چھپاؤں منہ تو کروں کس کے سامنے
کیا اور بھی کسی سے توقع نظر کی ہے

جاؤں کہاں پکاروں کسے کس کا منہ تکوں
کیا پرسش اور جا بھی سگ بے ہنر کی ہے

لب واہیں آنکھیں بند ہیں پھیلی ہیں جھولیاں
کتنے مزے کی بھیک تیرے پاک در کی ہے

قسمت میں لاکھ پیچ ہوں سو بل ہزار کج
یہ ساری گتھی اک تیری سیدھی نظر کی ہے

میں خانہ زاد کہنہ ہوں صورت لکھی ہوئی
بندوں، کنیزوں میں میرے مادر پدر کی ہے

منگتا کا ہاتھ اٹھتے ہی داتا کی دین تھی
دوری قبول وعرض میں بس ہاتھ بھر کی ہے

اور ممکن ہو تو اپنے مشفق و مہربان آقا جو آپ کے سامنے ہیں یوں عرض کرو۔

اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

سرکار ہم کمینوں کے اطوار پر نہ جائیں — آقا حضور اپنے کرم پر نظر کریں
بد ہیں تو آپ کے ہیں بھلے ہیں تو آپ کے ہیں — ٹکڑوں سے تو یہاں کے پلے رُخ کدھر کریں

اور ہو سکے تو پھر یوں عرض کرو۔

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے نہ مانگا
دریا بہادیے ہیں دُر بے بہادیے ہیں

اور یوں فریاد کرو۔

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہیے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی

۱۹) پھر اگر کسی نے عرض سلام کی وصیت کی ہے تو بجالاؤ۔ شرعاً اس کا حکم ہے اور یہ فقیر ذلیل ان مسلمانوں کو جو اس رسالہ کو دیکھیں وصیت کرتا ہے کہ جب انہیں حاضری بارگاہ نصیب ہو، فقیر کی زندگی میں یا بعد کم از کم تین بار مواجہہ اقدس میں ضرور یہ الفاظ عرض کر کے اس نالائق ننگ خلائق پر احسان فرمائیں۔ اللہ ان کو دونوں جہان میں جزا بخشے آمین

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَذَوِیْکَ فِیْ کُلِّ اٰنٍ وَّلَحْظَۃٍ عَدَدَ کُلِّ ذَرَّۃٍ اَلْفَ اَلْفَ مَرَّۃٍ مِنْ عُبَیْدِکَ اَحْمَدْ رَضَا بْنِ نَقِیْ عَلِیْ یَسْأَلُکَ الشَّفَاعَۃَ فَاشْفَعْ لَہٗ وَلِلْمُسْلِمِیْنَ O

۲۰) پھر اپنے داہنے ہاتھ یعنی مشرق کی طرف ہاتھ بھر ہٹ کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرۂ نورانی کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کرے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَلِیْفَۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ
اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاوَزِیْرَرَسُوْلِ اللّٰہِ
اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاصَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰہِ
فِی الْغَارِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

۲۱) پھر اتنا ہی اور ہٹ کر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روبرو کھڑے ہو کر عرض کرو۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَمِیْرَالْمُؤْمِنِیْنَ
اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مُتَمِّمَ الْاَرْبَعِیْنَ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاعِزَّ الْاِسْلَامِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ ۝

۲۲) پھر بالشت بھر مغرب کی طرف پلٹو اور حضرت صدیق و حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان کھڑے ہو کر عرض کرو

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمَا یَا خَلِیْفَتَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمَا یَا وَزِیْرَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمَا یَا ضَجِیْعَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ اَسْئَلُکُمَا الشَّفَاعَةَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَعَلَیْکُمَا وَبَارِکْ وَسَلِّمْ ط

۲۳) یہ سب حاضریاں محل اجابت ہیں۔ دعا میں کوشش کرو۔ دعائے جامع کرو۔ درود پر قناعت بہتر ہے۔

اضافہ: ہو سکے تو سرکار اعلیٰ حضرت کا لکھا ہوا قصیدۂ درود پڑھو، اس لئے کہ مقبول کا درود بھی مقبول ہے۔

کعبہ کے بدر الدجیٰ تم پہ کروروں درود
طیبہ کے شمس الضحیٰ تم پہ کروروں درود

دل کرو ٹھنڈا میرا وہ کف پا چاند سا
سینہ پہ رکھ دو ذرا تم پہ کروروں درود

تم ہو حفیظ و مغیث کیا ہے وہ دشمن خبیث
تم ہو تو پھر خوف کیا تم پہ کروروں درود

گرچہ ہیں بے حد قصور تم ہو عفو و غفور
بخش دو جرم و خطا تم پہ کروروں درود

بے ہنر و بے تمیز کس کو ہوئے ہیں عزیز
ایک تمہارے سوا تم پہ کروروں درود

تم ہو جواد و کریم تم ہو رؤف و رحیم
بھیک ہو داتا عطا تم پہ کروروں درود

خلق کے حاکم ہو تم رزق کے قاسم ہو تم
تم سے ملا جو ملا تم پہ کروروں درود

برسے کرم کی بھرن پھولیں نعم کے چمن
ایسی چلا دو ہوا تم پہ کروروں درود

اپنے خطاواروں کو اپنے ہی دامن میں لو
کون کرے یہ بھلا تم پہ کروروں درود

کر کے تمہارے گناہ مانگیں تمہاری پناہ
تم کہو دامن میں آ تم پہ کروروں درود

کیوں کہوں بے کس ہوں میں، کیوں کہوں بے بس ہوں میں
تم ہو میں تم پر فدا تم پہ کروروں درود

کام وہ لے لیجئے تم کو جو راضی کرے
ٹھیک ہو نام رضا تم پہ کروروں درود

ممکن ہو تو پیارے رضا۔ مقبول رضا کا پیارا اور مقبول سلام بھی پڑھ لیں۔

مصطفٰے جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

جس طرف اُٹھ گئی دم میں دم آگیا
اس نگاہ عنایت پہ لاکھوں سلام

وہ زباں جس کو سن کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

ہاتھ جس سمت اُٹھا غنی کردیا
موج بحر سماحت پہ لاکھوں سلام

جس کو بار دوعالم کی پرواہ نہیں
ایسے بازو کی قوت پہ لاکھوں سلام

سایہ مصطفےٰ مایہ اصطفےٰ
عز و ناز خلافت پہ لاکھوں سلام

وہ عمر جس کے اعدا پہ شیدا سقر
اس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام

ان کے مولیٰ کے ان پر کروروں درود
ان کے اصحاب و عترت پہ لاکھوں سلام

غوث اعظم امام التقیٰ والنقیٰ
جلوۂ شان قدرت پہ لاکھوں سلام

ایک میرا ہی رحمت میں دعویٰ نہیں
شاہ کی ساری امت پہ لاکھوں سلام

کاش! محشر میں جب ان کی آمد ہو اور
بھیجیں سب ان کی شوکت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا
مصطفےٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام

۲۴) پھر منبر اطہر کے قریب دعا مانگو

۲۵) پھر روضہ جنت میں (یعنی جو جگہ منبر و حجرہ منورہ کے درمیان ہے اور اسے حدیث میں جنت کی کیاری فرمایا) دو رکعت نفل غیر وقت مکروہ میں پڑھ کر دعا کرو۔

۲۶) یونہی مسجد شریف کے ہر ستون کے پاس نماز پڑھو، دعا مانگو کہ محل برکات ہیں خصوصاً بعض میں خاص خصوصیت

۲۷) جب تک مدینہ طیبہ کی حاضری نصیب ہو۔ ایک سانس بے کار نہ جانے دو۔ ضروریات کے سوا اکثر وقت مسجد شریف میں باطہارت حاضر رہو۔ نماز و تلاوت و درود میں وقت گزارو۔ دنیا کی بات کسی مسجد میں نہ کرنی چاہئے نہ یہاں۔

۲۸) ہمیشہ ہر مسجد میں جاتے وقت اعتکاف کی نیت کرلو یہاں تمہاری یاددہانی ہی کو دروازہ سے بڑھتے ہی یہ کتبہ ملے گا۔ نَوَیْتُ سُنَّتَ الْاِعْتِکَاف ٥

۲۹) مدینہ طیبہ میں روزہ نصیب ہو۔ خصوصا گرمی میں تو کیا کہنا کہ اس پر وعدۂ شفاعت ہے۔

۳۰) یہاں ہر نیکی ایک کی پچاس ہزار لکھی جاتی ہے۔ لہٰذا عبادت میں زیادہ کوشش کرو، کھانے پینے کی کمی ضرور کرو

۳۱) قرآن مجید کا کم سے کم ایک ختم یہاں اور حطیم کعبہ معظمہ میں کرلو۔

۳۲) روضہ انور پر نظر بھی عبادت ہے۔ جیسے کعبہ معظمہ یا قرآن مجید کا دیکھنا۔ تو ادب کے ساتھ اس کی کثرت کرو۔ اور درود و سلام عرض کرو۔

۳۳) پنجگانہ یا کم سے کم صبح و شام مواجہ شریف میں عرض سلام کے لئے حاضر ہو۔

۳۴) شہر میں خواہ شہر کے باہر جہاں کہیں گنبد مبارک پر نظر پڑے فوراً دست بستہ ادھر منہ کر کے صلوٰۃ و سلام عرض کرو بغیر اس کے ہر گز نہ گزرو کہ خلاف ادب ہے۔

۳۵) ترک جماعت بلا عذر ہر جگہ گناہ ہے اور کئی بار ہو تو سخت حرام و گناہ کبیرہ اور یہاں تو گناہ کے علاوہ کیسی سخت محرومی ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

صحیح حدیث میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں۔ جسے میری مسجد میں چالیس نمازیں فوت نہ ہوں، اس کے لئے دوزخ و نفاق سے آزادیاں لکھی جائیں۔ (مسند امام احمد بن حنبل، ج ۳، ص ۳۱۱)

۳۶) قبر کریم کو ہر گز پیٹھ نہ کرو۔ اور حتی الامکان نماز میں بھی ایسی جگہ کھڑے ہو کہ پیٹھ کرنی نہ پڑے۔

۳۷) روضہ اقدس وانور کا نہ طواف کرو نہ سجدہ نہ اتنا جھکنا کہ رکوع کے برابر ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی تعظیم ان کی اطاعت میں ہے۔

پیارے رضا کے پیارے و مقبول اشعار:

ابر رحمت کے سلامی رہنا
پھلتے ہیں ۔ پودے لچکنے والے

عاصیو! تھام لو دامن ان کا
وہ نہیں ہاتھ جھٹکنے والے

ارے یہ جلوہ گہ جاناں ہے
کچھ ادب بھی ہے پھڑکنے والے

سنیو! ان سے مدد مانگنے جاؤ
پڑے بکتے رہیں بکنے والے

جب گرے منہ سوئے میخانہ تھا
ہوش میں ہیں یہ بہکنے والے

اور فرماتے ہیں:

سر سوئے روضہ جھکا پھر تجھکو کیا
دل تھا ساجد نجدیا پھر تجھکو کیا

بے خودی میں سجدۂ در، یا طواف
نجدی مرتا ہے کہ کیوں تعظیم کی

جو کیا اچھا کیا پھر تجھکو کیا
یہ ہمارا دین تھا پھر تجھ کو کیا

اور ایک جگہ فرماتے ہیں:

اس میں روضہ کا سجدہ ہو کہ طواف
ہوش میں جو نہ ہو وہ کیا نہ کرے

۳۸) بقیع و اُحد و قبا کی زیارت سنت ہے

مسجد قباء کی دو رکعت کا ثواب ایک عمرہ کے برابر ہے اور چاہو تو یہیں حاضر رہو۔ سیدی ابن ابی جمرہ قدس سرہٗ جب حاضر حضور ہوتے تو آٹھوں پہر برابر حضوری میں کھڑے رہتے۔ ایک دن بقیع وغیرہ کی زیارت کا خیال آیا۔ پھر فرمایا یہ ہے اللہ کا دروازہ بھیک مانگنے والوں کے لئے کھلا ہوا۔ اسے چھوڑ کر کہاں جاؤں۔

سراینجا سجدہ اینجا، بندگی اینجا، قرار اینجا

۳۹) وقت رخصت مواجہہ انور میں حاضر ہو اور حضور سے بار بار اس نعمت کی عطا کا سوال کرو۔ اور تمام

آداب کہ مکہ معظمہ سے رخصت میں گزرے ملحوظ رکھو اور سچے دل سے دعا کرو کہ الٰہی ایمان وسنت پر مدینہ طیبہ میں مرنا اور بقیع پاک میں دفن ہونا نصیب ہو۔

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا اٰمِیْنَ اٰمِیْنَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَابْنِہٖ وَحِزْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ اٰمِیْنَ، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ملخصاً (انوار البشارۃ، ص ۴۷)

ضروری گزارش: سرکار اعلیٰ حضرت نے یہ رسالہ اس وقت تحریر فرمایا ہے جب حرمین طیبین میں خوش عقیدہ سنی امام تھے۔ ان کے پیچھے نماز درست تھی لیکن اب حرمین شریفین میں نجدی امام ہیں اور حضور اعلیٰ حضرت نے جو نماز با جماعت کی تاکید فرمائی ہے اس کے لئے شرط ہے خوش عقیدہ سنی مسلمان کا امام ہونا۔ اب شرط مفقود ہے اس لئے نجدی امام کے پیچھے نماز پڑھنے سے بچنا فرض ہے۔ ورنہ نماز تو ایک طرف رہ جائے گی اور ایمان کے تباہ و برباد ہونے کا خطرہ ہے۔ اس لئے اگر کوئی سنی خوش عقیدہ امام مل جائے تو اس کی اقتداء میں نماز با جماعت پڑھی جائے ورنہ تنہا بغیر جماعت کے نماز ادا کی جائے۔

دُعاؤں کا طالب

انوار احمد قادری

جنت کی کیاری: مزار اقدس سے متصل جنت کی کیاری ہے۔ مکہ شریف میں حج وعمرہ اور طواف کعبہ معظمہ کرنے والے سے جنت کے ملنے کا وعدہ کیا گیا ہے یعنی مکہ شریف میں جنت ملے گی جو اُدھار ہے۔

مگر مدینہ طیبہ کی عظمت وشان کا کیا کہنا کہ مدینہ طیبہ کی مسجد شریف میں جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور قریب میں مالک جنت لیٹے ہوئے آرام فرما ہیں گویا مدینہ طیبہ میں جنت بھی ہے اور مالک جنت بھی۔ اور مدینہ طیبہ میں معاملہ اُدھار نہیں رہتا کہ جنت ملے گی بلکہ سودا نقد ہے۔ ریاض الجنۃ میں حاضری دو، گویا جنت میں بیٹھے ہو۔

سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

تیری گلی کو چھوڑ کر باغ جناں میں جائے کون
نقد ملے جو مدعا وعدے پہ دل لگائے کون

اور خوب کثرت سے دورد وسلام پیش کرتے رہو اور سامنے اپنے مشفق ومہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جو اللہ تعالیٰ کی عطاؤ بخشش سے مالک جنت ہیں ان کا دیدار بھی کرتے رہو

عاشق مصطفیٰ امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

جنت میں آکے نار میں جاتا نہیں کوئی
شکر خدا نوید نجات وظفر کی ہے

مومن ہوں مومنوں پہ رؤف و رحیم ہو
سائل ہوں سائلوں کو خوشی لا نہر کی ہے

حدیث شریف: حضرات! آج بھی روضہ نور کے قریب جلی حرفوں میں لکھا ہوا ہے

مَابَیْنَ بَیْتِیْ وَمِنْبَرِیْ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّۃِ ٥ (کنز العمال، ج ۱۲، ص ۱۰۷)

یعنی میرے گھر (حجرہ) اور میرے منبر کے بیچ کی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ (شفا شریف، ج ۲، ص ۷۱)

اور ایک روایت میں ہے

مَابَیْنَ قَبْرِیْ وَمِنْبَرِیْ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّۃِ ٥ یعنی میرے قبر اور میرے منبر کے درمیان جو جگہ ہے وہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ (کنز العمال، ج ۱۲، ص ۱۱۶)

اسی حدیث شریف کی ترجمانی اعلیٰ حضرت پیارے رضا، اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

اس طرف روضہ کا نور اس سمت منبر کی بہار
بیچ میں جنت کی پیاری پیاری کیاری واہ واہ

صدقہ اس انعام کے قربان اس اکرام کے
ہورہی ہے دونوں عالم میں تمہاری واہ واہ

درود شریف:

اے ایمان والو! ہمارے کریم ورحیم آقا محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا حجرہ شریف مسجد شریف سے متصل تھا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنے حجرہ شریف سے مسجد شریف میں جلوہ افروز ہوتے، نماز پڑھتے اور صحابہ کرام کو نماز پڑھاتے اور صحابہ کرام زیارت کی لذت سے مشرف ہوتے تھے۔ حجرہ شریف اور منبر شریف کے درمیان والی مقدس جگہ جہاں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مقدس قدم بار بار تشریف لاتے اور اس نورانی زمین سے قدم شریف بار بار لگتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اس پیاری جگہ وزمین کو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ بنا دیا۔ مسجد

شریف کی اسی جگہ کو ریاض الجنۃ اور جنت کی کیاری کہا جاتا ہے۔

اب غور کرو اور سوچو! کہ جب قدم شریف کی عظمت وبرکت کا یہ عالم ہے تو قدم والے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی برکت وعظمت کا کیا عالم ہوگا۔

میرے مرشد اعظم، قطب عالم، حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

بلند اتنا تمہیں حق نے کیا ہے
کہ عرش حق بھی زیر پا ہے
اگرچہ ہے مکہ کی عظمت مسلم
مگر میرا دل طیبہ ہی پر فدا ہے

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿۱۲﴾

ذی الحجہ شریف

پہلا جمعہ.............................دوسرا بیان

حاجیو، آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ ٥ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ٥

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ٥

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ٥ (پ ۵، رکوع ۶)

ترجمہ: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ تعالیٰ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

اے مدعیو! خاک کو تم خاک نہ سمجھو
اس خاک میں مدفوں شہ بطحا ہے ہمارا

ہم خاک اُڑائیں گے جو وہ خاک نہ پائی
آباد رضا جس پہ مدینہ ہے ہمارا

در رسول پر درود و سلام کے برکات و حسنات

حضرت امام بیہقی بیان فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے زمانے کے مشائخ سے سنا ہے کہ جو شخص حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی قبر انور کے پاس یہ آیت پڑھے گا۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (پ ۲۲، رکوع ۴)

اور اس آیت کے پڑھنے کے بعد ستر مرتبہ یہ درود شریف پڑھے۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَاٰلِکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ٥

تو درِ نور پر خدمت کے لئے مقرر فرشتہ اس شخص کو کہتا ہے۔ اے فلاں تیری ہر حاجت وضرورت پوری ہوگی۔

(شعب الایمان، ج ۸، ص ۱۰۲)

درِ نور پر فرشتوں کی حاضری

حدیث شریف: حضرت کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔

مَا مِنْ یَوْمٍ یَطْلَعُ اِلَّا نَزَلَ سَبْعُوْنَ اَلْفًا مِنَ الْمَلَآئِکَةِ حَتّٰی یَحْفُوا بِالْقَبْرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَضْرِبُوْنَ بِاَجْنِحَتِھِمْ وَیُصَلُّوْنَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی اِذَا اَمْسَوْا عَرَجُوا وَھَبَطَ مِثْلُھُمْ فَصَنَعُوْا مِثْلَ ذٰلِکَ حَتّٰی اِذَانْشَقَّتِ الْاَرْضُ خَرَجَ فِیْ سَبْعِیْنَ اَلْفًا مِنَ الْمَلَآئِکَةِ یَزِفُّوْنَہٗ ٥

یعنی ہر طلوع فجر کے وقت ستر ہزار فرشتے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر قبر انور کو گھیر لیتے ہیں اور درود وسلام عرض کرتے ہیں۔ جب شام ہوتی ہے تو وہ واپس چلے جاتے ہیں اور دوسرے ستر ہزار فرشتوں کی جماعت حاضر ہو جاتی ہے اس طرح ملائکہ کی حاضری ہر دن ورات ہوتی ہے حتیٰ کہ جب قیامت قائم ہوگی تو اس وقت بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ستر ہزار فرشتوں کی جماعت کے ساتھ تشریف لائیں گے۔

(سنن دارمی، ج ۱، ص ۵۷، شعب الایمان، ج ۸، ص ۱۰۲، جذب القلوب، ص ۲۵۲)

حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب صبح ہوتی ہے تو ستر ہزار فرشتے مزار انور، قبر انور کے گرداگرد یعنی قبر شریف کے چاروں طرف حاضر ہو جاتے ہیں اور شام تک درود وسلام بھیجتے رہتے ہیں اور جب شام ہوتی ہے تو وہ فرشتے چلے جاتے ہیں اور دوسرا گروہ ستر ہزار فرشتوں کا حاضر دربار ہو جاتا ہے اور صبح ہونے تک تمام فرشتے مزار انور کو گھیرے رہتے ہیں اور درود وسلام بھیجتے رہتے ہیں اور فرشتوں کی حاضری کا یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا حتیٰ کہ ہمارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم قبر نور سے نکلیں گے اور ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ قیامت کے دن تشریف لائیں گے۔ (جذب القلوب، ص ۲۶۹)

اے ایمان والو! ستر ہزار فرشتوں کا گروہ ہر دن صبح کو اور ستر ہزار فرشتوں کی جماعت ہر دن شام کو

ہمارے حضور جان نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مزار انور واقدس پر حاضر ہوتی ہے اور فرشتے مزار نور کے چاروں جانب گھیرا ڈالے رہتے ہیں اور درود وسلام کا نذرانہ بارگاہ نور میں پیش کرتے رہتے ہیں۔

سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

ستر ہزار صبح ہیں ستر ہزار شام
یوں بندگی زلف ورُخ اٹھوں پہر کی ہے

حدیث شریف سے واضح طور پر ظاہر وثابت ہوگیا کہ کریم ومہربان آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مزار نور پر حاضر ہونا، صرف جائز ودرست ہی نہیں بلکہ نور والے نوری مخلوق فرشتوں کی سنت ہے اور نوری مخلوق فرشتوں کا آنا جانا اللہ تعالیٰ کے حکم پر ہے تو ثابت وظاہر ہوا کہ رحمٰن ورحیم رب تعالیٰ کی رضا وخوشنودی بھی محبوب ومقبول نبی مصطفٰے جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مزار انور قبر نور کی حاضری میں ہے۔

اور حدیث شریف میں ہے کہ جو فرشتہ ایک بار مزار انور واقدس پر حاضری کا شرف حاصل کرلے گا پھر اسے قیامت تک دوسری مرتبہ حاضری نصیب نہیں ہوگی۔

حضرات! امتی دن ورات زندگی بھر اپنے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مزار اقدس قبر انور پر حاضری دیتا ہے تو اس کے لئے کوئی پابندی نہیں ہے۔

امام عشق ومحبت اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

جو ایک بار آئے دوبارہ نہ آئیں گے
رخصت ہی بارگاہ سے بس اس قدر کی ہے

معصوموں کو ہے عمر میں صرف ایک بار بار
عاصی پڑے رہیں تو صلہ عمر بھر کی ہے

امتی کیسا بھی ہو: نیک ہو یا بد، برا ہو یا بھلا، ہر وقت حاضری کی سعادت حاصل کرسکتا ہے کوئی روک ٹوک نہیں

عاصی بھی ہیں چہیتے یہ طیبہ ہے زاہد و
مکہ نہیں کہ جانچ جہاں خیر وشر کی ہے

اے ایمان والو! درشاہ پر فرشتے حاضر ہوکر درود وسلام پیش کرتے ہیں تو جن پر دوسری حاضری کی پابندی ہے جب درود شریف ان فرشتوں کی عادت ہے تو للہ فیصلہ کرو کہ ہم امتیوں کا حق فرشتوں سے زیادہ ہے کہ نہیں؟ اس لئے ہم

غلاموں پر لازم وضروری ہے ہم درود وسلام کا ہدیہ ونذرانہ اپنے مشفق ومہربان آقا محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دربار نور ورحمت میں پیش کرتے رہیں جس کے صدقہ وطفیل ہم امت پر حاضری کی کوئی پابندی نہیں ہے۔

ایک خاص بات! یہ عرض کرنا ہے کہ کچھ لوگ اس طرح کی بات کرتے ہیں کہ جب درود شریف پڑھا اور بھیجا جاتا ہے تو فرشتے، امتی کا درود آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دربار میں پیش کرتے ہیں اس وقت آپ کی روح قبر میں لوٹادی جاتی ہے۔

اب مجھے کہنا اور بتانا یہ ہے کہ جب فرشتے ہزاروں کی تعداد میں اور بے شمار امتی صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک ہر وقت درشاہ پر حاضر رہتے ہیں اور درود وسلام پیش کرتے رہتے ہیں تو کوئی سانس اور لمحہ اور سکنڈ منٹ اور کوئی وقت ایسا گزرتا ہی نہیں ہے کہ جس میں حاضری دینے والے حاضر بارگاہ نہ رہتے ہوں اور درود وسلام پڑھنے والے۔ درود وسلام پڑھتے نہ نظر آتے ہوں۔ تو ثابت ہوگیا کہ آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی روح انور جسم انور کے ساتھ ہر آن ولمحہ اور ہر دن ورات بلکہ ہر وقت حاضر وموجود رہتی ہے روح نور کے غائب وغیر حاضر ہونے کا عقیدہ بے اصل ہے اور مومن خوش عقیدہ جنتی مسلمان کا ایمان وعقیدہ تو یہ ہے کہ ہمارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم باذن اللہ ہر وقت زندہ ہیں اپنے درنور پر حاضر ہونے والوں کو دیکھتے ہیں اور پہچانتے بھی ہیں اور غلاموں کو زیارت کی لذت سے نوازتے ہیں اور امتی حاضر دربار ہے یا دنیا کے کسی حصہ میں موجود ہے ہر حال میں اس کی فریاد سنتے ہیں اور اس شخص کی مدد فرماتے ہیں۔

سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

فریاد امتی جو کرے حال زار میں
ممکن نہیں کہ خیر بشر کو خبر نہ ہو

ان پر درود جنکو کس بے کساں کہیں
ان پر سلام جن کو خبر بے خبر کی ہے

دوسری خاص بات! یہ عرض کرنا ہے کہ امتی کا درود وسلام فرشتے لے جاتے ہیں اور پیش کرتے ہیں اور وہ فرشتے جو زمین وآسمانوں کے مختلف جگہوں پر اور جنت میں بیت المقدس اور کعبہ معظمہ میں خدمت پر مامور ہیں جو اپنی جگہیں چھوڑ کر جا نہیں سکتے اور محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر درود وسلام پڑھتے ہیں تو سوال یہ ہے کہ ان فرشتوں کا درود وسلام کون لے جا کر بارگاہ نور میں پیش کرتا ہے؟ کیا ندوہ اور دیوبند والے یہ کام کرتے ہیں۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔

اللہ تعالیٰ جب دین وایمان سلب کرلیتا ہے تو دماغ وعقل ٹیڑھی ہوجاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے امن وپناہ میں رکھے۔ آمین۔

حضرات! اللہ تعالیٰ کی بخشی ہوئی طاقت وقوت سے۔ فرش سے عرش تک، مغرب سے مشرق تک، شمال سے جنوب تک۔ کہیں سے بھی آپ کا عاشق جب درودوسلام پڑھتا ہے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس عاشق کو دیکھتے بھی ہیں اوراس کے درودوسلام کوخود سنتے ہیں اور فریاد سن کراس کی مدد بھی فرماتے ہیں۔

(مستدرک، امام حاکم، ج ۳، ص ۱۰، دلائل النبوۃ، امام بیہقی، ج ۱، ص ۲۸۰)

جیسا کہ حدیث صحیح میں ہے کہ محبوب خدا غیب داں رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب جبرائیل علیہ السلام آسمانوں سے زمین پر نزول فرمانے کے لئے آسمانوں کا دروازہ کھولتے ہیں تو دروازہ کے کھلنے کی آواز کو میں اپنے حجرہ میں سنتا ہوں۔

جب ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آسمانوں کے دروازں کے کھلنے کی آواز کو سنتے ہیں تو امتی جہاں سے پکارے اس کی آواز بھی سنتے ہیں۔

عاشق مصطفیٰ پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان
کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

درشاہ پر درود وسلام کا تحفہ: درنور، بارگاہ حضور، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی حاضری کے وقت ملائکہ اور عاشقوں کا درود وسلام پیش کرنا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دوسرے اعمال کے مقابل زیادہ محمود ومقبول ہوتا ہے۔

مختصر مگر جامع فضائل درود: حضرت شیخ محقق نے تحریر فرمایا ہے کہ بعض بزرگوں سے منقول ہے کہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۔ شریف کے پڑھنے سے ہم نے اپنے رب تعالیٰ رحمٰن ورحیم اللہ تعالیٰ کو پہچانا۔

۱) اور درود شریف پڑھنے سے ہم کو محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پاک صحبت نصیب ہوئی۔

۲) اور فرماتے ہیں کہ جوخوش نصیب شخص درود شریف پڑھتا ہے وہ شخص محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو خواب یا بیداری میں ضرور دیکھے گا۔

۳) حلیہ ابو نعیم میں ہے۔ حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ درود شریف گناہوں کو ایسا مٹا دیتا ہے جیسے آگ پانی کو ٹھنڈا کر دیتی ہے۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر سلام بھیجنا غلام آزاد کرنے سے افضل ہے۔

۴) اصبہانی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہمارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جب دو مسلمان ایک دوسرے سے مصافحہ کرتے ہیں اور مجھ پر درود بھیجتے ہیں تو دونوں کا ہاتھ جدا ہونے سے پہلے ان دونوں کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ (ابوداؤد، ج ۲، ص ۷۰۸، کنز العمال، ج ۹، ص ۴۸)

۵) حضرت خضر والیاس علیہما السلام راستہ بتاتے ہیں۔ حدیث صحیح سے نقل ہے کہ محمد بن عبد اللہ سمرقندی فرماتے ہیں کہ میں راستہ بھول گیا دو بزرگ شخص تشریف لائے اور مجھے راستہ دکھایا۔ معلوم کیا تو پتہ چلا کہ حضرت خضر اور حضرت الیاس علیہما السلام ہیں۔ میں نے ان دونوں بزرگوں سے دریافت کیا کہ آپ حضرات نے ہمارے پیارے نبی محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو دیکھا ہے۔ انہوں نے کہا ہاں۔ میں نے عرض کیا مجھے وہ باتیں بتائیے جو آپ حضرات نے ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے سنی ہیں۔ اللہ کے نبی حضرت خضر علیہ السلام اور اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت الیاس علیہ السلام نے بیان کیا کہ ہم نے محبوب خدا امام الانبیاء رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے جو شخص مجھ پر درود شریف پڑھتا ہے تو اس کا دل نفاق کی گندگی سے اس طرح پاک وصاف ہو جاتا ہے جس طرح پانی سے کپڑا پاک وصاف ہو جاتا ہے۔

درود شریف محتاجی کو ختم کر دیتا ہے: حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ درود شریف پڑھنے والا محتاج نہیں رہتا۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر درود وسلام پڑھنے والے کو اپنی حکمت کاملہ سے ڈھیروں روزیاں عطا فرماتا ہے۔ ملخصاً (جذب القلوب، ص ۲۶۰ تا ۲۷۰)

اے ایمان والو! حدیث شریف سے ظاہر وثابت ہو گیا کہ درود وسلام کے برکات وحسنات کثیر ہیں جو دوسرے اعمال سے نصیب نہیں۔ مزار انور کے پاس درود وسلام پڑھنے والے کو آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پہنچانتے ہیں اور اس کا درود وسلام خود سنتے ہیں اور عاشق جب دور دراز میں رہتے ہوئے عشق ومحبت کے ساتھ درود شریف پڑھتا ہے تو آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنے عاشق کو دیکھتے ہیں اور اس کا درود وسلام خود سماعت فرماتے ہیں۔ درود شریف کی برکت سے محتاجی دور رہتی ہے اور روزی کثرت سے ملتی ہے۔ درود شریف کی برکت سے مخلوق کے

درمیان محبوب ومقبول ہوجاتا ہے اور دنیا و آخرت کے ہر غم وتکلیف سے آزادی نصیب ہوتی ہے اور درود شریف وہ محبوب وپسندیدہ عمل ہے جس کے سبب اللہ تعالیٰ راضی ہوجاتا ہے اور محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم درود شریف پڑھنے والے امتی کو دیکھ کو مسکراتے ہیں اور قیامت کے دن محبوب خدا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا قرب عطا ہوگا۔

عاشق مصطفیٰ پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

حاضری کے وقت چہرہ قبر نور کی طرف رہے: خبردار! خبردار!! مزار انور قبر نور کی حاضری کے وقت منہ قبر شریف کی طرف رہے۔ درود وسلام کے وقت اور دعا کے وقت بھی۔ آج کل کچھ لوگ مزار انور کے چاروں جانب موجود ہوتے ہیں جس میں حکومت کے مقرر کردہ مولوی اور پولس والے جو یہ کہتے نظر آتے ہیں کہ سلام کرلو! بس۔ دعا قبلہ کی طرف منہ کر کے مانگو۔

حضرات! اس طرح کی بے ادبی وگستاخی کرنے والوں کا مذہب ومسلک ہے کہ مزار انور، قبر نور کی کوئی حیثیت وفضیلت نہیں ہے یہ عقیدہ وایمان یہود ونصاریٰ کا دیا ہوا ہے جس سے مذہب اسلام کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔

بزرگان دین اللہ والوں کا اس بارے میں مذہب ومسلک ملاحظہ فرمائیے۔

حضرت امام مالک کا ارشاد: (۱) خلیفہ منصور ابوجعفر نے حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا اے امام مالک مزار انور کے قریب دعا کے وقت میں اپنا چہرہ کس طرف کروں؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی جانب یا قبلہ کی طرف؟

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:

وَلَمْ تُصْرِ وَجْهَكَ عَنْهُ وَهُوَ وَسِيلَتُكَ وَوَسِيلَةُ اَبِيكَ اٰدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ بَلِ اسْتَقْبِلْهُ وَاسْتَشْفِعْ بِهٖ فَيُشَفِّعُهُ اللّٰهُ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ ○ الاٰية

یعنی اپنا منہ اس شخصیت سے کیوں پھیرتا ہے جو تیرا اور تیرے باپ آدم علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قیامت کے دن وسیلہ ہیں آپ کی طرف رُخ کر کے آپ سے شفاعت کا سوال کر، اللہ تعالیٰ آپ کی شفاعت قبول فرماتا ہے پھر یہ آیت پڑھی وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ الآیۃ (شفا شریف، ج ۲، ص ۸۶، مشارق الانوار)

(۲) مسند ابو حنیفہ میں حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

قَدِمَ اَيُّوْبُ السَّخْتِيَانِيُّ وَاَنَا بِالْمَدِيْنَةِ فَقُلْتُ لَاَنْظُرَنَّ مَا يَضَعُ فَجَعَلَ ظَهْرَهٗ مِمَّا يَلِى الْقِبْلَةَ وَوَجْهَهٗ مِمَّا يَلِىْ وَجْهَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَكٰى غَيْرَ مُتَبَاكٍ ۝

حضرت ایوب السختیانی (جو ایک بڑے بزرگ ہیں) حاضری کے لئے آئے تو میں مدینہ طیبہ میں تھا میں نے چاہا کہ دیکھوں کہ یہ (بزرگ) حاضری کے وقت کیا کرتے ہیں تو ان (بزرگ) نے پشت قبلہ کی طرف کیا اور چہرہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی جانب کیا اور خوب آنسوؤں سے روتے رہے۔

(۳) حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مسلک و مذہب یہی ہے کہ حاضری کے وقت سلام و دعا کے لئے پشت قبلہ کی طرف اور چہرہ قبر نور کی طرف ہونا چاہئے۔

ہمارے پیر اعظم حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی حنبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی کتاب غنیۃ الطالبین میں اور امام نووی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب المناسک میں تحریر فرمایا ہے کہ مزار انور واقدس کی حاضری کے وقت سلام و دعا کے لئے پشت قبلہ کی طرف اور چہرہ قبر نور کی طرف ہونا چاہئے۔ اور اس طرح کی عبارت جذب القلوب، ص ۲۵۱ پر ہے

(۱) صحابہ کرام اور بزرگوں کا مزار انور پر حاضری: امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیت المقدس تشریف لے گئے۔ بیت المقدس کی چابی آپ کو سپرد کی گئی بغیر جنگ و جدال کے بیت المقدس فتح ہوا۔

اس وقت کعب احبار مسلمان ہوئے۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت کعب سے فرمایا کیا تم میرے ساتھ مدینہ طیبہ چلو گے تاکہ ہمارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت نصیب ہو۔ حضرت کعب احبار راضی ہو گئے۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیت المقدس سے واپس تشریف لائے۔

اَوَّلُ مَا بَدَاَ بِالْمَسْجِدِ وَسَلَّمَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سب سے پہلے مسجد نبوی شریف میں حاضر ہوئے اور مزار انور قبر نور پر حاضر ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو سلام کیا۔ (واقدی، فتوح الشام، ج ۱، ص ۲۴۴، شفاء السقام، ص ۵۶، الجواہر المنظم، ص ۲۷)

(۲) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حاضری: اَتٰی قَبْرَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَوَقَفَ فَرَفَعَ یَدَیْہِ حَتّٰی ظَنَنْتُ اَنَّہٗ اِفْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ فَسَلَّمَ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ انْصَرَفَ ٥

یعنی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی قبرانور پر حاضر ہوئے کھڑے ہوکر اپنے ہاتھوں کو اس قدر اٹھایا کہ گمان ہونے لگا کہ نماز پڑھنے جارہے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو سلام عرض کیا پھر چلے گئے۔ (بیہقی شعب الایمان، ج۲،ص۴۹۱، شفاء شریف، ج۲،ص۷۱، ۶۷۱، شفاء السقام، ص۷۰)

(۳) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب بھی سفر سے واپس تشریف لاتے تو آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی قبرانور پر حاضر ہوتے۔ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَبَابَکْرٍ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَبَتَاہُ (شفاء السقام، ص۷۳، عبدالرزاق، المصنف ج۳،ص۵۷۶، بیہقی السنن الکبیر ج۵،ص۲۴۵)

(۴) حضرت ابوعبید بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت میسرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قاصد بنا کر مدینہ طیبہ حضرت عمر فاروق اعظم کی خدمت میں بھیجا۔ جب حضرت میسرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ طیبہ میں رات کے وقت داخل ہوئے۔ وَدَخَلَ الْمَسْجِدَ وَسَلَّمَ عَلٰی قَبْرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَلٰی قَبْرِ اَبِیْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ٥

یعنی مسجد شریف میں پہونچ کر نبی معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی قبرانور پر حاضر ہوکر سلام کیا اور پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سلام کیا۔ (شفاء السقام، ص۷۳)

حضرت بلال حبشی کا مزارانور پر حاضری: عاشق مدینہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اکابر محدثین کرام حضرت بلال مؤذن رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ امیرالمومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلافت کے زمانہ میں ملک شام فتح ہوا اور حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ملک شام میں سکونت اختیار کرلی۔

ابن عساکر ابی درداء سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مشفق ومہربان آقا محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنے عاشق صادق حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے ہیں۔

مَاھٰذِہِ الْجَفْوَۃُ یَابِلَالُ اَمَا اٰنَ لَکَ اَنْ تَزُوْرَنِیْ ٥ یعنی اے بلال یہ کیسا ظلم و جفا ہے کہ تم میری زیارت کو نہیں آتے۔ (سبکی شفاء السقام، ص۵۳، ابن حجر مکی الجواہر المنظم، ص۲۷)

اس ہوش رُبا اور دلربا خواب نے حضرت بلال کو بے چین و بے قرار کر دیا۔ دیدار محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے لئے آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔

مزار انور و اقدس کی حاضری اور قبر انور کی زیارت کے لئے فوراً سفر کیا اور مدینہ طیبہ کے لئے روانہ ہو گئے۔ جب اپنے محبوب مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مزار انور۔ قبر انور پر حاضر ہوئے تو اس قدر روئے کہ آنسوؤں کی جھڑیاں بہہ رہی تھیں اور شیخ محقق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ روتے اور بلکتے ہوئے اپنے چہرہ کو قبر شریف کی خاک پر رکھ دیا۔ عاشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آمد سے مدینہ طیبہ والوں کے لئے غم جاناں تازہ ہو گیا اور محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے حیات ظاہری کے شب و روز مدینہ والوں کی نگاہوں میں گھومنے لگے اور مدینہ والے مزار نور اور قبر نور کے گرداگرد جمع ہو گئے اور سب کی خواہش و تمنا تھی کہ حضرت بلال مؤذن رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنی میٹھی اور پیاری آواز میں آج اذان دے دیں تاکہ پرانی یاد تازہ ہو جائے اور حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی تشریف لائے۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں شہزادوں سے لپٹ گئے اور خوب روئے اور ان کے سر اور آنکھوں کو چوما اور گود میں اٹھا لیا۔ سب نے مشورہ کیا کہ ہمارے کہنے سے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبول نہیں کر رہے ہیں اگر امام حسن و امام حسین فرما دیں گے تو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کا پاس و لحاظ کرنا ہی پڑے گا ورنہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بعد اذان نہیں دی ہے۔ حتیٰ کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وصال شریف کے بعد حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے چاہا تھا کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذان دیں تو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا کہ اے حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ نے اپنے مال سے مجھے خریدا اور راہ خدا میں آزاد کر دیا۔ یہ سب آپ نے اللہ تعالیٰ کے لئے کیا تھا یا اپنی ذات کے لئے کیا تھا تو حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے اللہ تعالیٰ کے لئے کیا تھا۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مجھ کو اب بھی اللہ تعالیٰ کے لئے چھوڑ دو اور مجھ میں اتنی طاقت و قوت نہیں ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بعد کسی اور کے لئے اذان کہوں۔

کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ جب حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا کہ اے بلال جو اذان ہمارے نانا جان صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو سناتے تھے ہم کو بھی سنا دیجئے۔ اب حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے انکار کا کوئی چارہ نہیں تھا۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد شریف کی چھت

پر چڑھے۔ جس جگہ پر محبوب خدا، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے زمانے میں کھڑے ہوکر اذان دیتے تھے۔

جب اللہ اکبر، اللہ اکبر کہا تو لوگوں میں شور مچ گیا۔ آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب بہہ نکلا۔ محبوب خدا، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے زمانے کی اذان کی یاد تازہ ہوگئی اور پورا مدینہ ہل گیا۔ اذان ہوتی رہی اور بے قراری کا طوفان بڑھتا گیا اور پورے مدینہ پر عجیب وغریب کیف وسرور چھایا ہوا تھا مگر جب حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ٥ فرمایا تو کوئی عورت ومرد۔ چھوٹا بڑا مدینہ طیبہ میں ایسا نہ تھا جو گھر سے باہر نہ نکل آیا ہو اور نہ رویا ہو۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وصال کے دن کا غم تازہ ہوگیا ہو۔ اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حال زار بھی عجیب وغریب ہورہا تھا اس لئے کہ اذان تو دے رہے ہیں لیکن اذان والا محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا نور ورحمت والا چہرہ سامنے نہ تھا۔ دل پر ایسی چوٹ لگی کہ اذان کے اگلے کلمات نہ پڑھ سکے اور مسجد شریف کی چھت سے نیچے اتر آئے۔ (جذب القلوب، ص ۲۳۰)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مزار انور پر: امیر المومنین حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد شریف میں داخل ہوئے ثُمَّ انْصَرَفَ اِلٰى قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَكٰى ٥ پھر قبر انور پر حاضر ہوئے اور خوب روئے۔ (دار قطنی)

حضرت عمر بن عبد العزیز قاصد بھیجتے ہیں۔ یہ بات شہرت پا چکی ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملک شام سے مدینہ طیبہ قاصد بھیجا کرتے تھے اس قاصد سے کہتے تھے۔

سَلِّمْ لِیْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلِّمْ ٥ جا کر میری طرف سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت عالیہ میں سلام عرض کرو۔ (شعب الایمان، ج ۸، ص ۱۰۰، المدخل، ج ۱، ص ۲۶۱)

اے ایمان والو! مدینہ طیبہ میں آقائے نعمت ودولت، محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مزار انور واقدس پر حاضر ہونا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور چاروں مسلک کے ائمہ کرام اور اولیائے امت اور صلحائے امت کی سنت ہے جو ان کے اقوال وافعال سے ظاہر وثابت ہے۔

اے ایمان والو! آقائے نعمت ودولت، محبوب خدا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مزار انور واقدس پر رات ودن آٹھوں پہر دونوں جہان کی نعمت ودولت بٹتی رہتی ہے اے عاشقو! کبھی بھی اپنے پیارے نبی سے مانگ کر اور ان کی بارگاہ بے کس پناہ میں جھولی پھیلا کر دیکھ لو۔

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے سب کچھ نصیب ہو جائے گا۔

مرید رضا مولانا جمیل الرحمٰن رضوی فرماتے ہیں۔

چاہے جو مانگو عطا فرمائیں گے
نامرادو ہاتھ اٹھاکر دیکھ لو

یہ کبھی انکار کرتے ہی نہیں
بے نواؤ ! آزماکر دیکھ لو

سیر جنت دیکھنا چاہو اگر
روضہ انور پہ آکر دیکھ لو

دوجہاں کی سرفرازی ہو نصیب
ان کے آگے سر جھکاکر دیکھ لو

اور پیارے رضا، اچھے رضا، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہئے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی

مزار انور پر سائل کا ہر مقصد پورا ہوتا ہے

محمد ابن مکندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے میرے والد کے پاس اسی دینار بطور امانت رکھے۔ اور اس شخص نے میرے والد کو اجازت بھی دیدی کہ ضرورت کے وقت تم اس میں سے خرچ بھی کر لینا۔ یہ کہہ کر وہ شخص چلا گیا۔ میرے والد وقت ضرورت اس میں سے خرچ کرتے رہے۔ ایک دن وہ شخص واپس آیا اور اپنی رقم کا مطالبہ کیا، مگر میرے والد اس کی رقم کو ادا کرنے سے قاصر تھے۔ اس شخص سے کہا کل آنا، ابھی میرے پاس انتظام نہیں ہے۔ اب میرے والد نے مسجد نبوی شریف میں رات گزاری اور مزار انور پر فریاد کی اور عا مانگی کہ اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ اندھیری رات ہے اور ایک شخص ظاہر ہوا اور اس نے اسی دینار کی ایک تھیلی میرے والد کے ہاتھ میں تھمادی اور وہ شخص چلا گیا۔ صبح ہوئی میرے والد نے اس شخص کو بلایا جس کی امانت تھی اسی دینار اس شخص کے سپرد کی اور مطالبہ کی زحمت سے نجات پائی۔ (جذب القلوب، ص ۲۳۹)

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہئے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی

چاہے جو مانگو عطا فرمائیں گے
نامرادو ہاتھ اٹھا کر دیکھ لو

ہمارے حضور کھلاتے ہیں: حضرت امام ابوبکر مقری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسجد نبوی شریف میں حاضر ہوئے آپ کے ساتھ دو ساتھی طبرانی اور ابوشیخ بھی تھے دو دن بھوکے رہے پھر عشاء کے وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مزار انور واقدس پر حاضر ہوئے اور اپنے مشفق ومہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے عرض کیا: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَلْجُوْعُ ۝ یعنی یارسول اللہ صلی اللہ علیک والک وسلم میں بھوکا ہوں۔

حضرت امام ابوبکر بیان کرتے ہیں کہ روضہ اطہر، قبرنور پر دل کا حال عرض کر کے واپس آ گیا میں اور میرا ساتھی ابوشیخ دونوں تو سو گئے مگر میرا ایک ساتھی طبرانی جاگتا رہا کہ مزار انور پر ہر التجا اور دعا قبول کی جاتی ہے اور مانگنے والے کو محروم نہیں رکھا جاتا ہے ابھی کچھ ہی وقت گزرا تھا کہ دروازہ پر دستک ہوئی۔ دروازہ کھولا گیا ایک علوی صاحب دو غلاموں کے ساتھ موجود تھے ہر ایک کے ہاتھ میں کھجوریں اور کھانوں سے بھری تھیلیاں تھیں۔ علوی صاحب نے کھانا تناول فرمایا اور ہمیں بھی کھلایا، اور باقی بچا کھانا بھی ہمیں دیدیا۔

علوی صاحب نے فرمایا کہ تم نے اپنی بھوک کی شکایت مزار انور واقدس پر کی تھی۔ تو ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ فوراً جاؤ اور میری بارگاہ میں آنے والے جو بھوکے ہیں ان کو کھانا کھلاؤ۔ آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے حکم سے میں حاضر ہوا ہوں۔ (جذاب القلوب، ص ۲۴۰)

سرکار اعلیٰ حضرت امام عشق ومحبت مجدد اعظم دین وملت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

واہ کیا جود وکرم ہے شہ بطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

اور مرید رضا فرماتے ہیں۔

یہ کبھی انکار کرتے ہی نہیں
بے نواؤ آزما کر دیکھ لو

درود شریف:

مزار انور سے روٹی ملی: حضرت ابن الجلا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں مدینہ طیبہ میں آیا کچھ اسباب ایسے بنے کہ ایک دو وقت کھانا نصیب نہیں ہوا۔ ایک دو فاقے برداشت کرنے پڑے تھے کہ میں اپنے پیارے آقا رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مزار اقدس، قبر انور پر حاضر ہوا اور قبر انور کے قریب کھڑے ہو کر عرض کیا۔

اَنَا ضَیْفُکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْکَ وَاٰلِکَ وَسَلَّمَ)

یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میں آپ کا مہمان ہوں۔

اور میں قبر شریف کے پاس سو گیا۔ محبوب خدا، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مجھ کو ایک روٹی عطا فرمائی۔ آدھی روٹی میں نے خواب ہی میں کھالی۔ جب میں خواب سے بیدار ہوا تو بقیہ آدھی روٹی میرے ہاتھ میں موجود تھی۔ (جذب القلوب، ص ۲۴۰)

سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

مانگیں گے مانگے جائیں گے منہ مانگی پائیں گے
سرکار میں نہ لا ہے نہ حاجت اگر کی ہے

رب ہے معطی یہ ہیں قاسم
رزق اس کا ہے کھلاتے یہ ہیں

درود شریف

مزار انور پر ہر سوال پورا ہوتا ہے: حضرت ابوبکر اقطع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں شہر محبوب، مدینہ طیبہ حاضر ہوا اور مجھے پانچ دن گزر گئے کہ مجھے کھانا نصیب نہیں ہوا۔ چھٹے دن مزار انور، قبر نور پر حاضر ہوا اور اپنے پیارے نبی رحمت و برکت والے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔

اَنَا ضَیْفُکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ (صلی اللہ علیہ وسلم)

یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میں آپ کا مہمان ہوں۔

اس کے بعد میں نے خواب میں دیکھا کہ محبوب خدا رسول اللہ مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تشریف لائے۔ حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ داہنی جانب حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بائیں جانب۔ حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے تھے اور مجھ سے فرما رہے تھے کہ اے ابوبکر اقطع اٹھو! محبوب خدا رسول

اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تشریف لے آئے۔ میں جلدی سے اٹھا اور آگے بڑھ کر اپنے پیارے سرکار امت کے غمخوار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دونوں آنکھوں کے درمیان میں نے بوسہ دیا۔ محبوب خدا رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مجھ کو ایک روٹی عطا کی۔ میں نے اس روٹی میں سے کھایا اور جب خواب سے بیدار ہوا تو روٹی کا ایک ٹکڑا میرے ہاتھ میں بچا ہوا تھا۔ (جواہر البحار، ج ۴، ص ۳۴، جذب القلوب، ص ۲۴۰)

کیا ہی خوب فرمایا مجدد اعظم امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

خلق کے حاکم ہو تم رزق کے قاسم ہو تم
تم سے ملا جو ملا تم پہ کروروں درود

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہئے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی

درود شریف:

محروم واپس ہوتا نہیں مانگنے والا تیرا: حضرت احمد بن محمد صوفی بیان فرماتے ہیں کہ میں تین مہینے تک جنگل میں پھرتا رہا۔ یہاں تک کہ میرے بدن کی کھال پھٹنے لگی۔ میں مدینہ طیبہ حاضر ہوا اور اپنے مشفق و مہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اور آپ کے دونوں یار حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سلام کیا اور پھر سو گیا۔ ہمارے حضور جان نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم خواب میں تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا۔ اے احمد؟ تو آ گیا۔ تیرا حال کیا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں بھوکا ہوں اور آپ کا مہمان ہوں، تو آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ ہاتھ کھول؟ میں نے ہاتھ پھیلا دیئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے چند درہم میرے ہاتھ میں دیئے۔ جب میں خواب سے بیدار ہوا تو وہ درہم میرے ہاتھ میں تھے۔ میں بازار گیا۔ گرم روٹی اور فالودہ خریدا۔ پھر جنگل کو چلا گیا۔ (جذب القلوب، ص ۲۴۱)

پیارے رضا، اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

منگتا کا ہاتھ اٹھتے ہی داتا کی دین تھی
دوری قبول وعرض میں بس ہاتھ بھر کی ہے

مانگیں گے مانگیں جائیں گے منہ مانگی پائیں گے
سرکار میں نہ لا ہے نہ حاجت اگر کی ہے

مزارِ نور پر فریاد کی اور بارش ہونے لگی: ابن ابی شیبہ صحیح سند سے بیان کرتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلافت کے زمانہ میں ایک مرتبہ قحط پڑا۔ ایک شخص مزارِ انور، قبر اقدس پر حاضر ہوا اور بارش کے لئے عرض کیا۔

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ (صلی اللہ تعالیٰ علیک وآلک وسلم) اِسْتَسْقِ لِاُمَّتِکَ فَاِنَّھُمْ قَدْ ھَلَکُوْا ۝

یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وآلک وسلم بے شک آپ کی امت ہلاک ہو رہی ہے آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بارش کے لئے دعا کیجئے۔

(معروضہ پیش کرنے کے بعد وہ شخص جواب کا انتظار کرتا رہا) تو محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس شخص کے خواب میں تشریف لائے اور فرمایا اے فلاں! تم عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے پاس جاؤ اور خوش خبری سنادو کہ بارش ہوگی (خوب بارش ہوئی پورا مدینہ طیبہ سیراب ہوگیا۔) (جذب القلوب، ص ۲۳۸، جواہر البحار، ص ۳۳)

قبرِ انور پر چلو مراد پوری ہوجائے گی: عظیم الشان محدث ابن جوزی سے روایت ہے کہ ایک زمانہ ایسا آیا کہ مدینہ طیبہ کے باشندے سخت قحط میں مبتلا ہوگئے۔ مدینہ طیبہ کے لوگوں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے قحط کے بارے میں شکایت کی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی قبر شریف کے پاس چلو اور قبر شریف کے اوپر والی چھت میں سوراخ کر کے ایک کھڑکی بناؤ اور اس کھڑکی کو آسمان کی طرف کھول دو تا کہ قبر انور اور آسمان میں کوئی پردہ نہ رہے۔

مدینہ طیبہ کے لوگوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حکم سے ایسا ہی کیا۔ بہت بارش ہوئی پورا مدینہ طیبہ جل تھل ہوگیا۔ (دارمی سنن، ج ۱، ص ۵۶، وفاء الوفاء باحوال المصطفیٰ، ص ۸۱۷، شفاء السقام، ۱۲۸) (جذب القلوب، ص ۲۳۸)

اے ایمان والو! کچھ بدعقیدہ لوگ گمراہ کرتے نظر آتے ہیں کہ جو مانگنا ہو اللہ تعالیٰ سے مانگو۔ اور یہ بھی کہتے نظر آتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مزار اقدس قبر انور کے پاس صرف سلام کر سکتے ہیں کوئی سوال نہیں کر سکتے ہیں اور یہ بھی بکتے ہیں کہ مزار انور، قبر اقدس کے پاس کسی مصیبت و پریشانی کا ذکر کرنا شرک ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔

تو اس بدعقیدہ شخص کے لئے جواب یہ ہے کہ مدینہ طیبہ کے لوگوں کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا قحط کی مصیبت سے رہائی کے لئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مزار انور، قبر اقدس پر چلو۔ حضرت عائشہ

صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حکم پر صحابہ کرام مدینہ طیبہ کے باشندے اپنے مشفق ومہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مزار انور، قبر اقدس پر حاضر ہوئے اور قحط کی مصیبت وپریشانی سے نجات حاصل کی، پانی خوب برسا۔ بارش اس شان کی ہوئی کہ مدینہ طیبہ کے باشندے سیراب ہوگئے۔

پتہ چلا اور معلوم ہوا کہ مصیبت اور پریشانی میں مزار انور، قبر اقدس پر حاضر ہوکر محبوب خدا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے مدد مانگنا حضرت عائشہ صدیقہ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی سنت مبارکہ ہے۔

عاشق رسول سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

برستا نہیں دیکھ کر ابر رحمت
بدوں پر بھی برسادے برسانے والے

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

درود شریف:

حضرات! محبوب خدا، رحیم وکریم نبی، مشفق ومہربان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مزار اقدس، قبر انور کی حاضری اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بہت محبوب ومقبول عمل ہے۔ یہ سعادت وبرکت خوش نصیب مومن کو حاصل ہوتی ہے اب رہی بات منافق کی: بدعقیدہ وبے ایمان شخص کی کہ یہ لوگ تو محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ذات نور پر طرح طرح کا سوال اور اعتراض کرتے نظر آتے ہیں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا مزار انور، قبر نور تو ان گمراہوں کی نگاہ میں کوئی حیثیت وحقیقت نہیں رکھتا ہے۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ)۔ حوالہ ملاحظہ فرمائیے۔

وہابیوں کا عقیدہ: حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی قبر مقدس ہر لحاظ سے بت ہے۔

(حاشیہ، شرح الصدور، ص ۲۵، مطبوعہ سعودیہ)

اور دیوبندی وہابی مولانا اسمٰعیل دہلوی کا عقیدہ گنبد خضریٰ والے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بارے میں ملاحظہ فرمائیے۔

سب انبیاء اور اولیاء اس کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔ (تقویۃ الایمان، ص ۱۱۹)

العیاذ باللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ ایمان کے ساتھ ہم سب کو اپنی پناہ اور امان میں رکھے۔ آمین ثم آمین

اس لئے اے سنیو! اپنے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے گستاخوں، غداروں سے ہر حال میں بچو اور ان سے دور رہو۔ نماز، روزہ، حج، زکوۃ، تمام فرائض سے فرض اکبر ایمان کی حفاظت ہے اگر ایمان چلا گیا (اللہ نہ کرے) تو سب بیکار و مردود ہے۔

محافظ ایمان، عاشق جان ایمان سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتنے واضح لفظوں میں فرماتے ہیں۔

سونا جنگل رات اندھیری، چھائی بدلی کالی ہے
سونے والو جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے
آنکھ سے کاجل صاف چرالیں یاں وہ چور بلا کے ہیں
تیری گٹھری تاکی ہے اور تونے نیند نکالی ہے

آؤ مدینہ طیبہ چلیں: طاقت و ہمت ہے، نعمت و دولت ہے، تو دیری نہیں کرنی چاہئے۔ مدینہ طیبہ کا مسافر بن جانا چاہئے کسی بہکانے والے منافق کی ایک نہ سنو۔ اپنے پیارے رب تعالیٰ کی سنو!

محبوب خدا رسول اللہ مشفق و مہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے عاشقوں، غلاموں کو اپنے مزار انور پر بلایا ہے اس لئے اس نعمت و دولت کے حصول کے لئے دوڑو۔ اور حاضر ہو جاؤ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور تمام نیکوں۔ اللہ والوں، بزرگان دین کی سنت پر نظر رکھو۔ سرکار اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

تیرے غلاموں کا نقش قدم ہے راہ خدا
وہ کیا بہک سکے جو یہ سراغ لے کے چلے

مانگو خوب مانگو: در شاہ، مزار اقدس، قبر انور پر ہر فریادی کی فریاد سنی جاتی ہے۔ دنیا کی نعمت و دولت اور رحمت و برکت بھی عطا کی جاتی ہے اور آخرت کے لئے نیکی و ثواب اور بخشش و نجات کا پروانہ دے کر جنت کا حقدار بنا دیا جاتا ہے۔

مرید اعلیٰ حضرت مولانا جمیل الرحمٰن رضوی فرماتے ہیں:

چاہے جو مانگو عطا فرمائیں
یہ کبھی انکار کرتے ہی نہیں

سیر جنت دیکھنا چاہو اگر
نامرادو ہاتھ اٹھا کر دیکھ لو

بے نواؤ !آزما کر دیکھ لو
روضہ انور پہ آکر دیکھ لو

گزارش

مزارانوروااقدس پر یہ آخری حاضری نہ ہو: درنور کی حاضری کی سعادت اور قبرنور کی زیارت کی نعمت ودولت سے مالا مال ہونے کے بعد جب واپسی کا دن ہو مصلی نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم یا اس کے آس پاس دو رکعت نماز ادا کرو یہ مسجد شریف سے الوداع کی نماز ہے اس کے بعد درود وسلام کی کثرت کرو اور خوب گڑگڑا کر روؤ اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرو کہ اے اللہ تعالیٰ! میرے رحمٰن ورحیم رب تعالیٰ میں تجھ سے اس سفر میں نیکی اور تقویٰ کا سوال کرتا ہوں اور ایسے عمل کا جو تجھے محبوب و پسندیدہ ہیں اور خوب مانگو، دل کھول کر مانگو اور یہ بھی دعا کرو۔

اَللّٰھُمَّ لَاتَجْعَلْهُ اٰخِرَ الْعَھْدِ لِھٰذَا الْمَحَلِّ الشَّرِیْفِ ۝

یعنی اے اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مزار انوروااقدس پر میری یہ حاضری آخری نہ ہو اس کے بعد اپنے رحیم وکریم نبی، مشفق ومہربان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مزار اقدس، قبر انور پر حاضر ہوکر زیادہ سے زیادہ درود وسلام پیش کرو اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ رحمت وشفاعت میں عرض کرو۔

نَسْأَلُکَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَنْ تَسْئَلَ اللّٰهَ اَنْ لَّا یَقْطَعَ اٰثَارَنَا مِنْ زِیَارَتِکَ وَاَنْ یُّعِیْدَنَا سَالِمِیْنَ وَاَنْ یُّبَارِکَ لَنَا فِیْمَا وَھَبْلَنَاوَیَرْزُقَنَاالشُّکْرَ عَلٰی ذٰلِکَ ۝

یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم آپ کی خدمت میں ہماری گزارش ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ سے عرض کریں کہ ہماری زیارت منقطع نہ فرمائے اور ہمیں واپسی پر سلامتی نصیب ہو۔اپنے عطیات میں مزید برکت عطا فرمائے۔

اسی طرح خوب رورو کر دعا مانگو کہ یہ حاضری اس سفر کی آخری حاضری ہے۔اپنے ماں، باپ اور پیرو مرشد

واستاذ اور تمام امت کے لئے دعا مانگو۔ آپ سے میری گزارش ہے کہ اگر یاد رہے تو اس بے علم و بے عمل انوار احمد قادری اور میرے ماں، باپ اور بچوں اور میرے احباب کو بھی دعا میں شامل کرلیں تو بڑا کرم ہوگا۔

گنبد خضریٰ کی دید کا طالب

انوار احمد قادری رضوی

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اسی بحر بیکراں کے لئے۔

﴿ ۱۲ ﴾

ذی الحجہ شریف

دوسرا جمعہ.. پہلا بیان

قربانی کی تاریخ

اور اس کی فضیلت واہمیت

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ O اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِO

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِO

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْیَ قَالَ یٰبُنَیَّ اِنِّیْ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْ اَذْبَحُکَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی قَالَ یٰاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ (پ۲۳، رکوع ۷)

ترجمہ: پھر جب وہ اس کے ساتھ کام کے قابل ہو گیا۔ کہا اے میرے بیٹے، میں نے خواب دیکھا، میں تجھے ذبح کرتا ہوں اب تو دیکھ تیری کیا رائے ہے۔ کہا! اے میرے باپ کیجئے! جس بات کا آپ کو حکم ہوتا ہے۔ خدا نے چاہا تو قریب ہے کہ آپ مجھے صابر پائیں گے۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

اے مسلماں سن یہ نکتہ درس قرآنی میں ہے
عظمت اسلام و مسلم صرف قربانی میں ہے

سعادت مند بیٹا جھک گیا فرمان باری پر
زمین و آسماں حیراں تھے اس طاعت گزاری پر

یہ فیضان نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسمٰعیل کو آداب فرزندی

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بڑھاپے میں بڑی دعاؤں اور التجاؤں کے بعد حضرت اسمٰعیل علیہ السلام حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن پاک سے پیدا ہوئے جیسا کہ واقعہ گزرا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے پیارے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے بہت پیار ومحبت فرماتے تھے۔

روایت ہے کہ فرشتوں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عظمت میں سوال کیا کہ اے پروردگار عالم! تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل فرمایا ہے اور ارشاد فرمایا ہے کہ **وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ۝** (پ ۵، رکوع ۱۴)

لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تو یہ حال ہے کہ اب ان کے دل میں ان کے فرزند کی محبت بھی پیدا ہو چکی ہے۔ اے اللہ تعالیٰ! تیرا خلیل اور دوست کہلانے کا تو وہی حق رکھتا ہے جس کے دل میں تیری محبت کے سوا کسی دوسرے کی گنجائش ہی نہ ہو۔

اے ایمان والو! یہی وجہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اس طرح امتحان لیا کہ ان کے پیارے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی قربانی کا حکم دیدیا تا کہ فرشتوں کے سوال کا جواب ہو جائے اور فرشتے بھی دیکھ لیں کہ بلا شک وشبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے خلیل اور دوست ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خواب: آٹھویں ذی الحجہ کی رات میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ ایک فرشتہ اللہ تعالیٰ کا حکم سنا رہا ہے کہ اے ابراہیم علیہ السلام! قربانی کرو۔ آپ نے صبح ہوتے ہی ایک سو اونٹوں کی قربانی اللہ تعالیٰ کے نام پر کردی مگر جب دوسری رات ہوئی یعنی نویں ذی الحجہ کی رات بھی یہی خواب دیکھا تو آپ نے پھر دو سو اونٹوں کی قربانی پیش کی، مگر جب تیسری رات بھی یہی خواب دیکھا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا۔ یا اللہ تعالیٰ میں کیا چیز تیری راہ میں قربان کروں۔ جس کا تو مطالبہ فرمارہا ہے تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے ابراہیم (علیہ السلام) تم میری راہ میں اس چیز کو قربان کرو؟ جس کو تم دنیا میں سب سے زیادہ محبوب رکھتے ہو اور پسند کرتے ہو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام سمجھ گئے کہ میرے پیارے بیٹے اسمٰعیل علیہ السلام کی قربانی کا حکم ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام یہ خواب دیکھ کر اللہ تعالیٰ کا حکم سن کر نہ گھبرائے اور نہ ہی پریشان ہوئے بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے لئے اپنے پیارے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی قربانی کے لئے تیار ہو گئے۔

اس وقت حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی عمر شریف سات برس یا تیرہ برس کی تھی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی نیک بیوی حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا اے نیک بخت بیوی! آج تمہارے پیارے بیٹے اسمٰعیل کی ایک بہت بڑے بادشاہ کے دربار میں دعوت ہے یہ سن کر حضرت ہاجرہ بہت خوش ہوئیں اور اپنے پیارے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو نہلایا اور اچھے کپڑے پہنائے۔ آنکھوں میں سرمہ ڈالا اور بالوں میں کنگھی کیا اور دولہا

بنا کر باپ کے ساتھ کر دیا۔ ادھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی آستین میں رسی اور چھری چھپا کر ذی الحجہ کی دس تاریخ کو مکہ مکرمہ سے منیٰ کے میدان کی طرف روانہ ہو گئے۔ ادھر شیطان مردود، ابلیس لعین بڑا پریشان تھا کہ کسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کو قربانی کرنے سے اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو قربان ہونے سے روکا جائے اس لئے کہ قربانی کا بہت بڑا انعام ہے اور اس انعام واکرام کو نہ ملنے دیا جائے۔ سب سے پہلے شیطان ایک بوڑھے کی شکل بنا کر حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گیا اور کہنے لگا اے ہاجرہ! آج حضرت ابراہیم تیرے پیارے بیٹے کو کہاں لے گئے ہیں۔ حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا اپنے دوست سے ملاقات اور مہمانی کے لئے لے گئے ہیں۔ شیطان بولا مہمانی وغیرہ کچھ نہیں ہے وہ اسمٰعیل علیہ السلام کو ذبح کرنے لے گئے ہیں۔

حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کیا کوئی مہربان باپ اپنے پیارے بیٹے کو ذبح کرتا ہے؟ تو شیطان نے کہا اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ اسمٰعیل علیہ السلام کو میری راہ میں ذبح کرو۔ حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا۔ تو شیطان، ابلیس معلوم ہوتا ہے جو مجھے دھوکہ دینا چاہتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کا حکم ہے تو یہ تو ایک اسمٰعیل ہیں اگر ہزاروں ہوں تو میں ہر ایک کو اپنے پیارے اللہ تعالیٰ کے نام پر قربان کر دوں اور اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی حاصل ہو جائے یہ تو ہمارے لئے اور ہمارے بیٹے کے لئے بڑی سعادت کی بات ہے۔ شیطان کا مکر حضرت ہاجرہ پر نہ چل سکا اور ابلیس ذلیل ہو کر وہاں سے بھاگا اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے پاس حاضر ہوا اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے کہنے لگا کہ آپ کے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام آپ کو کہاں لے جا رہے ہیں۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے فرمایا، اپنے دوست کے یہاں مہمانی میں لے جا رہے ہیں۔ شیطان دشمن انسان بولا۔ نہیں بلکہ وہ آپ کو ذبح کرنے کے لئے لے جا رہے ہیں۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے فرمایا کیا کوئی مشفق و مہربان باپ اپنے حسین وجمیل بیٹے کو ذبح کرتا ہے؟ تو شیطان مردود نے کہا کہ اے اسمٰعیل تم کو ذبح کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے کہ ابراہیم تم کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں ذبح کریں۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ میں ذبح کیا جاؤں تو یہ میرے لئے بڑی سعادت کی بات ہے کہ

جان دیدی ہوئی اس کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

پھر ابلیس لعین ان سے ناامید ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آیا اور کہنے لگا اے ابراہیم علیہ السلام تم تو ایک خواب کی بنیاد پر اپنے پیارے اور خوبصورت بیٹے کو ذبح کرنا چاہتے ہو۔

حضرات! نبی کا خواب حقیقت میں وحی الٰہی اور حکم الٰہی ہوتا ہے اس لئے عام بندوں کا خواب دیکھنا غلط ہوسکتا لیکن نبی کا خواب غلط نہیں ہوسکتا اور نہ اس میں شیطان کا وسوسہ شامل ہوسکتا ہے۔

ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: حضرت ابراہیم علیہ السلام وادی منیٰ میں تشریف لائے تو شیطان مردود، جمرۂ عقبہ کے پاس آپ کے سامنے آگیا اور آپ کو قربانی سے روکنا چاہا تو آپ نے شیطان لعین کو سات کنکریاں ماریں یہاں تک کہ وہ زمین میں دھنس گیا پھر شیطان مردود جمرہ ثانیہ کے پاس آیا تو پھر اسے سات کنکریاں ماریں یہاں تک کہ وہ زمین میں دھنس گیا پھر تیسری مرتبہ شیطان لعین جمرۂ کبریٰ کے پاس آیا تو پھر اسے سات کنکریاں ماریں یہاں تک کہ وہ زمین میں دھنس گیا۔ (طبرانی بحوالہ بہار شریعت، ح۶،ص۱۰۱)

اے ایمان والو! حضرت ابراہیم علیہ السلام کا شیطان مردود کو کنکر مارنا اتنا پسند آیا کہ قیامت تک کے حاجیوں کو حکم دیدیا کہ اگرچہ آج شیطان اس جگہ پر نظر نہیں آتا ہے لیکن تینوں جمرات پر کنکر مارنا ہے اور سنت ابراہیمی کو زندہ رکھنا ہے۔

خلیل وذبیح کی گفتگو: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے پیارے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے جو گفتگو کی اس کو قرآن کریم بیان فرماتا ہے۔

قَالَ یٰبُنَیَّ اِنِّیۡۤ اَرٰی فِی الۡمَنَامِ اَنِّیۡۤ اَذۡبَحُکَ فَانۡظُرۡ مَاذَا تَرٰی قَالَ یٰۤاَبَتِ افۡعَلۡ مَا تُؤۡمَرُ سَتَجِدُنِیۡۤ اِنۡ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیۡنَ ۝ (پ۲۳،رکوع۷)

یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اے بیٹا! میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں تو اے بیٹا، اب تو بتا کہ تیری کیا رائے ہے؟ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے عرض کیا! اے ابا جان! اللہ تعالیٰ نے آپ کو جس بات کا حکم دیا ہے اس کو آپ کر ڈالئے۔ ان شاءاللہ تعالیٰ آپ مجھ کو صابر پائیں گے۔

حضرات! اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام نیک وصالح باپ ہونے میں لاجواب ہیں تو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام بھی سعادت مند بیٹا ہونے میں بے مثل وبے مثال ہیں۔ اگر عظیم الشان باپ قربان کرنے کے لئے تیار ہے تو عظیم المرتبت بیٹا بھی قربان ہونے کے لئے تیار ہے۔

نہ اس باپ کا کوئی جواب ہے نہ ہی اس بیٹے کا کوئی ثانی ہے۔

سعادت مند بیٹا جھک گیا فرمان باری پر
زمین وآسمان حیراں تھے اس طاعت گزاری پر

یہ فیضان نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیل کو آداب فرزندی

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی تین وصیت: حضرت ابراہیم علیہ السلام سے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے عرض کیا ابا جان! میری تین وصیت ہے۔

پہلی وصیت: مجھے قربان کرنے سے پہلے آپ میرے ہاتھ، پاؤں کو رسی سے باندھ دیں تا کہ ذبح کے وقت میرا تڑپنا دیکھ کر آپ کو رحم نہ آجائے۔

دوسری وصیت: یہ ہے کہ آپ مجھ کو منہ کے بل لٹانا کیونکہ آپ کے سینہ میں باپ کا دل ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ میرے خوبصورت چہرہ کو دیکھ کر آپ کے سینے میں دل دھڑک جائے اور آپ کا ہاتھ ذبح کرنے سے رُک جائے۔

تیسری وصیت: یہ ہے کہ میرے ذبح ہونے کی خبر میری پیاری ماں کو نہ دیجئے گا ورنہ میری ماں میرے غم کو برداشت نہ کر پائے گی اور اس کا دل پاش پاش ہو جائے گا۔ اس گفتگو کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسمٰعیل کے ہاتھ، پاؤں کو رسی سے باندھا اور آپ کو منہ کے بل ایک پتھر کی چٹان پر لٹا دیا اور اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ کر اپنے پیارے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے زم ونازک گلے پر چھری چلا دی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی شان کا جلوہ دیکھئے کہ تیز چھری حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی گردن تو کیا کاٹتی، گردن کا ایک بال بھی نہ کاٹ سکی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام دونوں باپ اور بیٹے روتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں اے مولائے کریم! تو ہماری قربانی کو قبول کیوں نہیں فرمارہا ہے۔

پھر دوسری مرتبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پوری طاقت سے چھری چلاتے ہیں اور ذبح کرنا چاہتے ہیں مگر پھر بھی چھری ایک بال بھی نہیں کاٹ پاتی ہے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام جلال میں آکر چھری کو ایک بھاری پتھر پر پٹک دیتے ہیں جس سے پتھر دو ٹکڑے ہو جاتا ہے تو آپ چھری سے فرماتے ہیں کہ اے چھری تو ایک بھاری اور مضبوط پتھر کو کاٹ کر دو ٹکڑے کر سکتی ہے اور میرے بیٹے اسمٰعیل (علیہ السلام) کے زم ونازک گلے کو کیوں نہیں کاٹتی؟ تو چھری زبان حال سے عرض کرتی ہے۔ اے اللہ کے خلیل! جب آپ نار نمرود، بھڑکتی ہوئی آگ میں تشریف لے گئے تو آگ کے شعلوں نے آپ کو کیوں نہیں جلایا تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ آگ کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا کہ میرے خلیل ابراہیم (علیہ السلام) کو نہ جلانا تو چھری نے کہا اے ابراہیم! آگ کو ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ

نے حکم دیا تھا کہ ابراہیم کو نہ جلانا۔ اور مجھے ستر مرتبہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا ہے کہ اسمٰعیل (علیہ السلام) کے نرم و نازک گلا کو نہ کاٹنا۔ اب میں اللہ تعالیٰ کا حکم مانوں یا خلیل اللہ کے حکم پر عمل کروں۔

حضرات! یہ وہ منظر تھا کہ فرشتے بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ سے تعلق و محبت اور اس کی رضا و خوشنودی کے لئے قربانی کا جذبہ دیکھ کر پکار اٹھے کہ بے شک حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے خلیل اور دوست ہیں

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس جذبہ وفاداری اور شان اخلاص و ایثار پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کو پیار آ گیا اور اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ اے سدرہ کے مکین جبرئیل امین جنت سے ایک مینڈھا لا کر حضرت اسمٰعیل (علیہ السلام) کی جگہ لٹا دو اور میرے خلیل کے پیارے بیٹے اسمٰعیل (علیہ السلام) کو اٹھا کر ان کے ہاتھ، پاؤں کی رسی کو کھول دو۔

چنانچہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ذبیح اللہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو اٹھا لیا اور ان کی جگہ پر جنتی دنبہ لٹا دیا۔ اب تیسری مرتبہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چھری چلائی تو چھری چل گئی اور دنبہ ذبح ہو گیا اور قربانی ہو گئی۔

مگر جب آنکھ کی پٹی کھول کر دیکھا تو عجیب و غریب منظر نظر آیا کہ میرے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی جگہ ایک دنبہ ذبح کیا ہوا پڑا ہے اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ایک طرف کھڑے ہو کر مسکرا رہے ہیں۔ اس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اللہ اکبر۔ اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ پڑھا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ کہا۔ (صاوی، معارج النبوۃ)

صدا آئی! اے میرے خلیل تیرا امتحان ہو گیا اور تو امتحان میں کامیاب ہو گیا اور تیرا بیٹا بھی بچا لیا گیا اور اس کی جگہ جنتی دنبہ ذبح ہو گیا اور یہ قربانی قیامت تک کے لئے تیری سنت اور یادگار بنا دی گئی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس قربانی کو اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں بیان فرماتا ہے۔

فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ۝ وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰاِبْرٰهِيْمُ ۝ (پ۲۳، رکوع۶)

تو جب ان دونوں نے ہمارے حکم پر گردن رکھی اور باپ نے بیٹے کو ماتھے کے بل لٹایا۔ اس وقت کا حال نہ پوچھ اور ہم نے اسے ندا فرمائی کہ اے ابراہیم! (کنز الایمان)

قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ج اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ ۝ وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ۝ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِى الْاٰخِرِيْنَ ۝ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ۝ (پ۲۳، رکوع۶)

ترجمہ: بے شک تو نے خواب سچ کر دکھایا ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو، بے شک یہ روشن جانچ تھی اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اس کے فدیہ میں دے کر اسے بچالیا اور ہم نے پچھلوں میں اس کی تعریف باقی رکھی۔ سلام ہو ابراہیم پر۔ (کنزالایمان)

حضرت جبرئیل پوری طاقت سے چار مرتبہ زمین پر آئے: علامہ عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور علامہ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تحریر فرمایا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام چار مرتبہ اپنی پوری طاقت صرف کر کے پرواز کرتے ہوئے زمین پر تشریف لائے۔

پہلی مرتبہ: جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو منجنیق کے ذریعہ آگ میں ڈالا گیا۔ آپ آگ کی طرف جا رہے تھے تو میں نے سدرہ سے پرواز کی اور اس قوت سے چلا کہ اللہ تعالیٰ کے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کا آگ میں پہونچنے سے پہلے آپ کے پاس پہونچ گیا اور اللہ تعالیٰ کا حکم سنا کر آگ کو گلزار بنادیا۔

دوسری مرتبہ: میں سدرہ پر تھا جب تیسری بار حضرت ابرہیم علیہ السلام نے چھری کو اٹھایا اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو ذبح کرنا چاہا، تھوڑا سا فاصلہ باقی تھا کہ چھری حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے گلے تک پہونچ جاتی ۔میں نے بڑی قوت کے ساتھ سدرہ سے پرواز کیا۔ جنت میں گیا اور مینڈھا لیا چھری کا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے گلے تک پہونچے سے پہلے وادیٔ منیٰ میں آپ کے پاس پہونچ کر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو اٹھالیا اور ان کی جگہ جنتی مینڈھا کو لٹادیا۔

تیسری مرتبہ: جب حضرت یوسف علیہ السلام کو کنویں میں ڈالا جا رہا تھا۔ رسی کاٹ دی گئی تھی، کنویں کا آدھا راستہ طے ہو چکا تھا کہ میں سدرہ سے پوری قوت کے ساتھ چلا جنت میں گیا اور ایک تخت لیا اسے اٹھا کر اس کنویں میں حاضر ہوا ابھی حضرت یوسف علیہ السلام پانی پر نہیں پہونچے تھے کہ میں نے تخت بچھا کر اس پر آپ کو بٹھادیا۔

چوتھی مرتبہ: جب جنگ اُحد میں ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا دندان مبارک شہید ہو گیا۔ خون پاک کا قطرہ زمین کی طرف آرہا تھا تو اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ اے جبرئیل (علیہ السلام) اگر میرے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے خون پاک کا قطرہ زمین پر گر گیا تو تمام زمین جل کر راکھ ہو جائے گی تو جلدی جا اور زمین پر گرنے سے پہلے اُٹھالے۔ میں پوری تاب و طاقت سے سدرہ کی بلندی سے چلا اور خون پاک کا قطرہ زمین پر پڑے کہ اس سے پہلے میں نے پہونچ کر اُٹھالیا۔ ملخصاً (فتح الباری، شرح بخاری، عینی شرح بخاری۔ تفسیر روح البیان)

اے ایمان والو! حضرت جبرئیل علیہ السلام ہمارے پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے در کے خادم اور آپ کی بارگاہ کے غلام ہیں۔ جب خادم در اور غلام بارگاہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کی طاقت وقوت کا یہ عالم ہے تو مالک جن وبشر محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی طاقت وقوت کا کیا عالم ہوگا۔

عاشق مصطفیٰ پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

فرشتے خدم رسول حشم تمام اُمم غلام کرم
وجود وعدم حدوث وقدم جہاں میں عیاں تمہارے لئے

اصالت کل امامت کل سیادت کل امارت کل
حکومت کل ولایت کل خدا کے یہاں تمہارے لئے

زمین وزماں تمہارے لئے مکین ومکاں تمہارے لئے
چنین وچناں تمہارے لئے بنے دو جہاں تمہارے لئے

درود شریف:

قربانی کی برکت

حضرات! قربانی کرنے سے برکت ورحمت ہوتی ہے۔ ظاہر میں مال ودولت خرچ ہوتا ہے مگر حقیقت میں جو مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کیا جاتا ہے وہ گھٹتا نہیں ہے بلکہ وہ مال بڑھتا ہی چلا جاتا ہے۔

دن ورات ہم لوگ اپنی ماتھے کی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ جو جانور اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح کئے جاتے ہیں وہ زیادہ تعداد میں پائے جاتے ہیں اور وہ جانور جو اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح نہیں ہوتے وہ زیادہ تعداد میں موجود نہیں ملتے ہیں؟

تو یقیناً آپ کا سچ اور حق فیصلہ یہی ہوگا کہ جو جانور اللہ تعالیٰ کے نام پر ہزاروں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں ہر دن ذبح ہوتے ہیں پھر بھی ان جانوروں کی تعداد گھٹتی نہیں بلکہ ایک ہی مقام پر ہزاروں گائے، بھینس، اونٹ اور بھیڑ، بکریاں موجود نظر آتی ہیں اس کثرت میں جو برکت ہے اس کی وجہ صرف اور صرف یہ ہے کہ یہ جانور اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح کئے جاتے ہیں اور ان کی قربانی دی جاتی ہے۔

لہٰذا صاف طور پر ظاہر اور ثابت ہوگیا کہ جان ہو یا مال اگر اللہ تعالیٰ کی راہ میں دیئے جاتے رہیں گے تو اس

میں بے پناہ برکت ورحمت ہوتی رہے گی اور وہ پھولتا اور پھلتا رہے گا اور جس چیز کو اللہ تعالیٰ کے نام پر قربان نہیں کیا جاتا وہ دھیرے دھیرے گھٹتی چلی جاتی ہے اور ایک دن آتا ہے کہ وہ چیز برباد وفنا ہو جاتی ہے۔

اے ایمان والو! آج جتنی قربانیاں ہو رہی ہیں یا قیامت تک ہوتی رہیں گی۔ قربانی کرنے والے کو اجر وثواب تو ملے گا ہی لیکن جملہ قربانیوں کا اجر وثواب حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو بھی ملتا رہے گا۔ اس لئے کہ اس نیک کام کی شروعات ان بزرگوں نے کی ہیں۔ اس لئے اگر اللہ تعالیٰ نے مال و دولت سے نوازا ہے تو ہم کو بھی کوئی نیک کام کر گزرنا چاہئے۔ ہو سکے تو اللہ تعالیٰ کا گھر، مسجد تعمیر کر دیں، قیامت تک نماز وعبادت ہوتی رہے گی اور ان سب کا اجر وثواب اللہ تعالیٰ اس خوش نصیب کو عطا فرماتا رہے گا جس نے مسجد تعمیر کی ہے۔ ہو سکے تو کوئی مدرسہ بنا ڈالیں۔ قرآن وحدیث کی تعلیم ہوتی رہے گی۔ حافظ وعالم بنتے رہیں گے اور نماز وروزہ اور حج وزکوٰۃ کے مسائل بتاتے رہیں گے اور اللہ ورسول جل شانہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی محبت والفت کا پیغام دیتے رہیں گے اور اسلام وایمان کا پیغام بتاتے اور سناتے رہیں گے اور ان تمام امور خیر کا اجر وثواب اللہ تعالیٰ اس خوش نصیب شخص کو قیامت تک عطا فرماتا رہے گا جس شخص نے مدرسہ تعمیر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے نیک کاموں کی ہمیں بھی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

قربانی کا مقصد: حضرات! ہر مسلمان پر لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی کے لئے بہت خوش ہو کر قربانی کرے کہ اللہ تعالیٰ دلوں کے حالات سے واقف وخبردار ہے۔ قربانی کرنے میں نہ دکھاوا ہو اور نہ ہی ناموری ہو۔ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے لئے اور سنت ابراہیمی پر عمل کرنے کے لئے قربانی کی جائے۔ اللہ تعالیٰ انہیں بندوں کی قربانی کو قبول فرماتا ہے جن کے اعمال میں تقویٰ اور پرہیزگاری پائی جاتی ہو۔

قربانی کی حقیقت: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرحمۃ والرضوان نے ہمارے حضور نورٌ علیٰ نور مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا۔

مَا ھٰذِہِ الْاَضَاحِیُ ٥ یعنی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم اس قربانی کی حقیقت کیا ہے تو ہمارے سرکار احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

سُنَّۃُ اَبِیْکُمْ اِبْرَاھِیْمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ ٥ تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔

قَالُوْا فَمَا لَنَا فِیْھَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْکَ وَاٰلِکَ وَسَلَّمَ) صحابہ کرام علیہم الرحمۃ والرضوان نے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم اس قربانی سے ہمیں کیا ثواب ملے گا۔

قَالَ بِکُلِّ شَعْرَۃٍ حَسَنَۃٌ ○ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، ہر بال کے بدلے ایک نیکی ملے گی۔ (ابن ماجہ، ج ۲، ص ۲۲۶، ترمذی، مشکوٰۃ شریف)

اے ایمان والو! جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ہمارے پیارے آقا مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے پوچھا کہ قربانی کی حقیقت کیا ہے تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قربانی، اللہ تعالیٰ کے پیارے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے، گویا اللہ و رسول جل شانہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم لوگوں کو بتانا چاہتے ہیں کہ جو نیک امر و فعل خیر اللہ کے نیک بندوں کی عادت وسنت ہیں اسی کو اللہ تعالیٰ اپنی عبادت بنا دیتا ہے۔ اسی لئے سرکار دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے قربانی جیسی عظیم عبادت کو اللہ تعالیٰ کے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت قرار دیا ہے۔

پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ اپنے نیک اور اچھے بندوں سے اس قدر پیار و محبت فرماتا ہے کہ ان کی ادا اور طریقہ کو ثواب و رحمت کا ذریعہ بنا دیتا ہے۔ بس جب ہم نے یہ حکمت و نکتہ سمجھ لیا ہے تو ہم پر لازم ہے کہ جو حضرات اللہ والے ہیں، اللہ کے محبوب ہیں، ان کے طریقوں کو ہم اپنائیں اور ان کے دامن سے وابستہ رہیں۔ اسی میں دونوں جہاں کی کامرانی و کامیابی ہے۔

امام اہلسنت سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

تیرے غلاموں کا نقش قدم ہے راہ خدا
وہ کیا بھٹک سکے جو یہ سراغ لے کے چلے

لحد میں عشق رُخ شہ کا داغ لے کے چلے
اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے

درود شریف:

قربانی کے دن سب سے زیادہ محبوب عمل: قربانی کے دنوں میں جو عمل اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند ہے وہ عمل قربانی کرنا ہے۔ ہمارے حضور آفتاب نبوت، ماہتاب رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

حدیث شریف ۱ : حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد یعنی انسان کا کوئی عمل قربانی کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں خون بہانے یعنی قربانی کرنے سے زیادہ محبوب و پسندیدہ نہیں ہے۔ بے شک قربانی کا جانور قیامت کے دن اپنے سینگوں وبالوں اور کھروں کے ساتھ آئے گا۔

اِنَّ الدَّمَ لَيَقَعُ مِنَ اللّٰهِ بِمَكَانٍ قَبْلَ اَنْ يَّقَعَ مِنَ الْاَرْضِ فَطِيْبُوْا بِهَا نَفْسًا ؀
یعنی بے شک قربانی کے جانور کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ کی بارگاہ میں قبول ہو جاتا ہے۔ پس خوش ہو کر قربانی کرو۔ (ترمذی، ج ۱، ص ۲۷۵، ابن ماجہ، ص ۲۲۶، مشکوٰۃ)

ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

حدیث شریف ۲ : سَمِّنُوْا ضَحَايَاكُمْ فَاِنَّهَا عَلَى الصِّرَاطِ مَطَايَاكُمْ ؀
یعنی تم لوگ موٹا اور تندرست جانوروں کی قربانی کرو اس لئے کہ یہ قربانی کے جانور پل صراط پر تمہاری سواری ہوں گے۔ (غنیۃ الطالبین، مشکوٰۃ شریف۔ کنز العمال، ج ۵، ص ۳۵)

قربانی واجب ہے

حدیث شریف ۳ : صاحب نصاب مسلمان مرد و عورت پر ہر سال قربانی کرنا واجب ہے۔ ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہر سال قربانی فرماتے اور امت کو بھی ہر سال قربانی کرنے کا حکم دیا۔ اور طاقت رکھتے ہوئے قربانی نہ کرنے والے سے سخت ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ جو شخص طاقت ہوتے ہوئے قربانی نہیں کرتا ہو سکتا ہے کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا عیسائی ہو کر مرے۔ (ابن ماجہ، ص ۲۲۶، مشکوٰۃ شریف)

امت کی جانب سے قربانی

حدیث شریف ۴ : ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ہمارے سرکار مدینے کے تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے قربانی کا بکرا ذبح کیا اور دعا فرمائی : اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُّحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَمِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) یعنی اے اللہ تعالیٰ اس قربانی کو میری اور میری آل اور میری امت کی طرف سے قبول فرما۔ (مسلم شریف، ج ۲، ص ۱۵۶، ابوداؤد، ج ۲، ص ۳۸۶، مشکوٰۃ شریف)

غریب و نادار امتی کی طرف سے قربانی

حدیث شریف : جو مومن مسلمان امتی غریب و نادار ہیں اور غربت و مفلسی کے سبب وہ قربانی نہیں کر سکتے تو خود ہم غریبوں کے آقا ہم فقیروں کی ثروت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان کی جانب سے قربانی کا ایک مینڈھا ذبح کیا اور دعا فرمائی۔ اَللّٰهُمَّ هٰذَا عَنِّيْ وَعَمَّنْ لَّمْ يُضَحِّ مِنْ اُمَّتِيْ (ترمذی، ج ۱، ص ۲۷۷، مشکوٰۃ شریف)

یعنی اے اللہ تعالیٰ اس قربانی کو میری جانب سے اور میرے اس امتی کی طرف سے جو قربانی کی طاقت نہیں رکھتا ہے تو قبول فرمالے۔

اُمّتی کی جانب سے قربانی کا تحفہ

حدیث شریف (۶): حضرت حنش رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دو مینڈھوں کی قربانی کرتے ہوئے دیکھا تو میں نے ان سے دریافت کیا کہ یہ دو قربانی آپ نے کیوں کیا۔ تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ اَوْصَانِیْ اَنْ اُضَحِّیَ عَنْہُ فَاَنَا اُضَحِّیْ عَنْہُ ○ یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مجھے وصیت فرمائی کہ میں آپ کی طرف سے قربانی کیا کروں۔ اس لئے میں آپ کی طرف سے قربانی کرتا ہوں۔

(ابوداؤد شریف، ج ۲، ص ۳۸۵، مشکوۃ شریف ۱۲۸)

اے ایمان والو! حدیث شریف سے ثابت ہو گیا کہ بزرگان دین اولیائے کرام حضور غوث اعظم، حضور خواجہ غریب نواز، سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنے شیخ، اپنے ماں، باپ حتیٰ کہ کسی بھی مومن مسلمان کی جانب سے قربانی کرنا جائز و درست ہے۔

چاہے وہ زندہ ہوں یا وصال فرما چکے ہوں۔

وہ مسلمان بڑا خوش نصیب ہے جو اپنے پیارے نبی، مہربان رسول، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی جانب سے قربانی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

آج بھی ہو جو براہیم سا ایمان پیدا
آگ کر سکتی ہے انداز گلستاں پیدا

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ۱۲ ﴾

ذی الحجہ شریف

دوسرا جمعہ...دوسرا بیان

عجب رنگ پر ہے بہارِ مدینہ

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡكَرِیۡمِ ۝ اَمَّا بَعۡدُ!

فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ ۝

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

وَلَوۡ اَنَّهُمۡ اِذۡ ظَّلَمُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ جَآءُوۡكَ فَاسۡتَغۡفَرُوا اللّٰهَ وَاسۡتَغۡفَرَ لَهُمُ الرَّسُوۡلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیۡمًا ۝ (پ۵، رکوع ۶)

ترجمہ: اور اگر وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے۔ تو ضرور اللہ تعالیٰ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ (کنز الایمان)

درود شریف:

عاشق مصطفیٰ پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

حاجیو! آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو

آب زم زم تو پیا خوب بجھائیں پیاسیں
آؤ جود شہ کوثر کا بھی دریا دیکھو

خوب آنکھوں سے لگایا ہے غلاف کعبہ
قصر محبوب کے پردے کا بھی جلوہ دیکھو

واں مطیعوں کا جگر خوف سے پانی پایا
یاں سیہ کاروں کا دامن پہ مچلنا دیکھو

کر چکی رفعت کعبہ پہ نظر پروازیں
ٹوپی اب تھام کے خاک درِ والا دیکھو

غور سے سن تو رضا کعبہ سے آتی ہے صدا
میری آنکھوں سے مرے پیارے کا روضہ دیکھو

درود شریف:

تمہید: عشق و محبت ہی مردِ مومن کا سرمایۂ حیات اور دولت دارین ہے۔ عشق ہی نے حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تمام صحابہ ہی نہیں بلکہ حضرت آدم علیہ السلام سے قیامت تک کے لئے افضل البشر بعد الانبیاء کا عظیم و بلند منصب عطا کیا۔ عشق ہی کی وجہ و سبب سے عاشق رسول حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے عظٰم المرتبت یا سیدی کہکر پکارتے تھے۔ عشق ہی کے سبب اُحد پہاڑ جنتی پہاڑ بن گیا۔ عشق ہی کی بنیاد پر بھوکے، پیاسے اور ننھے صحابہ کرام میدان جنگ میں کامیاب و سرفراز ہوتے تھے۔ عشق ہی کے طفیل سارے عالم میں اسلام کا ڈنکا بج رہا تھا اور بول بالا تھا عشق ہی تھا جس کے سبب ہمارے پیر اعظم حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ہمارے پیارے خواجہ ہند کے راجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اولیاء کی جماعت میں جو منصب و مرتبہ عطا ہوا وہ دوسرے اولیاء کو کہاں نصیب۔

وہ عشق ہی تھا جس نے احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اعلیٰ حضرت اور امام اہلسنت کا عظیم و بلند منصب عطا کیا۔

کی محمد سے وفا تونے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں کیا چیز ہے لوح و قلم تیرے ہیں

درود شریف:

حضرات! عشق و محبت کا صلہ بڑا ہی خوب تر ہے اور عشق و محبت کی تاریخ بڑی قدیم ہے۔ عشق و محبت ہی کے راز و حکمت کو سمجھانے اور بتانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے سارے عالم کو وجود کا شرف بخشا۔ عشق و محبت سے لبریز صحبت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فیضان تھا جو عرب کے ظالم و جابر انسانوں کو صحابیت کے اعلیٰ و اشرف مقام و مرتبہ تک پہونچا دیا۔ اب قیامت تک کوئی دوسرا اس مقام و مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتا ہے۔

یہ عشق ومحبت کی جلوہ فرمائیاں تھیں کہ اس کی گرمی اور تپش جب حد سے تجاوز کرتی تو صحابہ کرام اپنے مشفق ومہربان نبی محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی زیارت کے لئے بے قرار ہو جاتے تو پیاسی اور اداس آنکھوں کی پیاس بجھانے اور تازگی بخشنے کے لئے اپنے محبوب مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو جاتے۔ رُخ زیبا کی ایک ہی جھلک عاشق کے قلب وجگر کو سکون بخش دیتی اور وہ پُر سکون وتازہ زندگی لے کر دوسری ملاقات تک لئے روانہ ہو جاتا۔ یہ دستور تھا ان عاشقان باصفا کا۔ اور یہی ریت تھی ان کی لازوال محبت کی۔

دوعالم سے کرتی ہے بے گانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

مگر محبوب کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وصال کے بعد آنے والے بادۂ عشق کے متوالوں اور سرمستوں کے لئے یہ قرار بخش اور حیات افروز سہولت بظاہر ممکن نہ تھی کہ محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی زیارت کی نعمت ودولت کا حصول کس طرح ہو سکے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو قیامت تک کے لئے نبی ورسول بنایا ہے اور آپ کی ذات کو رحمۃ للعلمین بنا کر بھیجا ہے۔ رحمت تمام شفیع امت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شان رحیمی وکریمی نے یہ گوارہ نہ کیا کہ میرے وصال کے بعد میرے عشاق میری بارگاہ کی حاضری اور میری زیارت کی نعمت سے محروم رہ جائیں یہ کیسے ہو سکتا ہے؟

چنانچہ عشاق کے قلب وروح کی تسکین اور دیدار کی نعمت کے متلاشیوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے یہ فرحت بخش خوشخبری سنادی گئی۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ٥ (پ۵، رکوع ۶)

ترجمہ: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب! تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ تعالیٰ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ (کنزالایمان)

نبی رحمت، شفیع امت محبوب ومشفق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وصال شریف کے بعد ایک اعرابی (دیہاتی) روضہ اقدس پر حاضر ہوا اور قبر پاک کی خاک پاک اپنے سر پر ڈالنے لگا اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم جو آپ نے فرمایا میں نے سنا، جو آپ پر نازل ہوا (یعنی قرآن کریم) اس میں یہ آیت بھی ہے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا میں نے بیشک اپنی جان پر ظلم کیا اور میں آپ کے حضور اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہ کی

بخشش چاہنے حاضر ہوا ہوں تو میرے رب سے میرے گناہ کی بخشش کرائیے۔ اس پر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی قبر انور سے ندا آئی کہ تیری بخشش کی گئی۔ (تفسیر خزائن العرفان)

درود شریف:

قبر انور کی زیارت سے نجات کا پروانہ ملا

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی صحابی کا واقعہ بہت مشہور ہے جو وصال شریف کے بعد اس آیت مبارکہ کو پڑھنے کے بعد اپنے گناہوں کی بخشش کے لئے قبر انور پر حاضر ہوا۔ محمد بن حرب ہلالی کہتے ہیں کہ جب میں مدینہ طیبہ حاضر ہوا تو نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی زیارت کے لئے قبر شریف کے پاس آپ کے سامنے بیٹھا ہی تھا کہ ایک اعرابی آیا اور آپ کی زیارت کی اور کہنے لگا یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم آپ پر اللہ تعالیٰ نے جو سچی کتاب نازل کی ہے اس میں لکھا ہے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا (الایۃ) میں آپ کے پاس اپنے گناہوں سے بخشش کا پروانہ لینے آیا ہوں آپ میرے لئے بخشش کی دعا کر دیں اور یہ شعر پڑھی۔

يَا خَيْرَ مَنْ دُفِنَتْ بُقَاعَ اَعْظَمَهٗ
فَطَابَ مِنْ طِيْبِهِنَّ الْقَاعُ وَالْاَكَمُ

نَفْسِيَ الْفِدَاءُ الْقَبْرَ اَنْتَ سَاكِنُهٗ
فِيْهِ الْعِفَافُ وَفِيْهِ الْجُوْدُ وَالْكَرَمُ

اس کے بعد مجھے نیند آ گئی میں نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مجھ سے فرماتے ہیں اس اعرابی شخص کو بلا کر خوشخبری سنا دو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے گناہوں کو بخش دیا ہے اور اس کو معاف کر دیا ہے۔

(ابن اثیر، جذب القلوب، ص ۲۶)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک قرآن کریم کی آیت مبارکہ آپ حضرات نے سن لیا کہ خالق و مالک مولیٰ تعالیٰ کتنے صاف اور واضح طور پر اپنے گنہگار بندوں کو حکم دیتا ہے اور گناہ کی بخشش کہاں اور کیسے ہوگی اس کا پتہ بھی بتاتا نظر آتا ہے کہ اے میرے بندوں ظلم و گناہ ہو گیا ہے تو معافی و بخشش کے لئے میرے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علی والہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو جاؤ اور اللہ تعالیٰ سے معافی چاہو اور میرا محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

تمہارے گناہوں کی معافی و بخشش کے لئے سفارش فرمادیں گے تو اللہ تعالیٰ رحمٰن ورحیم تمہارے گناہوں کو بخش کر تمہیں معاف فرمادے گا۔

یعنی اس آیت کریمہ سے صاف طور پر ظاہر و ثابت ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے معافی ونجات کا پروانہ حاصل کرنے کے لئے مدینے والے محبوب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ رحم وکرم میں حاضری دینا اور آپ کے وسیلہ سے دعا مانگنا اور آپ کو مدد کے لئے پکارنا لازم وضروری ہے اور پھر رحیم وکریم آقا سفارش وشفاعت فرمادیں تو اللہ تعالیٰ کی رحمت و بخشش کا ابر کرم جھما جھم برسنے لگتا ہے۔ ظلم وگناہ دُھل جاتے ہیں اور بندہ مومن پاک وصاف ہوجاتا ہے۔

حضرات! ایمان محکم اور یقین کامل کے ساتھ مدینہ طیبہ میں اپنے پیارے نبی محبوب خدا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پیارے پیارے روضہ پاک پر حاضر ہوکر اور جس طرح قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا مانگنے کا حکم دیا گیا ہے اس پر عمل کرکے دیکھ لو اور آزمالو اور سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ خود اللہ تعالیٰ اپنے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہونے کی دعوت دے رہا ہے۔ کیا مزے کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ دعوت دینے والا۔ محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میزبان اور ہم امتی مہمان ہوئے۔

کیا ہی سچ فرمایا عاشق مصطفیٰ۔ پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے:

مجرم بلائے آئے ہیں جاؤک ہے گواہ
پھر رد ہو کب یہ شان کریموں کے در کی ہے

گدا بھی منتظر ہے خلد میں نیکوں کی دعوت کا
خدا دن خیر سے لائے سخی کے گھر ضیافت کا

حضرات! قرآن کریم کا ارشاد پاک سن لیا۔ اب محبوب خدا رسول اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فرمان ذیشان بھی سن لیجئے

(۱) مَنْ زَارَنِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ فَکَاَنَّمَا زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ ۝ یعنی جس شخص نے میری زیارت کی میرے وصال شریف کے بعد تو گویا اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔ (مشکوٰۃ، ج۱، ص۲۴۱، الشفاء السقام، ص۳۲)

اس حدیث شریف میں واضح اشارہ ہے کہ اے میرے غلامو! بے قرار و مضطرب اور سکون وقرار سے محروم لوگوں کو میری بارگاہ کرم میں اگر ویسے ہی سکون وقرار کا سرمایہ نصیب ہوگا اور زیارت کی لذت ودیدار کے انوار حاصل ہوں گے۔ جس طرح میری ظاہری حیات میں حاضر ہونے والوں کو حاصل ہوتا رہا ہے اور میری قبر شریف کی زیارت میری ہی زیارت ہے، جو حدیث کے الفاظ سے ظاہر و ثابت ہے۔

رحمت نے پکارا: میرے پیارے نبی اچھے اور سچے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی رحمت نے پکارا میرے عاشقو! میرے غلامو! میرے امتیو! سنو اور خوب غور وفکر سے کان لگا کر سنو کہ حج ادا کرنے اور کعبہ شریف کا دیدار کر لینے سے سارے گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں اور معاف کر دیئے جاتے ہیں مگر جب تم میرے دربار رحمت ونور میں حاضر ہو جاؤ گے تو شک وشبہ کا ذرہ برابر بھی خیال نہ آئے کہ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے روضہ شریف اور قبر انور کی زیارت سے کیا حاصل ہوگا۔

(۲) مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ کَانَ کَمَنْ زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ ٥ یعنی جس شخص نے حج کیا پھر میری قبر کی زیارت کی میرے وصال کے بعد تو گویا اس شخص نے میری ظاہری حیات میں میری زیارت کی۔

(مشکوٰۃ، ص ۲۴۱، شفاء السقام، ص ۱۸، طبرانی شریف)

میرا اُمتی سن لے! اور یقین جان

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے آقا نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

(۳) مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ ٥ یعنی جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔ (شفاج ۲، ص ۸۳، الشفاء السقام، ص ۳، الایضاح، بزار، دار قطنی، ج ۲، ص ۲۷۸)

دوسری روایت میں ہے۔

(۴) مَنْ زَارَ قَبْرِیْ حَلَّتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ ٥ یعنی جس نے میری قبر انور کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت ثابت ہوگئی۔ (شفاء السقام، ص ۳، بزار)

صرف زیارت کی نیت: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہمارے حضور جان نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

(۵) مَنْ جَآءَ نِیْ زَائِرًا لَا تَعْمَلُهٗ حَاجَةٌ اِلَّازِیَارَتِیْ. کَانَ حَقًّا عَلٰی اَنْ اَکُوْنَ شَفِیْعًا یَّوْمَ الْقِیَامَةِ ٥ یعنی جو شخص میری زیارت کے لئے آیا۔ میری زیارت کے علاوہ اسے اور کوئی حاجت نہ تھی تو مجھ پر اس کا حق ہے کہ میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں۔ (طبرانی معجم کبیر، ج ۱۲، ص ۲۲۵، دار قطنی، جذب القلوب، ص ۲۰۵)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ وہ دن نصیب کرے کہ ہم مدینہ طیبہ اپنے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی

بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر ہوں تو کسی اور کام یا حاجت کی نیت نہ رہے صرف ہمارا ارادہ اپنے پیارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے در پاک کی حاضری ہی مقصود رہے۔

سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

ہوتے کہاں خلیل و بنا کعبہ و منیٰ
لولاک والے صاحبی سب تیرے گھر کی ہے

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

درود شریف:

(۶) مَنْ زَارَنِیْ بِالْمَدِیْنَةِ مُحْتَسِبًا کُنْتُ لَهٗ شَفِیْعًا وَّشَهِیْدًا ٥

یعنی جس شخص نے ثواب کی نیت سے مدینہ طیبہ میں میری زیارت کی میں قیامت کے دن اس شخص کی شفاعت کروں گا اور اس کے لئے شہادت دوں گا۔ (کنز العمال، ج ۱۵، ص ۲۷۴، شفاء السقام، ص ۸، جذب القلوب، ص ۲۰۶)

(۷) مَنْ زَارَنِیْ مُتَعَمِّدًا کَانَ فِیْ جِوَارِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ ٥

یعنی جس شخص نے قصداً، نیت کر کے میری زیارت کی وہ شخص قیامت کے دن میرے پڑوس میں ہوگا۔ یعنی میرے بہت قریب ہوگا۔ (مشکوٰۃ، ص ۲۴۰، شفاء السقام، ص ۲۶، جذب القلوب، ص ۲۰۶)

حضرات! حدیث شریف میں محتسبا اور متعمدا کا کلمہ بڑا معنیٰ خیز اور قابل غور ہے جس کے ذریعہ واضح طور پر سمجھایا گیا ہے کہ زیارت کے لئے آنا قلب و روح کی تسکین کا سامان ہی نہیں بلکہ باعث اجر و ثواب بھی ہے۔ کسی صاحب ایمان سچے امتی کو اس سعادت عظمیٰ کے حصول میں کبھی غفلت و بے نیازی سے کام نہیں لینا چاہئے

(۸) مَنْ حَجَّ الْبَیْتَ وَلَمْ یَزُرْنِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ ٥

یعنی جس شخص نے حج کیا اور میری زیارت نہیں کی تو یقیناً اس شخص نے مجھ پر ظلم کیا۔

(وفاء الوفا، ج ۲، ص ۳۹۸، کنز العمال، ج ۵، ص ۱۳۵، جذب القلوب، ص ۲۰۶)

(۹) مَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ اُمَّتِیْ لَهٗ سِعَةٌ ثُمَّ لَمْ یَزُرْنِیْ فَلَیْسَ لَهٗ عُذْرٌ ٥ یعنی میرے جس امتی کے پاس دولت و وسعت تھی پھر بھی اس امتی نے میری زیارت نہ کی تو اس کا کوئی عذر قابل قبول نہیں (جذب القلوب، ص ۲۰۶)

(۱۰) مَنْ حَجَّ اِلٰی مَکَّةَ ثُمَّ قَصَدَنِیْ فِیْ مَسْجِدِیْ کُتِبَتْ لَهٗ حَجَّتَانِ مَبْرُوْرَتَانِ ٥

یعنی جس شخص نے حج کیا پھر میری زیارت اور میری مسجد کی زیارت کا قصد کیا تو اس شخص کے لئے دو مقبول حج لکھ دیا جاتا ہے۔ (کنز العمال، ج ۵، ص ۵۲، جذب القلوب، ص ۲۰۶)

اے ایمان والو! ہمارے پیارے آقا آفتاب نبوت، ماہتاب رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی قبر انور، تربت پاک کی زیارت اور آپ کی بارگاہ میں حاضری کی نیکی وثواب کس قدر زیادہ اور عظیم ہے کہ زیارت کی سعادت پانے والا اور حاضری کے شرف سے مشرف ہونے والا دو حج مقبول کا ثواب پاتا ہے۔

بلکہ شیخ محقق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ محبوب خدا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے در اقدس کی حاضری اور آپ کی زیارت کے سبب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حج کعبہ بھی مقبول ومحبوب ہو جاتا ہے۔ (جذب القلوب، ص ۲۰۶)

عاشق رسول سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

مَنْ زَارَ تُرْبَتِیْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ

ان پر درود جن سے نوید ان بشریٰ کی ہے

اس کے طفیل حج بھی خدا نے کرادیئے

اصل مراد حاضری اس پاک در کی ہے

حضرات! ہمارے حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے کرم بالائے کرم کیا اور اپنی نورانی بارگاہ میں حاضری دینے والے اور زیارت کرنے والے مومنوں کو قیامت تک کے لئے ان کے حق میں دعا کرتے رہنے کا وعدہ فرمایا۔

اس لئے ہر امتی پر فرض ہے جب آپ کے در پاک پر حاضر ہو تو ایمان کامل اور یقین محکم رکھے کہ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جیسے اپنی ظاہری حیات میں موجود تھے اور ہر آنے والے کی باتوں کو ملاحظہ فرما کر اس کے حق میں دعا فرماتے تھے بالکل اسی طرح آج بھی ہمارے پیارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنے مزار پاک میں نورانی قبر شریف کے اندر زندہ اور موجودہ ہیں اور ہر آنے والے کو ملاحظہ فرماتے ہیں اور اس کی آہ وزاری اور فریاد کو سنتے ہیں اور اس کے حق میں دعا فرماتے ہیں۔ کیا ہی خوب فرمایا میرے آقا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

اُن پر درود جن کو کس بے کساں کہیں

ان پر سلام جن کو خبر بے خبر کی ہے

سب خشک و تر سلام کو حاضر ہیں السلام

یہ جلوہ گاہ مالک ہر خشک و تر کی ہے

میری امت کے لئے میری حیات ووصال دونوں بہتر ہیں

(۱۱) حَیَاتِی خَیْرٌ لَّکُمْ وَمَمَاتِی خَیْرٌ لَّکُمْ تُعْرَضُ عَلَیَّ اَعْمَالُکُمْ فَمَا رَأَیْتُ مِنْ خَیْرٍ حَمِدْتُ اللّٰهَ عَلَیْهِ وَمَا رَأَیْتُ مِنْ شَرٍّ اِسْتَغْفَرْتُ لَکُمْ (کنز العمال، ج ۱۱، ص ۱۸۳)

یعنی میری حیات طیبہ تمہارے لئے بہتر ہے اور میرا وصال شریف بھی تمہارے لئے بہتر ہے۔ تمہارے اعمال میرے سامنے پیش کئے جاتے ہیں تمہاری نیکیاں میں دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں اور تمہارے گناہوں کو میں دیکھ کر تمہارے لئے بخشش کی دعا کرتا ہوں۔ (البدایہ والنہایہ، ج ۵، ص ۲۷۵، کنز العمال، ج ۱۱، ص ۱۸۳)

آگاہ: حضرات! اس ارشاد پاک میں امت کو آگاہ کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ اے میرے امتیو! ہمارے دربار میں آنے کے لئے ظاہری حیات کا زمانہ خاص نہیں ہے کہ میری ظاہری زندگی میں تو گنہگار اس رعایت سے فائدہ اٹھاتے رہیں اور میرے وصال شریف کے بعد اس رعایت وسہولت سے محروم کردیئے جائیں بلکہ سمجھایا گیا اور بتادیا گیا ہے کہ میری امت کے لئے استغفار و بخشش کا یہ رحمت وبرکت کا سلسلہ برابر قیامت تک جاری وساری رہے گا اور جو بھی میرا امتی میرے در پاک، قبر شریف پر حاضر ہوکر اللہ تعالیٰ، رحمٰن ورحیم، مولیٰ تعالیٰ سے معافی مانگے گا تو ہم اس خوش نصیب امتی کے حق میں استغفار کریں گے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو بخش کر اس کی دعا کو قبول فرمالے گا اور یقینی طور پر وہ میرا امتی بخشا جائے گا۔

میرے آقائے نعمت امام عشق ومحبت سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

گدا بھی منتظر ہے خلد میں نیکیوں کی دعوت کا
خدا دن خیر سے لائے سخی کے گھر ضیافت کا

اور فرماتے ہیں:

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

برستا نہیں دیکھ کر ابر رحمت
بدوں پر بھی برسادے برسانے والے

درود شریف:

انبیائے کرام زندہ ہیں

حدیث شریف ۱: حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَآءِ فَنَبِیُّ اللّٰهِ حَیٌّ یُرْزَقُ ٥ بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کردیا ہے کہ انبیائے کرام کے جسموں کو کھائے۔ تو اللہ کے نبی زندہ ہیں روزی پاتے ہیں۔

(ابن ماجہ، ص ۱۱۸، الجواہر ابن حجر مکی، ص ۲۵، حجۃ اللہ علی العالمین، ج ۱، ص ۱۳۷، القول البدیع، ص ۳۲۱، مدارج النبوۃ، ج ۱، ص ۳۲۸)

حدیث شریف ۲: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے غمخوار نبی مہربان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

اَلْاَنْبِیَآءُ اَحْیَآءٌ فِیْ قُبُوْرِهِمْ یُصَلُّوْنَ ٥ انبیائے کرام علیہ السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔

(مسند ابو یعلیٰ، ج ۶، ص ۱۴۷، مجمع الزوائد ج ۸، ص ۲۱۱، فیض القدیر، ج ۳، ص ۱۸۴، سراج منیر، ج ۲، ص ۳۵۶، فتح الباری شرح بخاری، ج ۶، ص ۳۵۲، جذب القلوب، ص ۲۰۷)

حدیث شریف ۳: ایک شخص مزار انور سے متصل اپنی دیوار میں کیل ٹھونک رہا تھا جس کی آواز مزار پاک تک پہونچ رہی تھی۔ تو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فوراً آدمی بھیج کر منع کیا اور فرمایا۔

لَا تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ فِیْ قَبْرِهٖ ٥ یعنی ایذا نہ پہونچاؤ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ موجود ہیں۔

حدیث شریف ۴: مایۂ ناز محدث حضرت ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری تحریر فرماتے ہیں کہ دو شخص مسجد نبوی شریف میں زور زور سے باتیں کررہے تھے۔

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سائب بن یزید سے فرمایا کہ ان دونوں آدمیوں کو بلاؤ جو زور۔ زور سے باتیں کررہے ہیں ان دونوں کو بارگاہ فاروقی میں حاضر کیا گیا تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان دونوں سے پوچھا کہ تم کہاں کے رہنے والے ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم طائف کے رہنے والے ہیں۔ تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

تَرْفَعَانِ اَصْوَاتَکُمَا فِیْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ٥ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم)

یعنی تم دونوں بلند آواز سے باتیں کررہے ہو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی مسجد میں۔ (بخاری شریف، ج ۱، ص ۶۷)

اور آگے حضرت ملا علی قاری رحمۃ الباری آخری جملہ حدیث شریف کا یوں نقل کرتے ہیں کہ۔

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان دونوں سے فرمایا اگر تم مسافر نہ ہوتے تو میں تم دونوں کو سزا دیتا اور تم کو اتنا معلوم نہیں کہ مسجد کی کیا عزت ہوتی ہے اور پھر مسجد نبوی شریف جس میں عظمت وشرافت بہت زیادہ ہے اور فرمایا۔

اِنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِىْ قَبْرِهٖ حَىٌّ وَقَالَ تَعَالىٰ لَاتَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِىِّ ۝ اور مسجد شریف سے متصل رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنے قبر شریف میں زندہ ہیں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا (قرآن کریم میں) کہ اپنی آوازوں کو میرے محبوب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی آواز پر بلند نہ کرو۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، ج ۲، ص ۲۲۳)

اے ایمان والو! امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور جملہ صحابہ کرام کا عقیدہ وایمان تھا کہ محبوب خدا ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنی قبر پاک میں زندہ ہیں۔

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں

حدیث شریف ۵: مسلم شریف کی حدیث ہے کہ امام الانبیاء محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

مَرَرْتُ عَلٰى مُوْسىٰ لَيْلَةَ اُسْرِىَ بِىْ عِنْدَالْكَثِيْبِ الْاَحْمَرِ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّىْ فِىْ قَبْرِهٖ ۝

شب معراج میرا گزر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر کے پاس سے ہوا جو قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔ (مسلم شریف، ج ۲، ص ۲۶۸، جذب القلوب، ص ۲۱۱)

حدیث شریف ۶: اسی طرح حدیث میں مذکور ہے کہ معراج کے دولہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم شب معراج بیت المقدس تشریف لے گئے۔ انبیائے کرام علیہم السلام سے ملاقات ہوئی اور تمام انبیائے کرام نے ہمارے نبی مدینے والے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی امامت میں نماز ادا کی (مشکوٰۃ شریف، ج ۲، ص ۵۲۸، جذب القلوب، ص ۲۱۱)

اے ایمان والو! چھ مستند حدیثیں آپ حضرات نے ملاحظہ فرمالیں کہ انبیائے کرام اپنی قبروں میں زندہ

ہیں اور یہ بھی سن لیا کہ حضرت موسیٰ علیہم السلام اپنی قبر میں اور سارے انبیاء ورُسُل بیت المقدس میں کھڑے تھے۔ رکوع وسجدہ کیا اور ہمارے مدینے والے نبی مصطفےٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی اور ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔

غور کرو اور سوچو! کیا قبر میں کھڑا ہونا، رکوع کرنا اور بیت المقدس میں انبیائے کرام سے ملاقات کرنا یہ جملہ افعال وحرکات وہ شخص کر رہا ہے جو مر کر مٹی میں مل گیا ہے۔ کیا یہ سارے افعال مردہ انجام دے سکتا ہے؟ تو آپ جواب دیں گے ہرگز نہیں، تو صاف طور پر ظاہر اور ثابت ہو گیا کہ انبیائے کرام اللہ تعالیٰ کی عطا سے اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور جہاں چاہتے ہیں تشریف بھی لے جاتے ہیں۔

اب چلتے چلتے بددین اور بدعقیدہ دیوبندی، وہابی جماعت کے پیشوا مولوی اسمٰعیل دہلوی کا عقیدہ ملاحظہ فرمالیں۔

وہابیوں کا عقیدہ

نبی بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والے ہیں (تقویۃ الایمان، ص ۱۳۲)

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو زندہ کہا خود آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ میں بعد وصال اسی طرح زندہ ہوں جیسے وصال سے پہلے زندہ تھا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ائمہ دین ومحدثین اور آج تک کے بزرگان دین کا عقیدہ ہے کہ ہمارے آقا محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنی قبر پاک میں زندہ ہیں اور اپنی امت کے سلام وکلام کو سنتے ہیں اور سلام کا جواب بھی دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے کرم سے مدد بھی کرتے ہیں اس لئے ہر سنی مسلمان پر لازم ہے کہ گمراہ، بدعقیدہ، وہابی، دیوبندی جماعت سے دور رہے ورنہ ایک دن ایمان برباد ہونے کا ڈر ہے۔ خوب سوچو اور فیصلہ کرو کہ جو قوم اور جماعت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو صرف مردہ کہنے اور لکھنے پر اکتفا نہیں کرتی ہے بلکہ یہ کہتی ہے کہ نبی مر کر مٹی میں مل گئے، تو جو قوم ایسا گندہ عقیدہ رکھتی ہو تو گویا اس قوم اور جماعت کا اسلام وایمان اور عقیدہ مردہ ہو گیا ہے اور اس کا ایمان وعقیدہ بھی مر کر مٹی میں مل چکا ہے۔ جس کا ثبوت دنیا کے سامنے موجود ہے کہ مارے، کاٹے جارہے ہیں اور اجاڑے اور برباد کیلئے جارہے ہیں۔

حضرات! وہابیوں نے کس ذات کو مردہ اور مر کر مٹی میں مل جانے والا کہا ہے۔ زندگی خود اسی محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا صدقہ اور عطیہ ہے۔

حدیث لولاک! سے صاف ظاہر ہے کہ سب کچھ اسی ذات کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ حتی کہ وہابی، دیوبندی جیسے بے ایمان و بدعقیدے بھی اسی محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے صدقہ و طفیل پیدا ہوئے۔ کچھ تو نمک کا حق ادا کرتے اور ان کے عظیم احسان کو پہچانتے! قبر کی تاریک و اندھیری کوٹھری سامنے ہے اللہ تعالیٰ مکان سے پاک ہے۔ اس کی ذات لامحدود ہے۔ کوئی مکان ہی نہیں جس میں اس کی پاک ذات سما سکے۔ اللہ تعالیٰ کے نور و کرم کا مجسمہ مدینے والے آقا محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہر امتی کی قبر میں تشریف لاتے ہیں مومن عاشق کی قبر جگمگانے لگتی ہے۔ مومن خوش عقیدہ پہچان لیتا ہے کہ دنیا میں جس کا کلمہ پڑھا تھا۔ جن کا نام پاک سن کر انگوٹھا چومتا تھا۔ مدد کے لئے ہر وقت جن کو یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم کہہ کر پکارتا تھا وہی ہمارے پیارے نبی اور اچھے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جلوہ گر ہیں۔

میرے مرشد اعظم حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

نصیب تیرا چمک اٹھا دیکھ تو نوری
لحد کے سرہانے عرب کے چاند آئے ہیں

مگر منافق، بدعقیدہ پہچان نہیں پائے گا۔ محبوب اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو نہ پہچاننا ہی اللہ تعالیٰ کے قہر و عذاب کے آنے کا سبب بن جائے گا۔ قبر و قیامت اور دوزخ میں ہمیشگی کے عذاب میں مبتلا رہے گا۔

توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔ ایمان لے آؤ۔ عاشق مدینہ بن جاؤ۔ چہرہ روشن اور دل منور ہو جائے گا اور جنت کے حقدار بنا دیئے جاؤ گے۔

عاشق مصطفیٰ سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

انہیں جانا، انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
للہ الحمد میں دنیا سے مسلمان ہوگیا

مومن اپنی قبر پر آنے والے کو پہچانتا ہے

حدیث شریف: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ پیارے مصطفےٰ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، جب کوئی شخص اپنے شناسا کی قبر پر گزرے اور سلام کرے تو قبر والا اس شخص کو پہچان لیتا ہے اور اس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔

اسی طرح بہت سی حدیثیں موجود ہیں جو عام مومنین کے زندہ ہونے کا ثبوت دیتی ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جو جان ایمان ہیں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی حیات طیبہ تو سب سے ارفع واعلیٰ ہے۔

پیشوائے اہلسنت سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

جس کے تلووں کا دھوون ہے آب حیات
ہے وہ جان مسیحا ہمارا نبی
خلق سے اولیاء اولیا سے رُسُل
اور رُسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی

عاشق مصطفیٰ حضرت شیخ محقق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ سلیمان نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو خواب میں دیکھا، میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم جو لوگ آپ کی زیارت کو آتے ہیں اور آپ کو سلام عرض کرتے ہیں۔

کیا آپ ان کا سلام سنتے ہیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: **نَعَمْ وَارُدُّ عَلَيْهِمْ** O ہاں میں سنتا ہوں اوران کے سلام کا جواب بھی دیتا ہوں۔ (جذب القلوب، ص ۲۱۰)

اسی طرح کی ایک اور حدیث شریف ہے: ابن نجارؒ نے ابراہیم بن بشار سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک سال حج ادا کیا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی زیارت کے لئے مدینہ طیبہ آیا۔ جب میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی قبر شریف پر پہونچا اور سلام عرض کیا تو قبر شریف کے اندر سے میں نے ایک آواز سنی کہ ارشاد فرماتے ہیں **وَعَلَيْكَ السَّلَامُ** ۔اسی طرح کی بہت سی حدیثیں منقول ہیں اور تمام علماء متفق ہیں کہ جان مسیحا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وصال شریف کے بعد حیات میں کوئی شبہ نہیں ہے۔حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا

ارشاد پاک ہے کہ عِلْمِیْ بَعْدَ وَفَاتِیْ كَعِلْمِیْ فِیْ حَیَاتِیْ ۝ یعنی میرا علم میرے وصال کے بعد ایسا ہی ہے جیسا میری ظاہری حیات میں تھا۔ (جذب القلوب، ص ۲۱۰)

عاشق مصطفیٰ پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

انبیاء کو بھی اجل آنی ہے
مگر ایسی کہ فقط آنی ہے

پھر اسی آن کے بعد ان کی حیات
مثل سابق وہی جسمانی ہے

تو زندہ ہے واللہ، تو زندہ ہے واللہ
میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

ورق تمام ہوا مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ۱۲ ﴾

ذی الحجہ شریف

تیسرا جمعہ .... پہلا بیان

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

فضائل وخصائص

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ ۝ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۝

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَی الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ز (پ۲۶ع۱۲)

ترجمہ: محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل، تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے، سجدے میں گرتے اللہ کا فضل و رضا چاہتے۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

اے ایمان والو! جان شان عدالت، مراد مصطفےٰ، دعائے محبوب خدا امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں مجدد اعظم دین و ملت، امام اہل سنت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

وہ عمر جس کے اعدا پہ شیدا سقر
اس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام

ترجمان نبی ہم زبان نبی
جان شان عدالت پہ لاکھوں سلام

تمہید: امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں اللہ کی زمین عدل وانصاف سے بھر گئی دنیا میں حق وراستی اور دیانت داری کا سکہ رائج ہوا۔ مخلوق خدا کے دلوں میں حق پرستی وپاک بازی کا جذبہ پیدا ہوا۔ اسلام کے برکات وحسنات سے ایک عالم فیضیاب ہوا۔

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رعب وہیبت وجلال کا یہ عالم تھا کہ باطل ہر وقت لرزہ براندام رہتا تھا اور باطل وظالم حکومتیں اور سلطنتیں خوف سے لرزتی تھیں۔

وہ عمر فاروق اعظم جن کو محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے رحمٰن ورحیم رب تعالیٰ کی بارگاہ سے دامن دعا پھیلا کر مانگا تھا، وہ عمر فاروق اعظم جن کے مسلمان ہونے سے کفر وشرک کے ایوانوں میں صف ماتم بچھ گئی تھی اور باطل کے صنم کدوں میں کہرام مچ گیا تھا، اسلام کی بے بسی کا دور ختم ہو گیا تھا اور اسلام کی شوکت وسطوت کے نئے عہد کا آغاز ہو گیا تھا۔

وہ عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اپنے آقائے نعمت ودولت مرشد کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نگاہ لطف وکرم کے چاند تارا تھے، جن کو آغوش رحمت نے بڑے ناز وانداز سے پالا تھا اسی سبب سے ان کی زبان پر حق گویا تھا۔

وہ عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کا قلب وسینہ عشق خدا اور محبت مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا مدینہ تھا جس پر انوار خدا اور انوار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا پیہم نزول ہوا کرتا تھا۔

وہ عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کا نام نامی آج بھی عدل وانصاف، دیانت وامانت، حق گوئی وبے باکی، جرأت وہمت کا نورانی اور عرفانی عنوان بن کر چمک رہا ہے

وہ عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کی درویشانہ اور فقیرانہ زندگی کا حال یہ تھا کہ لباس پر پیوند پر پیوند لگے ہوتے تھے مگر ان کی وسیع وعریض سلطنت میں کوئی بھوکا نہیں سوتا تھا اور ان کا یہ اعلان تھا کہ اسلامی سلطنت میں کوئی کتا اور بکری بھی بھوکا نہ رہے ورنہ عمر سے اس کی باز پرس ہوگی۔

وہ عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس کی رعایا رات کو آرام سے سوتی تھی اور وہ خود راتوں کو جاگ کر پہرا دیا کرتے تھے۔

وہ عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کا مقام ومرتبہ افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد تمام صحابہ میں افضل واعلیٰ ہے۔

ترجمان نبی ہم زبان نبی
جان شان عدالت پہ لاکھوں سلام

وہ عمر جس کے اعدا پہ شیدا سقر
اس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام

درود شریف:۔

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت

آپ واقعہ فیل کے تیرہ سال کے بعد مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، آپ نے جب اسلام قبول کیا اس وقت تک چالیس مرد اور گیارہ عورتیں اسلام میں داخل ہو چکی تھیں اور ایک روایت کے مطابق انتالیس مرد اور تیئس عورتوں کے بعد اسلام سے مشرف ہوئے۔ اعلان نبوت کے چھٹے سال ستائیس یا چھبیس سال کی عمر میں آپ نے اسلام قبول کیا۔ (تاریخ الخلفاء، عربی ص ۸۶)

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام ونسب

آپ کا نام عمر ہے اور آپ کی کنیت ابو حفص ہے اور آپ کا لقب فاروق اعظم ہے۔ آپ کے والد کا نام خطاب اور والدہ کا نام عنتمہ ہے جو ہشام بن مغیرہ کی بیٹی اور ابو جہل لعین کی بہن ہیں، آپ کا شجرہ نسب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے آٹھویں پشت کے خاندانی شجرہ سے ملتا ہے۔

(تاریخ الخلفاء، عربی ص ۸۶، طبقات ابن سعد: ج ۳، ص ۵۹)

مراد مصطفیٰ حضرت عمر فاروق اعظم: ہمارے آقا محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جب کبھی عمر بن خطاب یا ابو جہل کو دیکھتے تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرتے اے اللہ تعالیٰ! ان دونوں میں جو تیرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے اس سے اپنے دین کو عزت وقوت عطا فرما۔ حدیث شریف کی روایت اس طرح سے ہے۔

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَأٰى عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ اَوْ اَبَا جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ قَالَ اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ دِيْنَكَ بِاَحَبِّهِمَا اِلَيْكَ ○ (طبقات ابن سعد: ج ۳، ص ۵۸)

یعنی جب بھی ہمارے سرکار رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم عمر بن خطاب یا ابوجہل لعین کو دیکھتے تو دعا کرتے اے اللہ تعالیٰ ان دونوں میں سے جو تیرے نزدیک محبوب ہے اس سے اپنے دین کو قوت وطاقت عطا فرما۔

وَکَانَ اَحَبُّھُمَا اِلَیْہِ عُمَرُ ٥ ان دونوں میں اللہ تعالیٰ کو محبوب و پسندیدہ حضرت عمر تھے۔ (ترمذی: ج:۲، ص،۲۰۹)

محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے خاص دعا فرمائی تھی۔

اَللّٰھُمَّ اَعِزِّ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ خَاصَّۃً ٥ یعنی یا اللہ تعالیٰ خاص طور سے عمر بن خطاب کو مسلمان بنا کر اسلام کو عزت وطاقت عطا فرما۔ (ابن ماجہ: ص،۱۱، المستدرک امام حاکم: ج:۳، ص،۸۳)

حضرت عمر فاروق کا قبول اسلام

اسلام کی بڑھتی ہوئی طاقت وقوت کو دیکھ کر کفار ومشرکین گھبرا گئے۔ آخر ایک دن کفار مکہ جمع ہوئے ابوجہل نے مجمع میں اعلان کیا کہ جو شخص محمد (صلی تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کو قتل کرے گا (معاذ اللہ تعالیٰ) اس شخص کو انعام کے طور پر ایک سو اونٹ اور چالیس ہزار درہم دیا جائے گا، اس وقت حضرت عمر بھی موجود تھے۔ حضرت عمر نے کہا میں محمد (صلی تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کو قتل کروں گا، ننگی تلوار لی اور قتل کے ارادہ سے چل پڑے۔

حضرات! بے خبر حضرت عمر کو پتہ نہ تھا کہ اس ذات نور کو قتل کرنے جا رہا ہوں جس ذات پاک کی حفاظت کی ذمہ داری خالق ومالک اللہ تعالیٰ نے لے رکھی ہے، یہ وہ شمع نور وہدایت ہے جو نہ بجھا ہے اور نہ ہی بجھایا جا سکتا ہے۔

آقائے نعمت وبرکت سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

کیا خبر کتنے تارے کھلے چھپ گئے
پر نہ ڈوبے نہ ڈوبا ہمارا نبی
بزم آخر کا شمع فروزاں ہوا
نور اول کا جلوہ ہمارا نبی ﷺ

اور کسی نے کہا ہے:

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

درود شریف:

بہر حال حضرت عمر چلے راستہ میں حضرت نعیم بن عبداللہ مل گئے، حضرت عمر کا تیور دیکھ کر فرمایا عمر! کہاں جا رہے ہو؟ حضرت عمر نے کہا میں آج محمد (صلی تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کا فیصلہ کرنے جارہا ہوں۔ حضرت نعیم نے فرمایا: اے عمر! پہلے تم اپنے گھر کی خبر لو! تمہاری بہن فاطمہ بنت خطاب اور تمہارے بہنوئی سعید بن زید نے اسلام قبول کرلیا ہے۔ یہ خبر سنتے ہی حضرت عمر پلٹ پڑے اور بہن کے گھر پہنچے۔ اس وقت حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان دونوں میاں بیوی کو قرآن مجید پڑھا رہے تھے۔ حضرت عمر نے دروازہ پر دستک دی، سوراخ سے دیکھا تو حضرت عمر تھے۔ حضرت خباب مکان کے دوسرے حصہ میں جا کر چھپ گئے اور بہن نے قرآن مجید کے وہ اوراق چھپالئے جن پر سورہ طٰہٰ لکھی ہوئی تھی، گھر کے اندر آئے اور پوچھا یہ آواز کیسی آرہی تھی جو میں نے سنی؟ بہن اور بہنوئی دونوں گھبرا گئے۔ حضرت عمر نے کہا، مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم دونوں مسلمان ہو گئے ہو۔ یہ کہہ کر اپنے بہنوئی حضرت سعید کو مارنے لگے۔ بہن نے اپنے شوہر کو بچانا چاہا تو ان کو بھی اتنا مارا کہ بہن لہولہان ہو گئی۔ بہن حضرت فاطمہ اور بہنوئی حضرت سعید کہنے لگے کہ ہم دونوں اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب رسول محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر ایمان لے آئے ہیں اور اسلام قبول کرلیا ہے۔ اب تم سے جو ہو سکے کرلو! بہن نے فرمایا اے عمر! کان کھول کر سن لو! اگر تمہاری رگوں میں خطاب کا خون ہے تو میری رگوں میں بھی خطاب کا خون ہے۔ تم مار مار کر میری جان تو لے سکتے ہو مگر میرا ایمان نہیں لے سکتے۔ بہن کے جسم سے بہتا ہوا خون دیکھ کر اور بہن کی باتوں کو سن کر حضرت عمر کا دل نرم پڑ گیا اور بہن سے کہنے لگے کہ وہ کتاب مجھے بھی دکھاؤ جو تم لوگ پڑھ رہے تھے۔ بہن نے کہا کہ اے عمر لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ اس کتاب کو وہی ہاتھ لگا سکتا ہے جو پاک ہو۔ حضرت عمر نے غسل کیا اور قرآن مجید کے مقدس اوراق کو لیکر پڑھنے لگے۔ جب سورہ طٰہٰ کہ یہ آیت پڑھی۔

إِنَّنِي أَنَا اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي (پارہ ۱۶، ع ۱۰)

یعنی بے شک میں اللہ ہوں، میرے علاوہ کوئی معبود نہیں تو میری عبادت کرو اور میری یاد کے لئے نماز قائم کرو۔

اب حضرت عمر کے دل کی دنیا بدل چکی تھی۔ کہنے لگے مجھے محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں لے چلو! حضرت عمر کی باتوں کو سن کر حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ باہر تشریف لائے اور فرمایا اے عمر! میں تم کو خوش خبری سناتا ہوں کہ کل کی رات میں میرے مشفق ومہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے دعا فرمائی تھی کہ یا اللہ تعالیٰ عمر بن خطاب یا ابوجہل ان دونوں میں سے جو تجھے زیادہ محبوب ہو، اس سے اسلام کو عزت وقوت عطا فرما۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے حق میں دعا قبول ہو گئی ہے

حضرت عمر، حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ خدمت اقدس کی حاضری کے لئے روانہ ہو گئے۔

اس وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کوہ صفا کے قریب حضرت ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان میں تشریف فرما تھے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں حضرت حمزہ، حضرت طلحہ، اور بھی دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حاضر تھے۔ حضرت عمر کو آتے ہوئے دیکھ کر سب کو تردد ہوا کہ عمر کیوں آرہے ہیں اور تلوار کے ساتھ آرہے ہیں۔ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دروازہ پر خدمت کے لئے کھڑے تھے۔ فرماتے ہیں اگر عمر کی نیت اچھی ہے تو بہتر ورنہ ان کا سر قلم کردوں گا۔ جب حضرت عمر دار ارقم کے دروازہ پر پہونچے تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مکان سے باہر تشریف لائے اور حضرت عمر پر نگاہ نبوت پڑی

جب سوئے عمر اٹھی وہ نگاہ انتخاب
کفر کٹ کے رہ گیا تیغ کام کرگئی

عمر سوئے نبی گئے نظر سوئے عمر گئی
پڑی نگاہ مصطفےٰ تو زندگی سنور گئی

سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت عمر کا دامن پکڑ کر فرمایا اے عمر! کیا فساد تم اس وقت تک کرتے رہوگے جب تک تم پر ذلت ورسوائی مسلط نہ ہوجائے۔ یہ سنتے ہی حضرت عمر پکار اٹھے۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّااِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَاَنَّکَ عَبْدُاللّٰہِ وَرَسُوْلُہٗ ٥

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لے آئے تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اتنی بلند آواز سے اللہ اکبر کی تکبیر پکارے کہ مکہ مکرمہ کی تمام پہاڑیاں گونج اٹھیں۔ اور ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی دعا حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں مستجاب ومقبول ہوئی۔ (طبقات ابن سعد، ج ۳، ص ۵۸، تاریخ الخلفاء ص ۱۸۵)

میرے مرشد اعظم وشیخ اعظم پیارے رضا، اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

وہ دعا جس کا جو بن بہار قبول
اس نسیم اجابت پہ لاکھوں سلام

جس سے تاریک دل جگمگانے لگے
اس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے پاس بٹھایا اور تین مرتبہ اپنا دست نبوت و برکت ان کے سینہ پر پھیرا اور دعا فرمائی۔

اَللّٰھُمَّ اخْرُجْ مَافِیْ صَدْرِہٖ مِنْ غِلٍّ وَّاَبْدِلْہُ اِیْمَانًا یَقُوْلُ ذٰلِکَ ثَلَاثًا ٥ یعنی یا اللہ تعالیٰ عمر کے سینہ میں جو غل و غش ہے اس کو نکال دے اور عمر کے سینہ کو نور ایمان سے منور و مجلیٰ فرمادے اور آپ نے اس طرح تین بار دعا کی۔

(المستدرک، امام حاکم، ج۳، ص۸۳)

خوب فرمایا سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

دل کرو ٹھنڈا مرا وہ کف پا چاند سا
سینہ پہ رکھ دو ذرا تم پہ کروروں درود

سینہ کے ہیں داغ۔ داغ کہہ دو کریں باغ باغ
طیبہ سے آکر صبا تم پہ کروروں درود

حضرت عمر کے اسلام لانے سے آسمان والوں نے جشن منایا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ہمارے پیارے حضور جان نور مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

لَمَّا اَسْلَمَ عُمَرُ نَزَلَ جِبْرَائِیْلُ فَقَالَ یَامُحَمَّدُ لَقَدِ اسْتَبْشَرَ اَھْلُ السَّمَآءِ بِاِسْلَامِ عُمَرَ ٥

یعنی جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لائے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم حضرت عمر کے اسلام لانے سے آسمان والوں نے خوشی کا جشن منایا۔ (ابن ماجہ، ص۱۱، المستدرک، حاکم، ج۳، ص۸۳، تاریخ الخلفاء، ص۱۸۹)

حضرت عمر فاروق اسلام لائے تو مسلمانوں کو غلبہ عطا ہوا

حضرات! جس عظیم مقصد کے لئے محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مسلمان ہونے کے لئے بار بار دعا مانگی تھی اس کا نورانی نتیجہ بھی فوراً ظاہر ہوگیا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں۔ وَاللّٰہِ مَا اسْتَطَعْنَا اَنْ نُصَلِّیَ عِنْدَ الْکَعْبَۃِ ظَاھِرِیْنَ حَتّٰی اَسْلَمَ عُمَرُ ٥

یعنی خدا کی قسم جب تک حضرت عمر ایمان نہیں لائے تھے تو ہم لوگ کعبہ کے پاس کھلے طور پر نماز نہیں پڑھ سکتے تھے۔ (البدایہ والنہایہ، تاریخ الخلفاء، ص ۱۹۰)

حضرت صہیب بن سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔

لَمَّا اَسْلَمَ عُمَرُ ظَهَرَ نَصْرُ الْاِسْلَامِ وَدَعٰى اِلَيْهِ عَلَانِيَةً وَجَلَسْنَا حَوْلَ الْبَيْتِ حِلَقًا وَطُفْنَا بِالْبَيْتِ وَانْتَصَفْنَا مِمَّنْ غَلَظَ عَلَيْنَا O

یعنی جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لائے تو اسلام کو غلبہ نصیب ہوا اور اسلام کی تبلیغ اعلانیہ شروع ہوئی اور ہم لوگ حلقے بنا کر کعبہ شریف کے اردگرد بیٹھنے لگے اور کعبہ معظمہ کا طواف کرنے لگے۔ اب جو شخص ہم پر زیادتی کرتا۔ ہم اس سے بدلہ لینے کے قابل ہو گئے۔ (البدایہ والنہایہ، طبقات ابن سعد، ج ۳، ص ۵۹)

حضرت عمر فاروق کا حلیہ: ابن عساکر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ لمبے قد اور موٹے بدن کے تھے۔ سر کے بال بہت زیادہ جھڑے ہوئے تھے۔ رنگ بہت گورا تھا جس میں سرخی جھلکتی تھی۔ آپ کے گال اندر کو دھنسے ہوئے تھے اور آپ کے مونچھوں کے کنارے کا حصہ بہت لمبا تھا۔ (تاریخ الخلفاء ص ۱۸۸)

حضرت عمر فاروق کی ہجرت: حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ میں کسی اور شخص کو نہیں جانتا ہوں جس نے علی الاعلان ہجرت کی ہو۔ سب لوگوں نے کفار مکہ کے ڈر سے چھپ کر خفیہ طور پر مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ آئے۔ لیکن حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علی الاعلان کعبہ معظمہ کا طواف کیا اور مقام ابراہیم پر نماز پڑھی۔ پھر کفار مکہ کے سردار لوگوں کے پاس آئے جو اس وقت کعبہ شریف کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک ایک کفار مکہ کے سردار کے پاس آ کر فرمایا۔

شَاهَتِ الْوُجُوْهُ O یعنی تمہارے چہرے خراب ہوں، بگڑ جائیں اور تمہارا برا ہو اور فرماتے جاتے تھے کہ تم میں کون شخص ہے؟ جو اپنی ماں کی گود خالی کرنا چاہتا ہے۔ تم میں کون شخص ہے جو اپنے بچوں کو یتیم کرنا چاہتا ہے۔ تم میں کون شخص ہے جو اپنی عورت کو بیوہ بنانا چاہتا ہے۔

اگر تم میں ہمت وطاقت ہے تو اس پہاڑی کے اس طرف آ کر مقابلہ کر لے۔ اس طرح مراد مصطفیٰ، اسلام کے شہزادہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بزدل۔ ناپاک کافروں کو للکارتے رہے مگر ایک میں بھی ہمت وطاقت نہ تھی جو آپ کے مقابلہ میں آتا۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۱۸۸)

حضرت عمر فاروق کی رائے کے مطابق قرآن کا نزول

ابن مردویہ نے مجاہد سے روایت کی ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کبھی کسی معاملہ میں رائے دیتے تھے تو اللہ تعالیٰ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے کے مطابق قرآن کریم کا حکم نازل فرماتا۔

(ترمذی، ج ۲، ص ۲۰۹، اسد الغابہ، ج ۳، ص ۶۵۷، تاریخ الخلفاء ص ۲۵۲)

۱) بخاری اور مسلم حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بہت سے موقعوں پر میرے رب تعالیٰ نے میری رائے کے مطابق قرآن کو نازل فرمایا۔

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اپنے پیارے آقا مصطفےٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ خانہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا کہ میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ میں مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز ادا کروں۔ میں نے اپنے خیال اور ارادہ کو محبوب خدا پیارے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں بیان کیا تو اللہ تعالیٰ نے میرے خیال وارادہ کے مطابق اس آیت مبارکہ کو نازل فرمایا۔

وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى O یعنی مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بنالو (بخاری، ج ۱، ص ۵۷، تاریخ الخلفاء، ص ۱۹۷)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ اور محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کس قدر محبوب ومقبول ہیں کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خیال وارادہ کو توڑنا گوارہ نہیں فرمایا بلکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خیال وارادہ کے مطابق آیت کریمہ کا نزول فرمایا۔

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تو ایک مرتبہ مقام ابراہیم پر نماز پڑھنے کا خیال وارادہ ظاہر فرمایا تھا مگر اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں ان کا یہ خیال وارادہ اس قدر محبوب ومقبول ہوا کہ قیامت تک کے لئے کعبہ معظمہ کا حج کرنے والے تمام حاجیوں اور طواف کرنے والوں پر واجب ولازم کردیا کہ کعبہ معظمہ کا طواف کرنے والا ہر طواف کے بعد مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز واجب الطواف ادا کرے۔

پتہ چلا اور معلوم ہوا کہ اگر مقام ابراہیم حضرت خلیل علیہ السلام کے قدموں کے نشان کی برکت سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یادگار ہے تو مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز واجب الطواف حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت اور یادگار ہے۔

مگر منافق اور بدعقیدہ مسلمان کہتا ہے کہ ہم اللہ کے گھر کعبہ معظمہ کو جانتے ہیں اور مانتے ہیں اس کے علاوہ کسی نبی اور ولی کی یادگار کو نہ ہم جانتے ہیں اور نہ ہی مانتے ہیں۔

تو ایسے منافق مسلمان کو چاہئے کہ طواف کے بعد مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز نہ ادا کرے کیوں کہ خود مقام ابراہیم اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کے نشان کی وجہ سے اللہ کی نشانی ہے اور مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز ادا کرنا اللہ تعالیٰ کے نیک و محبوب بندہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت و یادگار ہے اور ایسے منافق و بدعقیدہ مسلمان کو چاہئے کہ زم زم کا پانی نہ پئے اس لئے کہ زم زم کا پانی اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر نبی حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی یادگار ہے اور سعی کے لئے صفا و مروہ پہاڑی پر دوڑ بھی نہ لگائے کیوں کہ سعی کرنا اللہ تعالیٰ کی نیک بندی حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سنت و یادگار ہے۔

اللہ والوں سے دور ہو گے تو اللہ تعالیٰ کے سچے دین، اسلام سے دور ہو جاؤ گے۔ اسلام کے تمام ارکان یا تو اللہ تعالیٰ کے کسی نبی کی سنت و یادگار ہیں یا اللہ تعالیٰ کے کسی نیک و محبوب بندہ کی سنت و یادگار ہیں۔

اس لئے اللہ والوں سے محبت کرو اور ان سے قریب رہو تا کہ اللہ تعالیٰ اپنا مقرب بندہ ہونے کا شرف نصیب فرمادے۔

خوب فرمایا سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

مومن ان کا کیا ہوا اللہ ان کا ہوگیا
کافر ان سے کیا پھرا اللہ ہی سے پھر گیا

درود شریف:

امہات المومنین کے لئے پردے کا حکم

بخاری، ج ۱، ص ۵۸ اور مسلم حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم آپ کی خدمت میں ہر طرح کے لوگ آتے جاتے ہیں اور سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ازواج مطہرات (یعنی آپ کی بیویاں) بھی موجود ہوتی ہیں۔ بہتر ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنی بیویوں کو پردہ کرنے کا حکم فرمادیں۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے کے مطابق اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ کو نازل فرمایا

وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ط یعنی اور جب تم امہات المومنین سے استعمال کرنے کی کوئی چیز مانگو تو پردے کے باہر سے مانگو۔ (پ ۲۲، رکوع ۴، تاریخ الخلفاء، ص ۱۹۷)

منافق مسلمان کی نماز جنازہ پڑھنا منع ہے

عبداللہ بن ابی منافق جب مرا تو اس کے گھر والوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اس منافق مسلمان (جیسے آج کل وہابی، دیوبندی، تبلیغی، غیر مقلد، منافق مسلمان ہیں) کی نماز جنازہ پڑھانے کے لئے بلایا۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اس وقت وہاں موجود تھا اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے عرض کیا کہ عبداللہ ابن ابی تو بڑا سخت دشمن خدا اور رسول اور منافق تھا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شان اقدس میں بڑی برائیاں کیا کرتا تھا۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ کی قسم ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ (پ۱۰، رکوع ۱۷)

یعنی اے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم! جب ان منافقوں میں سے کوئی مر جائے تو اس شخص پر کبھی بھی نماز نہ پڑھنا اور نہ ہی اس منافق کی قبر پر کھڑا ہونا۔ (تاریخ الخلفاء ص ۱۹۸)

اے ایمان والو! وہابی، دیوبندی، تبلیغی، غیر مقلد اور شیعہ، رافضی وغیرہم یہ سب کے سب منافق اور کافر ہیں۔ ان سب کے باطل عقیدے اور گندے نظریئے ان کی کتابوں میں آج تک موجود ہیں۔ جن کی بنیاد پر علمائے عرب و عجم اور بزرگان دین نے ان سب کو کافر و مرتد کہا اور اپنی کتابوں میں لکھا۔ امام اہلسنت سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حسام الحرمین شریف میں اور خلیفۂ اعلیٰ حضرت، شیر بیشہ سنت، مولانا حشمت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے الصوارم الہندیہ میں۔ اور بھی بہت سے بزرگوں نے اپنی کتابوں میں۔

ان بدعقیدوں اور منافقوں کی کفری عبارتوں کی وجہ سے ان پر کفر کا فتویٰ صادر فرمایا ہے۔ جس کا جی چاہے ان کتابوں کا مطالعہ کر لے۔ اس لئے ہم ایمان والوں پر فرض ہے کہ ہم ایمان والے کسی بھی منافق مسلمان، بدعقیدہ شخص کی نماز جنازہ ہرگز ہرگز نہ پڑھیں بلکہ شریک تک نہ ہوں اور نہ اس کی قبر پر جائیں ورنہ ایمان و عقیدہ تباہ و برباد ہونے کا خطرہ ہے۔

حضرات! ہر تعلق اور رشتہ ایمان کے تعلق اور رشتہ سے قائم ہوتا ہے اور جب ایمان ہی نہیں تو رشتہ داری اور برادری کا اسلام میں کوئی مقام و جگہ ہی نہیں ہے جیسا کہ بیان کی گئی آیت کریمہ سے صاف طور پر ظاہر اور ثابت ہے۔

حضرت عمر فاروق اعظم کا فیصلہ منافق کے حق میں قتل ہے

بشر نامی ایک منافق مسلمان تھا اس منافق کا (ایک تلوار یا ایک زمین کے بارے میں) ایک یہودی سے جھگڑا ہو گیا۔ لڑائی ہو گئی۔

یہودی نے منافق مسلمان سے کہا میرے اور تمہارے درمیان جو لڑائی ہے اس کا فیصلہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے کرالیں۔ منافق نے پہلے یہ رائے دی کہ ہم اپنا فیصلہ کعب بن اشرف یہودی سے کرائیں گے۔ یہودی کے بار بار اصرار پر کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے اچھا فیصلہ کرنے والا کوئی پیدا ہی نہیں ہوا ہے۔ اس لئے ہم یہ فیصلہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہی سے کرائیں گے۔ منافق مسلمان بادل ناخواستہ مجبور ہو کر راضی ہو گیا۔ منافق مسلمان اور یہودی دونوں اپنا مقدمہ لے کر ہمارے آقا محبوب خدا عادل و منصف رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے معاملہ کی تحقیق کے بعد یہودی کے حق میں فیصلہ فرما دیا۔

منافق جو بظاہر مسلمان بنا ہوا تھا باہر نکل کر کہنے لگا یہ فیصلہ ٹھیک نہیں ہوا ہے۔ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) نے جو فیصلہ دیا ہے وہ مجھے منظور نہیں ہے (ہائے افسوس منافق مسلمان تیری نماز و داڑھی پر۔ اسی طرح آج کے بھی بہت سے داڑھی و نماز والے منافق مسلمان ہیں جو محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر طرح طرح کے سوال کرتے نظر آتے ہیں۔

الغرض! منافق مسلمان۔ قہر قہار میں گرفتار ہو چکا تھا اور اس منافق کی شامت آچکی تھی۔ کہنے لگا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) نے ٹھیک فیصلہ نہیں کیا ہے۔ اس لئے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس چلتے ہیں اور ان سے فیصلہ کراتے ہیں وہ جو بھی فیصلہ کر دیں گے وہ ہمیں منظور ہو گا۔ منافق مسلمان اور یہودی! دونوں مراد مصطفےٰ، حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار عدالت میں مقدمہ لیکر پہونچے۔ یہودی نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روبرو سارا واقعہ بیان کر دیا کہ اے عمر فاروق اعظم یہ فیصلہ جو آپ کے دربار میں لایا گیا ہے۔ یہ مقدمہ آپ کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں پہلے پیش ہو چکا ہے۔ اور آپ کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے

میرے حق میں فیصلہ دیدیا ہے تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فیصلہ فرما دیا ہے تو میرے پاس کیوں آئے ہو؟ یہودی نے بتایا کہ یہ شخص جو (منافق) مسلمان ہے وہ کہتا ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فیصلہ مجھے منظور نہیں ہے اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو فیصلہ کریں وہ ہم کو منظور ہوگا اس لئے ہم یہ فیصلہ آپ کے پاس لے کر آئے ہیں۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ٹھیک ہے۔ میں فیصلہ کر دیتا ہوں یہ فرما کر آپ اپنے مکان میں تشریف لے گئے اور میان سے تلوار نکال کر باہر آئے اور منافق مسلمان کی گردن پر ایسی تلوار ماری کہ سر قلم ہو گیا اور ارشاد فرمایا جس شخص کو میرے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فیصلہ منظور نہیں ہے اس شخص کا فیصلہ میری تلوار کرتی ہے۔

منافق مسلمان جب قتل کر دیا گیا تو اس منافق کے رشتہ دار دوسرے منافق سب ایک ساتھ جمع ہو کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں جمع ہو گئے اور کہنے لگے کہ عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے ایک مومن، اور مسلمان کو قتل کر دیا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کسی مومن اور مسلمان کو قتل نہیں کر سکتے؟ مگر تمام منافقین مطالبہ کر رہے تھے کہ عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے ایک مومن اور مسلمان کو قتل کیا ہے اور اسلام میں قصاص ہے یعنی قتل کا بدلہ قتل۔ تو آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا اور فرمایا اے عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کیا تم نے کسی مومن اور مسلمان کو قتل کیا ہے؟ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا اے میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اللہ تعالیٰ کی قسم میں نے کسی مومن اور مسلمان کو قتل نہیں کیا ہے بلکہ میں نے اس شخص کو قتل کیا ہے جو یہ کہتا ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فیصلہ منظور نہیں ہے۔ اے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فیصلہ نہ ماننے والے کو قتل کیا ہے۔ بس اسی وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تائید وحمایت میں اس آیت کریمہ کو نازل فرمایا۔

فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ (پ۵، رکوع ۶) یعنی اے محبوب تمہارے رب تعالیٰ کی قسم وہ لوگ مومن نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ تسلیم کر لیں۔ (تفسیر خازن، ج۱، ص۴۶۱، تفسیر کبیر، ج۳، ص۲۲۸، تفسیر جلالین وصاوی، تاریخ الخلفاء، ص۲۰۰)

نائب فاروق اعظم مجدد اعظم امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

دشمن احمد پہ شدت کیجئے
ملحدوں کی کیا مروت کیجئے

غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل
یا رسول اللہ کی کثرت کیجئے

درود شریف:

حضرت عمر کے سبب رمضان کی رات میں کھانا، پینا حلال ہوا

اسلام سے پہلے تمام شریعتوں میں روزہ افطار کرنے کے بعد کھانا، پینا اور بیوی کے قریب جانا عشاء کی نماز تک جائز تھا۔ بعد نماز عشاء یہ ساری چیزیں رات میں بھی حرام ہو جاتی تھیں۔ یہ حکم ابتدائے اسلام میں بھی باقی رہا۔ ایک مرتبہ رمضان شریف کی رات میں عشاء کی نماز کے بعد حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیوی سے قربت اختیار کرلی مگر پھر بہت نادم اور شرمندہ ہوئے۔ اپنے محبوب آقا مشفق و مہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ کرم وبخشش میں حاضر ہوئے اور بیوی سے قربت کا واقعہ بیان کیا تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ کو نازل فرمایا۔

اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ ۝ (پ۲، رکوع ۷)

یعنی روزوں کی راتوں میں تمہاری عورتوں کے پاس جانا (یعنی اپنی بیوی سے) قربت اختیار کرنا تمہارے لئے حلال ہوگیا۔ (تاریخ الخلفاء، ص۱۹۹)

حضرت عائشہ صدیقہ پر لگائی گئی تہمت کو باطل قرار دیا

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر جب تہمت لگائی گئی تو محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مشورہ فرمایا تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت نور میں عرض کیا کہ

یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا یہ نکاح کس نے کیا تھا؟ آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس وقت حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم کیا

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم یہ خیال کرتے ہیں کہ آپ کے رب تعالیٰ نے آپ سے آپ کی بیوی عائشہ صدیقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے عیب کو چھپایا ہوگا (یہ ممکن ہی نہیں ہے) اللہ تعالیٰ کی قسم حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) پر یہ سب کچھ بہتان والزام ہے اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: سُبْحَانَکَ ھٰذَا بُھْتَانٌ عَظِیْمٌ بس اسی طرح اور انہیں الفاظ کے ساتھ جو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان مبارک سے نکلے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس آیت کو نازل فرمایا۔

سُبْحَانَکَ ھٰذَا بُھْتَانٌ عَظِیْمٌ ○ (پ ۱۸، رکوع ۸)

ترجمہ: الٰہی پاکی ہے تجھے یہ بڑا بہتان ہے۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۱۱۹) (کنزالایمان)

حضرات! مفسر کبیر علامہ جلال الدین سیوطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ

اللہ تعالیٰ نے اکیس مرتبہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے کی تائید وموافقت میں آیات قرآنی کا نزول فرمایا۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۱۹۸)

حضرت عمر فاروق اعظم کے فضائل میں احادیث کریمہ

حضرت عمر کا لقب، فاروق (۱): حضرت ایوب بن موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِہٖ وَھُوَ الْفَارُوْقُ فَرَّقَ اللّٰہُ بِہٖ بَیْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ ○

یعنی بے شک اللہ تعالیٰ نے حق کو عمر کی زبان پر جاری کر دیا ہے اور عمر کے دل میں حق کو نقش کر دیا ہے اور وہ، فاروق ہیں۔ اللہ نے ان کے ذریعہ حق وباطل کے فرق کو واضح کر دیا ہے۔

(ابوداؤد، ج ۲، ص ۵۵، مشکوۃ، ص ۵۵۷، طبقات ابن سعد، ج ۱، ص ۵۸، مدارج النبوۃ، ج ۲، ص ۹۱۵)

(۲) محدث کبیر حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں۔ جب حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لائے تو حضور جان نور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو مکان کے اندر چھپ کر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا (بعض علماء فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق کے ایمان لانے کی خوشی میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دو رکعت نماز شکرانہ ادا کیا) تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم! کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟ تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک ہم حق پر ہیں تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

عرض کیا پھر یہ پوشیدگی اور پردہ کیوں؟ تو حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اے عمر فاروق تمہاری قوم علی الاعلان کعبہ میں مجھ کو نماز نہیں پڑھنے دیتی ہے اس لئے میں مکان کے اندر چھپ کر اپنے رب تعالیٰ کی عبادت و بندگی کرتا ہوں۔

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد ہم سب مسلمان دو صفیں بنا کر نکلے۔ ایک صف میں حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اور دوسری صف میں میں خود تھا اور اسی طرح ہم سب غلامان مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم صفوں کی شکل میں مسجد حرام میں داخل ہوئے۔ کفار و مشرکین نے مجھے اور حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب مسلمانوں کے گروہ کے ساتھ دیکھا تو ان سب کو بہت صدمہ ہوا۔ اسی دن محبوب خدا مشفق و مہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فاروق، کا لقب عطا فرمایا۔ اس لئے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذریعہ اسلام ظاہر ہو گیا اور حق و باطل کے درمیان فرق واضح ہو گیا۔ ملخصاً (تاریخ الخلفاء، ص ۱۸۹)

حضرت عمر فاروق کے خوف سے شیطان بھاگتا ہے

(۳) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ہمارے سرکار مصطفےٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

اِنِّیْ لَاَنْظُرُ اِلٰی شَیَاطِیْنِ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ قَدْ فَرُّوْا مِنْ عُمَرَ ۝

یعنی بے شک میں دیکھ رہا ہوں کہ جناتوں کے شیطان اور انسانوں کے شیطان دونوں حضرت عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے ڈر سے بھاگتے ہیں۔ (مشکوٰۃ، ص ۵۵۸)

(۴) حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی صحیح کی کتاب المناقب میں حدیث شریف نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اے خطاب کے بیٹے؟ اس ذات پاک کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔

مَا لَقِیَکَ الشَّیْطَانُ سَالِکًا فَجًّا قَطُّ اِلَّا سَلَکَ فَجًّا غَیْرَ فَجِّکَ ۝ یعنی شیطان اس راہ پر نہیں آتا ہے جو راستہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہوتا ہے۔ (بخاری شریف، ج ۱، ص ۵۲۰)

اے ایمان والو! بیس رکعت نماز تراویح کی جماعت خدائے تعالیٰ کے دوست پیارے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی مراد و دعا اور شیطان مردود کے دشمن حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قائم فرمایا۔

تو ثابت یہ ہوا کہ بیس رکعت تراویح کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنا حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کی سنت مبارکہ ہے اور غیر مقلدین وہابی کہتے ہیں کہ بیس رکعت تراویح کی جماعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ اور بیس رکعت تراویح کی جماعت تو عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے شروع کی ہے اور ہم اہل حدیث ہیں۔ ہم لوگ وہی کام کرتے ہیں جس کا ثبوت سنت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے ثابت ہوتا ہے۔ اسی لئے ہم غیر مقلد اہل حدیث کہلانے والے بیس رکعت تراویح نہیں پڑھتے ہیں۔

حضرات! مذکورہ حدیث شریف جو صحیح بخاری کی ہے۔ اس کو بغور ملاحظہ فرمالیں انشاء اللہ تعالیٰ اہل حدیث کہلانے والوں کا حدث وناپاکی ظاہر وثابت ہوجائے گی۔

حدیث شریف: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر فرمایا کہ شیطان اس راہ پر نہیں آتا ہے جو راستہ عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا ہوتا ہے۔ (صحیح بخاری، ج ا،ص ۵۲۰)

اس حدیث مبارک نے واضح طور پر ثابت کردیا کہ غیر مقلدین اہل حدیث کہلانے والے شیطان ہیں۔

اس حدیث شریف کو بغور سن لیں اور یاد کرلیں اور جب کوئی غیر مقلد اہل حدیث کہلانے والا شخص مل جائے تو اس کے سامنے اس حدیث شریف کو بیان کریں تاکہ حق وسچ ظاہر ہوجائے اور باطل وجھوٹ ”عیاں ہوجائے۔ اللہ تعالیٰ غیر مقلدوں وہابیوں کے شر وفتنہ سے محفوظ رکھے آمین ثم آمین۔

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والو جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے

عمر مجھ سے ہیں اور میں عمر سے ہوں (۵): عاشق مدینہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا

عمر بامن است ومن باعمرم وحق باعمراست ہرجا کہ باشد۔ یعنی عمر فاروق مجھ سے ہیں اور میں عمر فاروق سے ہوں اور عمر جس جگہ ہوتے ہیں حق ان کے ساتھ ہوتا ہے۔ (مدارج النبوۃ، ج ۲،ص ۴۲۶)

اگر باب نبوت کھلا ہوتا تو عمر فاروق نبی ہوتے (۶): ہمارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آخری نبی ہیں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ یعنی اب قیامت تک میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور ارشاد فرمایا لَوْ کَانَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ لَکَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ یعنی اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ابن خطاب نبی ہوتے۔ (ترمذی: ج:۲،ص ۲۰۹، المستدرک: ج:۳،ص:۸۵، مشکوٰۃ: ص ۵۵۸)

اللہ اکبر! کیا شان وعظمت ہے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کہ اگر میرے پیارے نبی

خاتم الانبیاء صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کے بعد باب نبوت کھلا رہتا تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نبی ہوتے۔

حضرت عمر فاروق امت کے محدث ہیں (۷): حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے فرمایا پہلی امتوں میں محدث ہوتے تھے۔

فَاِنْ یَّکُ فِیْ اُمَّتِیْ اَحَدٌ فَاِنَّهٗ عُمَرُ ٥ یعنی میری امت میں اگر کوئی محدث ہے تو وہ عمر ہیں۔

(بخاری: ج:۱،ص ۵۲۱، مشکوۃ: ص ۵۵۶، مدارج النبوۃ: ج:۲،ص ۹۱۵)

محدث کسے کہتے ہیں (۱): حضرت علامہ ابن حجر فتح الباری میں رقمطراز ہیں کہ۔
محدث وہ شخص ہوتا ہے جس کو من جانب اللہ الہام کیا جائے۔ عالم بالا سے جس کے دل میں حقائق کو القا کیا جائے، بغیر ارادہ اور قصد کے جس کی زبان، حق کی ترجمان بن جائے یعنی اس کی زبان سے جو باتِ نکلے وہ حق اور سچ ہو۔

حضرات! ایسے جامع الکمالات شخصیت کو محدث کہتے ہیں۔

(۲) مفسر کبیر حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رضی اللہ تعالی عنہ تاریخ الخلفاء: ص ۱۹۱ پر تحریر فرماتے ہیں کہ رسول اعظم، معلم معظم، نبی محترم صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کی خدمت نور میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالی علیک والک وسلم محدث کیسا ہوتا ہے؟ تو سرکار صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جس کی زبان سے فرشتے بات کریں ایسا شخص محدث ہوتا ہے۔

حضرت عمر فاروق کی دین داری (۸): حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہیں کہ آفتاب نبوت، ماہتاب رسالت مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ لوگ میرے سامنے پیش کئے جارہے ہیں وہ سب لوگ قمیص پہنے ہوئے ہیں، کسی کی قمیص اس کے سینہ تک ہے اور کسی کی قمیص اس سے کچھ نیچے ہے۔

وَعُرِضَ عَلَیَّ عُمَرُ وَعَلَیْهِ قَمِیْصٌ اِجْتَرَّہٗ قَالُوْا فَمَا اَوَّلْتَهٗ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ، اَلدِّیْنُ ٥
یعنی جب حضرت عمر فاروق کو پیش کیا گیا تو ان کی قمیص اتنی لمبی تھی کہ وہ قمیص زمین پر گھسٹتی جارہی تھی، اس خواب کی تعبیر پوچھی گئی تو سرکار صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ دین۔

(بخاری، ج ۱،ص ۸، مسلم، مشکوۃ شریف: ص ۵۵۷، تاریخ الخلفاء: ص ۱۹۳)

اے ایمان والو! اس حدیث شریف سے صاف طور پر ظاہر ہے کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کا دین وتقویٰ بہت زیادہ اور بلند تھا۔

حضرت عمر فاروق کا علم (۹): حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ محبوب خدا، مشفق و مہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں دودھ نوش کر رہا ہوں، دودھ کی تازگی میرے ناخنوں سے ظاہر ہو رہی ہے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے بچا ہوا دودھ عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو دے دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے خدمت اقدس میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم اس کی تعبیر کیا ہے؟ تو فرمایا: علم۔ (بخاری، ج ۱، ص ۱۸، مسلم: ج ۲، ص ۲۷۴، تاریخ الخلفاء: ص ۱۹۱)

اے ایمان والو! رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنا بچا ہوا دودھ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پلا کر ان کے سینہ کو علم و معرفت کا مدینہ و گنجینہ بنا دیا اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو دودھ اپنے محبوب و مہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے پیا تھا اس دودھ کا حق اپنی زندگی کے آخری لمحات تک ادا کرتے رہے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سب سے زیادہ آپ کی ذات نے دشمنان مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور منافقوں کو قتل کیا اور ان کے حق میں قہر الٰہی بن جایا کرتے تھے۔

وہ عمر جس کے اعدا پہ شیدا سقر
اس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام

درود شریف:

اللہ تعالیٰ بروز قیامت سب سے پہلے حضرت عمر سے مصافحہ فرمائے گا

(۱۰) ابی ابن کعب سے روایت ہے کہ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ بروز قیامت اللہ تعالیٰ سب سے پہلے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سلام فرمائے گا اور مصافحہ کرے گا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر جنت میں داخل کرے گا۔ (ابن ماجہ، ص ۱۱، حاکم، تاریخ الخلفاء: ص ۱۹۲)

جب تک حضرت عمر ہیں اسلام میں فتنہ و فساد نہیں ہوگا (۱۱): حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے مدنی آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب اشارہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ یہ وہ شخص ہے جس کی وجہ سے فتنہ و فساد کے دروازے بند ہیں اور جب تک وہ زندہ رہیں

گے اس وقت تک تم لوگوں کے درمیان کوئی شخص پھوٹ اور فتنہ وفساد نہیں ڈال سکے گا۔ (الموز ار تاریخ الخلفاء، ص ۱۹۳)

اے ایمان والو! آج کا ماحول اتنا خراب و برباد ہو چکا ہے کہ کوئی جگہ اور کوئی مکان بھی فتنہ وفساد سے محفوظ نہیں نظر آتے ہیں حتیٰ کہ اسلام وایمان کی جگہیں اللہ تعالیٰ کا گھر مسجدیں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا گھر مدرسے بھی فتنہ وفساد کی آماجگاہ بن کر رہ گئے ہیں۔ الا ماشاء اللہ تعالیٰ

حضرات! ضرورت ہے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کسی سچے نائب وغلام کی، جو مسلمانوں کو صراط مستقیم پر گامزن کر دے اور مسلمانوں کے درمیان فساد و پھوٹ ختم کر کے مسلمانوں کو ایک اور نیک ہونے کا موقعہ فراہم کر دے۔

اے اللہ تعالیٰ ہمارے رحمٰن ورحیم رب تعالیٰ! ہماری دعاؤں کو شرف قبول عطا فرما، ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا اور آپ کے جانثار خلیفہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واسطہ اور ہمارے پیر اعظم حضور غوث اعظم اور ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز اور ہمارے مرشد اعظم حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا و مفتی اعظم مصطفیٰ رضا اور ہمارے شیخ تیرے ولی حضور بدر ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا صدقہ وطفیل سنی مسلمانوں پر رحم فرما، کرم فرما اور ہمارے آپس کے اختلاف وانتشار کو دور فرما کر ہم غلامان غوث وخواجہ اور رضا کو دین وسنیت اور مسلک اعلیٰ حضرت کی پرخلوص خدمت کی توفیق نصیب فرما دے۔ آمین ثم آمین۔

حضرت عمر فاروق کی محبت وعداوت (۱۲): حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے آقا نبی رحمت وبرکت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا مَنْ اَبْغَضَ عُمَرَ فَقَدْ اَبْغَضَنِیْ وَمَنْ اَحَبَّ عُمَرَ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ ٥ یعنی جس شخص نے عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے بغض وعداوت رکھا اس شخص نے مجھ سے بغض وعداوت رکھا اور جس شخص نے عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے محبت والفت کی اس شخص نے مجھ سے محبت کی۔

(طبرانی شریف، تاریخ الخلفاء، ص ۱۹۴)

اے ایمان والو! اس حدیث شریف سے ثابت ہو گیا کہ مراد مصطفیٰ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام ومرتبہ کس قدر بلند اور عظیم ہے کہ اللہ کے حبیب امت کے طبیب مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں کہ عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بغض وعناد رکھنا مجھ سے بغض وعناد رکھنا ہے اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت والفت کرنا مجھ سے محبت والفت کرنا ہے۔

حضرات! رافضی، شیعہ، بوہرے وغیرہ جو لوگ بھی حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بغض ودشمنی

رکھتے ہیں اوران کی شان میں بیہودہ الفاظ بولتے نظر آتے ہیں گویا وہ لوگ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے بغض ودشمنی رکھتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے بغض ودشمنی کا صلہ وبدلہ نار جہنم ہے تو ظاہر اور ثابت یہ ہوا کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بغض ودشمنی رکھنے والے رافضی، شیعہ اور بوہرے سب کے سب نار دوزخ کے حقدار اور جہنمی ہیں۔

حضرت عمر فاروق کے لئے اسلام رویا (۱۳): ابی بن کعب سے روایت ہے کہ ہمارے سرکار رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ سے حضرت جبرئیل علیہ السلام کہتے تھے کہ عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے وصال پر اسلام روئے گا۔ (طبرانی شریف، تاریخ الخلفاء: ص۱۹۴)

فضائل حضرت ابوبکر اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما

حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق کی دشمنی کفر ہے

(۱) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے محبوب ومقبول نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا حُبُّ اَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ مِنَ الْاِیْمَانِ وَبُغْضُھُمَا کُفْرٌ ۝ یعنی حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کی محبت ایمان ہے اوران دونوں سے بغض رکھنا کفر ہے۔ (جامع صغیر: ج۱، ص۱۴۶)

حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق کی محبت بخشش کا سامان ہے

(۲) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل فرماتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم قیامت کب قائم ہوگی؟ تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تم نے قیامت کے لئے کیا تیاری کی ہے تو میں نے اپنے محبوب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت نور ورحمت میں عرض کیا کہ میرے پاس قیامت کے دن کے لئے کوئی تیاری نہیں ہے۔ ہاں، ایک تیاری میں نے قیامت کے دن کے لئے کر رکھی ہے کہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے محبت کرتا ہوں تو میرے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اے انس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تم جس سے محبت کرتے ہو قیامت کے دن اسی کے ساتھ رہوگے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس فرمان ذیشان کو سن کر میں بڑا خوش ہوا کہ میں اپنے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے محبت رکھتا ہوں۔ اور ان کی محبت کی وجہ سے امید ہے کہ قیامت کے دن میں انہیں کے ساتھ رہوں گا۔ (ازالۃ الخفا: ج:۱،ص،۱۷۷)

حضرات! معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت وعقیدت بخشش ونجات کا سامان ہے۔

مولیٰ علی کا قول ابوبکر صدیق اور عمر فاروق کے فضائل میں

(۳) حضرت سوید بن غفلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد شریف کے منبر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا: حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے وہی شخص محبت کرے گا جو مومن متقی ہوگا اور ان دونوں سے وہی شخص بغض ودشمنی رکھے گا جو فاجر وبد بخت ہوگا۔

اور حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کی قسم حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ شان وعظمت تھی کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مومنین ضعفاء پر نرمی فرماتے اور مظلوموں کے مددگار تھے اور ظالموں پر سخت تھے۔ جب حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لائے تو اللہ تعالیٰ نے ان سے اسلام کو عزت دی۔ (ابن جوزی: ص۱۳۵)

حضرت مولیٰ علی کا ارشاد

(۴) حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی شخص نے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شان وعظمت کے متعلق دریافت کیا تو حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں ہدایت کے امام تھے وہ دونوں اصلاح کرنے والے اور کامیابی حاصل کرنے والے تھے، وہ دونوں دنیا سے اس طرح تشریف لے گئے کہ شکم سیر نہ تھے۔ (طبقات ابن سعد: ج:۳:ص۵۰)

مولیٰ علی کا فرمان ابوبکر وعمر فاروق امت میں سب سے بہتر ہیں

(۵) سرچشمۂ ولایت ابوالحسن والحسین حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ۔

خَيْرُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا اَبُوْبَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ٥ یعنی محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بعد اس امت میں سب سے بہتر حضرت ابوبکر صدیق اور پھر حضرت عمر فاروق ہیں۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) (صواعق محرقہ ابن حجر مکی:ص:۱۳۰)

چاروں یار کی فضیلت

(۶) محدث جلیل حضرت علامہ ملا علی قاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ علم و معرفت کے سفینہ سرکار مدینہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اَنَا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ وَاَبُوْ بَكْرٍ اِسَاسُهَا وَعُمَرُ حِيْطَانُهَا وَعُثْمَانُ سَقْفُهَا وَعَلِيٌّ بَابُهَا ٥ یعنی میں علم کا شہر ہوں اور ابوبکر اس کی بنیاد ہیں اور عمر فاروق اس کی دیوار ہیں اور عثمان غنی اس کی چھت ہیں اور مولیٰ علی اس کے دروازہ ہیں (مرقات شرح مشکوٰۃ:ج:۱۱ص:۳۳۶)

ابوبکر صدیق کی نگاہ میں عمر فاروق

(۷) افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نگاہ میں حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کیا مقام و درجہ ہے بغور سماعت فرمائیے۔

ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس طرح پکارا۔ يَا خَيْرَ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ یعنی اے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بعد تمام انسانوں میں بہترین! اس بات کو سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میں نے اپنے مشفق و مہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو تمہارے بارے میں یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ۔

مَاطَلَعَتِ الشَّمْسُ عَلٰى رَجُلٍ خَيْرٌ مِّنْ عُمَرَ ٥ یعنی سورج کسی ایسے شخص پر طلوع نہیں ہوا جو عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے بہتر ہو۔ (مشکوٰۃ:ص:۵۵۸)

مولیٰ علی کی نظر میں شان عمر فاروق

(۸) حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تم لوگ نیکوں کا ذکر کرو تو حضرت عمر فاروق اعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا ذکر کرو اور حضرت عمر فاروق اعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو کبھی فراموش نہ کرو کیوں کہ کچھ بعید نہیں کہ ان کا قول الہام ہو اور فرشتے کی زبانی بیان کر رہے ہوں۔ (طبرانی شریف، تاریخ الخلفاء:ص:۱۹۵)

مولیٰ علی کو عمر فاروق کی بات بہت پسند تھی

(۹) حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے اقوال کے بعد حضرت عمر فاروق اعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے اقوال سب سے زیادہ عزیز اور پسند ہیں۔ (تاریخ الخلفاء،ص:۱۹۵)

مولیٰ علی نے فرمایا عمر فاروق کی قبر روشن رہے

(۱۰) امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ مسجدوں میں قندیلیں جل رہی ہیں اور مسجدیں روشن ہیں اور قرآن پاک کی تلاوت کی جارہی ہے تو حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے عمر ابن خطاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اللہ تعالیٰ تمہاری قبر کو روشن ومنور کردے جس طرح تم نے اللہ تعالیٰ کے گھر مسجدوں کو روشن ومنور کیا ہے۔ (کنز العمال: ج:۴:ص:۲۸۴،اسد الغابہ: ج:۳:ص:۶۶۹)

اے ایمان والو! حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشادات وفرمودات سے صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کس درجہ چاہتے تھے اور محبت کرتے تھے کہ صاف اور واضح طور پر دعا دیتے نظر آتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر کو روشن ومنور کردے اور یقیناً حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات پاک روشن ومنور تھی اور آپ کے کارنامے اور خدمات روشن ومنور ہیں اور آپ کی قبر انور سرکار نور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے گنبد خضرا میں روشن ومنور ہے اور رافضی، شیعہ، بوہرے جو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دشمن اور گستاخ ہیں وہ سب مرتے ہی ان کا چہرہ خنزیر یعنی بد جانور کی شکل وصورت میں بدل جاتا ہے اور ان کی قبر عذاب الٰہی کا گہوارہ اور دوزخ کی آگ کا گڑھا بن جاتی ہے۔ یہ سب عذاب وقہر حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دشمنی اور گستاخی کا نتیجہ ہے۔

حضرات! جن لوگوں کو شیعوں بوہروں کے برے انجام کا یقین نہ ہو ان لوگوں کو چاہئے کہ کسی شیعہ، بوہرہ کی میت کو دیکھ لے اور اس کی قبر کو کھول کر حقیقت حال کا مشاہدہ کرلے جو کچھ بتایا گیا ہے اس سے بدتر معاملہ کا پتہ چل جائے گا الامان والحفیظ اللہ تعالیٰ اپنے امان وپناہ میں رکھے۔ امین ثم امین۔

امام جعفر صادق کی نگاہ میں ابو بکر و عمر فاروق

(۱۱) باغ علی کے مہکتے ہوئے پھول سید السادات حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھلائی کے ساتھ یاد نہ کرے تو میں ایسے شخص سے بالکل بیزار اور الگ ہوں (تاریخ الخلفاء، ص: ۱۹۷)

وہ عمر جس کے اعدا پہ شیدا سقر
اس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ۱۲ ﴾

ذی الحجہ شریف

تیسرا جمعہ..دوسرا بیان

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

فتوحات وکرامات

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ ۝ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ز (پ۲۶ ع۱۲)

ترجمہ: محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل، تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے، سجدے میں گرتے اللہ کا فضل و رضا چاہتے۔ (کنز الایمان)

درود شریف:

محدث کبیر حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رضی اللہ تعالی عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنی حیات ظاہری ہی میں ۲۲ جمادی الاخریٰ ۱۳ھ میں حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کو خلافت کے لئے نامزد فرمایا۔

اور زہری کہتے ہیں کہ اسی دن حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کا وصال شریف ہوا۔ ۲۲ جمادی الاخریٰ ۱۳ھ (تاریخ الخلفاء: ص ۲۰۸)

امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے وصال شریف سے پہلے حضرت عثمان غنی، حضرت مولیٰ علی، حضرت طلحہ رضی اللہ تعالی عنہم اور مہاجرین و انصار میں سے کچھ لوگوں کو بلایا اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی خلافت کے متعلق مشورہ کیا، سب کے اتفاق رائے سے حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے حاضرین میں

اعلان کیا کہ میں نے عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو خلیفہ مقرر کردیا ہے اور اسی میں تمہارے لئے بھلائی اور بہتری ہے تو ہر شخص کو چاہئے کہ ان کی اطاعت وفرمانبرداری کرے۔ (طبقات ابن سعد: ج:۳، ص:۴۲، تاریخ ابن خلدون: ج:۱، ص:۲۷۰)

حضرت عمر فاروق کی خلافت پر اعتراض تمام صحابہ پر اعتراض ہے

حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے یہ خیال کیا کہ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے زیادہ خلافت کے مستحق تھے تو اس شخص نے صرف ابوبکر صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہی کو خطا کار نہیں ٹھہرایا بلکہ اس شخص نے تمام مہاجرین و انصار صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو خطا کار ثابت کیا۔ (تاریخ الخلفاء، ص:۱۹۶)

خلافت فاروقی میں فتوحات

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں شام، عراق، ایران، مصر، اسکندریہ، دمشق، حمص، اردن، بیت المقدس، فلسطین، بیسان، طبریہ، خوزستان، جربیان، طبرستان، آذر بائجان، خورسان، مکران، اور بلوچستان کے بھی بہت سے علاقے فتح ہوئے۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وسیع وعریض سلطنت کا رقبہ تقریباً ساڑھے بائیس لاکھ مربع میل سے زیادہ تھا۔

ایک عظیم جنگ: جنگ قادسیہ کا شمار دنیا کی اہم ترین جنگوں میں ہوتا ہے۔ قادسیہ عراق کا ایک بڑا اور خوبصورت شہر تھا۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سربراہی میں چھتیس ہزار کا لشکر جرار شہر قادسیہ کو فتح کرنے کے لئے روانہ کیا۔

حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شہر قادسیہ پہنچ کر یہاں کے حالات کے متعلق امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مطلع کیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر لشکر کو جواباً خط لکھا کہ اہل فارس کی جنگی تیاری اور فوج کی کثرت کو دیکھ کر پریشان نہ ہونا۔ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھنا، فتح ونصرت اسلام کی ہوگی۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم کے مطابق چند مسلمانوں کا وفد بادشاہ فارس یزدگرد کے عالیشان دربار میں پہنچا، بادشاہ فارس یزدگرد بڑا ظالم اور متکبر بادشاہ تھا، مسلمانوں کے وفد کے امیر حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بادشاہ فارس کے سامنے محبوب آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

کی بعثت اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی مبارک تعلیم کا ذکر کیا اور بادشاہ فارس کو اسلام قبول کرنے کی دعوت پیش کی اور فرمایا اے بادشاہ سن لے اگر تم اسلام قبول نہیں کرتے ہو تو جزیہ ادا کرو اور اسلام کے وفادار بن کے رہو اور اگر یہ دونوں باتیں منظور نہیں ہیں تو ہمارے اور تمہارے درمیان فیصلہ تلوار کرے گی۔

بادشاہ فارس کو مسلمانوں کی حق و سچ باتیں بہت ناگوار لگیں اور جنگ کے لئے تیار ہو گیا۔

بادشاہ فارس نے رستم نام کے شخص کو کمانڈر بنا کر ایک لاکھ بیس ہزار فوجیوں اور تین سوں ہاتھیوں کے ساتھ رستم کو جنگ کے لئے قادسیہ روانہ کیا، رستم نے ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ شہر قادسیہ پہنچ کر پڑاو ڈالا۔

جنگ قادسیہ کا واقعہ تفصیل طلب ہے

مختصر یہ ہے کہ میدان میں دونوں فوجیں آمنے سامنے ہو گئیں، لشکر اسلام میں اللہ اکبر کا نعرہ بلند ہوا اور حق و باطل کا معرکہ شروع ہو گیا، تلواریں چلنے لگیں جسم کٹنے لگے، خون کی ندیاں بہہ گئیں، کتنا زبردست حملہ تھا کہ ایک دن میں دس ہزار کافر قتل ہوئے اور دو ہزار مسلمان شہید ہوئے۔ چند روز تک جنگ ہوتی رہی دشمن کے ہزاروں فوجی مارے گئے اور کافروں کی فوج کا کمانڈر رستم بھی مارا گیا مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے شاندار فتح و کامیابی عطا کی، تمام عرب کی نگاہیں اس جنگ قادسیہ پر لگی ہوئی تھیں اور سب سے زیادہ خود امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ منتظر تھے، روزانہ صبح ہوتے ہی مدینہ طیبہ سے باہر تشریف لاتے اور شہر قادسیہ کے راستے پر کھڑے ہو کر قاصد کا انتظار کرتے۔

ایک دن معمول کے مطابق حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ طیبہ سے باہر قادسیہ کے راستے پر کھڑے تھے اور حالات کو جاننے کے لئے قاصد کا انتظار کر رہے تھے کہ ایک شخص اونٹ پر سوار ہو کر آتا ہوا نظر آیا آپ اس شخص کے پاس تشریف لائے اور اس شخص سے معلوم کیا تو پتہ چلا کہ وہ شخص شہر قادسیہ سے آرہا ہے اور وہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قاصد ہے اور فتح و کامیابی کی خوشخبری لے کر آیا ہے۔ اس اونٹ سوار سے امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حالات پوچھنے شروع کر دیئے۔ اس شخص نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو شاندار فتح عطا فرمائی ہے۔ امیر المومنین اس اونٹ سوار کے ساتھ ساتھ دوڑتے جاتے تھے، حالات پوچھتے جاتے تھے اور وہ اونٹ سوار اونٹ پر بیٹھا بیٹھا تمام سوالوں کے جواب دے رہا تھا، وہ شخص اونٹ سوار یہ نہیں جانتا تھا کہ میرے اونٹ کے ساتھ دوڑنے والی ذات اور سوال کرنے والی ہستی کون ہے؟ جب مدینہ طیبہ میں داخل

ہوئے تو لوگوں نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر المومنین کہہ کر سلام کیا۔ یہ سن کر قاصد ڈر سے کانپنے لگا اور عرض کیا اے امیر المومنین! آپ نے مجھے بتایا نہیں، مجھ سے آپ کی بے ادبی اور گستاخی ہوگئی ہے۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑی سادگی اور بے تکلفی سے فرمایا: میرے بھائی کوئی بات نہیں ہے۔ قاصد نے آپ کی خدمت میں خط پیش کیا۔ جس میں شاندار فتح وکامیابی کی بشارت لکھی ہوئی تھی۔ (ابن خلدون: ج:۱،ص:۲۷۵)

مدائن شہر کی فتح

شہر قادسیہ کی فتح کے بعد امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امیر لشکر حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایران کے دار السلطنت مدائن جانے کا حکم دیا۔ جب اسلامی فوج نے مدائن کی طرف رخ کیا تو بادشاہ فارس یزدگرد اپنا شاہی محل قصر ابیض چھوڑ کر حلوان کی طرف بھاگ گیا۔ مدائن اور کسریٰ کے محل میں جانے کے لئے بیچ میں دریائے دجلہ حائل تھا، لشکر اسلام کے امیر حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالیٰ کا نام لیکر اپنا گھوڑا دریا میں ڈال دیا، حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھ کر مجاہدین نے بھی اپنے گھوڑے دریا میں ڈال دیے اس وقت حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لشکر اسلام سے فرمایا: ڈرو نہیں، موت کا ایک وقت مقرر ہے۔

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا (پ۴، رکوع۶)

ترجمہ: اور کوئی جان بے حکم خدا مر نہیں سکتی۔ سب کا وقت لکھا رکھا ہے۔ (کنز الایمان)

حضرات! لشکر اسلام کی ہمت وطاقت اور اللہ تعالیٰ پر توکل اور بھروسے کا یہ عالم تھا کہ دریا میں گھوڑے دوڑائے چلے جارہے تھے، ایسا معلوم ہوتا تھا، گویا وہ زمین پر چل رہے ہیں۔ ان کے دل ودماغ سکون واطمینان سے لبریز تھے، انہیں اللہ تعالیٰ کی نصرت وتائید پر پورا پورا بھروسہ تھا، ان اسلامی فوجیوں میں حضرت سلمان فارسی اور دیگر اکابر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی تھے۔ دریا کو پار کرتے ہی اسلامی لشکر نے حملہ کردیا اور اسلامی فوج کسریٰ کے محل میں داخل ہوگئی۔ کسریٰ کا محل دنیا کے عجائبات میں شمار ہوتا تھا اس تعمیر میں رومی اور یونانی فن تعمیر کی تمام نزاکتیں موجود تھیں۔ اس کے بڑے بڑے گنبد میلوں دور سے نظر آتے تھے جنہیں دیکھ کر انسان حیران ہوتا، محل کے صحن میں حسین وجمیل ہرے بھرے باغات تھے، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسریٰ کے عجائبات ونوادر کو دیکھ کر قرآن کریم کی یہ آیات پڑھیں۔

كَمْ تَرَكُوْا مِنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝ وَّزُرُوْعٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ ۝ وَّنَعْمَةٍ كَانُوْا فِيْهَا فٰكِهِيْنَ ۝ كَذٰلِكَ وَاَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ۝ فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ وَمَا كَانُوْا مُنْظَرِيْنَ ۝ (پ۲۵، رکوع۱۴)

ترجمہ: کتنے چھوڑ گئے باغ اور چشمے اور کھیت اور عمدہ مکانات اور نعمتیں جن میں فارغ البال تھے۔ہم نے یوں ہی کیا اور ان کا وارث دوسری قوم کو کر دیا، تو ان پر آسمان اور زمین نہ روئے۔ اور انہیں مہلت نہ دی گئی۔ (کنزالایمان)

کسریٰ فتح ہو گیا تو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اسلامی لشکر کا کسریٰ کے خزانوں پر قبضہ ہو گیا جس میں تقریباً تیس کھرب دینار اور سونے چاندی کے برتن قیمتی جواہرات اور بہت سے سامان اور مال و دولت مال غنیمت کے طور پر حاصل ہوا۔

کسریٰ پر فتح کی بشارت اور اس کے خزانوں پر قبضہ کی خوش خبری آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے دی تھی۔

لَتَفْتَحَنَّ كُنُوْزُ كِسْرٰى یعنی یقیناً تم کسریٰ کے خزانوں کو فتح کرو گے۔ (بخاری: ج:۱:ص:۵۰۸)

حضرات! امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں کسریٰ فتح ہوا اور کسریٰ فارس کے بادشاہ کا لقب بھی تھا جہاں بے شمار خزانہ، سونا، چاندی، ہیرے، جواہرات مدینہ طیبہ میں لائے گئے اور بیت المال میں جمع ہوئے انہیں خزانوں میں شاہ ایران کسریٰ کا کنگن جو سونے کا تھا وہ کنگن بھی تھا۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سونے کے کنگن کو حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنایا۔ (خصائص کبریٰ: ج:۲:ص:۱۱۳)

اور کسریٰ بادشاہ کا تاج جس میں ہیرے جواہرات جڑے ہوئے تھے یہ تاج اور چمکتا ہوا شاہی لباس حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک اعرابی کو پہنا دیا۔

اس موقعہ پر امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آسمان کی طرف سر اٹھا کر عرض کیا: یا اللہ تعالیٰ! تو نے یہ شاندار فتح و کامیابی اور شاہی خزانے اپنے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں نہیں عطا فرمائے۔ حالانکہ وہ دونوں تجھے مجھ سے زیادہ محبوب تھے۔ یہ انعامات تو نے مجھے عنایت فرمائے۔ یا اللہ تعالیٰ! میں پناہ مانگتا ہوں کہیں یہ میری آزمائش و امتحان نہ ہو رہی ہو (ابن خلدون: ج:۱:ص:۲۸۲، البدایہ والنہایہ: ج:۷:ص:۱۰۳)

فتح بیت المقدس: حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شام کے علاقہ کو فتح کرنے کے لئے امیر لشکر مقرر کیا حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب شام کے بہت سے علاقے پر قبضہ کر لیا تو بیت المقدس کی طرف رخ کیا مگر عیسائی مقابلہ نہ کر سکے، عیسائیوں نے ہمت ہار کر صلح کی درخواست پیش کی اور یہ شرط رکھی کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود بیت المقدس تشریف لے آئیں اور صلح نامہ اپنے ہاتھ سے لکھیں پھر ہم لوگ مسجد اقصیٰ کی چابیاں ان کے حوالے کر دیں گے۔

حضرات! اصل معاملہ یہ ہے کہ عیسائیوں نے آسمانی کتاب انجیل میں لکھا ہوا دیکھا تھا کی بیت المقدس کا

صحیح اور سچا وارث وہ نیک شخص ہوگا جو نبی آخر الزماں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا سچا جانشین اور خلیفہ ہوگا، پیوند لگے کپڑے پہنتا ہوگا اور جب بیت المقدس پر فتح کے لئے آئے گا اور جب بیت المقدس میں داخل ہو رہا ہوگا تو سواری پر اس کا غلام بیٹھا ہوگا اور وہ خود امیر المومنین ہوتے ہوئے سواری کی رسی پکڑ کر چل رہے ہوں گے، ان نشانیوں کو دیکھنے کے لئے یہ تمام حیلے اور شرائط عیسائیوں نے رکھے تھے اور یہ تمام نشانیاں امیر المومنین میں دیکھنا چاہتے تھے۔

الغرض حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اقدس میں مدینہ طیبہ خط لکھا کہ بیت المقدس کی فتح آپ کی آمد پر موقوف ہے آپ تشریف لے آئیں۔ جب خط دربار خلافت میں پہنچا تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے صحابہ جو اس وقت مدینہ طیبہ میں موجود تھے ان سے مشورہ کیا، حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ مشورہ دیا کہ آپ بیت المقدس ضرور جائیں۔

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ طیبہ میں حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا نائب مقرر کیا اور تمام امور خلافت کی ذمہ داری سپرد کر کے تنہا اپنے غلام کے ساتھ بیت المقدس کے لئے روانہ ہو گئے۔ تمام مملکت اسلامیہ کے امیر حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک اونٹ سواری کے لئے، اونٹ پر دو تھیلے تھے، ایک میں جو کا آٹا اور دوسرے میں کچھ کھجوریں تھیں اور ایک پانی کا مشکیزہ بھی ساتھ میں لیا۔ دنیائے اسلام کے بادشاہ کا کل سامان یہ تھا نہ فوج تھی نہ ہی خدام کا کوئی لشکر تھا اور آپ جو قمیص پہنے ہوئے تھے اس میں پیوند لگے ہوئے تھے اور آپ کے ساتھ صرف ایک غلام تھا چلتے وقت حضرت امیر المومنین نے یہ معاہدہ کر لیا تھا کہ ایک منزل امیر المومنین اونٹ پر سوار رہیں گے اور غلام اونٹ کی رسی پکڑ کر چلے گا اور دوسری منزل پر غلام اونٹ پر سوار ہوگا اور امیر المومنین اونٹ کی رسی پکڑ کر چلیں گے، جب بیت المقدس میں داخل ہونے کے قریب ہوئے اور بیت المقدس کے پاس پہنچے تو غلام کے اونٹ پر سوار ہونے کی باری تھی اور امیر المومنین اونٹ کی رسی ہاتھ میں پکڑے آگے آگے چل رہے تھے یہ منظر جب عیسائیوں نے دیکھا کہ آقا پیدل اونٹ کی مہار پکڑ کر چل رہا ہے اور اس کا غلام اونٹ پر سوار ہے تو عیسائیوں کو یقین ہو گیا کہ بیت المقدس کی چابیوں کا سچا وارث آرہا ہے اور جو نشانیاں انجیل میں پڑھی تھیں اپنے ماتھے کی آنکھوں سے امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات میں مشاہدہ کر لیا۔

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تشریف آوری کی خبر ہوئی تو امیر لشکر حضرت عبیدہ بن جراح اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے امیر المومنین کا استقبال کیا اور امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب بیت المقدس میں داخل ہونا چاہا تو آپ سے عرض کیا گیا کہ اے امیر المومنین یہاں اونٹ کی سواری کو اچھا

نہیں سمجھا جاتا ہے اس لئے آپ گھوڑے پر سوار ہو جائیں اور آپ کے جسم پر جو لباس ہے اس میں پیوند لگے ہیں۔ عیسائی دیکھیں گے تو کیا خیال کریں گے اس لئے پیوند لگے ہوئے لباس کو اتار کر اچھا لباس زیب تن فرمالیں تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ پیوند والے کپڑے پہننا ہمارے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی سنت ہے اور عزت و عظمت سنت میں ہے اور مومن و مسلمان کی عزت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور ہمیں جو عزت و بزرگی ملی ہے وہ اسلام کی وجہ سے ہے۔

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی لباس و حال میں بیت المقدس میں داخل ہوئے محراب داؤد علیہ السلام کے پاس قرآن مجید کی تلاوت کی اور بارگاہ الٰہی میں دو رکعت نماز پڑھی اور سجدۂ شکر ادا کیا، عیسائیوں کے بڑے بڑے پادریوں نے امیر المومنین سے ملاقات کی اور صلح نامہ لکھا گیا اس طرح بغیر جنگ و جدال کے بیت المقدس فتح ہوگیا۔ ملخصاً۔ (البدایہ والنہایہ: ج:۷: ص۴، ۱۰۴، ابن کثیر، ابن خلدون ج:ا ص:۲۸۴)

ترجمان نبی ہم زبان نبی
جان شان عدالت پہ لاکھوں سلام

وہ عمر جس کے اعدا پہ شیدا سقر
اس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام

درود شریف:

حضرت عمر فاروق اعظم کا عدل وانصاف

غسانی بادشاہ جبلہ کے نام محبوب خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے خط لکھا اور اپنے قاصد حضرت شجاع بن وہب الاسدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ روانہ فرمایا، خط کا مضمون یہ تھا۔

اِنِّیْ اَدْعُوْکَ اِلٰی اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰہِ وَحْدَہٗ یَبْقٰی لَکَ مُلْکُکَ ٥ یعنی میں تم کو صرف ایک خدا پر ایمان لانے کی طرف بلاتا ہوں اگر تم ایمان لے آئے تو تمہارا ملک تمہارے لئے باقی رہے گا بادشاہ جبلہ ہمارے پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا خط پڑھ کر غیض و غضب میں آگیا اور غصہ سے کہنے لگا کہ میرا ملک کون چھین سکتا ہے؟ میں خود مدینہ پر حملہ کر کے ان کو تباہ و برباد کردوں گا اور قاصد سے کہا کہ میری یہ بات اپنے پیغمبر (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) سے کہہ دینا۔

حضرت شجاع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں مدینہ طیبہ پہنچ کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں جبلہ بادشاہ کی بات کو بیان کیا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا بَادَ مُلْکُهٗ یعنی اس کا ملک تباہ و برباد ہوگا۔

الغرض جبلہ بادشاہ نے مسلمانوں سے دشمنی ظاہر کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی مگر اس کے باوجود اسلام کی خوبیوں سے اچھی طرح واقف تھا اور بار بار کسی نہ کسی سے اسلام کی خوبیاں اور اچھائیاں سنتا رہتا تھا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سچے نبی اور برحق رسول ہونے کی نشانیاں بھی اس کے علم میں تھیں ،انصار حضرات کا مسلمان ہونا اور اللہ تعالیٰ کے سچے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اپنے مکانوں میں ٹھہرانا اور ان کی حفاظت وحمایت کے لئے جان و مال کو قربان کرنا ان تمام معاملات کو دیکھ کر جبلہ بادشاہ اسلام کے قریب ہوتا جارہا تھا اور وجہ یہ تھی کہ جبلہ بادشاہ انصار ہی کے قبیلہ سے تعلق رکھتا تھا بالآخر جبلہ بادشاہ اسلام کے بہت قریب ہوگیا اور امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر بھیجی کہ میں خود اسلام قبول کرنے کے لئے مدینہ طیبہ حاضر ہورہا ہوں۔

جبلہ بادشاہ پانچ سو آدمیوں کے ساتھ جب مدینہ طیبہ کے قریب پہنچا تو امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ مدینہ طیبہ سے باہر نکل کر جبلہ بادشاہ کا استقبال کیا، بڑی شان وشوکت اور شاہانہ جلوس کے ساتھ جبلہ بادشاہ مدینہ طیبہ میں داخل ہوا، جبلہ بادشاہ کی شان کے مطابق شاندار مہمان نوازی کا اہتمام ہوا اور جبلہ بادشاہ کی آمد کی خوشی سے مدینہ طیبہ کی نورانی گلیوں اور کوچہ وبازار میں عید کی طرح فرحت ومسرت نظر آتی تھی۔ حج کا زمانہ قریب تھا امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر سال حج کے لئے مکہ معظمہ تشریف لے جایا کرتے تھے اس سال بھی جب حج کے لئے امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ روانہ ہوئے تو جبلہ بادشاہ بھی ساتھ میں روانہ ہوا۔

جبلہ بادشاہ کی قسمت ہی خراب تھی کہ مکہ شریف میں اس کے ساتھ ایک حادثہ ہوگیا وہ اس طرح کہ جب جبلہ بادشاہ کعبہ معظمہ کا طواف کررہا تھا، حالت طواف میں جبلہ بادشاہ کی لنگی زمین پر گھسٹتی ہوئی جارہی تھی کہ طواف کرنے والے ایک شخص کا قدم جبلہ بادشاہ کی لنگی پر پڑ گیا جس کی وجہ سے جبلہ بادشاہ کی لنگی کھل گئی، جبلہ بادشاہ کو غصہ آیا اور اس نے اس شخص کے منہ پر ایک گھونسہ مارا کہ اس شخص کی ناک ٹیڑھی ہوگئی، اس شخص نے یہ مقدمہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ عدالت میں پیش کیا۔

مراد مصطفیٰ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عدل وانصاف کا فیصلہ ہر مسلمان کے لئے ہدایت کا

سرچشمہ ہے کہ بغیر تردّد اور بغیر رعایت وحمایت امیر وغریب کے حق وسچ فیصلہ کرتے ہوئے جبلہ بادشاہ سے ارشاد فرمایا کہ تمہارے لئے دوراستے ہیں، پہلا یہ ہے کہ تم کسی طرح سے مدعی کو راضی کر کے منالو ورنہ بدلہ دینے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ جبلہ بادشاہ جو اپنے آپ کو بڑی عزت وعظمت والا سمجھتا تھا، خلاف امید یہ فیصلہ سن کر غضبناک ہو گیا اور متکبرانہ انداز میں کہنے لگا کہ میں ایک بادشاہ ہوں اور مدعی ایک معمولی آدمی ہے۔ بادشاہ کا لحاظ کئے بغیر آپ نے یہ فیصلہ سنادیا۔

امیر المومنین عدل وانصاف کے بادشاہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے جبلہ بادشاہ کان کھول کر سن لو! کہ اسلام حق وسچ اور عدل وانصاف کا مذہب ہے اور اسلام کے مقدس مذہب میں بادشاہ ورعایہ اور امیر وغریب دونوں یکساں وبرابر ہیں اور اگر کسی کو فضیلت حاصل ہے تو تقویٰ اور پرہیزگاری کی وجہ سے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ (پ ۲۶، رکوع ۱۴)

یعنی بے شک تم لوگوں میں عزت وعظمت والا وہ ہے جو شخص متقی اور پرہیزگار ہے۔

جبلہ بادشاہ حیران وپریشان ہو کر کہنے لگا کہ میں نے تو یہ سمجھا تھا کہ مسلمان ہو کر پہلے سے زیادہ عزت وعظمت والا ہو جاؤں گا۔ امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اسلام کے عدل وانصاف کا فیصلہ یہی ہے جس کی پابندی ہر امیر وغریب، بادشاہ ورعایا سب پر ضروری ہے، اس کے خلاف کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ اے جبلہ بادشاہ اگر تم کو اپنی عزت پیاری ہے تو مدعی کو راضی کر کے منالو ورنہ مجمع عام میں بدلہ دینے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ جبلہ بادشاہ نے کہا کہ پھر تو میں عیسائی ہو جاؤں گا۔ امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اب اس صورت میں تیرے لئے اسلام کی سزا اور سخت ہے کہ اسلام سے پھرنے والا مرتد ہوتا ہے۔ اور مرتد کی سزا قتل ہے۔

جبلہ آخر بادشاہ تھا ہر طرح کے حیلے بہانے جانتا تھا، بڑی ہوشیاری سے کہا کہ میں ایک رات تک کے لئے غور وفکر کی مہلت چاہتا ہوں۔ امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو مہلت دے دی جب رات ہوئی تو جبلہ بادشاہ چھپ کر رات کے اندھیرے کا فائدہ اٹھا کر مکہ معظمہ سے فرار ہو کر قسطنطنیہ چلا گیا اور نصرانی ہو گیا۔ (سیرت حلبیہ، ابن ہشام)

اے ایمان والو! ہر دور میں امیروں اور دولت مندوں نے غریبوں اور گرے پڑے لوگوں کو ذلیل وخوار سمجھا ہے اور جب بھی اسلام کا حق وسچ پیغام بتایا جاتا ہے تو غریب تو بغیر حیلہ وحجت کے اسلام کے سامنے اپنا سر جھکاتا نظر آتا ہے مگر آج بھی امیروں اور دولت مندوں میں یہ عادت نظر آتی ہے کہ اسلام کے حکم اور فیصلہ کے وقت طرح طرح کے حیلے اور بہانے پیش کرتے نظر آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے پناہ اور امان میں رکھے۔ آمین ثم آمین

حضرت عمر فاروق کا مظلوم کو انصاف دلانا

مصر کا ایک آدمی حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور اس نے شکایت پیش کی کہ مجھے مصر کے گورنر کے بیٹے نے مارا ہے۔ امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ وجہ کیا تھی؟ اس شخص نے بتایا کہ میں نے اور گورنر کے بیٹے نے گھوڑا دوڑایا، میرا گھوڑا آگے نکل گیا اور گورنر کے بیٹے کا گھوڑا پیچھے رہ گیا تو گورنر کے بیٹے نے مجھے کوڑے مارے اور کوڑے مارتا جاتا تھا اور کہتا جاتا تھا کہ میں بڑوں کا بیٹا ہوں اور بڑوں سے آگے جانے کی یہ سزا ہے۔

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو عادل نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے عادل خلیفہ تھے، مصر کے گورنر کے پاس خط لکھا کہ فوراً تم اپنے بیٹے کے ساتھ مدینہ طیبہ حاضر ہو جاؤ۔ گورنر اور اس کا بیٹا جب دونوں بارگاہ عدل وانصاف میں حاضر ہوگئے تو عدل وانصاف کے بادشاہ امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مصر کے گورنر کے سامنے اس کے بیٹے کو سزا دینے کے لئے اس مصری مظلوم کے ہاتھ میں کوڑا دیا اور فرمایا اس بڑے بیٹے کو مارو! مصری شخص نے گورنر کے بیٹے کو کوڑے سے خوب پیٹا، جب بدلہ پورا ہوگیا تو امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اس بڑے بیٹے کے باپ گورنر کو بھی مارو کیوں کہ اس کا یہ بیٹا ہرگز ظلم نہیں کرتا اگر اس کو اپنے باپ کے گورنر ہونے کا گھمنڈ نہ ہوتا۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس گورنر سے فرمایا، تم نے لوگوں کو کب سے اپنا غلام بنالیا ہے؟ ان کی ماؤں نے ان کو آزاد جنا تھا۔ مصری شخص نے بارگاہ عدالت میں عرض کیا کہ باپ نے بظاہر میرے ساتھ کوئی ظلم نہیں کیا ہے اس کو معافی دی جائے اور جس سے مجھے بدلہ لینا تھا میں نے اس سے بدلہ لے لیا۔ (کنز العمال: ج۴: ص:۴۲۰)

حضرت عمر فاروق نے اپنی پیٹھ پر سامان اٹھایا

مدینہ طیبہ میں ایک رات ایسی بھی تھی کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ آبادی سے باہر کے علاقوں کا دورا کرنے کے لئے نکلے تو دیکھا کہ ایک عورت ہے اس کے ساتھ چھوٹے بچے ہیں جو بھوک کی شدت کی وجہ سے رورہے ہیں اور ماں نے آگ پر ہانڈی کو چڑھا رکھا تھا۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا۔ بہن صاحبہ تمہارے بچے کیوں رورہے ہیں؟ اس عورت نے جواب دیا بھوک کی وجہ سے۔ امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اس ہانڈی میں کیا چڑھا رکھا ہے۔ اس عورت نے جواب دیا کہ اس ہانڈی میں کچھ بھی نہیں ہے، یہ تو ایک بہانہ

ہے کہ بچے سمجھیں کہ کھانا تیار ہو رہا ہے اور انتظار کرتے کرتے سو جائیں۔ اور اللہ تعالیٰ ہی ہمارے اور عمر کے درمیان انصاف کرے گا۔ اس عورت کو یہ معلوم نہیں تھا کہ میں کس سے بات کر رہی ہوں۔

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، بہن صاحبہ! اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے یہ تو سوچو کہ عمر کو کیا معلوم کہ تم کس حال میں ہو؟ اس عورت نے کہا کہ پھر عمر امیر المومنین کیوں بنے اور منصب خلافت کیوں قبول کیا؟ کہ اسے غریبوں کی حالت کا پتہ نہیں ہے۔

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی وقت واپس ہوئے بیت المال سے آٹا اور گھی لیا، خادم سے فرمایا کہ میری پیٹھ پر آٹا لا دو۔ خادم نے عرض کیا کہ حضور میں حاضر ہوں، یہ سب سامان پہنچا دیتا ہوں۔ امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا قیامت کے دن بھی تم میرا بوجھ اٹھاؤ گے؟

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود کھانے پینے کے سارے سامان کو اپنی پیٹھ پر رکھا اور اس عورت کے گھر پہنچے اور کھانا پکانے میں بھی مدد کی، کھانا تیار ہوا، بچوں نے پیٹ بھر کر کھانا کھالیا اور سو گئے۔ امیر المومنین نے اس عورت سے واپس جانے کی اجازت لی تو اس عورت نے کہا: اللہ تعالیٰ تمہیں بہتر جزا دے اور عمر کی جگہ تمہیں امیر المومنین بنادے۔ (سیرت عمر، ص ۵۹۱)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ موقعہ عطا فرمائے اور نعمت و دولت اور حکومت و طاقت نصیب فرمائے تو عیش وعشرت کی زندگی سے دور رہنے کی جدوجہد کرنا چاہئے اور غریبوں، بے سہاروں کی مدد کرتے رہنا چاہئے۔

حضرت عمر فاروق اور ایک بے سہارا عورت

مدینہ طیبہ کی راتیں بڑی رحمت و برکت والی ہوتیں، چاندنی رات تھی، امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ طیبہ کے باہر گشت کر رہے تھے۔ آپ کے غلام حضرت اسلم بھی ساتھ تھے۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک جھوپڑی نظر آئی، اس کی جانب تشریف لے گئے جھوپڑی میں ایک عورت دردزہ کی تکلیف سے کراہ رہی تھی، امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حال معلوم کیا تو پتہ چلا کہ وہ ایک عربی عورت ہے اس تکلیف کے عالم میں اس عورت کی مدد کرنے والا کوئی نہیں ہے اور اس کے گھر میں کھانے کا کچھ سامان بھی نہیں ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑی تیزی کے ساتھ قدم اٹھاتے بھاگتے ہوئے گھر آئے، اپنی بیوی حضرت امّ کلثوم بنت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ایک نیکی تمہارے لئے بھیجی ہے اس نیکی کو

حاصل کرلو۔ امیر المومنین رضی اللہ تعالی عنہ اپنی بیوی کے ساتھ کھانے وغیرہ کا سامان لیکر اس جھونپڑی میں پہنچے، حضرت ام کلثوم عورت کے پاس اندر چلی گئیں اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ اس عورت کے شوہر کے پاس باہر بیٹھ کر باتیں کرنے لگے اور وہ شخص یہ نہیں جانتا تھا کہ میں جس سے باتیں کر رہا ہوں وہ شخصیت کون ہیں۔ اس لئے وہ شخص بڑے بے تکلفی سے باتیں کرتا رہا

اس عورت کے شکم سے لڑکا پیدا ہوا تو آپ کی بیوی حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالی عنہا نے آواز دے کر کہا کہ اے امیر المومنین! مبارک ہو کہ لڑکا پیدا ہوا ہے۔ اور اس کے باپ کو بھی خوشخبری سنا دیجئے کہ اس کے یہاں لڑکا پیدا ہوا ہے۔ جب یہ آواز سنی تو اس شخص کو معلوم ہوا کہ یہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ ہیں۔ وہ شخص حیرت میں ڈوبا امیر المومنین رضی اللہ تعالی عنہ کو دیکھتا رہا اور دعائیں دیتا رہا کہ اللہ والے ایسے ہوتے ہیں۔

(کنز العمال: ج:۶: ص: ۳۴۳، البدایہ والنہایہ: ج:۷: ص:۱۳۶)

حضرت عمر کا حکم کہ کوئی سپاہی

اپنی بیوی سے چار ماہ سے زیادہ دور نہ رہے

مدینہ طیبہ کی پیاری پیاری رحمت و نور سے جگمگاتی راتوں کا کیا کہنا۔

الٰہی دکھادے وہ مدینہ کیسی بستی ہے

جہاں پر رات دن مولیٰ تیری رحمت برستی ہے

حضرات! ایک رات کی بات ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ مدینہ طیبہ کے اطراف میں گشت لگا رہے تھے کہ اپنے مکان میں ایک عورت اپنے شوہر کو یاد کر کے عشقیہ اشعار پڑھ رہی تھی، جس سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ اس عورت کا شوہر اس کے پاس موجود نہیں ہے۔

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے اشعار کو سن کر اس عورت کے مکان پر تشریف لے گئے اور اس عورت سے معلوم کیا کہ تیرا معاملہ کیا ہے؟ جو اس قسم کے عشقیہ اشعار پڑھ رہی تھی۔ تو اس عورت نے بتایا کہ میرے شوہر میرے پاس نہیں ہیں، کئی مہینوں سے جنگ پر گئے ہوئے ہیں، اپنے شوہر کی ملاقات کے شوق میں یہ اشعار پڑھ رہی تھی۔

صبح ہوئی تو امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس عورت کے شوہر کو بلانے کے لئے قاصد روانہ فرما دیا اور امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بیٹی حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت کیا کہ عورت کتنے عرصے تک شوہر کے بغیر رہ سکتی ہے۔ آپ نے اپنی بیٹی سے یہ مسئلہ اس لئے دریافت فرمایا کہ آپ کی بیوی کا وصال ہو گیا تھا۔ باپ کے اس سوال کو سن کر حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے شرم سے اپنا سر جھکا لیا اور کوئی جواب نہیں دیا۔ امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بھی حق بات کو بیان کرنے سے شرم نہیں کرتا تو حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ہاتھ کے اشارہ سے بتایا کہ تین مہینہ یا زیادہ سے زیادہ چار مہینہ۔ تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم جاری فرمایا کہ لَا یُحْبَسُ الْجُیُوْشُ فَوْقَ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ ۝ یعنی کسی سپاہی کو چار مہینے سے زیادہ نہ روکا جائے۔ (تاریخ الخلفاء، ص:۲۲۳)

حضرت عمر فاروق کا خوف: مدینہ طیبہ کی راتوں کے حسین جلوؤں میں گنبد خضرا رحمت ونور میں نہایا ہوا نظر آتا ہے۔ یا اللہ تعالیٰ میرے رحمٰن ورحیم رب تعالیٰ مدینہ طیبہ کی پاکیزہ راتوں میں دیدار گنبد خضرا نصیب فرما دے۔

ایک رات کا واقعہ ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ طیبہ کے قرب وجوار میں رعایا کی خبر گیری کے لئے گشت فرما رہے تھے کہ ایک گھر سے آواز سنائی دی ماں اپنی بیٹی سے کہہ رہی تھی کہ بیٹی دودھ میں پانی ملا دے۔ دوسری آواز آئی بیٹی نے کہا: ماں، امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حکم تجھ کو معلوم نہیں؟ کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم جاری فرمایا ہے اعلان کیا ہے کہ کوئی شخص دودھ میں پانی نہ ملائے۔ ماں نے بیٹی سے کہا کہ امیر المومنین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میرے گھر میں کہاں دیکھ رہے ہیں؟ بیٹی دودھ میں پانی ملا دے۔ بیٹی نے اپنی ماں سے کہا کہ میں ایسا ہرگز نہیں کر سکتی کہ امیر المومنین کے سامنے ان کی اطاعت کا اقرار کیا ہے۔ اور پس پردہ ان کے پیٹھ کے پیچھے میں ان کی نافرمانی کروں۔ اور ہمارے امیر، خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت عمر فاروق اعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے جو کچھ اعلان کیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اور ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فرمان ہے اور اللہ تعالیٰ سے کوئی شخص اور کوئی مکان پوشیدہ نہیں ہے وہ ہر جگہ دیکھ رہا ہے اور محبوب خدا ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اللہ تعالیٰ کی دین وعطا سے ہر گھر ہر مومن کے سینہ میں موجود ہیں اور انہیں کا جلوہ ہر گھر میں ہے۔

طور ہی پر نہیں موقوف اجالا تیرا
کون سے گھر میں نہیں جلوۂ زیبا تیرا

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت مکان کے باہر کھڑے تھے اور وہ ساری باتیں جو ماں بیٹی کی ہو رہی تھیں سماعت فرما رہے تھے، اس وقت حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ آپ کے غلام حضرت اسلم بھی موجود تھے۔ امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے غلام سے فرمایا اس گھر کا پتہ ذہن میں محفوظ کرلو اور صبح کے وقت حالات معلوم کر کے بتاؤ۔ حضرت اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حالات کا جائزہ لینے کے بعد امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو کچھ معلومات حاصل کی تھی اس سے آگاہ کیا کہ لڑکی بہت نیک و پارسا اور جوان و بیوہ ہے۔ کوئی شخص ان کا سرپرست نہیں ہے۔ ماں، بیٹی دونوں بیوہ اور بے سہارا ہیں۔

امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر تشریف لائے اور اپنے تمام بیٹوں کو جمع فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ تم میں کون ہے؟ جو ایک نیک و پارسا لڑکی سے شادی کرلے تو آپ کے صاحبزادے حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی رضا ظاہر کی۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس گوالن، دودھ بیچنے والی بیوہ عورت کی نیک و پارسا بیٹی سے اپنے بیٹے حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نکاح کردیا۔ (عشرۂ مبشرہ)

حضرات! علماء فرماتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے حضرت عاصم کا نکاح جس نیک و پارسا لڑکی کے ساتھ ہوا تھا انہیں دونوں کے نسل پاک سے بطناً بعد بطنٍ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاندان سے ایک نیک و صالح اور برگزیدہ بچہ پیدا ہوتا ہے جو اپنے وقت کا امیر المومنین اور خلیفۃ المسلمین بنتا ہے جس کو عالمِ اسلام امیر المومنین حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام نامی اسم گرام سے جانتی اور پہچانتی ہے۔ (کرامات صحابہ: ص ۴۲)

خدا رحمت کند ایں پاک طینت را

اے ایمان والو! امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام عالم اسلام کے امیر و خلیفہ ہیں اگر چاہتے تو کسی امیر کبیر گھرانے کی لڑکی سے اپنے بیٹے کا نکاح کردیتے لیکن ان کی نگاہوں میں امیر کبیر ہونا اور مال و دولت کا دھنی ہونا کوئی مقام و مرتبہ نہیں رکھتا تھا بلکہ وہ خود نیک و صالح تھے اسی لئے نیک و صالح کو پسند کرتے تھے لیکن آج کا مسلمان نیک و صالح کو نہیں دیکھتا بلکہ امیر کبیر اور دولت مند ہونا دیکھتا ہے۔

صاف طور پر ظاہر و ثابت ہوگیا کہ نیکوں کے لئے نیک اور بدوں کے لئے بد۔

حضرت عمر فاروق کا تقویٰ: ایک مرتبہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طبیعت علیل و ناساز تھی بیماری کے سبب علاج کے لئے حکیم نے امیر المومنین کو مشورہ دیا کہ آپ اس بیماری میں شہد کا استعمال

فرمائیں۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو مسجد نبوی شریف میں جمع کیا اور منبر پر کھڑے ہو کر لوگوں کے درمیان اپنی بیماری اور حکیم کے مشورے کا ذکر کیا کہ مجھے تھوڑے سے شہد کی ضرورت ہے، اگر آپ لوگ اجازت دے دیں تو بیت المال سے شہد لے لوں گا۔ لوگوں نے اجازت دے دی تو امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیت المال سے ضرورت کے مطابق تھوڑا سا شہد لیا۔ (سیرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

اللہ اکبر! کیا ہی شان تقویٰ اور پرہیزگاری ہے۔ ہمارے پیارے آقا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے خلیفہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس تقویٰ اور پرہیزگاری کا نتیجہ تھا جو اسلام خوب پھولا اور پھلا اور آج تک قائم اور دائم ہے اور قیامت تک اسلام پھولتا اور پھلتا ہی رہے گا۔

اسلام تیری نبض نہ ڈوبے گی حشر تک
تیری رگوں میں خوں ہے رواں چار یار کا

درود شریف:

حضرت عمر فاروق حق بولتے اور حق سنتے بھی تھے

ایک مرتبہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں یمن سے کپڑے آئے جو آپ نے تمام مسلمانوں میں برابر برابر تقسیم فرما دیئے۔ ایک مسلمان کو ایک چادر کے برابر کپڑا حصے میں ملا تھا اور امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی ایک مسلمان کے برابر حصہ ملا تھا۔

امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد شریف کے منبر شریف پر خطبہ دے رہے تھے اور اس یمنی کپڑے کا کرتا پہنے ہوئے تھے، مسجد شریف میں ایک صاحب کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے اے امیر المومنین ہم خطبہ بعد میں سنیں گے، آپ پہلے جواب دیں کہ ہر مسلمان کو کپڑا ایک چادر کے برابر ملا تھا اور اسی کے برابر کپڑا آپ کو بھی ملا تھا جس سے کرتا نہیں بن سکتا ہے تو آپ نے اسی کپڑے کا اتنا لمبا کرتا کیسے بنا لیا ہے؟ اسکی وضاحت کریں۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے صاحبزادے حضرت عبد اللہ سے فرمایا بیٹا! اس کا تم جواب دو۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ میں نے اپنے حصہ کا کپڑا اپنے والد محترم کو دے دیا تھا، میرے اور والد محترم دونوں کے حصے کا کپڑا ملا کر کرتا بنایا گیا ہے۔ وہ صاحب جنھوں نے اعتراض کیا تھا جب یہ خلاصہ سنا تو کہنے لگے اے امیر المومنین اب آپ خطبہ دیں ہم سنیں گے اور اس پر عمل کریں گے۔ (سیرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

حضرات! حق بات دوسروں کو سنانا تو بہت آسان ہے مگر حق بات پر عمل کرنا اور حق بات سننا یہ آسان نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر لاکھوں اربوں سلام و رحمت کا نزول فرمائے کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جہاں حق بات بولتے تھے تو اس پر عمل بھی کرتے نظر آتے تھے اور اگر آپ کو کوئی شخص حق بات کہتا تو آپ امیر المومنین اور خلیفہ ہوتے ہوئے بھی ناراض نہیں ہوتے تھے، اگر وہ بات حق اور سچ ہوتی تھی تو آپ اس پر عمل بھی کرتے نظر آتے تھے۔

حضرت عمر فاروق اعظم کی خدمت خلق

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ وہ مدینہ طیبہ کے باہر دوڑتے ہوئے آرہے ہیں۔ تو حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا۔

اَیْنَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ یعنی اے امیر المومنین! آپ دوڑتے ہوئے کہاں جارہے ہیں؟

تو امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ صدقہ کے اونٹوں میں سے ایک اونٹ بھاگ گیا ہے اس کو میں ڈھونڈنے جارہا ہوں۔ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے امیر المومنین حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) آپ نے آپ کے بعد میں آنے والے خلفاء کو بڑی مشکل میں ڈال دیا ہے۔ (البدایہ والنہایہ: ج ۷، ص ۱۳۶)

حضرات! پوری دنیائے اسلام کے امیر و خلیفہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قلب و جگر میں کس قدر خوف خدا تھا کہ امانت داری اور دیانتداری کا اہم فریضہ ادا کرتے نظر آتے ہیں۔ کہ بیت المال سے ایک معمولی اونٹ بھاگ گیا تو امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود اس اونٹ کو ڈھونڈنے اور پکڑنے کے لئے اس کی تلاش میں اِدھر اُدھر بھاگتے اور دوڑتے نظر آرہے ہیں کہ اگر اونٹ نہیں ملا تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بازپُرس ہوگی۔

افسوس صد افسوس! آج مسلمان عام طور سے امانت میں خیانت کی لعنت میں گرفتار نظر آرہا ہے اور دیانت داری کا تو کوئی پاس و لحاظ ہی نہیں رہ گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی پناہ و امان میں رکھے۔ آمین ثم آمین۔

حضرت عمر فاروق کا وظیفہ

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک کامیاب تاجر تھے کثیر مال و دولت سے اللہ تعالیٰ نے

آپ کو نوازا تھا۔ جب اور جس وقت محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اسلام کے لئے مال و دولت کی قربانی کا مطالبہ فرمایا تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے محبوب آقا، مشفق ومہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں کثیر مال و دولت کی قربانی پیش کی اور کثیر حسنات و برکات حاصل کئے مگر جب سے امیر المومنین ہوئے اور خلافت کا منصب جلیلہ آپ کے سپرد کیا گیا تو تجارت کرنے کا موقعہ ہی میسر نہیں آتا تھا۔ دن ورات کار خلافت میں مشغول رہتے تھے، گھر میں تنگی کا ماحول پیدا ہوگیا، لوگوں کو جمع کیا اور گھر کے اخراجات اور بال بچوں کے گزر بسر کے بارے میں مسلمانوں کے سامنے معاملہ رکھا اور لوگوں نے رائے دی مگر حضرت مولیٰ علی مشکل کشا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ رائے پیش کی کہ بیت المال سے آپ کا متوسط وظیفہ مقرر ہو جائے جس سے آپ کے گھر والوں اور آپ کے اخراجات کافی وشافی ہو جائیں۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس رائے کو پسند فرمایا اور امیر المومنین کے لئے متوسط وظیفہ بیت المال سے مقرر ہو گیا۔

حضرات! معلوم ہوا کہ دینی خدمات پر وظیفہ مقرر کرنا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سنت ہے اور وظیفہ لینا امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت ہے۔ اور سنت میں بڑی برکت ہے۔

آج کل کچھ بے ادب گستاخ مسلمان کہلانے والے لوگ کہتے نظر آتے ہیں کہ تنخواہ والے مولانا ہیں، زکوۃ وفطرہ کھانے والے عالم ہیں، اگر تم نے ہمت کر لی ہے جو کہتے ہو کہ مولانا، امام تنخواہ لیتے ہیں تو آگے بڑھ کر ذرا اتنا اور کہہ دو کہ افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مراد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امیر المومنین حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ، امیر المومنین حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ، شہید اعظم حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تنخواہ اور وظیفہ والے امام وخلیفہ تھے۔ ایسی جرأت و بے باکی کرنا بھی مت اور اگر غلطی وگناہ ہو گیا ہے تو توبہ کر لیجئے گا ورنہ ایمان جانے کا خطرہ ہے۔

اور جو لوگ یہ کہتے نظر آتے ہیں کہ مولانا اور امام زکوۃ وفطرہ کھاتے ہیں تو ہمارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے عہد پاک میں اور صحابۂ کرام کے دور خلافت کے وقت بیت المال میں ہر قسم کے جائز مال و دولت جمع کئے جاتے تھے اور زکوۃ وفطرہ کا مال بھی بیت المال میں جمع ہوتا تھا اور بیت المال سے تنخواہ ووظیفہ دیا جاتا تھا۔

اسی طرح ائمۂ دین ومحدثین اور بزرگان دین نے بیت المال اور مدرسے قائم کئے اور زکوۃ وفطرہ کے رقوم حاصل کئے جو مسافر راہ قرآن وسنت پر صرف کئے اسی میں سے معلمین وخادمین کو تنخواہیں اور وظیفے ادا کئے گئے۔

بہت سے لوگ سوچتے ہیں کہ زکوۃ کی رقم سے تنخواہ وظیفہ دینا جائز کیسے ہوسکتا ہے؟ تو معاملہ یہ ہے کہ زکوۃ

وفطرہ جب بیت المال یامدرسہ میں شرعی اصولوں سے گزر جانے کے بعد استعمال کیا گیا تو حلال وطیب ہوگیا۔

حضرت عمر فاروق کی دینی خدمات

حضرت محدث جمال الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں چار ہزار مسجدیں تعمیر ہوئیں اور قرآن مجید کی تعلیم اور اس کی نشر واشاعت کا پوری سلطنت میں ایک ایسا نظام قائم فرمایا جس کی بدولت ہزاروں حفاظ اور محدثین وفقہاء اور علماء عالم وجود میں آگئے اور دس سال تک ہر سال خود امیر المومنین ہی ''امیر الحج'' رہے اور اپنے خطبات اور خطوط وفرامین کے ذریعہ اسلام کی تبلیغ فرماتے رہے۔ (روضۃ الاحباب)

حضرت عمر فاروق سے وسیلہ کا ثبوت

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں سخت قحط پڑا کہ شاداب باغات اور ہری بھری کھیتیاں سوکھنے لگیں، جانور مرنے لگے، ہر طرف تباہی و بربادی کا عالم تھا، لوگوں نے جمع ہو کر قحط کی شکایت کی اور اپنی تباہی و بربادی کا قصہ بارگاہ عدالت میں پیش کیا اور امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دعا کی درخواست کی، امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز استسقاء ادا فرمائی اور اپنے محبوب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے محبوب چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر آسمان کی طرف بلند کیا اور اس طرح دعا مانگی۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا کُنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّنَا فَتَسْقِیْنَا وَاِنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَیْکَ بِعَمِّ نَبِیِّنَا فَاسْقِنَا فَیُسْقَوْنَo

یعنی یا اللہ تعالیٰ ہم تیری بارگاہ میں ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا وسیلہ پیش کرتے تھے اور تو بارش برسا دیتا تھا۔ اب ہم اپنے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وسیلہ پیش کرتے ہیں تو بارش عطا کر دے۔ (بخاری: ج:۱ص:۵۲۶، مشکوٰۃ: ص ۱۳۲)

اور یہ بھی روایت ہے کہ دعا مانگ کر ابھی واپس بھی نہیں ہوئے تھے کہ بارش شروع ہوگئی اور کئی دنوں تک برسات ہوتی رہی۔ (تاریخ الخلفاء: ص ۲۰۱)

عاشق مدینہ حضرت شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ جب حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلہ سے امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ دعا مانگے تھے تو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرتے ، یا اللہ تعالیٰ! امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے وسیلہ سے تیری بارگاہ میں اس لئے دعا مانگ رہے ہیں کہ مجھے تیرے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے نسبت حاصل ہے یعنی میں تیرے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا چچا ہوں یا اللہ تعالیٰ بارش عطا فرما دے اور میری لاج رکھ لے۔ (اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ، ج ا، ص ۶۶۹)

حضرات! امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرتے اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا وسیلہ اپنے اللہ تعالیٰ رحمٰن و رحیم رب تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرتے تو چاروں طرف بادل چھا جاتے اور خوب بارش ہوتی۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں محبوب خدا ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا اور محبوب خدا ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وسیلہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کر کے دعا مانگنا امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت ہے۔

حضرات! اسلام میں امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتنے سخت اور مضبوط تھے کہ صحابۂ کرام میں بھی ان کا کوئی ثانی نہیں نظر آتا ہے اور بدعات و منکرات امور کے بارے میں آپ کا مزاج شریف کتنا سخت تھا اور ناجائز و حرام کاموں سے آپ کی پاک طبیعت کس قدر بیزار تھی مگر اپنے محبوب نبی، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا وسیلہ اور اپنے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نسبت و تعلق کا وسیلہ دیکر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا مانگنا آپ کو بے حد پسند اور محبوب تھا۔

اس حدیث شریف کی روشنی میں صاف طور پر ظاہر اور ثابت ہو گیا کہ اللہ والوں کے وسیلہ سے دعا مانگنا بدعت و ناجائز نہیں ہے بلکہ حلال و جائز اور سنت ہے مگر مومن سنی مسلمان کے لئے اور منافق مسلمان، بدعقیدہ شخص کو اتنی واضح حدیث شریف سمجھ میں نہیں آتی ہے اس لئے کہ جب اللہ تعالیٰ دین لیتا ہے تو عقل چھین لیتا ہے۔

میرے مرشد اعظم قطب عالم حضور مفتیٔ اعظم الشاہ مصطفےٰ رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

وصل مولیٰ چاہتے ہو تو وسیلہ ڈھونڈ لو
بے وسیلہ نجدیو! ہرگز خدا ملتا نہیں

درود شریف:

حضرت عمر فاروق اعظم کی کرامات

(۱) امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک عظیم لشکر ایران کے شہر نہاوند میں بھیجا تھا اور نہاوند شہر مدینہ طیبہ سے سیکڑوں میل کی دوری پر ہے۔ اور اسلامی لشکر کے امیر حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دن مدینہ طیبہ کی مسجد نبوی شریف میں جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے، امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیچ خطبہ میں، خطبہ بند کر کے تین مرتبہ فرمایا

یَاسَارِیَۃُ اَلْجَبَلُ ۔ یَاسَارِیَۃُ اَلْجَبَلُ ۔ یَا سَارِیَۃُ اَلْجَبَلُ ۔ یعنی اے ساریہ پہاڑ کی طرف دیکھو! اے ساریہ پہاڑ کی طرف دیکھو! اے ساریہ پہاڑ کی طرف دیکھو!

مسجد نبوی شریف کے تمام نمازی حیران و پریشان ہو گئے کہ معاملہ کیا ہے کہ امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ خطبہ کے بیچ میں خطبہ کو بند کر کے حضرت ساریہ کو آواز دے رہے ہیں جب کہ حضرت ساریہ مدینہ طیبہ سے سیکڑوں میل دور ملک ایران کے نہاوند شہر میں دشمنان اسلام سے جنگ کر رہے ہیں کچھ عرصہ کے بعد نہاوند سے ایک قاصد آیا، امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس قاصد سے جنگ کا حال دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ قریب تھا کہ ہم اسلامی لشکر شکست کھاجاتے اور ہمارے دشمن کا لشکر ہم پر کامیاب وکامراں ہو جاتا کہ ہم کو ایک آواز سنائی دی جو امیر المومنین کی آواز میں تھی کہ اے ساریہ پہاڑ کی طرف دیکھو! اس آواز کو ہم نے تین مرتبہ سنی۔ اس آواز کو سن کر میں نے پلٹ کر اپنے پیچھے پہاڑ کی طرف دیکھا تو دشمنوں کا ایک لشکر جو بہت قریب تھا کہ پہاڑ کی طرف سے اسلامی فوج پر حملہ کرنے والا ہے اور اس وقت تک ہم بے خبر تھے۔ ہم نے پہاڑ کی طرف بھی حملہ کر دیا، دشمن کی فوج ماری گئی اور کچھ بھاگ گئے اور اللہ تعالیٰ نے اسلامی لشکر کو فتح وظفر سے سرفراز فرمایا اور شہر نہاوند پر اسلام کا جھنڈا بلند ہو گیا اور دشمن کا سارا منصوبہ اور پلان امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت سے ناکام ہو گیا۔ (مشکوۃ ص:۵۴۶، تاریخ الخلفاء، ص:۲۰۲)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نگاہ ونظر کو کس قدر دور و دراز مقام کو دیکھنے کی قوت وطاقت عطا کی ہے کہ مدینہ طیبہ کی مسجد شریف سے ملک ایران کے شہر نہاوند کو دیکھ رہے ہیں اور ملاحظہ فرما رہے ہیں جب کہ شہر نہاوند مدینہ طیبہ سے سیکڑوں میل کی دوری پر واقع ہے۔ اور یہ نورانی واقعہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے سامنے ظاہر ہوا مگر کسی ایک صحابی نے بھی اعتراض نہیں کیا اور نہ ہی یہ کہا کہ دور دراز

کے مقام کو دیکھنا تو اللہ تعالیٰ کی شان ہے، حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو دور و دراز کے مکان و مقام کو دیکھ ہی نہیں سکتے ہیں بلکہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اپنے محبوب و پسندیدہ خلیفہ و امیر کی یہ کرامت دیکھ کر خوش ہو رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے خلیفہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی غلامی و وفاداری کے صدقے مقام رفیع کی عزت وعظمت اور علم غیب کی نعمت و دولت سے مالا مال فرمایا ہے اور گویا صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا یہ ایمان و عقیدہ تھا کہ جب غلام و امتی اور خلیفہ کی نگاہ و نظر اور ان کے علم غیب کا یہ عالم ہے تو اللہ تعالیٰ کی بخشش وعطا سے شان خدا جان ایمان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نگاہ و نظر اور علم غیب کی شان وعظمت کا کیا عالم ہوگا۔

کیا ہی سچ اور حق فرمایا عاشق مصطفیٰ پیارے رضا، اچھے رضا، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آ گیا
اس نگاہ عنایت پہ لاکھوں سلام

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروروں درود

درود شریف:

حضرات! مشکوٰۃ شریف کی حدیث آپ حضرات نے بغور سن لیا کہ اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ علم غیب سے امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ طیبہ سے سیکڑوں میل دور ملک ایران کے شہر، نہاوند میں ہونے والی جنگ میں لشکر اسلام کا حال اور معاملہ اور دشمنان اسلام کے ناپاک منصوبے اور پلان کا حال و معاملہ بھی معلوم کر لیا اور دیکھ لیا اور یَاسَارِیَۃُ الْجَبَلُ فرما کر اور حضرت ساریہ کو آگاہ کر کے لشکر اسلام کو فائدہ اور نفع بھی پہنچایا اور لشکر اسلام کو بھاری نقصان سے بھی بچا لیا۔

اب چلتے چلتے بے ایمان و بدعقیدہ مسلمان کہلانے والوں کا بھی حال معلوم کر لیا جائے

وہابیوں، دیوبندیوں کا عقیدہ

وہابی دیوبندی جماعت کے امام و پیشوا مولوی اسمٰعیل دہلوی لکھتے ہیں۔ کہ

نبی اور ولی کو نہ اپنا حال معلوم ہے نہ دوسرے کا۔ (تقویۃ الایمان: ص ۶۲)

نبی اور ولی کو نہ کچھ قدرت ہے نہ کچھ غیب دانی

نبی کی طاقت کا حال تو یہ ہے کہ اپنی جان تک کے بھی نفع اور نقصان کے مالک نہیں تو دوسرے کا کیا کر سکیں گے۔ غیب دانی اگر نبی کے بس میں ہوتی تو پہلے ہر کام کا انجام معلوم کر لیتے۔ اگر بھلا معلوم ہوتا تو اس میں ہاتھ ڈالتے۔ اور اگر برا معلوم ہوتا تو کاہے کو اس میں قدم رکھتے۔ غرضیکہ نبی میں کچھ طاقت اور علم غیب نہیں۔ (تقویۃ الایمان: ص ۵۸)

اللہ تعالیٰ بے ایمان و بدعقیدہ سے دور رکھے۔ اور ایمان کے ساتھ اپنی پناہ اور امان میں رکھے۔ آمین ثم آمین۔

اب بھی نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اے سنی مسلمانو!

حضرت عمر فاروق کی فرمانروائی دریا پر

(۲) امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے زمانے میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مصر کو فتح کیا تو مصر کے لوگوں نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ ہمارے بیچ قدیم زمانے سے ایک رسم چلی آ رہی ہے کہ ہر سال ہم لوگ ایک کنواری نوجوان لڑکی کو قیمتی زیورات اور اچھے کپڑے پہنا کر دریائے نیل میں گاڑ دیتے ہیں تو سال بھر تک دریائے نیل پانی سے بھرا رہتا ہے اور دریائے نیل جاری رہتا ہے۔ ورنہ دریائے نیل سوکھ جاتا ہے۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سختی کے ساتھ منع فرمایا اور فرمایا کہ اسلام اس طرح کی جاہلانہ اور بے ہودہ رسم کی اجازت نہیں دیتا۔ اور یہ تمام باتیں باطل اور بے ہودہ ہیں۔

مصر کے لوگ واپس چلے گئے۔ کچھ دنوں کے بعد واقعی دریائے نیل بالکل سوکھ گیا۔ جس کی وجہ سے بہت سے لوگ نقل مکانی پر مجبور ہو گئے۔ گورنر مصر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب دریائے نیل کے خشک ہو جانے اور لوگوں کو مصر چھوڑ کر دوسرے شہر جاتے دیکھ کر ایک خط لکھا۔ مدینہ طیبہ میں امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خط پڑھا اور تمام حالات سے مطلع ہوئے تو امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواباً ایک خط دریائے نیل کے نام تحریر فرمایا اور گورنر مصر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس روانہ فرمایا اور یہ حکم دیا کہ تم میرے اس خط کو دریائے نیل میں ڈال دینا۔ خط کا مضمون یہ تھا۔

مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَمِیْرِ الْمُوْمِنِیْنَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اِلٰی نِیْلِ مِصْرٍ ۝ یعنی یہ خط اللہ کے بندے امیر المومنین عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی جانب سے مصر کے دریائے نیل کے نام۔

دریائے نیل کو معلوم ہو کہ تو اگر اپنی مرضی سے بہتا ہے تو مت جاری ہو اور اگر اللہ تعالیٰ خدائے قہار کے حکم سے جاری ہوتا ہے تو میں اللہ تعالیٰ واحد قہار سے عرض کرتا ہوں کہ وہ تجھے جاری فرمادے۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امیر المومنین کے خط کو رات کے وقت دریائے نیل میں ڈال دیا مصر کے لوگ جب صبح ہوئی تو دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے دریائے نیل کو جاری کر دیا ہے اور دریائے نیل پانی سے بھرا ہوا ہے اور پہلے سے زیادہ سولہ ہاتھ پانی دریا میں بہہ رہا ہے پھر دریائے نیل کبھی نہیں سوکھا اور آج تک پانی بھرا ہوا ہے اور جاری ہے۔

(تاریخ الخلفاء، ص ۲۰۳، جمال الاولیاء، ص ۷۰)

اے ایمان والو! کیا شان ہے ہمارے بزرگوں کی، کہ ان اللہ والوں کا قبضہ واختیار سمندر و دریاؤں پر بھی نظر آرہا ہے۔

جب ان کے گدا بھر دیتے ہیں شاہانِ زمانہ کی جھولی
محتاج کا جب یہ عالم ہے مختار کا عالم کیا ہوگا

حضرت عمر فاروق کا قول صادق

ایک دن امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص سے دریافت فرمایا کہ تمہارا نام اور والد کا نام اور پتہ کیا ہے؟ تو اس شخص نے کہا میرا نام جمرہ یعنی چنگاری ہے اور میرے والد کا نام شہاب یعنی شعلہ ہے اور میرے قبیلہ کا نام حرقہ یعنی آگ ہے اور میرے گاؤں کا نام حرہ یعنی گرمی ہے۔ آپ نے پوچھا کہ حرہ یعنی گرمی والا گاؤں کہاں ہے تو اس شخص نے کہا لَظٰی یعنی شعلہ والی جگہ میں۔ یہ سب کچھ سننے کے بعد حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ اے شخص اپنے گھر جا اور گھر والوں کی خبر لے کہ تیرے سب گھر والے آگ میں جل کر مر چکے ہیں اور تیرا گھر جل کر تباہ و برباد ہو چکا ہے۔ وہ شخص گھر گیا تو دیکھا کہ واقعی گھر میں آگ لگی ہوئی ہے اور گھر کے تمام لوگ جل کر مر چکے ہیں۔ (تاریخ الخلفاء ص ۲۰۲)

اللہ اکبر، اللہ اکبر! اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مقام و مرتبہ کو کتنا اونچا اور بلند کیا ہے اس کی حقیقت کا صحیح پتہ تو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے فرش و عرش والے جو کچھ جانتے ہیں وہ بہت ہی مختصر اور کم ہے۔

میرے آقائے نعمت امام اہلسنت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں۔

فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں
خسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا

اور جب محبوب اعظم مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کے غلام حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے جو بات فرمادی واقعی میں ویسا ہی نظر آیا۔ جب امیر المومنین رضی اللہ تعالی عنہ کی زبان کی شان کا یہ عالم ہے تو امام الانبیا صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کی زبان نور کی برکت وعظمت کا عالم کیا ہوگا۔

تیرے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی
فقط اشارے میں سب کی نجات ہو کے رہی

جو شب کو کہہ دیا دن ہے تو دن نکل آیا
جو دن کو کہہ دیا شب ہے تو رات ہو کے رہی

درود شریف:

حضرت عمر فاروق کے حکم سے زلزلہ جاتا رہا

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کا دور خلافت ہے اور مدینہ طیبہ میں زلزلہ آیا۔ امیر المومنین رضی اللہ تعالی عنہ نے اللہ تعالی کی حمد وثنا کی اور اپنے درّہ سے زمین کو مارا اور فرمایا۔

اے زمین تو ٹھہر جا۔ کیا تیرے اوپر عمر، عدل وانصاف نہیں کرتا ہے؟ فوراً زمین ٹھہر گئی اور زلزلہ ختم ہوگیا۔

(جمال الاولیاء، ص ۷۰)

اے ایمان والو! اللہ تعالی نے اپنے نیک بندوں کو کتنا اونچا مقام ومرتبہ عطا فرمایا ہے اور زمین کو محبوب بندوں کے تابع فرمان کردیا ہے۔ دیکھئے کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے حکم سے زمین ٹھہر گئی اور زلزلہ ختم ہوگیا۔

یہ شان وعظمت حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی ہے تو ہمارے پیارے آقا محبوب خدا صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کی شان وعظمت کو کون سمجھ سکتا ہے؟ مولانا حسن رضا بریلوی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں۔

اللہ، اللہ کیا شان جلالت تیری
فرش کیا عرش پہ جاری ہے حکومت تیری

حضرت عمر فاروق اور مولیٰ علی

مولائے کائنات حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وصال شریف کے بعد خواب دیکھا کہ میں اپنے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہوں نماز ختم ہوگئی تو میں نے دیکھا کہ ایک شخص کھجور کا طبق لے کر آیا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کیا اور عرض کیا کہ ان کھجوروں کو نمازیوں میں تقسیم فرمادیں۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے کھجور کا طبق لیا اور نمازیوں کے درمیان تقسیم فرمانا شروع کیا۔ حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب میری باری آئی تو میں نے خیال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں عرض کروں کہ میں تین دن سے فاقہ کررہا ہوں۔ اس لئے مجھے زیادہ کھجوریں عطا ہوجائیں تو بہتر ہوگا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مجھ کو زیادہ حصہ نہیں دیا۔ میں خواب سے بیدار ہوا نماز فجر کے لئے مسجد شریف میں گیا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی۔ نماز کے بعد ایک صاحب کھجور سے بھرا ہوا طبق لے کر آئے اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں پیش کیا اور کہا کہ ان کھجوروں کو نمازیوں میں تقسیم فرمادیجئے۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھجوروں کو نمازیوں کے درمیان تقسیم فرمانا شروع کیا اور جب میری باری آئی تو میں نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا کہ میں تین دن سے بھوکا ہوں اور فاقے سے ہوں۔ اس لئے آپ مجھے زیادہ کھجوریں عطا فرمادیں تو کیا ہی اچھا ہوگا۔ تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ اے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگر رات کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آپ کو زیادہ کھجوریں عطا کئے ہوتے تو میں بھی آپ کو زیادہ کھجوریں دے دیتا۔ حضرت مولیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں میں حیران ہوا کہ میں نے جو کچھ خواب کی حالت میں دیکھا تھا وہ سب حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام نمازیوں کے بیچ مسجد شریف میں بیان فرمادیا۔ (نزہۃ المجالس، ص ۳۶۵)

دلوں کی بات نگاہوں کے درمیان پہونچی
کہاں چراغ جلا اور روشنی کہاں پہونچی

درود شریف:

حضرت عمر فاروق اعظم اور مولیٰ علی کے درمیان تعلق ومحبت

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امیر المومنین حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان بڑا گہرا تعلق اور سچی محبت تھی۔ اسی تعلق ومحبت کی وجہ سے حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی پیاری بیٹی حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کردیا تھا۔ اس طرح سے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سُسر ہیں حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے داماد ہیں حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ (البدایہ والنہایہ، ج۷، ص۱۳۹)

حضرات! حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نگاہ ونظر میں حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کس قدر محبوب اور اچھے تھے کہ اپنی پیاری بیٹی کا نکاح ان کے ساتھ کردیا اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا داماد بنالیا مگر رافضی، شیعہ پر لعنت ہو جو یہ بکتے نظر آتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان بغض وعناد اور دشمنی تھی۔ یہ قول باطل اور سراسر جھوٹ اور گڑھی ہوئی بات ہے اس لئے کہ دشمن ومخالف کو داماد نہیں بنایا جاتا ہے۔

محبت وتعلق کی شاندار مثال: امیر المومنین حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے تین صاحبزادوں کے نام تینوں خلفاء کے نام پر رکھا۔

ایک بیٹے کا نام ابوبکر۔ دوسرے بیٹے کا نام عمر۔ تیسرے بیٹے کا نام عثمان رکھا۔ (البدایہ والنہایہ، ج۷، ص۳۳۲)

حضرت امام حسن کا تعلق ومحبت حضرت عمر فاروق کے ساتھ

نواسۂ رسول باغ جنت کے پھول ابن مولیٰ علی وسیدہ فاطمۃ الزہرا حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اپنے ایک بیٹے کا نام ابوبکر اور دوسرے بیٹے کا نام عمر رکھا تھا۔ جو میدان کربلا میں شہید ہوئے۔ (تفریح الاذکیا، ج۲، ص۵۴۱)

حضرات! ہر شخص اپنے بیٹوں کا نام انہیں لوگوں کے نام پر رکھتا ہے جس سے قلبی تعلق اور جگری محبت ہوتی ہے۔

حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنے تینوں بیٹوں کے نام اور حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنے دو صاحبزادوں کے نام حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے نام پر رکھا اس بات کی واضح اور قوی ثبوت ہے کہ ان بزرگوں کے درمیان اچھے تعلقات اور سچی محبت تھی۔

حضرت عمر فاروق کا حاکموں اور گورنروں کا احتساب

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں مختلف ملکوں اور شہروں میں حاکم اور گورنر تھے امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عدل وانصاف کی ہیبت سے ہر وقت لرزہ براندام رہتے تھے۔ ایک مرتبہ تمام حاکموں اور گورنروں کو بلایا اور ان کے تمام اسباب وسامان اور مال ودولت کا جائزہ لیا تو جوتوں کے ایک جوڑے کو چھوڑ کر باقی تمام سامان اور مال بیت المال میں جمع کرادیا۔ مصر کے گورنر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام فرمان بھیجا کہ گورنر ہونے سے پہلے تمہارے پاس جو سامان اور مال تھا اس کو رکھ لو اور اس کے علاوہ تمام سامان اور مال جو تم نے حاصل کیا ہے سب کو بیت المال میں جمع کردو۔

مصر کے حاکم عیاض بن غنم کے بارے میں معلوم ہوا کہ بڑے عیش وعشرت کی زندگی بسر کرتا ہے اور وہ ریشم کے کپڑے پہنتا ہے اور اپنے دربار میں دربان اور خادم رکھتا ہے۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محمد بن مسلمہ کو حکم دیا کہ عیاض بن غنم کو جس حالت میں پاؤ گرفتار کر کے اپنے ساتھ لاؤ! عیاض بن غنم مصر کے حاکم کو گرفتار کر کے امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے حاضر کیا گیا تو امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مصر کے حاکم کو بال کے کمبل کا ایک معمولی کرتا پہنایا اور بکریوں کا ایک ریوڑ اس کو چرانے کے لئے دیا اور امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ انسانوں پر حکومت کرنے کے قابل نہیں ہو۔ جاؤ! اور بکریوں کو چراؤ۔

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گورنروں اور حاکموں سے عہد لیا کرتے تھے کہ کوئی گورنر اور حاکم ترکی گھوڑے پر سوار نہیں ہوگا۔ باریک کپڑا نہیں پہنے گا۔ چھنا ہوا آٹا نہیں کھائے گا۔ دربان اور خادم نہیں رکھے گا اور حاجتمندوں کے لئے ہمہ وقت اپنا دروازہ کھلا ہوا رکھے گا۔ ان شرائط کے خلاف اگر کوئی بات کسی گورنر یا حاکم میں پائی جاتی تو امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کو فوراً معزول فرمادیتے۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۲۰۵)

حضرت عمر فاروق کی درویشی اور سادگی

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے اس قدر عزت وبزرگی کی نعمت اور طاقت وقوت کی دولت سے نوازا تھا کہ پورا عالم اور تمام دنیا آپ کی ہیبت سے کانپتی تھی۔ اس کے باوجود بھی آپ کی درویشی اور

فقیری کی زندگی میں کوئی فرق نہیں آیا۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خوف خدا کا یہ عالم تھا کہ آپ رات ودن خوف الٰہی سے روتے رہتے تھے جس کی وجہ سے آپ کے رُخساروں پر آنسوؤں کے نشان پڑ گئے تھے۔

سادگی اور خاکساری کا یہ حال تھا کہ آپ کے پیرہن مبارک میں تین تین پیوند لگے ہوئے دیکھے گئے۔ ابو عثمان نہدی بیان کرتے تھے کہ میں نے امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کپڑے میں چمڑے کا پیوند لگا ہوا دیکھا ہے۔

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر سال حج کے لئے جاتے تھے مگر کبھی امیر المومنین کی حیثیت سے کسی منزل پر خیمہ نہیں لگایا بلکہ کسی درخت پر چادر ڈال کر اس کے سائے میں بیٹھ جاتے تھے۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۲۰۶)

اے ایمان والو! یہ تھے کل کے مومن و مسلمان جو خلافت کی کرسی پر بیٹھ کر اور امیر المومنین ہو کر اس قدر سادگی اور خاکساری کی زندگی بسر کرتے تھے کہ مسجد نبوی کی خالی زمین پر سوجایا کرتے تھے اور مدینہ طیبہ کے باہر تشریف لے جاتے تو خیمہ نہیں لگاتے تھے ایک معمولی کپڑا درخت پر ڈال کر اس کے سائے میں بیٹھتے تھے اور اس کے نیچے زمین پر تلوار کا تکیہ لگا لیتے اور بے خوف سوتے تھے مگر ایک مسلمان آج کے دور میں بھی ہیں جو دولت و نعمت پاتے ہی ہر قسم کے عیش و عشرت کے سامان سے ان کے گھر سجے دھجے نظر آتے ہیں اور ایسا لگتا ہے کہ مرنا نہیں ہے بلکہ یہی دنیا کی زندگی سب کچھ ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔

اے مسلمانو! ایک دن مرنا ضرور ہے اور قبر کی اندھیری کوٹھری میں ضرور بہ ضرور سونا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بخشی ہوئی زندگی کے صبح و شام اللہ تعالیٰ کی امانت ہیں اور امانت کو اللہ و رسول کے حکم کے مطابق صرف کرنا اللہ و رسول جل شانہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خوشی اور رضا کا سبب ہے۔ اس لئے جاگ جاؤ اور آج ہی قبر کی تیاری کرلو۔ قبر کے بستر کا انتظام کرلو۔ قبر کی روشنی مہیا کرلو۔

اللہ و رسول کی خوشی اور رضا قبر کا بستر ہے اور اللہ و رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر پختہ ایمان قبر کی روشنی ہے اور نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور تمام نیک و بھلے کام قبر کا سامان ہیں۔

امیر المومنین حضرت عمر فاروق کی شہادت: امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ یہ دعا کیا کرتے تھے۔ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ شَھَادَۃً فِیْ سَبِیْلِکَ وَاجْعَلْ مَوْتِیْ فِیْ بَلَدِ رَسُوْلِکَ یعنی یا اللہ تعالیٰ مجھے اپنی راہ میں شہادت نصیب فرما اور مجھے اپنے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے محبوب شہر مدینہ طیبہ میں موت عطا فرما۔ (بخاری شریف، ج ۱، ص ۲۵۳)

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس دعا پر صحابہ کرام کو تعجب ہوتا تھا کہ شہادت تو میدان جنگ میں تلواروں کے سائے میں ملا کرتی ہے اور امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حال یہ ہے کہ مدینہ طیبہ کے باہر مرنا بھی نہیں چاہتے ہیں اور شہادت کی تمنا اور آرزو بھی رکھتے نظر آتے ہیں۔

مگر سچی بات تو یہ ہے کہ آپ کی اخلاص سے لبریز دعا بارگاہ رب تعالیٰ میں شرف قبول پا چکی تھی کہ آپ کو اپنے محبوب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے محبوب شہر، مدینہ طیبہ میں شہادت نصیب ہونی تھی۔

ایک مجوسی غلام ابولولو فیروز اپنے مولیٰ حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف ایک مقدمہ لے کر امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت عدالت میں حاضر ہوا۔ امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں فیصلہ دیدیا۔ ابولولو فیروز اس فیصلہ سے ناراض ہو کر امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جانی دشمن ہو گیا اور مجوسی غلام ابولولو فیروز زہر میں بجھا ہوا خنجر لے کر فجر کے وقت امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قریب صف اول میں کھڑا ہو گیا جیسے ہی امیر المومنین نے نماز شروع کی۔ ابولولو فیروز معلون نے آپ کے کندھے اور پہلو پر خنجر سے دو وار کیا۔ امیر المومنین خون میں نہا گئے اور زمین پر گر پڑے۔ ظالم ابو لولو فیروز بھاگنے لگا اور لوگوں نے اس ظالم کو پکڑنا چاہا تو وہ ظالم تیزی سے خنجر چلاتا ہوا بھاگا اور تیرہ لوگوں کو زخمی کر دیا جن میں سے چھ کی وفات ہو گئی۔ آخر ایک عراقی نے ابولولو فیروز کے سر پر چادر ڈال کر پکڑ لیا تو اس خبیث نے فوراً ہی خنجر اپنے پیٹ میں مار کر خودکشی کر لی اور مر گیا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز فجر پڑھائی اور لوگ امیر المومنین کو اٹھا کر مکان پر لائے۔ زخم اتنا گہرا تھا کہ لوگ آپ کی زندگی سے ناامید ہو گئے تو امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ اگر کچھ وصیت کرنا چاہیں تو فرما دیجئے

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب سے پہلے یہ دریافت فرمایا کہ میرا قاتل کون ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ مجوسی غلام ابولولو فیروز! آپ نے فرمایا، الحمدللہ! کسی مسلمان کا دامن میرے خون ناحق سے داغدار نہیں ہوا، اور مجھے ایک کافر کے ہاتھ سے شہادت ملی۔ پھر آپ نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ سے فرمایا کہ بتاؤ! ہم پر قرض کتنا ہے؟ حضرت عبداللہ نے بتایا چھیاسی ہزار قرض ہے۔ آپ نے فرمایا یہ قرض میری جائداد سے ادا کر دینا ورنہ میرے خاندان بنو عدی سے مدد لے کر میرا قرض ادا کر دینا اور اگر پھر بھی میرا قرض ادا نہ ہو سکے تو قریش سے مدد لینا۔

ایک شخص نے آپ کو رائے دی کہ اپنے بیٹے عبداللہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو اپنا خلیفہ مقرر فرمادیں۔ امیر المومنین اس شخص پر اس قدر ناراض ہوئے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ تجھے غارت کرے۔ تم مجھے ایسا غلط مشورہ دیتے ہو۔ جو شخص اپنی بیوی کو صحیح طریقہ سے طلاق دینے کا سلیقہ نہیں رکھتا۔ ایسے شخص کو خلیفہ مقرر کردوں؟

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عثمان، حضرت مولیٰ علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو خلیفہ چننے کے لئے مقرر فرمایا اور فرمایا کہ انہیں چھ لوگوں میں سے کسی کو خلیفہ مقرر کیا جائے اور ان چھ لوگوں کے علاوہ میں کسی کو خلافت کا حقدار نہیں سمجھتا ہوں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن سے میرے آقا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم خوش ہو کر دنیا سے تشریف لے گئے اور میرا بیٹا عبداللہ! رائے مشورہ میں تو شریک رہے گا مگر خلافت سے اس کو کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ اس کے بعد حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا اب تم ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں جاؤ! اور میرا اسلام عرض کرو اور میری تمنا اور آرزو ظاہر کرو کہ عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اپنے دونوں ساتھیوں، دوستوں کے پاس دفن ہونے کی اجازت طلب کرتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ام المومنین رو رہی تھیں لیکن جب امیر المومنین کی تمنا اور درخواست سنی تو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ یہ جگہ تو میں نے اپنے لئے محفوظ کر رکھی تھی مگر اللہ تعالیٰ کی قسم! آج میں امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی ذات پر ترجیح دیتی ہوں۔

حضرت عبداللہ واپس لوٹے اور آکر حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خوش خبری دی کہ ام المومنین نے آپ کو روضہ انور واقدس میں دفن ہونے کی اجازت دیدی ہے تو امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور فرمایا کہ میری زندگی کی یہی سب سے بڑی تمنا اور آرزو تھی جس کی اجازت مجھے مل گئی۔

۲۶ ذی الحجہ ۲۳ھ چہار شنبہ یعنی بدھ کے دن امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ زخمی ہوئے اور تین دن کے بعد دس سال چھ مہینہ چار دن مسند خلافت پر جلوہ افروز رہے اور ۶۳ سال کی عمر میں وصال فرمایا اور محرم شریف کی ایک تاریخ کو روضۂ انور واقدس میں مدفون ہوئے۔

حضرت صہیب رومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور حضرت عثمان غنی، حضرت مولیٰ علی، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے قبر میں اتارا اور عدل وانصاف اور فضل وکمال

اور امانت ودیانت اور تقویٰ وطہارت کے بادشاہ، مراد مصطفیٰ امیر المومنین خلیفۃ المسلمین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے محبوب نبی، مشفق ومہربان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پاس اور اپنے کریم ساتھی حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قریب ہمیشہ کے لئے آرام سے سو گئے۔ ملخصا

(الاستیعاب، ج ۳، ص ۴۴، البدایہ والنہایہ، ج ۷، ص ۱۴۵، تاریخ الخلفاء، ص ۲۱۱)

مشہور محدث امام محمد ابن سعد بیان فرماتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غسل وکفن دیا گیا تو حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے سے کفن کی چادر ہٹائی اور آپ کے چہرے کی زیارت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا! اس وقت روئے زمین پر حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا کسی کا نامہ اعمال نہیں۔ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! میری تمنا یہ ہے کہ میں بھی حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا اچھا نامہ اعمال لے کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جاؤں۔ (طبقات ابن سعد، ج ۳، ص ۵۰)

یا اللہ تعالیٰ! رحمٰن ورحیم رب تعالیٰ! میری جانب سے اور تمام مسلمانوں کی جانب سے اربوں ارب اور کھربوں کھرب بلکہ ان سے زیادہ درود وسلام میرے مشفق ومہربان آقا تیرے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر اور تیرے نبی کے محبوب خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اور تیرے محبوب کے محبوب حضرت ابوبکر کے محبوب وپیارے خلیفہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تا قیامت نازل فرما۔ آمین ثم آمین۔

ان آقاؤں کے کرم کا محتاج

انوار احمد قادری، برکاتی، رضوی

ورق تمام ہوا ، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ۱۲ ﴾

ذی الحجہ شریف

چوتھا جمعہ .... پہلا بیان

حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے فضائل وکمالات

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ O اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِO

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِO

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَی الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ز (پ۲۶ع۱۲)

ترجمہ: محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل، تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے، سجدے میں گرتے اللہ کا فضل ورضا چاہتے۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

امام اہل سنت مجدد اعظم دین وملت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان وعظمت کو بیان فرماتے ہیں۔

نور کی سرکار سے پایا دو شالہ نور کا
ہو مبارک تم کو ذوالنورین جوڑا نور کا

حضرات! حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر ہمارے نبی خاتم الانبیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تک کسی کے نکاح میں نبی کی دو بیٹیاں نہیں آئیں، لیکن حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں امام الانبیا محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے نکاح میں آئیں، پہلے حضرت رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے نکاح ہوا جب ان کا وصال ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنی دوسری بیٹی حضرت ام کلثوم کو حضرت عثمان غنی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں دیا۔ یہ شرف وفضیلت صرف حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاصل ہے کسی دوسرے صحابی کو حاصل نہیں کہ جن کے نکاح میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی دو بیٹیاں آئی ہوں۔ (ابن ماجہ، ص ۱۱)

حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنی دوسری بیٹی حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے انتقال کے وقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا اے عثمان! اگر میری چالیس بیٹیاں بھی ہوتیں تو یکے بعد دیگر میں ان سب کا نکاح تمہارے ساتھ کر دیتا۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۱۰۳)

بیہقی نے اپنی سنن میں لکھا کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر قیامت تک حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ کسی شخص کے نکاح میں کسی نبی کی دو صاحبزادیاں نہیں آئیں اسی لئے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ذوالنورین کہتے ہیں یعنی دو نور والے۔

نور کی سرکار سے پایا دو شالہ نور کا
ہو مبارک تم کو ذوالنورین جوڑا نور کا

درود شریف:

اعلان نبوت ورسالت سے پہلے ہمارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنی بیٹی حضرت رقیہ کا نکاح حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرما دیا تھا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بیوی حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ساتھ لیکر حبشہ کو ہجرت فرمائی۔ پھر جب آپ حبشہ سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ واپس تشریف لائے تو حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیمار ہو گئیں، جنگ بدر کے لئے جب ہمارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم روانہ ہونے لگے تو اس وقت حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بیماری بہت شدید ہو چکی تھی اسی سبب سے ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جنگ بدر میں شرکت سے روک دیا تھا تا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تیمارداری کریں اور ان کی دیکھ بھال کریں۔ ابھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جنگ بدر سے تشریف نہیں لائے تھے کی حضرت رقیہ کا انتقال ہو گیا اور جس وقت قاصد جنگ بدر کی فتح مبین کا مژدہ لیکر مدینہ طیبہ آیا تو اس وقت حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جنت البقیع قبرستان میں دفن کیا جا رہا تھا۔

لیکن اس کے باوجود کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگ بدر میں شریک نہیں ہوئے پھر بھی محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مال غنیمت میں سے ایک مجاہد کے برابر حصہ عطا فرمایا۔ اور جنگ بدر میں شریک ہونے والے صحابہ کے برابر اجر وثواب کی آپ کو بشارت دی۔ اسی لئے حضرت

عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اصحاب بدر میں شمار کئے جاتے ہیں۔ حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے انتقال فرما جانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنی دوسری صاحبزادی حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کر دیا اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بھی وصال سنہ ۹ھ میں ہو گیا۔

حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک صاحبزادے حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شکم مبارک سے پیدا ہوئے تھے۔ جن کا نام عبداللہ تھا وہ اپنی ماں کے انتقال کے بعد چھ سال کی عمر پا کر وصال فرما گئے اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے قریبی رشتہ دار اور داماد ہیں اور قریش کے عزت داروں میں آپکا شمار ہے اور اسلام میں سابقین اولین میں سے ہیں۔ (بخاری ج۱،ص۵۲۳)

آپ شیخین کے بعد افضل الناس ہیں: اور رحمت عالم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے خلیفہ برحق اور جانشیں ہیں اور عشرہ مبشرہ میں شامل ہیں اور حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد اکرم الخلق وافضل الناس ہیں۔

ابن سعد کی روایت ہے جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم غزوہ ذات الرقاع اور غزوہ غطفان میں تشریف لے گئے تو ان دونوں موقعوں پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ طیبہ میں اپنا خلیفہ بنا کر گئے۔ (تاریخ الخلفاء)

نام ونسب: آپکا نام عثمان، کنیت ابوعبداللہ اور لقب ذوالنورین ہے۔

ولادت: حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قریش کے مشہور خاندان میں واقعہ فیل کے چھ سال بعد مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور آپ کے والد کا نام عفان بن العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف یعنی پانچویں پشت میں آپ کا نسب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے شجرہ نسب سے مل جاتا ہے۔

آپ کی والدہ کا نام اروی بنت کریز ہے جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دادا جان حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حقیقی نواسی ہیں۔ (استیعاب ج۳،ص۱۰۳۸)

آپ کا اسلام: حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام کی دعوت دی تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لے آئے۔ آپ قدیم الاسلام ہیں

ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ،

حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے کے بعد سب سے پہلے مسلمان ہیں۔ (تاریخ الخلفاء)

آپ کی اسلام کے ساتھ سچی وابستگی

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مسلمان ہوئے تو آپ کا پورا خاندان آپ کا دشمن بن گیا اور آپ کا چچا حکم بن ابی العاص تو اس قدر برہم اور ناراض ہوا کہ اس نے آپ کو ایک رسی میں جکڑ کر باندھ دیا اور کہنے لگا کہ جب تک تم اسلام کو چھوڑ نہیں دیتے ہو میں تمہیں ہرگز نہیں چھوڑونگا تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے چچا سے فرمایا: واللہ! اگر تم میرے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالو گے جب بھی میں مقدس مذہب اسلام کو نہیں چھوڑ ونگا۔ آپ کا چچا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سچی اور پکی وابستگی اسلام کے ساتھ دیکھ کر رسی کھول دی اور آپ کو آزاد کر دیا۔ (سوانح کربلا ص ۳۴)

حضرات! اس نورانی واقعہ سے معلوم ہوا کہ مسلمان اگر اپنے سچے اور پیارے مذہب، اسلام کے ساتھ سچی اور پکی وابستگی رکھے تو اللہ تعالیٰ ایک نہ ایک دن ہر طرح کے غموں اور پریشانیوں سے آزادی نصیب فرما دیتا ہے

آپ کا حلیہ: حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ درمیانی قد کے خوبصورت شخص تھے، ہاتھ لمبے تھے جن پر کافی بال تھے، داڑھی بہت گھنی تھی۔

آپ صاحب الہجر تین ہیں: حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو مرتبہ ہجرت کی۔ ایک مرتبہ ہجرت فرما کر حبشہ تشریف لے گئے اور دوسری مرتبہ ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ تشریف لائے اور اسلام میں سب سے پہلے ہجرت فرمانے والے بھی حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ (تاریخ الخلفاء)

آپ سے فرشتے حیا کرتے ہیں: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنے مکان میں لیٹے ہوئے تھے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ران یا پنڈلی مبارک سے کپڑا ہٹا ہوا تھا، اسی حال میں کہ میرے باپ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم لیٹے رہے، اس کے بعد حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے اسی حال میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم لیٹے رہے پھر جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے تو ہمارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اٹھ کر بیٹھ گئے اور اپنے کپڑوں کو درست فرما لیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی

ہیں کہ جب میرے باپ حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس تشریف لے گئے تو میں نے اپنے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے دریافت کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم کیا وجہ ہے کہ جب میرے باپ حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے تو آپ لیٹے رہے لیکن جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے تو آپ اٹھ کر بیٹھ گئے۔

آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے جواب ارشاد فرمایا:

اَلَا اَسۡتَحِیۡ مِنۡ رَّجُلٍ تَسۡتَحِیۡ مِنۡهُ الۡمَلَائِكَةُ ٥

یعنی کیا میں اس شخص سے حیانہ کروں جس شخص سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔ (مسلم شریف، ج ۲، ص ۲۷۷)

سُبۡحَانَ اللّٰهِ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام و مرتبہ کتنا بلند و بالا ہے کہ آپ سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں اور خود محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بھی حیا کرتے نظر آتے ہیں۔

عثمان کا ہاتھ نبی کا ہاتھ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مقام حدیبیہ میں بیعت الرضوان کے موقع پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بیعت لے رہے تھے تو اس وقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے قاصد و نمائندہ کی حیثیت سے مکہ شریف گئے ہوئے تھے۔ جب سارے صحابہ بیعت کر چکے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ عثمان اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ کے کام سے گئے ہیں اور پھر اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مار کر فرمایا یہ عثمان کا ہاتھ ہے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے خود بیعت فرمائی۔

عاشق مدینہ حضرت عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ اس حدیث شریف سے ظاہر اور ثابت ہوتا ہے کہ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے دست اقدس کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ قرار دیا یہ شان و فضیلت ایسی ہے جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ خاص ہے کسی دوسرے صحابی کو حاصل نہیں ہے۔ (اشعۃ اللمعات)

دعوت میں ہر قدم کے بدلے ایک غلام آزاد کیا

ایک مرتبہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اپنے گھر پر کھانے کی

دعوت دی اور جب محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کی طرف تشریف لے چلے تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے قدم مبارک گننے لگے پھر ہر قدم کے بدلے ایک ایک غلام آزاد کیا۔ (جامع المعجزات، ص۶۵)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو مرتبہ جنت خریدا

ایک مرتبہ بیر رومہ کی خریداری کے وقت: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہمارے سرکار رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لے گئے تو مدینہ طیبہ میں بیر رومہ کے علاوہ اور کسی کنوئیں کا پانی میٹھا نہ تھا یہ کنواں وادیٔ عقیق کے کنارے ایک باغ میں ہے جو مدینہ طیبہ سے تقریباً چار کلومیٹر کی دوری پر ہے۔ اس کنوئیں کا مالک یہودی تھا جو اس کا پانی بیچا کرتا تھا اور مسلمانوں کو پانی کی سخت تکلیف تھی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے کہنے اور ترغیب دلانے سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آدھا کنواں بارہ ہزار درہم میں خرید لیا اور مسلمانوں پر وقف کر دیا اور طے یہ پایا کہ ایک دن مسلمان پانی بھرینگے اور دوسرے دن یہودی۔ مگر جب یہودی نے دیکھا کہ مسلمان ایک دن میں دو دن کا پانی بھر لیتے ہیں اور میرا پانی ہماری مرضی کے مطابق نہیں بکتا ہے تو یہودی پریشان ہو کر آدھا کنواں بھی حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ آٹھ ہزار درہم میں بیچ دیا۔ اس کنوئیں کو آج کی تاریخ میں بیرِ عثمان کے نام سے جانا جاتا ہے۔ (حاکم)

دوسری مرتبہ جنگ تبوک کے وقت

جنگ تبوک کا واقعہ ایسے وقت میں پیش آیا جب کہ مدینہ طیبہ میں سخت قحط پڑا ہوا تھا اور عام مسلمان بہت زیادہ تنگی اور پریشانی میں مبتلا تھے۔ یہاں تک کہ لوگ درخت کی پتیاں کھا کر زندگی گزار رہے تھے اسی لئے اس جنگ کے لشکر کو جیش عسرہ کہا جاتا ہے یعنی تنگ دستی والا لشکر

حضرت عبدالرحمن بن خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ بیان فرماتے ہیں کہ میں محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں اس وقت موجود تھا جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جیش عسرہ کی مدد کے لئے صحابہ کرام کو جوش دلا رہے تھے۔ اس وقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پر جوش تقریر سن کر کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میں سو اونٹ تمام ساز و سامان کے ساتھ راہ

خدا میں پیش کرتا ہوں۔ اس کے بعد پھر محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے درمیان جوش وجذبہ دلانے والی تقریر فرمائی اور مدد وتعاون کی طرف توجہ دلائی تو پھر دوسری مرتبہ بھی حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میں دوسو اونٹ ساز وسامان کے ساتھ راہ خدا میں پیش کرتا ہوں اس کے بعد پھر تیسری مرتبہ اللہ کے حبیب امت کے طبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے جنگی ساز وسامان کے حصول کے لئے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو رغبت دلانے کے لئے خطاب فرمایا تو پھر تیسری بار حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میں تین سو اونٹ مکمل جنگی سامان کے ساتھ راہ خدا میں حاضر کرتا ہوں۔

حضرت عبد الرحمن بن خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے دیکھا کہ محبوب خدا نبی رحمت و برکت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم منبر شریف سے اترتے جاتے تھے اور فرمارہے تھے:

مَا عَلٰی عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هٰذِهٖ

مَا عَلٰی عُثْمَانَ مَا عَمَلَ بَعْدِ هٰذِهٖ

یعنی اب عثمان کو اس کے بعد کوئی عمل نقصان نہیں پہنچا سکتا ہے یعنی اب عثمان کو اس کے بعد کوئی عمل نقصان نہیں پہنچا سکتا ہے۔

مراد یہ ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قربانی اور ایثار کا یہ عمل جو انہوں نے اپنے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ایماء واشارہ پر راہ خدا میں کیا ہے وہ اتنا مقبول اور محبوب ہو چکا ہے کہ اب اور کوئی نفل عبادت نہ کریں تب بھی ان کے درجات کی بلندی کے لئے کافی ہے اور اس مقبول ومحبوب عمل کے بعد ان کے لئے کسی نقصان کا کوئی خطرہ باقی نہیں رہا۔ (ترمذی شریف، ج ۲، ص ۲۱۱، مشکوٰۃ شریف: ص ۵۶۱)

ایک اور روایت تفسیر خازن اور معالم التنزیل میں اس طرح ہے کہ جنگ تبوک کے وقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ہزار اونٹ جنگی ساز وسامان کے ساتھ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا تھا اور ایک ہزار دینار اپنے کرتے کی آستین میں چھپا کر لائے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دامن میں ڈال دیا اور حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صدقہ کے چار ہزار درہم خدمت اقدس میں پیش کئے تو ان دونوں حضرات کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا یُتْبِعُوْنَ مَاۤ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَاۤ اَذًى لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ (پ۳،ع۴)

یعنی جو لوگ کہ اپنے مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، پھر دینے کے بعد نہ احسان رکھتے ہیں اور نہ تکلیف دیتے ہیں تو ان کا اجر و ثواب ان کے رب کے پاس ہے اور نہ ان پر کوئی خوف طاری ہوگا اور نہ وہ غمگین ہونگے۔ (پارہ ۳ ع ۴)

تفسیر خزائن العرفان میں حضرت صدر الافاضل سید نعیم الدین مراد آبادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تحریر فرمایا ہے کہ یہ آیت مبارکہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں نازل ہوئی۔

درود شریف:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سخاوت

حضرت علامہ اسمٰعیل حقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ مدینہ طیبہ میں ایک منافق کی جگہ میں ایک درخت تھا اور وہ درخت ایک انصاری کے مکان پر جھکا ہوا تھا جس کا پھل انصاری صحابی کے مکان میں گرتا تھا۔ انصاری صحابی نے اپنے آقا رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں اس منافق کے درخت کا پھل گرنے کا ذکر کیا۔ اس وقت اس منافق مسلمان کا نفاق ظاہر نہیں ہوا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اس منافق مسلمان سے فرمایا کہ تم اپنا درخت انصاری صحابی کے ہاتھ بیچ ڈالو۔ اس کے بدلے تمہیں جنت کا درخت ملے گا۔ مگر منافق مسلمان نے درخت بیچنے سے انکار کردیا۔ جب اس واقعہ کی خبر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہوئی کہ منافق مسلمان نے ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے فرمان کو منظور نہیں کیا اور درخت بیچنے سے انکار کردیا ہے تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک درخت کے بدلے میں پورا باغ دیکر درخت کو اس منافق مسلمان سے خرید لیا اور انصاری صحابی کو دیدیا۔ اس پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریف اور منافق مسلمان کی ذلت و برائی میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ سَیَذَّكَّرُ مَنْ یَّخْشٰى وَیَتَجَنَّبُهَا الْاَشْقَى الَّذِیْ یَصْلَى النَّارَ الْكُبْرٰى ۝ یعنی عنقریب نصیحت مانے گا جو ڈرتا ہے اور اس سے وہ بڑا بد بخت دور رہے گا جو سب سے بڑی آگ میں جائے گا۔ (پ۳۰، رکوع ۱۲)

اس آیت کریمہ میں مَنْ یَّخْشٰی سے مراد حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ اور اَلْاَشْقٰی سے مراد اس درخت کا مالک منافق مسلمان ہے۔ (تفسیر روح البیان، ج۱۰ ص ۴۰۸)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنتی ہیں

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ طیبہ کے ایک باغ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ تھا کہ ایک صاحب آئے اور باغ کا دروازہ کھولنے کے لئے کہا تو رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اِفْتَحْ لَہٗ وَبَشِّرْہُ بِالْجَنَّۃِ یعنی دروازہ کھول دو اور آنے والے شخص کو جنت کی بشارت دیدو۔ میں نے باغ کا دروازہ کھولا تو دیکھا کہ وہ شخص حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ میں نے ان کو جنت کی خوشخبری سنادی۔ اس پر حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور اسکی حمد وثنا کی پھر ایک صاحب آئے اور دروازہ کھولنے کے لئے کہا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان کے بارے میں بھی فرمایا:

اِفْتَحْ لَہٗ وَبَشِّرْہُ بِالْجَنَّۃِ یعنی ان کے لئے بھی دروازہ کھول دو اور ان کو بھی جنت کی خوشخبری سنادو۔ میں نے دروازہ کھولا تو دیکھا کہ وہ شخص حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ میں نے ان کو بھی جنت کی بشارت دی، تو انہوں نے بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور اس کی حمد وثنا کی۔

پھر ایک تیسرے شخص آئے اور دروازہ کھولنے کے لئے کہا تو آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مجھ سے فرمایا:

اِفْتَحْ لَہٗ وَبَشِّرْ بِالْجَنَّۃِ عَلٰی بَلْوٰی تُصِیْبُہٗ یعنی دروازہ کھول دو اور ان کو مصیبتوں پر جو ان کو پہونچیں گی جنت کی بشارت دیدو۔

حضرت موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے تیسری مرتبہ جب دروازہ کھولا تو دیکھا کہ آنے والے شخص حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ارشاد کے مطابق حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جنت کی بشارت دی اور ان کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے فرمان ذی شان سے آگاہ کیا تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور اس کی حمد وثنا کی اور فرمایا: اَللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ یعنی آنے والی مصیبتوں پر اللہ تعالیٰ معین ومددگار ہے۔ (بخاری شریف، مسلم شریف، ج۲، ص۲۷۷، ترمذی، ج۲، ص۲۱۲)

اُحد پہاڑ کا زلزلہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آفتاب نبوت، ماہتاب رسالت

صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق اکبر، حضرت عمر فاروق اعظم اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اُحد پہاڑ پر جلوہ افروز تھے کہ یکا یک اُحد پہاڑ ہلنے لگا تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اُحد پہاڑ کو قدم مبارک سے مارا اور فرمایا فَاِنَّمَا عَلَیْکَ نَبِیٌّ وَصِدِّیْقٌ وَشَہِیْدَانِ ٥ یعنی اے اُحد پہاڑ تو ٹھہر جا کہ تجھ پر ایک نبی اور ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔ (صحیح بخاری، ج ۱، ص ۵۲۳، مصنف عبدالرزاق، ج ۱۱، ص ۲۲۹)

عاشق مدینہ امام اہلسنت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

ایک ٹھوکر میں اُحد کا زلزلہ جاتا رہا   رکھتی ہیں کتنا وقار اللہ اکبر ایڑیاں

اے ایمان والو! اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ آقائے کائنات مختار دو عالم، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی حکومت پہاڑوں پر بھی جاری اور ساری ہے۔

خوب فرمایا میرے آقائے نعمت حضور اعلیٰ حضرت پیارے رضا، اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

وہ زبان جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

اور دوسرا مسئلہ یہ بھی ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی دین وعطا سے ہمارے پیارے آقا محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم غیب کے جاننے والے ہیں جبھی تو برسوں بعد شہید ہونے والے حضرت عمر فاروق اعظم اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ان کے روبرو شہادت کی خبر دی اور یہ دونوں حضرات شہید کئے گئے۔

امام اہلسنت حضور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروروں درود

درود شریف:

عثمان ہدایت پر ہوں گے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے آنے والے وقتوں میں ہونے والے فتنوں کا ذکر کیا تو اتنے میں ایک صاحب سر پر کپڑا ڈالے ہوئے ادھر سے گزر رہے تھے تو

آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا یہ شخص اس دن ہدایت پر ہوگا۔ گزرنے والے شخص کے بارے میں معلوم کیا گیا تو وہ شخص حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اور سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا یہ شخص ہدایت پر ہوگا اس فتنہ میں ظلم سے قتل کیا جائے گا۔ (ترمذی شریف، ج ۲، ص ۲۱۱، ابن ماجہ شریف، ص ۱۱)

نبی کے ساتھی جنت میں عثمان غنی ہیں

حضرت طلحہ ابن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

لِكُلِّ نَبِيٍّ رَفِيْقٌ وَرَفِيْقِي يَعْنِي فِي الْجَنَّةِ عُثْمَانُ یعنی ہر نبی کا کوئی ساتھی ہوتا ہے اور میرے ساتھی یعنی جنت میں عثمان ہیں (مشکوۃ، ص ۵۶۱، ترمذی ج ۱، ص ۲۱۰، ابن ماجہ، ص ۱۱)

عثمان کا دشمن نبی کا دشمن: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے مالک ومختار نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں ایک جنازہ لایا گیا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس میت کی نماز جنازہ پڑھا دیں مگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اس میت کی نماز جنازہ نہیں پڑھی تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا۔

مَارَأَيْنَاكَ تَرَكْتَ الصَّلٰوةَ عَلٰى اَحَدٍ قَبْلَ هٰذَا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم! ہم نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو کسی کی نماز جنازہ چھوڑتے نہیں دیکھا۔

تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّهٗ كَانَ يَبْغُضُ عُثْمَانَ بے شک یہ شخص عثمان سے بغض رکھتا تھا۔ (ترمذی شریف، ج ۲، ص ۲۱۲)

حضرت عثمان غنی بروز قیامت ستّر ہزار گناہگاروں کی بخشش کرائیں گے

اللہ کے حبیب ہم گنہگاروں کے طبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جب عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) شہید ہوں گے تو آسمانوں کے فرشتے ان کی نماز جنازہ میں شریک ہوں گے اور عثمان غنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) قیامت کے دن ایسے ستّر ہزار گنہگاروں کی بخشش کرا کے جنت میں داخل کرائیں گے جن پر جہنم واجب ہو چکی تھی۔ (نورالابصار، ص ۲۲۳)

حضرت عثمان غنی صحابہ کرام میں سب سے زیادہ مالدار تھے: حضرت امیر خسرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے راحت المحبین میں جو آپ کے پیرو مرشد حضرت نظام الدین اولیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ملفوظات کا مجموعہ ہے، تحریر فرمایا ہے کہ میرے شیخ حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابہ کرام علیہم

الرضوان میں سب سے زیادہ مال و دولت والے تھے اور آپ بے دریغ مال و دولت کو ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے اشارے پر راہ خدا میں خرچ کیا کرتے تھے۔ چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مشفق ومہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں عرض کیا کہ مال ودولت سے تنگ آ گیا ہوں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم دعا فرمائیں کہ میرے مال ودولت میں کمی ہو جائے، کیونکہ مال ودولت کی کثرت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی عبادت واطاعت میں خلل واقع ہورہا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے دعا کرنے کا ارادہ فرمایا ہی تھا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کا فرمان سنایا کہ اے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مال ودولت کے کمی کی دعا نہ فرمایئے گا، کیونکہ عثمان غنی ہمارے راہ میں مال و دولت خرچ کرتے ہیں اور ہم عثمان غنی کے مال و دولت کو کم نہیں ہونے دینگے بلکہ مزید بڑھاتے رہیں گے۔ (راحت المحبین، امیر خسرو)

حضرت عثمان غنی کا اتباع رسول: ایک مرتبہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وضو فرمایا اور وضو کے بعد مسکرانے لگے، لوگوں نے مسکرانے کی وجہ معلوم کی تو آپ نے فرمایا کہ ایک دفعہ میں نے وضو کے بعد اپنے رحیم و کریم نبی صلی اللہ تعالیٰ عنہ والہ وسلم کو مسکراتے ہوئے دیکھا تھا تو میں نے بھی مسکرادیا۔ ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم وضو کے بعد مسکرائے تو اس وقت مسکرانا تو سنت تھی تو اپنے محبوب کی اتباع اور محبت میں ہم بھی مسکرادیئے۔

حضرت عثمان غنی نے ایک مرتبہ کعبہ کا طواف تک نہیں کیا

جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا قاصد بنا کر مکہ مکرمہ میں کفار و مشرکین سے گفتگو کرنے کے لئے بھیجا تو کفار مکہ نے آپ سے کہا کہ آپ خانہ کعبہ کا طواف اور صفا و مروہ کی سعی کر کے اپنا عمرہ ادا کر لیں مگر ہم مکہ والے آپ کے نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کو ہرگز ہرگز کعبہ کے قریب نہیں آنے دیں گے تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کفار مکہ کو جواب دیا کہ اے مکہ والو! بھلا میری یہ مجال ہے کہ میں بغیر محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو ساتھ لئے خدائے تعالیٰ کے گھر کا طواف کرلوں، یہ مجھ سے ہرگز ہرگز نہیں ہوسکتا۔ (نزہۃ المجالس: ج۲،ص ۴۰۲)

نسبت وتعلق کا احترام: حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس دن سے اپنے محبوب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے بیعت کی تھی اس روز سے دم آخر تک اپنا داہنا ہاتھ کو کبھی اپنی شرمگاہ کو نہیں لگایا۔ (سوانح کربلا: ص، ۳۷)

حضرات! حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے محبوب آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے نسبت وتعلق کا احترام کس درجہ کرتے نظر آتے ہیں ان کی زندگی کا ایک اور نورانی واقعہ ملاحظہ فرمائیے۔

امام اہل سنت مجدد دین وملت پیارے رضا، اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں: کہ (مسجد نبوی شریف میں) منبر کے تین زینے تھے علاوہ اوپر کے تختے کے جس پر بیٹھتے ہیں، حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم درجہ بالا پر خطبہ فرمایا کرتے، صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوسرے (زینے) پر خطبہ پڑھا فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تیسرے (زینے) پر (خطبہ پڑھا) جب زمانہ ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آیا پھر اول پر خطبہ فرمایا، سبب پوچھا گیا تو فرمایا اگر دوسرے پر پڑھتا تو لوگ گمان کرتے کہ میں صدیق اکبر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا ہم سر ہوں اور تیسرے پر پڑھتا تو وہم ہوتا کہ فاروق اعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے برابر ہوں۔ لہٰذا وہاں (پر خطبہ) پڑھا جہاں یہ احتمال متصور ہی نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ: ج ۳، ص ۷۰۰)

اے ایمان والو! حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے عظیم الشان صحابی اور خلیفہ کا یہ ایمان وعقیدہ تھا کہ میں امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ہمسر اور برابر نہیں ہوں تو محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اپنا جیسا اور اپنا بڑا بھائی خیال کریں یہ محال وغیر ممکن ہے۔

مگر وہابی، دیوبندی، منافق مسلمان کا ایمان وعقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہمارے بڑے بھائی اور ہمارے جیسے ایک بشر ہیں۔ وہابی دیوبندی کے پیشوا مولوی اسمٰعیل دہلوی لکھتے ہیں:

وہابیوں، دیوبندیوں کا عقیدہ

اولیاء وانبیاء امام زادہ وامام، پیر وشہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندۂ عاجز اور ہمارے بھائی، مگر اللہ نے ان کو بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے۔ (تقویۃ الایمان ص ۱۳۶)

اے ایمان والو! حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی کا ایمان وعقیدہ؟ اور منافق مسلمان دیوبندی وہابی کا ایمان وعقیدہ!

دونوں آپ کے سامنے ہے۔ فیصلہ آپ کو کرنا ہے کہ جنت میں جانا ہے یا جہنم میں۔ حدیث شریف سے ثابت ہے کہ صحابہ کا راستہ جنت کا راستہ ہے اور منافق مسلمان یعنی دیوبندی اور وہابی کا راستہ دوزخ کا راستہ ہے۔

سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

تیرے غلاموں کا نقش قدم ہے راہ خدا
وہ کیا بہک سکے جو یہ سراغ لے کے چلے
لحد میں عشق رخ شہ کا داغ لے کے چلے
اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے

درود شریف:

حضرت عثمان غنی کا جذبہ عشق: جب باغیوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان کو گھیر لیا اس وقت آپ سے باغیوں کے مقابلے کے لئے عرض کیا گیا تو آپ نے مقابلہ کرنے سے انکار کر دیا جب کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طاقت وقوت باغیوں کے مقابلہ میں بہت زیادہ تھی۔آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ آپ باغیوں سے مقابہ کرنے کی اجازت بھی نہیں دیتے ہیں تو آپ مدینہ طیبہ سے مکہ مکرمہ یا اور کسی مقام پر تشریف لے جائیں، تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ طیبہ سے دور کسی اور شہر میں جانا منظور نہ فرمایا اور آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں مدینہ طیبہ میں اپنے محبوب ومشفق آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا قرب و جوار چھوڑنے کی تاب وطاقت نہیں رکھتا۔ (سوانح کربلا:ص ۳۷)

اے عشق تیرے صدق جلنے سے چھٹے ستے
جو آگ بجھا دیگی وہ آگ لگائی ہے
دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

ہر جمعہ کے دن غلام آزاد فرماتے: حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس دن اسلام میں داخل ہوئے اس روز سے وصال شریف تک کوئی جمعہ ایسا نہیں گزرا کہ آپ نے کوئی غلام آزاد نہ کیا ہو۔ (سوانح کربلا:ص ۳۷)

حضرت عثمان غنی کی کرامتیں: (۱) عاشق رسول حضرت علامہ امام یوسف بن اسمٰعیل نبہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے اپنی آنکھوں کا غلط استعمال کیا۔غیر عورت کی طرف دیکھا پھر وہ شخص حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تم لوگ ہمارے پاس اس حال میں آتے ہو کہ تمہاری آنکھوں میں زنا کے اثرات ہوتے ہیں۔وہ شخص غصہ میں آکر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سے کہنے لگا، کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بعد بھی وحی کا سلسلہ جاری ہے؟ آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ میری آنکھوں میں زنا کے اثرات ہیں، تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھ پر وحی تو نہیں آتی ہے مگر میں نے جو کچھ دیکھا ہے وہ حق اور سچ ہے اور یہ سب کچھ جو میں نے دیکھا ہے اپنے ایمان کے نور سے دیکھا ہے۔

(جامع کرامات: ج ۱، ص ۱۵۰، کرامات صحابہ بحوالہ حجۃ اللہ علی العالمین: ج ۲، ص ۸٦۲)

حدیث شریف: اِتَّقُوْا فَرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ ٥

مومن کی فراست ودانائی سے ڈرو کہ بے شک وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے۔

(۲) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جہجاہ غفاری نام کا بد بخت شخص مسجد نبوی شریف میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آکر کھڑا ہو گیا اس وقت آپ منبر پر خطبہ دے رہے تھے۔ اس بد بخت شخص نے امیر المومنین کے ہاتھ سے آپ کا عصا شریف لے کر اپنے ران پر مار کر توڑ دیا، آپ بہت حلیم اور باحیا تھے، اس شخص سے کوئی مواخذہ نہ فرمایا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس بد بخت شخص کو اس کی بے ادبی اور گستاخی کی یہ سزا دی کہ اس شخص کے ہاتھ اور پاؤں میں کینسر کا مرض ہو گیا اور اس کا پورا جسم سڑ گیا اور وہ بد بخت سال کے اندر ہی مر گیا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین: ج ۲، ص ۸٦۲، کرامات صحابہ: ص ۵۲)

اے ایمان والو! آپ حضرات نے دیکھ لیا کہ اللہ والوں کی بے ادبی اور گستاخی کرنے والا شخص کینسر جیسے مہلک بیماری میں مبتلا نظر آرہا ہے۔ یہ ہے اللہ والوں کی بے ادبی اور گستاخی کا انجام۔

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب اور نیک بندوں کی بے ادبی و گستاخی سے محفوظ رکھے۔ آمین ثم آمین

حضرت عثمان غنی مستجاب الدعوات تھے: حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت ابو قلابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ میں ملک شام کے سفر میں تھا کہ اچانک میں نے ایک شخص کی آہ وبکا کی آواز سنی وہ شخص کہہ رہا تھا یَا وَیْلَاهُ النَّارُ یعنی ہائے افسوس میرے لئے جہنم ہے۔ میں اس شخص کے پاس گیا تو دیکھا کہ اس شخص کے دونوں ہاتھ اور دونوں پیر کٹے ہوئے ہیں اور دونوں آنکھوں سے اندھا ہے اور اپنے منہ کے بل زمین پر اوندھا پڑا ہوا ہے اور بار بار یہی کہہ رہا، ہائے افسوس میرے لئے جہنم ہے۔ میں نے اس شخص کا حال معلوم کیا تو اس شخص نے مجھ سے بتایا کہ میں آزاد لوگوں میں ہوں جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان میں حملہ کر کے داخل ہوا اور آپ کو قتل کے ارادہ سے قریب ہوا تو آپ کی بیوی صاحبہ نے شور مچایا تو میں نے ان کو ایک تھپڑ مارا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ کیا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تیرے دونوں ہاتھ اور دونوں پیر کاٹے اور تیری دونوں آنکھیں اندھی

کردے اور تجھے آگ میں ڈالے تو میں گھبرا کر بھاگ گیا۔ پھر میرا حال جو ہوا وہ آپ کے سامنے ہے اور ان کی دعا کی آخری چیز باقی ہے۔ حضرت ابوقلابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بدبخت شخص سے فرمایا تو ہلاک و برباد ہو جائے۔

حضرات! یہ روایت حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مستجاب الدعوات ہونے کی شان ظاہر کرتی ہے۔

(کرامات صحابہ، ص ۵۳، ازالۃ الخفاء ص ۲۲۷)

حضرت عثمان غنی کے باغیوں کا بُرا انجام

ابن ابی حبیب سے روایت ہے کہ مجھے خبر ملی ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حملہ کیا اور آپ کے قتل ناحق میں شریک ہوئے تھے وہ سب کے سب خطرناک امراض میں مبتلا ہوئے اور ان میں سے اکثر پاگل ہو کر مرے۔ (الصواعق المحرقہ، ازالۃ الخفاء، سوانح کربلا، ص ۳۷، کرامات صحابہ، ص ۵۴)

آپ کی خلافت: حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشرف بہ اسلام ہونے کے وقت سے شہید ہونے تک اللہ تعالیٰ اور محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے سچی وابستگی اور محبت اور آپ کے اسلامی کارنامے قابل ذکر ہیں اور صبح قیامت تک یاد کئے جاتے رہیں گے۔ جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسند خلافت پر رونق افروز ہوئے تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مدفون ہونے کے بعد تیسرے دن ہی وہ چھ اکابر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلافت کا معاملہ سپرد کیا تھا۔ وہ سب جمع ہوئے اور سب صحابہ کرام نے بالاتفاق حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر المومنین اور خلیفہ منتخب فرمایا اور آپ کے دست حق پرست پر بیعت کی۔ اور آپ کے دور خلافت میں بھی اسلامی فتوحات کا دائرہ بہت زیادہ وسیع ہوا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے پہلے سال ہی ۲۴ھ میں ملک "رے" جو فتح ہونے کے بعد اسلامی حکومت کے قبضہ سے نکل گیا تھا۔ دوبارہ اس کو آپ نے فتح کیا

۲۶ھ میں امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کچھ مکانات خرید کر مکہ مکرمہ کی مسجد حرام کو توسیع کیا اور اسی سال سابور کا قلعہ فتح ہوا۔

۲۷ھ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم سے ملک شام کے گورنر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بحری بیڑہ تیار کر کے سمندری جہاز شروع کیا اور قبرص پر حملہ کر کے اس جزیرہ کو فتح کیا اور اسی سال ارجان اور "دار بجرد" پر بھی قبضہ ہوا۔ اور اسی سال حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مصر کے گورنر حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کو معزول کر کے ان کی جگہ عبداللہ ابن ابی سرح کو گورنر مقرر فرمایا۔ اور اسی سال افریقہ کے پہاڑی اور جنگلی اور اس کے دوسرے علاقوں کو فتح کر کے اسلامی سلطنت میں شامل کر لیا گیا اور اس فتح میں کثیر مال غنیمت حاصل ہوا کہ ہر سپاہی کو ایک ایک ہزار دینار اور بعض کا قول ہے کہ تین تین ہزار دینار سب کو حصہ ملا۔

سنہ ۲۹ھ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد نبوی شریف کو وسیع کیا اور نقش و نگار والے پتھروں سے مسجد نبوی شریف کی دیواروں اور ستونوں کی تعمیر فرمائی اور مسجد نبوی شریف کی چھت کو ساگون کی لکڑی سے مزین فرمایا اور مسجد نبوی شریف کی لمبائی ایک سو ساٹھ گز اور چوڑائی ایک سو پچاس گز کر دی اور اسی سال اصطخ وغیرہ بہت سے ملک فتح ہوئے۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۱۰۶)

سنہ ۳۰ھ سے سنہ ۳۵ھ تک خراسان کے اکثر شہر اور نیشاپور، طوس، سرخس وغیرہ ممالک فتح ہوئے۔ ان فتوحات سے اس قدر مال کثیر دارالخلافت مدینہ طیبہ میں آیا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان مالوں کی حفاظت کے لئے کچھ محفوظ خزانے بنوانے پڑے اور آپ نے اسلامی فوج میں اس قدر مال و دولت تقسیم فرمایا کہ ہر سپاہی دولت مند ہو گیا۔

سنہ ۳۵ھ میں آپ کو شہید کر دیا گیا جس سے اسلام کے عروج و ترقی میں بہت بڑا رخنہ پڑ گیا۔ اسی وقت سے اسلامی سلطنت میں بے شمار اختلاف و انتشار پیدا ہو گیا جس سے اسلامی سلطنت کی بنیادیں کمزور ہو کر ہل گئیں۔

(تاریخ الخلفاء، ۱۰۶)

آپ کی شہادت: امیر المومنین حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت اسلام کی تاریخ میں دردناک حادثہ ہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارہ سال تک مسند خلافت کو زینت بخشی۔

خلافت کے شروع کے چھ سالوں میں تو کسی شخص کو بھی آپ سے کوئی شکایت نہیں ہوئی بلکہ قریش میں حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی زیادہ محبوب و مقبول تھے۔ مگر چھ سال کے بعد کچھ وجوہات کے سبب آپ کی مقبولیت و محبوبیت میں کچھ کمی آئی۔

اسی زمانے میں عبداللہ بن ابی سرح کو آپ نے مصر کا گورنر مقرر فرما دیا تھا۔ اس نے مصر میں ظالمانہ حرکتیں شروع کیں یہاں تک کہ مصر کے کچھ لوگ اس کے بدافعالی کی شکایت کو لے کر دربار خلافت میں حاضر ہوئے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عبداللہ بن ابی سرح کو زجر و ملامت کا فرمان بھیجا مگر پھر بھی وہ اپنی بے ہودہ حرکتوں سے باز نہیں آیا بلکہ اس ظالم نے شکایت کرنے والے مصریوں کو بلا کر قتل کر دیا۔ اس قتل و غارت کے واقعہ نے مصر والوں کے دلوں کو بے چین و بے قرار کر دیا۔ اور سات سو آدمیوں کا قافلہ مصر سے مدینہ طیبہ آیا اور اکابر صحابہ

سے اس ظالم کی حرکتوں کو بیان کیا اور اس کی شکایت کی۔ حضرت طلحہ، ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور ان کے علاوہ بڑے بڑے صحابہ نے امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کی اور ساری داستانیں سنائیں اور مصر کے لئے دوسرا گورنر مقرر کرنے کا مشورہ دیا اور امیر المومنین کو آمادہ بھی کرلیا۔

امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مصر کے لوگ اپنی پسند سے گورنر کا انتخاب کرلیں میں ان کے منتخب شخص کو گورنر مقرر کردوں گا۔

چنانچہ مصر کے لوگوں نے محمد بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو منتخب کرلیا اور امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی گورنری کا پروانہ لکھ دیا اور عبداللہ بن ابی سرح کو مصر کی گورنری سے معزولی کا حکمنامہ بھی تحریر فرمادیا۔

محمد بن ابوبکر سات سو مصریوں اور کچھ انصار و مہاجرین کو لیکر مصر کے لئے روانہ ہوگئے۔

محمد بن ابوبکر کا قافلہ مدینہ طیبہ سے تیسری منزل پر ہی پہونچا تھا کہ ایک حبشی غلام اپنی سانڈنی پر سوار بڑی تیزی سے جاتا ہوا نظر آیا۔ قافلہ والوں کو اس حبشی شخص پر شک ہوا تو لوگوں نے اس کو پکڑ لیا اور جب اس کی تلاشی لی گئی تو اس کی سوکھی مشکیزہ میں ایک خط ملا جو امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے مصر کے گورنر عبداللہ بن ابی سرح کے نام تھا اور اس خط کا مضمون یہ تھا کہ جس وقت محمد بن ابوبکر اور فلاں۔ فلاں شخص تمہارے پاس پہونچیں تم فوراً ان لوگوں کو قتل کردینا اور تم اپنے منصب پر برقرار رہنا۔

اس خط کو پڑھنے کے بعد سارے لوگ حیران رہ گئے اور سبھی لوگ جو محمد بن ابوبکر کے ساتھ تھے واپس مدینہ طیبہ لوٹ آئے اور حضرت مولیٰ علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور اکابر صحابہ کو جمع کیا اور یہ خط دکھایا۔ سب کے سامنے خط پڑھا گیا اور حبشی غلام کا واقعہ بتایا گیا اس پر سارے لوگ سخت ناراض ہوئے اور تمام صحابہ غیض وغضب میں بھرے ہوئے اپنے گھروں کو چلے گئے۔ مگر محمد بن ابوبکر اپنے قبیلہ بنو تمیم اور مصریوں کو لیکر امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان کو گھیر لیا۔ حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ صورت دیکھی تو اپنے ساتھ بہت سے صحابہ کو لیکر اور وہ خط حبشی، غلام اور اونٹنی کے ساتھ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں تشریف لائے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ یہ غلام آپ کا ہے؟ امیر المومنین نے فرمایا کہ ہاں! پھر اونٹنی کے بارے میں پوچھا کہ کیا یہ اونٹنی آپ کی ہے؟ امیر المومنین نے فرمایا ہاں یہ اونٹنی میری ہے پھر خط پیش کیا گیا اور دریافت کیا گیا کہ یہ خط آپ ہی کا ہے؟

امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ خط نہ میں نے لکھا ہے۔

نہ کسی کو اس کے لکھنے کا حکم دیا ہے نہ مجھے اس کے بارے میں معلوم ہے۔ پھر خط پر جو مہر لگی تھی اس کے بارے میں سوال کیا گیا کہ یہ مُہر کس کی ہے؟ تو امیر المومنین نے مُہر دیکھ کر فرمایا کہ ہاں مُہر میری ہی ہے۔ مگر مہر کس نے لگائی مجھے معلوم نہیں ہے۔ امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کا بیان سن کر حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ غلام آپ کا۔ اونٹنی آپ کی۔ مُہر آپ کی مگر آپ کو کچھ بھی نہیں معلوم کہ خط کس نے لکھا؟ امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ نے پھر اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر فرمایا کہ واللہ نہ میں نے اس خط کو لکھا نہ کسی سے لکھوایا۔ نہ اس کے بارے میں مجھے کچھ معلوم ہے نہ میں نے اس غلام کو مصر کی طرف بھیجا۔

امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کے قسم کھانے کو سن کر سب کو یقین ہو گیا کہ امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کا دامن اس گناہ سے پاک وصاف ہے اور ہر شخص کو اس بات کا یقین ہو گیا کہ یہ ساری شرارت ظالم مروان کی ہے۔ جو امیر المومنین کا منشی ہے اور مروان بڑا ہی شریر اور مکار ہے۔ اسی بد بخت وخبیث مروان کے پاس امیر المومنین کی مہر رہتی ہے اور بد بخت مروان نے ہی یہ خط لکھا ہے اور امیر المومنین کی مُہر لگا دی ہے۔

چنانچہ ہر شخص یہ مطالبہ کرنے لگا کہ بد بخت مروان ہی اس عظیم جُرم کا مجرم ہے اس لئے آپ مروان کو ہمارے حوالہ کر دیں اگر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ نے مروان خبیث کو لوگوں کے حوالے کر دیا ہوتا تو سارا فتنہ وفساد ختم ہو جاتا اور کوئی شخص حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کے خلاف نہیں ہوتا۔

مگر امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ نے یہ سوچا کہ مروان خبیث۔ خاندان بنو امیہ کا آدمی ہے اور مملکت اسلامی کے اکثر گورنر خاندان بنو امیہ ہی کے ہیں اگر میں مروان کو ان لوگوں کے حوالے کر دیتا ہوں تو یہ لوگ اس کو قتل کر ڈالیں گے۔ پھر پورا خاندان بنو امیہ بدلہ لینے کے لئے تیار ہو جائیں گے اور مسلمانوں کے آپس میں بہت بڑی جنگ شروع ہو جائے گی اسی لئے آپ نے مروان کو ان لوگوں کے سپرد کرنے سے انکار کر دیا۔

بس اسی بات پر مصر کے لوگ اس قدر غصہ میں آئے کہ امیر المومنین کے مکان کا محاصرہ کر لیا اور پانی کو بھی بند کر دیا۔

ایک دن حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ سخت پیاسے ہو گئے تو آپ نے مکان کے اوپر سے جھانک کر فرمایا کہ کیا تم میں سے کوئی شخص جا کر حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالی عنہ سے بتا دے کہ ہم پیاسے ہیں ہم کو پانی پلا دیں۔ جب حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالی عنہ کو خبر ہوئی تو آپ نے میٹھے پانی کے تین مشکیزے بھجوا دیئے مگر یہ پانی بھی بڑی مشکل سے مکان میں پہونچا کہ بنو ہاشم اور بنو امیہ کے چند غلام باغیوں کے ہاتھ سے زخمی ہو گئے پھر حضرت علی

شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دونوں شہزادوں حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ تم دونوں ننگی تلواریں لیکر امیر المومنین کی حفاظت کے لئے ان کے دروازہ پر کھڑے رہو اور ہرگز کسی باغی کو مکان کے اندر داخل نہ ہونے دو اسی طرح حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور دوسرے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی اپنے صاحبزادوں کو آپ کی حفاظت کے لئے مقرر فرمایا۔ (تاریخ الخلفاء)

حضرات! چالیس دن تک یہ محاصرہ قائم رہا۔ ایک دن محمد بن ابوبکر دو باغیوں کو ساتھ لیکر مکان کے پچھلے حصہ سے امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان میں داخل ہو گئے اور غصہ اتنا زیادہ تھا کہ محمد بن ابوبکر نے امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی داڑھی پکڑ لی۔ اس وقت امیر المومنین کے پاس صرف آپ کی بیوی حضرت نائلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیٹھی ہوئی تھیں باقی اور لوگ مکان کے چھت پر تھے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے محمد بن ابوبکر! تم کیا کر رہے ہو! اگر تمہارے باپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمہاری اس حرکت کو دیکھتے تو ان کا کیا حال ہوتا؟ یہ سنتے ہی محمد بن ابوبکر شرمندہ ہو کر آپ کی داڑھی کو چھوڑ دی اور مکان سے بھاگ کر چلے گئے۔ مگر وہ دونوں مصری باغی آگئے اور انہوں نے بڑی بے رحمی اور سفاکی کے ساتھ امیر المومنین حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ O

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیک بیوی حضرت نائلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بہت چیخا اور چلایا اور آواز لگائی مگر باغیوں نے مکان کے باہر اس قدر شور وغل مچا رکھا تھا کہ آپ کی آواز کسی نے نہیں سنی۔ آخر حضرت نائلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مکان کے چھت پر جا کر لوگوں کو بتایا کہ امیر المومنین شہید کر دیئے گئے ہیں اور قاتل فرار ہو چکے ہیں۔ (تاریخ الخلفاء)

حضرات! بعض روایتوں میں یہ بھی آیا ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جس وقت شہید کیا گیا تو آپ اس وقت قرآن مجید کی تلاوت فرما رہے تھے اور آپ کو جب شہید کیا گیا تو خون کے کچھ قطرے فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ کی آیت پر پڑے اور آپ کی پیاری و نیک بیوی حضرت نائلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب تلوار کے وار کو اپنے ہاتھوں سے روکا تو ان کی انگلیاں بھی کٹ گئیں۔ ابن عساکر نے نقل کیا ہے کہ امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قاتل اہل مصر میں سے ''حمار'' نام کا ایک شخص تھا جس کی آنکھیں نیلی اور سرخ تھیں اور دوسرے مفسرین نے بیان کیا ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قاتل جس کا نام اسود تجیبی تھا جو مصر کا رہنے والا تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی خبر جب حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو پہونچی تو سب کے سب غموں سے نڈھال ہو گئے اور حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اتنا غصہ آیا کہ ایک طمانچہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اور ایک گھونسہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینہ پر مارا اور محمد بن طلحہ اور عبداللہ بن زبیر کو بھی بہت سخت لفظوں میں ڈانٹا کہ تم لوگوں کے ہوتے ہوئے امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کس طرح شہید کر دیئے گئے؟ لیکن جب حقیقت حال کا پتہ چلا کہ قاتل دروازے سے نہیں داخل ہوئے تھے بلکہ مکان کے پیچھے حصہ سے دوسرے مکان سے کود کر آئے تھے تو حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر المومنین کی زوجہ محترمہ سے حال معلوم کیا تو انہوں نے حقیقت حال سے آگاہ کیا۔

حضرات! امیر المومنین حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت وسط ایام تشریق ماہ ذی الحجہ ۳۵ھ میں ہوئی اور بعض مفسرین کا قول ہے کہ ۱۸/ ذی الحجہ ۳۵ھ آپ کی شہادت کی تاریخ ہے اور یہی تاریخ مشہور ہے۔ شہادت کے وقت آپ کی عمر شریف بیاسی سال کی تھی۔ آپ کی نماز جنازہ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھائی اور آپ جنت البقیع شریف میں مدفون ہوئے اور یہی آپ کی وصیت بھی تھی۔ (تاریخ الخلفاء)

اے ایمان والو! امیر المومنین حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جس سفا کی اور بے رحمی کے ساتھ شہید کیا گیا ہے اس کی مثال ملنا ناممکن ہے۔

امام عشق ومحبت سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

در منثور قرآں کی سلک بہی
زوج دو نور عفت پہ لاکھوں سلام

یعنی عثمان صاحب قمیص ہدیٰ
حلہ پوش شہادت پہ لاکھوں سلام

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ۱۲ ﴾

ذی الحجہ شریف

چوتھا جمعہ .... دوسرا بیان

دُعا کے فضائل و برکات

Scanned by CamScanner

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ ٥ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ٥

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ٥

اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَادَعَانِ (پ:۲،ع:۷)

ترجمہ: دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب مجھے پکارے (کنزالایمان)

درود شریف:

عاشق مصطفیٰ امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

یا الٰہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو
جب پڑے مشکل، شہ مشکل کشا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جو دعائیں نیک میں تجھ سے کروں
قدسیوں کے لب سے آمین ربنا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب رضا خواب گراں سے سر اٹھائے
دولت بیدار عشق مصطفیٰ کا ساتھ ہو

تمہید: اللہ تعالیٰ رحمٰن ورحیم ہے، اپنے بندوں کی دعا پر لَبَّيْكَ عَبْدِیْ فرماتا ہے۔ دلی مراد عطا فرمانا دوسری چیز ہے، کبھی بندے کا نفع دوسری چیز میں ہوتا ہے وہ عطا کی جاتی ہے، کبھی بندہ محبوب ہوتا ہے اس لئے اس کی حاجت روائی میں دیر کی جاتی ہے کہ وہ عرصۂ دراز تک دعا میں مشغول رہے۔ اور کبھی دعا کرنے والے میں صدق واخلاص یعنی قبولیت کے شرائط نہیں پائے جاتے اس لئے دعا قبول نہیں ہوتی۔ (تفسیر خزائن العرفان)

حضرات! ہمارے پیر اعظم حضور غوث اعظم، شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ مدینہ طیبہ کے ایک یہودی نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے سوال کیا کہ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں کہ ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک پانچ سو برس کا راستہ ہے اور ہر آسمان کی موٹائی بھی پانچ سو برس کا راستہ ہے تو پھر ہمارا رب تعالیٰ ہماری دعا کیسے سنتا ہے تو اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اور! حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ بعض صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے آقا کریم مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم کیا ہمارا رب تعالیٰ ہم سے قریب ہے؟ کہ ہم چپکے چپکے اس سے کلام کریں یا زور سے اس کو پکاریں تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی:

وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ط اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ (پ۲،ع۷)

یعنی اے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم جب تم سے میرے بندے میرے بارے میں سوال کریں (تو ان کو بتادو) کہ میں قریب ہوں، دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب مجھے پکارے۔ (غنیۃ الطالبین، ص:۳۱۳)

اور اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ (پ۲۶،ع۱۶)

ترجمہ: اور ہم دل کی رگ سے بھی اس سے زیادہ نزدیک ہیں۔ (کنز الایمان)

مجدد ابن مجدد حضور مفتیِ اعظم الشاہ مصطفیٰ رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

ساجھی نہ اس کا کوئی شریک وہی ملک ہے وہی ملیک
پاک مکان سے اور نزدیک دیکھے سنے پست و باریک

لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اٰمَنَّا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ بندوں کی دعاؤں کو اپنی رحمت سے قبول فرماتا ہے۔

قبول دعا کے لئے چند شرطیں ہیں

ایک یہ ہے کہ اخلاص کے ساتھ دعا کی جائے۔ دوسرے یہ کہ دل غیر کی طرف مشغول نہ ہو۔ تیسرے یہ کہ دعا کسی ممنوع (یعنی حرام) چیز کے لئے نہ ہو۔ چوتھے یہ کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت پر یقین ہو۔ پانچویں یہ کہ شکایت نہ کرے کہ میں نے دعا مانگی اور قبول نہ ہوئی۔ جب ان شرطوں کے ساتھ دعا کی جائے گی تو دعا قبول کی جاتی ہے۔

حدیث شریف: میں ہے کہ دعا کرنے والے کی دعا قبول ہوتی ہے یا تو اس کی مراد دنیا ہی میں اس کو جلدی دے دی جاتی ہے یا آخرت میں اس کے لئے ذخیرہ ہوتی ہے یا گناہوں کا کفارہ کر دیا جاتا ہے۔ (تفسیر خزائن العرفان)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اُدْعُوْنِیْۤ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ط (پ۲۴، ع۱۱)

ترجمہ: مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔ (کنزالایمان)

قبولیت دعا میں تاخیر کی وجہ: امام اہل سنت سیدی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا، عرض کی، الٰہی میں اکثر دعا کرتا ہوں اور تو قبول نہیں فرماتا۔ حکم ہوا، اے یحییٰ! میں تیری آواز کو دوست رکھتا ہوں (یعنی پسند کرتا ہوں) اس واسطے تیری دعا کے قبول کرنے میں تاخیر کرتا ہوں۔ (احسن الوعاء لاداب الدعاء)

حضرات! مذکورہ واقعہ سے ہمیں سبق حاصل کرنا چاہئے کہ ہم کو کبھی بھی ایسا خیال اور تصور بھی نہیں کرنا چاہئے کہ ہماری دعائیں، ہمارا مانگنا، ہماری گریہ وزاری بیکار ہو گئیں، ایسا ہرگز نہیں۔ بندے کا کام ہے دعا مانگتے رہنا اور رحمٰن ورحیم رب تعالیٰ ضرور بضرور اپنے بندے کی دعا قبول فرماتا ہے۔ یا اللہ تعالیٰ ہم کو خوب دعا مانگنے کی توفیق عطا فرما آمین ثم آمین۔

شاہ طیبہ کا ارشاد: (۱) اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ یعنی دعا عبادت کا مغز ہے۔ (المستدرک للحاکم، ج:۱، ص:۴۹۰)

(۲) اَلدُّعَاءُ سَلَاحُ الْمُؤْمِنِ وَعِمَادُالدِّیْنِ وَنُوْرُالسَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ○ یعنی دعا مومن کا ہتھیار ہے اور دین کا ستون ہے اور آسمان وزمین کا نور ہے۔ (المستدرک للحاکم، ج:۱، ص:۴۹۱)

(۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

لَیْسَ شَیْءٌ اَکْرَمُ عَلَی اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مِنَ الدُّعَاءِ ○

(مسند امام احمد بن حنبل، ج:۲، ص:۳۶۲، ۳، مشکوۃ شریف، ۹۴)

یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک دعا سے بڑھ کر کوئی چیز بزرگ تر نہیں۔

(۴) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا

لَا یَرُدُّ الْقَضَاءَ اِلَّا الدُّعَاءُ (مشکوۃ شریف، ص:۱۹۵)

یعنی قضا کو دعا کے علاوہ کوئی چیز نہیں لوٹاتی۔

(۵) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ رَبَّکُمْ حَیٌّ کَرِیْمٌ یَسْتَحْیِیْ مِنْ عَبْدِہٖ اِذَا رَفَعَ یَدَیْہِ اِلَیْہِ اَنْ یَّرُدَّھُمَا صِفْرًا (ترمذی، مشکوٰۃ، ص:۱۵۹)

یعنی بے شک تمہارا رب حیا اور بخشش والا ہے، اس بات سے حیا فرماتا ہے کہ بندہ اس کی بارگاہ میں ہاتھ اٹھائے اور وہ انہیں خالی لوٹا دے۔

دعا کے آداب: (۱) دعا کے لئے اچھے اوقات کا خیال رکھنا جیسے سال میں یوم عرفہ (نویں ذی الحجہ) مہینوں میں رمضان المبارک کا مہینہ، ہفتے میں جمعہ مبارکہ کا دن اور رات کی ساعتوں میں سے سحری کا وقت۔

(احیاء العلوم، ج:۱، ص:۷۶۵)

(۲) نماز کو اچھے اوقات میں مقرر کیا گیا ہے تو تمہیں نمازوں کے بعد دعا مانگنی چاہئے۔ (احیاء العلوم، ج:۱، ص:۷۶۵)

(۳) اَلدُّعَاءُ بَیْنَ الْاَذَانِ وَالْاِقَامَۃِ لَایُرَدُّ (مسند امام احمد بن حنبل، ج:۳، ص:۵۰۳، احیاء العلوم، ج:۱، ص:۷۶۵)

یعنی اذان اور اقامت کے درمیان مانگی جانے والی دعا رد نہیں ہوتی۔

سجدے کی حالت میں دعا: آقا کریم مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا بندہ سجدے کی حالت میں اپنے رب تعالیٰ کے زیادہ قریب ہوتا ہے۔

فَاَکْثِرُوْا فِیْہِ مِنَ الدُّعَاءِ (شرح السنہ، ج:۳، ص:۱۵۱، احیاء العلوم، ج:۱، ص:۷۶۶)

یعنی سجدے کی حالت میں کثرت سے دعا مانگو۔

درود شریف سے دعا مقبول ہو جاتی ہے

(۱) مولی المومنین حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ دعا اللہ تعالیٰ سے حجاب میں ہے جب تک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور ان کی اہل بیت پر درود نہ بھیجا جائے۔ (بیہقی)

(۲) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: اِنَّ الدُّعَاءَ مَوْقُوْفٌ بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَا یَصْعَدُ مِنْھَا شَیْءٌ حَتّٰی تُصَلِّیَ عَلٰی نَبِیِّکَ (مشکوٰۃ شریف، ص:۸۷)

یعنی بے شک دعا آسمان اور زمین کے درمیان معلق رہتی ہے اور اس سے اوپر نہیں جاتی، یہاں تک کہ تو اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر درود پڑھے۔

اعلیٰ حضرت کا ارشاد: اے دوست دعا پرندہ ہے اور درود شریف پرندہ کا پر (جس سے پرندہ اڑتا ہے) پر نہ ہو تو پرندہ کیا اڑ سکتا ہے؟ (احسن الوعاء)

دعا میں درود کا مقام: ایک بزرگ نماز پڑھتے ہوئے جب تشہد میں بیٹھے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر درود شریف پڑھنا بھول گئے، رات میں جب سوئے تو خواب میں آقا کریم مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے، تو آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے میرے امتی! تو نے مجھ پر درود کیوں نہیں پڑھا۔ تو ان صاحب نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا میں ایسا محو اور مشغول ہو گیا کہ درود شریف پڑھنا یاد نہیں رہا۔ یہ سن کر محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: کیا تم نے میری یہ حدیث نہیں سنی کہ ساری نیکیاں، سب عبادتیں اور ساری دعائیں روک دی جاتی ہیں جب تک مجھ پر درود شریف نہ پڑھا جائے۔ سن لے اگر کوئی بندہ قیامت کے دن دربار الٰہی میں سارے جہان والوں کی نیکیاں لے کر حاضر ہو جائے اور ان نیکیوں میں درود شریف نہ ہوا تو ساری کی ساری نیکیاں اس کے منہ پر ماردی جائیں گی، ان میں سے ایک بھی نیکی قبول نہ ہوگی۔ (درۃ الناصحین، ص:۱۷)

حضرات! اس حدیث شریف کو بار بار پڑھئے اور سبق حاصل کیجئے کہ بغیر درود شریف کے ہماری کوئی نیکی قبول نہ ہوگی۔ اب ان لوگوں کا کیا حشر ہوگا جو بظاہر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں مگر محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ذکر شریف کو ناجائز و بدعت کہتے ہیں۔

عاشق مصطفیٰ امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

ذکر خدا جو ان سے جدا چاہو نجدیو
واللہ ذکر حق نہیں کنجی سقر کی ہے

بے ان کے واسطے کے خدا کچھ عطا کرے
حاشا غلط غلط یہ ہوس بے بصر کی ہے

مانگیں گے مانگے جائیں گے منہ مانگی پائیں گے
سرکار میں نہ لا ہے نہ حاجت اگر کی ہے

اعلیٰ حضرت تحریر فرماتے ہیں: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ:

دعا مانگنے والا بہت ادب کے ساتھ اپنے دونوں ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھائے اور سینہ یا شانوں، یا چہرہ کے مقابل کرے یا پورا ہاتھ اٹھائے یہاں تک کہ بغل کی سفیدی نظر آنے لگے، ہاتھ کھلے رکھے، چادر وغیرہ سے نہ چھپائے۔

اور فرماتے ہیں کہ دعا نرم، آہستہ آواز سے ہو۔ میرے آقا سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آہستہ دعا کرنا، بلند آواز دعا سے ستر مرتبہ بہتر ہے۔

اور فرماتے ہیں کہ آنسو کے ساتھ رونے کی کوشش کریں اگر چہ ایک ہی قطرہ ہو کہ مقبولیت کی علامت ہے۔ اگر رونا نہ آئے تو رونے جیسا منہ بنائے کہ نیکوں کی صورت بھی نیک ہے۔ مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَمِنْهُمْ ٥

اور فرماتے ہیں: جب اپنے لئے دعا مانگے تو تمام مسلمانوں کو دعا میں شریک کرے۔ خاص کر اپنے ماں، باپ اور پیر و مرشد کے لئے بھی ضرور دعا کرے۔

سنت یہ ہے کہ پہلے اپنی ذات کے لئے دعا مانگے پھر دوسروں کے لئے دعا مانگے کیا خبر کہ کون سی دعا قبول ہو جائے۔ دعا آمین پر ختم کرے کہ آمین دعا کی مہر ہے سننے والے کو بھی آمین کہنا چاہئے۔

اور فرماتے ہیں: دعا ختم کر کے دونوں ہاتھوں کو چہرہ پر مل لے کہ خیر و برکت ہے۔ (تلخیص: احسن الوعاء)

حدیث شریف: مراد مصطفیٰ، امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم غریبوں کے آقا، ہم فقیروں کی ثروت مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی کہ جب دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے تو جب تک چہرہ پر نہ پھیرتے واپس نہیں لاتے تھے۔ (احیاء العلوم شریف، ج:۱،ص:۷۶۷)

اور فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو اس کے محبوب اسماء سے پکارے۔ یَااَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔ یَارَبَّنَا کہے دعا مقبول ہوگی۔

آل نبی، اولاد علی، حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جو شخص عاجزی سے پانچ مرتبہ یَا رَبَّنَا کہے گا اللہ تعالیٰ اس کو ہر خوف سے نجات عطا فرمائے گا، امان بخشے گا اور جو چاہتا ہے عطا فرمائے گا۔ (تلخیص: احسن الوعاء)

جامع و کافی دعا: رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ٥

ترجمہ: اے رب! ہمارے ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور ہمیں آخرت میں بھلائی دے اور ہمیں عذاب دوزخ سے بچا۔ (کنز الایمان)

نیکوں کی دعاء: مراد مصطفیٰ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ شریف کے بچوں سے اپنے لئے دعا کراتے کہ عمر کے لئے دعا کرو کہ عمر بخشا جائے۔ (احسن الوعاء)

حضرات! یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ و رسول جل شانہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے نیکی و بزرگی کا پیکر بنایا ہے مگر وہ بھی بچوں سے دعا کراتے ہیں۔

منزل عشق میں تسلیم و رضا مشکل ہے
جن کے رتبے ہیں سوا ان کو سوا مشکل ہے

درود شریف:۔

چغل خور کی وجہ سے دعا قبول نہیں ہوئی

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں لوگ سخت قحط میں مبتلا ہو گئے، حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر آبادی سے باہر دعا مانگنے کی خاطر نکلے تو انہیں بارش عطا نہیں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ میں دعا قبول نہیں کروں گا کیونکہ آپ کے ساتھ ایک چغل خور ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے فرمایا تم سب چغل خوری سے توبہ کرو، جب انہوں نے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ نے ان پر بارش نازل فرمائی۔ (احیاء العلو، ج:۱،ص:۷۷۲)

گنہگاروں کی وجہ سے بارش روک دی گئی

حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام طلب بارش کے لئے باہر نکلے اور بارش کی دعا کی مگر بارش نہیں ہوئی۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا تم میں سے جس نے گناہ کیا ہے وہ واپس گھر چلا جائے۔ چنانچہ وہ واپس چلے گئے اور آپ علیہ السلام کے ساتھ جنگل میں صرف ایک آدمی باقی رہ گیا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس شخص سے پوچھا: کیا تم نے کوئی گناہ نہیں کیا؟ اس شخص نے کہا اللہ تعالیٰ کی قسم! مجھے کچھ معلوم نہیں البتہ ایک دن میں نماز پڑھ رہا تھا تو میرے پاس سے ایک عورت گزری، میں نے اسے اپنی اس آنکھ سے دیکھا، جب وہ چلی گئی تو میں نے اپنے انگلی کو اس آنکھ میں ڈال کر اس آنکھ کو نکال کر اس کے پیچھے پھینک دیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس شخص سے فرمایا تو اللہ تعالیٰ سے دعا مانگ، میں تیری دعا پر آمین کہوں گا۔ فرماتے ہیں کہ جب اس شخص نے دعا مانگی تو آسمان پر بادل چھا گئے اور بارش برسنے لگی۔ (احیاء العلوم، ج:۱،ص:۷۷۰)

اللہ والوں کی دعا: حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ والوں کی دعا کو اپنی دعا کی طرح نہ سمجھو۔ اللہ والوں کی دعا کو اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔ (مثنوی شریف)

وسیلے سے دعا مانگنا سنت ہے: مراد مصطفیٰ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے

میں سخت قحط پڑا۔ بارش نہیں ہو رہی تھی تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس کھڑے ہوئے اور یوں دعا کی۔ اِنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَیْکَ بِعَمِّ نَبِیِّنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاسْقِنَا ○

یعنی یا اللہ تعالیٰ! ہم تیری بارگاہ میں وسیلہ پیش کرتے ہیں اپنے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہ تو باران رحمت بھیج۔ دعا ختم بھی نہیں ہوئی تھی کہ بارش ہونے لگی۔

(صحیح بخاری، ج:...ص.....احیاء العلوم، ج:۱،ص:۷۷۵)

حضرات! حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ صرف صحابی ہی نہیں بلکہ مراد مصطفی اور خلیفۂ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں مگر وہ بھی آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلہ سے دعا مانگتے ہیں اور ان کی دعا قبول ہوتی ہے۔

معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تعلق اور نسبت سے دعا مانگنا ناجائز و بدعت نہیں بلکہ صحابہ کی سنت ہے۔

مجدد ابن مجدد، حضور مفتیٔ اعظم ہند الشاہ مصطفیٰ رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

وصل مولیٰ چاہتے ہو تو وسیلہ ڈھونڈ لو
بے وسیلہ نجدیو ہرگز خدا ملتا نہیں

حضرات! وہابیوں، دیوبندیوں کا عقیدہ ملاحظہ فرمائیے:

اہل حدیث کہلانے والوں کے امام اور وہابیوں، دیوبندیوں، تبلیغیوں کے پیشوا مولوی اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں:

عقیدہ! اللہ کی بارگاہ میں نبی کو سفارشی اور وکیل جاننے والا مشرک ہے۔ (تقویۃ الایمان،ص:۶۳)

اے ایمان والو! صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور اولیائے کرام، محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سفارشی اور وکیل جانتے تھے اور آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے دعا مانگتے تھے اور اللہ تعالیٰ ان کی دعاؤں کو قبول فرماتا تھا۔

لہٰذا! ہر سنی مسلمان کو وہابی، دیوبندی، تبلیغی سے ہر حال میں دور رہنا چاہئے ورنہ ایمان کی بربادی کا خطرہ ہے۔

اللہ تعالیٰ ایمان کے ساتھ اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ آمین ثم آمین۔

اللہ والے کے کرتے کی برکت: عظیم الشان ولی حضرت ابوالحسن خرقانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک پرانا کرتا

سلطان محمود غزنوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھا اور سلطان محمود غزنوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کُرتے کو بڑی عقیدت ومحبت کے ساتھ اپنے پاس رکھا تھا۔ چنانچہ جب سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے لشکر جرار کے ساتھ سومناتھ پر متعدد بار حملہ کیا، مگر فتح وکامیابی حاصل نہ کرسکا۔ ظاہری قوتیں جواب دے گئیں۔ انسانی تدبیریں ناکام ہوگئیں۔ تو سلطان محمود غزنوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں خیال آیا کہ آج دعا کے ہتھیار کو بھی آزما کر دیکھ لیں۔ اس لئے کہ دعا، مومن کا ہتھیار ہے پھر سلطان محمود غزنوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو رکعت نماز نفل ادا کی اور حضرت ابوالحسن خرقانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کُرتا مبارک سامنے رکھا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی کہ یا اللہ تعالیٰ! یہ کُرتا تیرے ولی حضرت ابوالحسن خرقانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے میں اسی کُرتے کے وسیلہ سے تیری بارگاہ میں دعا کرتا ہوں کہ تو مجھ کو فتح و نصرت عطا فرما۔ اس دعا کے بعد جب سومناتھ کے مندر پر حملہ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو فتح عطا فرمادی۔ اور رات کو سلطان محمود غزنوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواب میں حضرت ابوالحسن خرقانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ آپ فرمارہے ہیں کہ اے محمود! تو نے اس قدر معمولی چیز کے لئے میرے خرقہ کے وسیلہ میں دعا کی، اگر تو اس وقت یہ دعا مانگتا کہ تمام عالم کے کفار اسلام قبول کرنے اور دنیا سے کفر کا خاتمہ ہوجائے تو یقیناً تیری دعا قبول ہوتی۔ (تذکرۃ الاولیاء، ص:۲۸۹)

حضرات! جب اللہ تعالیٰ کے ولی کے کُرتے کی یہ شان ہے تو محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے موئے مبارک اور جبہ شریف کی برکت وعظمت کا عالم کیا ہوگا۔

خدا کے پاک بندوں کی تو یہ تاثیر ہوتی ہے
کہ ان کی ٹھوکروں کی خاک بھی اکسیر ہوتی ہے

ہمارے خواجہ کی دعا: سلطان شہاب الدین غوری ہندوستان میں چھ مرتبہ شکست پر شکست کھاچکا تھا۔ ایک رات کی بات ہے کہ سلطان شہاب الدین غوری نے خواب میں ایک نورانی صورت بزرگ یعنی حضور خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ آپ فرمارہے ہیں۔ اے شہاب الدین! اللہ تعالیٰ تم کو ملک ہند کی بادشاہت عطا کرے گا، میری دعا ہے تمہارے ساتھ، تم ملک ہند کی طرف توجہ کرو۔ سلطان شہاب الدین غوری خواب میں اس بشارت کو سننے کے بعد بڑا خوش ہوا کہ اللہ والے نے میری کامیابی کی دعا دے دی ہے اور اس کو یقین کامل ہوگیا کہ اب ہندوستان پر جنگ کرکے کامیاب وکامران ہوجاؤں گا۔ چنانچہ جب ساتویں مرتبہ سلطان شہاب الدین غوری نے ملک ہندوستان پر حملہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو کامیاب کیا۔ (تلخیص سیر الاقطاب، ص:۱۳۲، معین الارواح، ص:۶۷، سوانح غوث وخواجہ، ص:۵۹)

حضرات! جو بات بادشاہ کے سپاہ و لشکر میں نہیں ہوتی وہ اللہ والے کی دعا میں ہوتی ہے

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کو، ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

درود شریف:

مقامات مقبولہ میں دعا: کعبہ معظمہ کے چاروں طرف، مسجد حرام میں، صفا مروہ پر اور دونوں کے درمیان ہرے کھنبے کے بیچ میں، عرفات کے میدان میں، مزدلفہ میں، جمرات ثلثہ وغیرہ پر، مدینہ طیبہ، گنبد خضرا کے پاس، مسجد نبوی شریف، جنت کی کیاری میں، مسجد نبوی شریف کے ستون کے پاس، اصحاب صفہ پر، مواجہ اقدس میں، منبر اطہر کے پاس، جنت البقیع شریف میں، (اس سے زائدہ مقامات مدینہ شریف کے ہیں جہاں دعا قبول ہوتی ہے)

اور! حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار شریف کے پاس اور خیر و برکت و راحت والی تربت حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وہاں جو بھی دعا مانگے قبول ہو۔

اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ (ہندوستان میں) مرقد مبارک حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین

چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یعنی ہند کے راجہ، ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار شریف پر جو بھی دعا مانگی جاتی ہے اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔ (تلخیص احسن الوعاء)

حضرت مولانا حسن رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

خواجہ ہند وہ دربار ہے اعلیٰ تیرا
کبھی محروم نہیں مانگنے والا تیرا

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

(الف)

کتاب	مصنف
اشعۃ اللمعات	شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری علیہ الرحمۃ
الادب المفرد للبخاری	امام محمد بن اسمٰعیل بخاری علیہ الرحمۃ
ابن عساکر	ابوالقاسم علی بن حسن علیہ الرحمۃ
ابن اثیر	ابوالسعادات مبارک بن محمد شیبانی علیہ الرحمہ
ابن جریر	امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری علیہ الرحمہ
اصبہانی	امام ابونعیم اصبہانی علیہ الرحمہ
الحاوی للفتاوئ	علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ
اعلام النبوہ	شیخ ابوالحسین علی بن محمد ماوردی علیہ الرحمہ
الکامل لابن عدی	علامہ ابوالحسن علی بن ابی الکرم علیہ الرحمہ
امام احمد رضا نمبر	مولانا رحمت اللہ صدیقی، ممبئی
الاجازۃ المتینہ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ
القول البدیع	محمد بن عبدالرحمٰن امام سخاوی
افضل الصلوٰت علیٰ سید السادات	علامہ شیخ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی علیہ الرحمہ
الحدیقۃ الندیہ	علامہ عبدالغنی نابلسی علیہ الرحمہ
امام احمد رضا اور تصوف	مولانا شیخ محمد احمد مصباحی مدظلہ
انوار محمدیہ	شیخ علامہ محمد اسمٰعیل نبہانی علیہ الرحمہ
امام احمد رضا ارباب علم ودانش کی نظر میں	علامہ یٰسین اختر مصباحی
ارمغان نعت	اختر الحامدی صاحب
انداز بیان	محمد عرفان راے
امام پاک اور یزید پلید	علامہ محمد شفیع اکاڑوی علیہ الرحمہ
اعالی الافادۃ فی تعزیۃ الہند وبیان الشہادۃ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ
انوار مفتئ اعظم	مولانا محمد احمد مصباحی المجمع الاسلامی، مبارکپور

اسعاف الراغبین	محمد صبانی
احیاء العلوم	حجۃ الاسلام امام محمد بن محمد غزالی علیہ الرحمہ
الشرف المؤید	شیخ ال محمد اشہری
ازادۃ الادب لفاضل النسب	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ
استیعاب	حافظ ابو عمر یوسف بن عبد اللہ علیہ الرحمہ
الاصابہ فی معرفۃ الصحابہ	علامہ شہاب الدین بن علی ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ
الاصابہ فی تمییز الصحابہ	علامہ شہاب الدین بن علی ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ
الاتقان	علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ
احسن الوعا لآداب الدعاء	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ
اسلامی اخلاق وآداب	صدر الشریعہ علامہ امجد علی علیہ الرحمہ
انوار البشارۃ فی مسائل الحج والزیارۃ	امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ
اسد الغابہ فی تمییز الصحابہ	علامہ ابو الحسن علی بن ابی الکرم شیبانی علیہ الرحمہ
ازالۃ الخفاء	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ
احسن السیر	علامہ شمس الدین محمد بن عثمان ذہبی علیہ الرحمہ
اعجاز القرآن	محمد بن الطیب ابو بکر الباقلانی
الاشباہ والنظائر	شیخ علامہ ابن نجیم مصری علیہ الرحمہ
اخبار محمدی	ماہنامہ کراچی
اہل سنت کی آواز	خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ
انیس الارواح	حضرت خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمہ
الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ
امداد الفتاویٰ	مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی
اصلاح عقائد	مولوی رفیق خاں پسروی (وہابی)
اسوۂ اکابر	مولوی اشرف علی تھانوی
اشد العذاب	مولوی مرتضیٰ در بھنگی

(ب)

کتاب	مصنف
بہجۃ الاسرار	علامہ نورالدین شطنوفی علیہ الرحمہ
برکات آل رسول	علامہ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی علیہ الرحمہ
البدایہ والنہایہ	حافظ امام الدین ابوالفدا علیہ الرحمہ
بہار شریعت	صدر الشریعہ علامہ محمد امجد علی علیہ الرحمہ
برہان الحق	مولوی احمد دین گکھڑاوی (وہابی)
براہین قاطعہ	مولوی خلیل احمد انبیٹھوی دیوبندی

(پ)

کتاب	مصنف
پیغام رضا	مدیر اعلیٰ، مولانا رحمت اللہ صدیقی
پیغام معراج	مفتی محمد طیب داناپوری علیہ الرحمہ

(ت)

کتاب	مصنف
تفسیر خزائن العرفان	صدر الافاضل علامہ سید محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ
الترغیب والترہیب	حافظ زکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی علیہ الرحمہ
تفسیر کبیر	امام محمد فخر الدین رازی علیہ الرحمہ
تفسیر مدارک	امام ابوالبرکات عبداللہ بن احمد بن محمود نسفی
تفسیر خازن	امام علاء الدین علی بن محمد بغدادی علیہ الرحمہ
تفسیر درمنثور	علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ
تفسیر روح البیان	علامہ اسمٰعیل حقی حنفی علیہ الرحمہ
تفسیر جلالین	امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابوبکر سیوطی علیہ الرحمہ
	امام جلال الدین بن محمد بن احمد محلی شافعی علیہ الرحمہ

تفسیر ابن کثیر	حافظ ابوالفدا عمادالدین ابن کثیر علیہ الرحمہ
تفسیر روح المعانی	علامہ ابوالفضل شہاب الدین سید محمود آلوسی بغدادی علیہ الرحمہ
تفسیر ابن عباس	حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما
تفسیر بیضاوی	قاضی ناصرالدین ابوسعید عبداللہ بن عمر بیضاوی علیہ الرحمہ
تفسیر معالم التنزیل	محی السنۃ ابومحمد الحسن ابن مسعود بغوی علیہ الرحمہ
تفسیر عزیزی	شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ
تفسیر مظہری	قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمہ
تفسیر جامع البیان	امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری علیہ الرحمہ
تفسیر صاوی	عارف باللہ شیخ احمد صاوی مالکی علیہ الرحمہ
تفسیرات احمدیہ	شیخ احمد الشہیر بہ ملاجیون علیہ الرحمہ
تاریخ بغداد	حافظ ابوبکر علی بن احمد خطیب بغدادی علیہ الرحمہ
تاریخ مکہ	ڈاکٹر محمد الیاس عبدالغنی
تاریخ طبری	امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری
تحفۃ الاخیار	محمد عبدالحی / عبدالعزیز بن عبداللہ باز
تفریح الخواطر	شیخ عبدالقادر الاربلی علیہ الرحمہ
ترجمان اہل سنت	مولانا سعادت علی قادری، پاکستان
تذکرۃ الاولیاء	شیخ فریدالدین عطار علیہ الرحمہ
تذکرہ علمائے اہل سنت لاہور	اقبال احمد فاروقی، لاہور (پاکستان)
تکمیل الایمان	علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ
تذکرہ علمائے اہل سنت	علامہ محمود احمد قادری کانپوری علیہ الرحمہ
تفسیر ابن عربی	ابوبکر محی الدین محمد بن علی ابن عربی علیہ الرحمہ
تاریخ الخلفاء	علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ
تسوید القوس	علامہ ابن حجر العسقلانی علیہ الرحمہ

تنزیہ المکانۃ الحیدریہ	امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ
تاریخ ابن ہشام	علامہ عبد السلام ہارون علیہ الرحمہ
تحفۂ اثنا عشریہ	شیخ عبد العزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ
تاریخ ابن خلدون	علامہ عبد الرحمٰن بن خلدون علیہ الرحمہ
تہذیب التہذیب	حافظ شہاب الدین احمد بن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ
تاریخ التواریخ	رشید الدین فضل اللہ الھمزانی
تشریف البشر بذکر الائمۃ الاثنا عشر	سید محمد الصدیق
تفسیر نعیمی	مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمہ
تنبیہ الغافلین	شیخ فقیہ ابو اللیث سمرقندی علیہ الرحمہ
تبرکات کے آداب و فضائل	امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ
تاریخ مدینہ	شیخ عبد الحق محدث دہلوی
تفریح الاذکیاء	ابن جوزی علیہ الرحمہ
تبییض الصحیفہ	امام عبد الرحمٰن جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ
تواریخ حبیب الٰہ	علامہ مفتی عنایت احمد کاکوروی علیہ الرحمہ
تذکرۃ المحدثین	علامہ غلام رسول سعیدی
تذکرۃ الواعظین	مولانا محمد جعفر قریشی علیہ الرحمہ
تقویۃ الایمان	مولوی اسمٰعیل دہلوی (وہابی)
تذکرۃ الخلیل	مولوی عاشق الٰہی میرٹھی

(ج)

جواہر البحار	علامہ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی علیہ الرحمہ
جذب القلوب	شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ
جامع معجزات	مولانا حق نواز (جھنگوی)
جواہر غیبی	علامہ سیدی احمد سکیرج

جہان مفتی اعظم	مرتبین: مولانا محمد احمد مصباحی، مولانا مقبول احمد سالک مصباحی مولانا عبدالمبین نعمانی
الجوہر المنظم	علامہ احمد بن حجر مکی شافعی علیہ الرحمہ
جمال الاولیاء	مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی
جلاء الافہام	شیخ ابن قیم

(ح)

حلیۃ الاولیاء	حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ علیہ الرحمہ
حجاز جدید	مولانا یٰسین اختر مصباحی (مدیر)
حیات طیبہ	مفتی محمد رضوان الرحمٰن فاروقی علیہ الرحمہ
حقوق والدین	مفتی محمد رضوان الرحمٰن فاروقی علیہ الرحمہ
حیاۃ الحیوان	علامہ محمد بن موسیٰ دمیری علیہ الرحمہ
حجۃ اللہ علی العالمین	علامہ محمد یوسف بن اسمٰعیل نبہانی
حیات اعلیٰ حضرت	ملک العلماء علامہ ظفر الدین بہاری علیہ الرحمہ
حجۃ اللہ البالغہ	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ
حدائق بخشش	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ
حیات ابوحنیفہ	شیخ احمد الجنابی

(خ)

خلاصۃ المفاخر	شیخ عبدالقادر بن اسعد یافعی علیہ الرحمہ
خالص الاعتقاد	امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ
خصائص کبریٰ	علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ

کتاب	مصنف
خلفائے راشدین	پیر سید ارتضا علی کرمانی
خطیب	مولانا محمد الدین قادری
الخیرات الحسان	شیخ ابن حجر ہیتمی
خلاصہ قصیدہ بردہ	شیخ محمد حلوی
خزینۃ الاصفیاء	علامہ مفتی غلام سرور علیہ الرحمہ
خلاصہ فوائد فتویٰ	محمد لقمان بن محمد علی البغدادی

(د)

کتاب	مصنف
دار قطنی	شیخ ابوالحسن علی بن عمر دار قطنی علیہ الرحمہ
در مختار	شیخ علاء الدین محمد بن علی حصکفی علیہ الرحمہ
دلیل العارفین	خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ
درۃ الناصحین	شیخ عثمان بن حسن بن احمد الخوبیری
دلائل الخیرات	امام ابوعبداللہ محمد بن سلیمان الجزولی
دلائل النبوۃ	علامہ ابونعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی علیہ الرحمہ
دربار چشت	مولانا محمد مسعود افضل صاحب
الدرر السنیۃ	علامہ شیخ محمد سیف الدین کیلانی علیہ الرحمہ
الدولۃ المکیہ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ

(ذ)

کتاب	مصنف
ذکر الشہادتین	آل عبا مولوی احمد خاں صاحب صوفی اکبرآبادی علیہ الرحمہ
ذکر رضا	مولانا محمد نور المصطفیٰ رضوی
ذوق نعت	مولانا حسن رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ

(ر)

ردالمحتار	امام سید محمد امین الشہیر بابن عابدین شامی علیہ الرحمہ
روضۃ الفائق	شیخ شعیب عبداللہ بن سعد
الریاض النضرہ	علامہ احمد بن عبداللہ ابن محمد
روضۃ الشہداء	علامہ صائم چشتی
روضۃ الاحباب	مولوی محمد عاشق الٰہی امبرنی
راحۃ القلوب	محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمہ
روحانی حکایات	علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمہ

(ز)

زبدۃ الآثار	شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ
زواجر ہندی	محمد حفیظ الرحمٰن ہندی
الزبدۃ الزکیہ فی تحریم سجدۃ التحیہ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ
زرقانی علی المواہب	علامہ محمد عبدالباقی زرقانی علیہ الرحمہ

(س)

سنن الترمذی	امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی علیہ الرحمہ
سنن ابوداؤد	امام ابوداؤد سلیمان ابن اشعث سجستانی علیہ الرحمہ
سنن نسائی	امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی علیہ الرحمہ
سنن ابن ماجہ	امام ابوعبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ قزوینی علیہ الرحمہ
السنن الکبریٰ للبیہقی	شیخ ابوبکر احمد حسین بیہقی علیہ الرحمہ
السیرۃ النبویہ	حافظ ابوالفدا اسمٰعیل ابن کثیر علیہ الرحمہ
سبع سنابل شریف	شیخ سید میر عبدالواحد بلگرامی علیہ الرحمہ

سیرت حلبیہ	شیخ علی بن برہان الدین حلبی علیہ الرحمہ
سرور القلوب	علامہ شاہ نقی علی خاں بریلوی علیہ الرحمہ
سراج منیر شرح جامع صغیر	علامہ شیخ علی بن شیخ احمد عزیزی علیہ الرحمہ
سر الشہادتین	شیخ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ
سوانح اعلیٰ حضرت	علامہ شیخ بدرالدین احمد قادری رضوی علیہ الرحمہ
سیر اعلام النبلاء	علامہ شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان ذہبی علیہ الرحمہ
سیرت الصحابیات	ڈاکٹر محمد راحب النابلسی
سیرت فاطمہ	مولانا محمد بلال قادری
سوانح کربلا	صدرالافاضل سید محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ
سیرت الرسول	مولانا محمد عبدالہادی قادری بدایونی علیہ الرحمہ
سامان بخشش	مجدد ابن مجدد حضور مفتیٔ اعظم مصطفیٰ رضا خاں علیہ الرحمہ
سیرت عمر	عبداللہ بن راضی المعیدی
سیرت امام اعظم	علامہ شاہ تراب الحق
سراج العوارف فی الوصایا والمعارف	حضرت شیخ ابوالحسن احمد نوری علیہ الرحمہ
سفینۃ الاولیاء	داراشکوہ
سیرت ابن ہشام	ابن ہشام ابو محمد عبدالملک حمیری
سوانح غوث وخواجہ	علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ
سیر الاولیاء	شیخ سید محمد بن مبارک کرمانی
سیر الاقطاب	حضرت الہدیہ چشتی
سلطان الہند غریب نواز	مولانا محمد عاصم اعظمی
سیرت خواجہ غریب نواز	مولانا عبدالرحیم قادری کانپوری

(ش)

کتاب	مصنف
شفا شریف	قاضی عیاض ابن موسیٰ مالکی حنفی علیہ الرحمہ
شمول الاسلام	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ
شرح حصن حصین	محمد بن علی شوکانی
شرح الصدور	علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ
شعب الایمان	حافظ ابو بکر احمد بن حسین بیہقی علیہ الرحمہ
شرح عقائد	علامہ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی علیہ الرحمہ
شرح فقہ اکبر	ملا علی بن سلطان محمد القاری علیہ الرحمہ
شمس التواریخ	شیخ اسد اللہ ایزد
شواہد النبوۃ	شیخ علامہ عبد الرحمٰن جامی علیہ الرحمہ
شفاء السقام	شیخ تقی الدین ابو الحسن علی بن عبد الکافی
شمائم امدادیہ	حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمہ
شہید کربلا اور یزید	مولوی قاری محمد طیب دیوبندی

(ص)

کتاب	مصنف
صحیح البخاری	امام ابو عبد اللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری علیہ الرحمہ
صحیح المسلم	امام ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری علیہ الرحمہ
صحیح ابن حبان	امام امیر علاء الدین علی بن بلبان فارسی علیہ الرحمہ
صحیح ابن خزیمہ	امام محمد بن اسحاق بن خزیمہ علیہ الرحمہ۔
صحیفۂ اہل حدیث	ماہنامہ کراچی، پاکستان
صلوٰۃ الصفی فی نور المصطفیٰ	امام احمد رضا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ
الصواعق المحرقہ	امام احمد بن حجر مکی شافعی علیہ الرحمہ

(ط)

طبقات کبریٰ	امام محمد بن سعد علیہ الرحمہ
طبقات لابن سعد	امام محمد سعد علیہ الرحمہ

(ع)

عمدۃ القاری شرح بخاری	علامہ بدر الدین عینی حنفی علیہ الرحمہ
عاشق رسول	مولانا غلام رسول صاحب
عجائب المخلوقات	علامہ زکریا بن محمد بن محمود علیہ الرحمہ
عشرۂ مبشرہ	محمد حبیب الرحمٰن
عرف الجادی	مولوی نور الحسن بھوپالی (وہابی)

(غ)

غنیۃ الطالبین	شیخ عبد القادر جیلانی بغدادی علیہ الرحمہ
غایۃ الاوطار	شیخ الحلی جمال

(ف)

فتح الباری شرح بخاری	علامہ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ
فتاویٰ رضویہ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ
فتاویٰ حدیثیہ	علامہ ابن حجر مکی علیہ الرحمہ
فتاویٰ افریقہ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ
فتاویٰ عالمگیری	شہنشاہ ہند محمد اورنگزیب عالمگیر علیہ الرحمہ
فتاویٰ عبد الحی	شیخ عبد الحی لکھنوی علیہ الرحمہ

فتوح الشام	ابوعبداللہ محمد بن عمرالواقدی
فیض القدیر شرح جامع صغیر	علامہ عبدالرؤف مناوی علیہ الرحمہ
فقیہ ابن فقیہ	مولانا امجد رضا امجد
فتوحات الٰہیہ	شیخ سلیمان ابن عمرالمعروف بجمل علیہ الرحمہ
فضائل حج	امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ
فقہ وتصوف	محمد حلمی عبدالوہاب
فیصلہ ہفت مسئلہ	حاجی امداداللہ مہاجر مکی علیہ الرحمہ
فوائدالسالکین	حضرت بابا فریدالدین گنج شکر علیہ الرحمہ
فتاویٰ رشیدیہ	مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی
فتح المجید شرح کتاب التوحید	مولوی عبدالرحمٰن مجدی وہابی

(ق)

قلائدالجواہر	شیخ محمد بن یحیٰ تاذفی حنبلی علیہ الرحمہ
قمرالشمام فی نفی الظل عن سیدالانام	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ
قصیدۂ غوثیہ	شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ
قرآنی تقریریں	علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمہ
قصیدہ نعمانیہ	امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

(ک)

کنزالعمال	علامہ علی متقی بن حسام الدین علیہ الرحمہ
کتاب العقائد	صدرالافاضل سید محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ
کشکول فقیر قادری	مولانا حسنین رضا خاں بریلوی

کشف الغمہ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ
کشف المحجوب	شیخ داتا علی ہجویری علیہ الرحمہ
کیمیائے سعادت	حجۃ الاسلام امام محمد بن محمد غزالی علیہ الرحمہ
کرامات اہل بیت اطہار	مولانا محمد محبوب علی خاں قادری علیہ الرحمہ
کشف الغمہ	علامہ عبدالوہاب شعرانی شافعی علیہ الرحمہ
کلیات اقبال	ڈاکٹر اقبال
کتاب الثقات	حافظ محمد ابن حبان تمیمی علیہ الرحمہ
کلمات الصادقین	محمد سلیم اختر

(گ)

گلستاں	شیخ شرف الدین سعدی شیرازی علیہ الرحمہ

(ل)

لالہ زار	علامہ محمد ارشد القادری علیہ الرحمہ

(م)

مشکوٰۃ المصابیح	شیخ ولی الدین محمد بن عبداللہ خطیب تبریزی علیہ الرحمہ
مسند امام احمد بن حنبل	ابو عبداللہ احمد بن حنبل شیبانی علیہ الرحمہ
المعجم الکبیر للطبرانی	ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی علیہ الرحمہ
مرقات شرح مشکوٰۃ	شیخ ملا علی قاری بن سلطان محمد ہروی علیہ الرحمہ
المعجم الاوسط للطبرانی	ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی علیہ الرحمہ

المعجم الصغیر للطبرانی   ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی علیہ الرحمہ
المستدرک علی الصحیحین   امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری علیہ الرحمہ
مسند دیلمی   شیخ ابن عدی ابن عساکر بن خزیمہ علیہ الرحمہ
ماثبت بالسنہ   شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ
مفتی اعظم نمبر   ماہنامہ استقامت کانپور
مسند بزار   امام احمد بن عمرو بن عبد الخالق عتکی علیہ الرحمہ
مؤطا امام محمد   شیخ امام محمد بن حسن شیبانی علیہ الرحمہ
مؤطا امام مالک   امام ابو عبد اللہ مالک بن انس علیہ الرحمہ
مشارق الانوار   قاضی ابو الفضل عیاض بن موسیٰ مالکی
مسند ابو یعلی   حافظ احمد بن علی علیہ الرحمہ
مجموع الفتاویٰ   شیخ تقی الدین احمد تیمیہ علیہ الرحمہ
مواعظ نعیمیہ   مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمہ
محیط   علامہ ابو الحیان محمد بن یوسف علیہ الرحمہ
مواہب اللدنیہ   علامہ احمد قسطلانی علیہ الرحمہ
مطالع المسرات   علامہ محمد مہدی بن احمد بن علی علیہ الرحمہ
المیلاد النبوی   ابو الفرح عبد الرحمٰن بن علی جوزی علیہ الرحمہ
ماہنامہ پاسبان   مدیر اعلیٰ علامہ مشتاق احمد نظامی علیہ الرحمہ
الملفوظ شریف   مرتب مفتیٔ اعظم مصطفی رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ
معارج النبوۃ   ملا معین الحاج محمد فارابی علیہ الرحمہ
منیر العین   امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ
ماہنامہ اعلیٰ حضرت   مدیر اعلیٰ مولانا سبحان رضا خاں سبحانی میاں دام ظلہٗ
المیزان   مدیر اعلیٰ جیلانی میاں کچھوچھوی ممبئی
ماہنامہ استقامت   مدیر اعلیٰ مولانا ظہیر الدین قادری کانپوری

مثنوی شریف	حضرت مولانا روم علیہ الرحمہ
مفتیٔ اعظم اور ان کے خلفاء	مولانا شہاب الدین بریلی
مقالات نعیمی	مولانا زاہد علی سلامی
مکاشفۃ القلوب	حجۃ الاسلام امام محمد بن محمد غزالی علیہ الرحمہ
مدارج النبوۃ	شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ
مشکل الاثار	امام طحاوی ابوجعفر احمد بن محمد علیہ الرحمہ
مجمع الزوائد	حافظ نورالدین علی بن ابوبکر علیہ الرحمہ
مکتوبات شیخ الاسلام	سید طالب الرحمٰن
مکتوبات امام ربانی	مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمہ
المدخل	علامہ ابوعبداللہ محمد بن محمد المعروف با بن الحاج علیہ الرحمہ
منتخب التواریخ	مولانا عبدالقادر بدایونی
مقالات کاظمی	مولانا محمد ریاست علی۔ مولانا محمد زاہد علی جامعہ نعیمیہ مراد آباد
میزان الشریعۃ الکبریٰ	علامہ عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمہ
المورد الروی فی مولد النبی	ملا علی قاری علیہ الرحمہ
منبہات ابن حجر	علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ
معالی الفرش الی عوال العرش	احمد بن محمد الزبیدی
مراۃ الاسرار	شیخ عبدالرحمٰن چشتی علیہ الرحمہ
مسالک السالکین	علامہ عبدالستار بیگ سہرالی
مونس الارواح	جہاں آرا بیگم بنت شاہجہاں بادشاہ
منیۃ المصلی	شیخ عبداللہ علیہ الرحمہ
معین الارواح	محمد خادم حسین زبیری معینی گوڑی شاہی علیہ الرحمہ

(ن)

کتاب	مصنف
نووی شرح مسلم	ابوزکریا محی الدین یحیٰ الشہیر بہ امام نووی علیہ الرحمہ
نسیم الریاض	علامہ احمد شہاب الدین خفاجی حنفی علیہ الرحمہ
نفی الفئ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ
النموذج اللبیب	امام عبدالرحمٰن جلال الدین سیوطی
نورالابصار	علامہ مومن بن مومن شبلنجی
نزہۃ المجالس	علامہ عبدالرحمٰن صفوری علیہ الرحمہ
نہج البلاغۃ	غلام احمد صاحب
نصرت الاصحاب	منتری مسعود
النعمۃ الکبریٰ	شیخ علامہ امام شہاب الدین احمد بن حجر مکی علیہ الرحمہ
نشرالطیب	مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی

(و)

کتاب	مصنف
وفاءالوفاء	علامہ نورالدین علی بن احمد سمہودی علیہ الرحمہ

(ہ)

کتاب	مصنف
ہشت بہشت	حضرت امیر خسرو دہلوی علیہ الرحمہ

(ی)

کتاب	مصنف
یادگار رضا	مولانا غلام مصطفیٰ رضوی
الیواقیت والجواہر	علامہ عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمہ